بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

نمبر ۵ | بابت ماہ جمادی الاولی سنہ ۱۳۳۳ھ مطابق ماہ مئی ۱۹۱۵ع | جلد ۱۵

حالت اصلاح

اگرچہ ہم اپنے دردِ دلکو بھی قوم کے سامنے نہین ظاہر کرسکتے۔ کیونکہ مخالفین اسلام کے شماتت کا خوف ہے۔ اونھین اصلاح کے وہ مضامین تو نہین سوجھتے جو بغرض احقاق حق و رد باطل۔ دو دو جز کے لکھے جاتے ہین۔ مگر جہان قوم سے ہم نے استغاثہ کیا اوسکو وہ نقل کر لیتے ہین اور زخم دل پر نمک پاشی کرتے ہین۔ ملاحظہ ہو اہل حدیث ہے جسمین اصلاح کی اپیل مندرجہ کو تمام و کمال نقل کیا ہے۔

مگر ہائے یہ ایسا درد ہے کہ کسی طرح چھپائے نہین چھپتا نہ قوت صبر باقی ہے۔ کیونکہ ۹ ۲ اپریل تک ۱۰۰ ویلو واپس آچکے دشمنان دین کی تو دلی تمنا ہے کہ اصلاح و الشمس کا وجود صفحۂ روزگار سے مٹ جائے جسکی تحقیقات نے انکے دلون مین ناسور کر دیا ہے مگر کیا وہ لوگ بھی انکے شریک نہ سمجھے جائینگے جو ناحق۔ ویلو دیکر دفتر کا اس طرح نقصان کر رہے ہین ہم ہر سال قاعدہ ہے کہ ۹ سے اسکی فریاد شروع ہوتی ہے کہ یہ سال تمام ہو رہا ہے۔ ماہ محرم سے نیا سال شروع ہوگا جسکو آئندہ انکار ہو وہ ایک کارڈ کے ذریعہ سے مطلع فرمائے۔ اور جسکو خریداری سال آئندہ منظور ہو وہ چندہ بذریعہ منی آرڈر عنایت کرے مگر چھ ماہ کے اندر صرف تین خط ایسے آئے کہ سال آئندہ کے لئے انکار ہے۔ ورنہ سب کُت رہے۔ جس سے سمجھا گیا کہ آئندہ خریداری منظور ہے۔ بعض معاونین نے چندہ بذریعہ منی آرڈر بھی بھیجا بعض کے خطوط آئے ہم ویلو کے منتظر ہین۔

۲ اور ۲ کے نام بلا ویلو گیا کہ یہ زمانہ عزائے امام مظلوم شہید کربلا ہے۔ ویلو کی

کی روانگی ناگوار ہوگی - کیونکہ غالب تعداد خریداران اصلاح اون نادار غریبون کی ہے جو پانچ چھ روپیہ ماہوار پر بسر کرتے ہین -

مکرر سہ کرر اعلان و اطلاع پر ۳۰۰ ویلو گیا تو اوسکا یہ حشر ہوا کہ ۱۰۰ ویلو واپس آئے جسمین پانچ ایسے ہین جنکے نام غلطی سے ویلو گیا اور سات آدمی ایسے ہین جنکے خطوط ممانعت ویلو کے بعد آئے ورنہ ویلو آئے -

اب ہر خریدار کے نام شکایتی کارڈ روانہ کیا گیا وجہ واپسی دریافت کی گئی - مگر صرف دو آدمی بمبئی کے ایسے نکلے جنہون نے جواب سے سرفراز کیا ورنہ سکوت ہے -

اب ہماری غرض بزرگان قوم کی خدمت مین یہ ہے کہ وہ کوئی ایسی صورت بتائین جس سے ہم اس مصیبت سے نجات پائین کیونکہ ہر سال یہی معاملہ ہوتا ہے - دو ہزار روپیہ جو ۱۳۲۵ھ سے قرض ہوا اوس پر سال بسال کچھ نہ کچھ اضافہ ہی ہوتا جاتا ہے -

مضامین اصلاح مین تو فضل خدا سے ہر طرح ترقی ہو رہی ہے وہ وہ تحقیقات دکھائی جاتی ہین کہ بڑے بڑے علماکی وہان تک رسائی نہ ہو - ہزار ہا کتابین فن مناظرہ مین آجتک شایع ہو چکی ہین مگر اہل انصاف فیصلہ کر سکتے ہین کہ جو مضامین اصلاح مین درج ہوتے ہین اون مین کہان تک وہ مضامین ہین جو کتب متقدمین مین درج ہوئے اور کسقدر جدت ہے - مگر افسوس کہ ناقدری قوم آج کچھ بن نہین پڑتا - کیا خوب فرمایا ہے جناب امیرؑ نے لا رای لمن لا یطاع -

تنقید بخاری حصہ ثالثہ ۳۰۰ سے شروع کر دیا گیا ہے جو وہ کام کر رہا ہے جو بالکل نادر ہے مگر افسوس کہ ہزار کوشش پر آٹھ صفحہ سے زیادہ نہو سکا حالانکہ ہماری دلی تمنا یہ ہے کہ کم سے کم ہر مہینہ مین ۲۴ صفحہ اسکا شایع ہو کہ سال مین ۴۸ جزو تو شایع ہو جائے -

اس نمبر سے ایک اور اضافہ ہوا کہ اڈیٹر اہلحدیث نے بعنوان تصحیح بخاری - جواب تنقید بخاری شایع کرنا شروع کیا ہے جسکی غرض صرف مغالطہ دہی عوام ہے کہ کہنے کو ہو جائے کہ تنقید بخاری کا جواب ہو گیا - اس لئے ہم نے بھی تنقید بخاری کے ساتھ ہی اوسکا سلسلہ علیحدہ قایم کر دیا جسکا نام تنقیح بخاری رکھا گیا اسوجہ سے اور بھی اصلی مضامین تنقید بخاری مین کمی ہو جائیگی -

اب ہم اپنی معزز قوم سے صرف دو استدعا پیش کرتے ہین - ایک یہ ہے کہ اسقدر واپسی

ودوم - اربعین فی فضایل مولانا امیر المومنین بھی اس دفتر سے ملسکتی ہین - سید اصغر حسین مالک مطبع نور الٰہی آگرہ گلابخانہ

خیریت یہ ہوئی کہ جتنے بزرگان قوم تھے اونھون نے پہلے ہی سے شہر کو خالی کر دیا اور دوسرے شہرون مین چلے گئے۔

آیت اللہ زادہ خراسانی طہران تشریف لیگئے۔ محمد خیابانوی قطاع الطریق نے ایک شب روک رکھا۔ سات ہزار تومان اور ایک ساعت طلا لیکر جانے دیا۔

۱۱ ربیع الثانی کو جو مشہد مقدس پہ گولہ باری ہوئی اوسمین تخمیناً ۵۰ پچاس زایرین اور نمازگذارونسے مقتول و مجروح ہوئے مگر پیروان محمد علی مرزا سے کوئی بھی نہ زخمی ہوا نہ قتل۔

پالیسی انگلستان جو اسوقت تک ایران کے ساتھ ظاہر ہوئی اوسپر خود ولایت کی سیکڑون مجمع۔ صدہا اخبار اور فرانس و امریکہ کے مدبرین نے جس جس لہجہ سے اعتراض کیا ہی کہ مسٹر اڈورڈ گرے کی پالیسی نہ صرف ایران کو مبتلای مصیبت کیا۔ بلکہ ہندوستان کے مستقبل کو آیندہ سخت خطرے مین مبتلا کیا۔

اِن سب کے جواب مین ۱۴ اپریل کو مجلس شوریٰ انگلستان نے (بلیو بک) کتاب شایع کی ہے جسمین وہ کل مراسلات ہین جو روس کے ناپاک ارادون اور ایران کی حالت زار کی نسبت سر اڈورڈ گرے۔ سر جارج بارکلی بکنن مدبرین یورپ لکھے ہوئے ہین۔

ان مراسلات سے سر اڈورڈ گرے وزیر خارجہ کی نیک نیتی اور حمایت ایران تو ضرور معلوم ہوتی ہی جسپر تمامی اہل اسلام شکرگذار ہین کیونکہ وزیر مدوح نے روس کے قبضہ طہران پر اسلامی جذبات کو بہت اہمیت دی کہ اس سے اسلامی دنیا مین سخت اضطراب ہوگا۔

مگر افسوس ہی تو اسکا کہ آنچہ دانا کند۔ کند نادان۔ لیک بعد از خرابی بسیار۔ کا مصداق ہی کیونکہ اگر وہ روسیونکی مکاری پر پہلے ہی غور کرتی تو اس معاہدے پر راضی نہوتی اور اگر معاہدہ پر راضی ہوئے تھے تو اوسکی پابندی پر مجبور کرتے۔ کیونکہ آخر خود سر ایڈورڈ گرے کو لکھنا پڑا۔

گورنمنٹ روس کو نہین معلوم کہ کیا کیا نتائج پیدا ہونیوالے ہین جسکے علاج کرنیکے لئے کسقدر احتیاط و توجہ کی ضرورت ہے جسمین گورنمنٹ برطانیہ کی کسقدر اولوالعزمی کا اظہار کیا گیا ہی۔

اگر یہی تقریر ابتدائی معاملہ مین کیجاتی تو کسقدر موثر ہوتی۔ کیونکہ تمام عالم کو معلوم ہی مقاصد روس اور گورنمنٹ برطانیہ مین آسمان و زمین کا فرق ہی۔

فراق الاحبہ افسوس کہ حسین گنج کے رئیس جناب منشی نظیر حسن صاحب مرحوم نے ۲۰ ربیع الثانی کو انتقال کیا ہماری عزیزون بلکہ بزرگون سے تھے جناب مولوی حاجی حکیم فقیر حسین صاحب مرحوم کے سب سے چھوٹے فرزند تھے۔

ممبر کرسی نشینی جناب مولوی السید حشمت علیصاحب خیر پوری ضلع سیالکوٹ کو گورنمنٹ نے ابتداء کمال عزت افزائی کرسی نشینی عطا کیا جسپر صرف انجمن امامیہ نعرہ وال ضلع سیالکوٹ شکرگذار ہی بلکہ دفتر اصلاح بھی قوم کیطرف سے گورنمنٹ کا شکریہ ادا کرتا ہے۔

احادیث کو علما اہسنت انہین کی شرط پر صحیح مانتے ہین اور لازم العمل جانتے ہین اور جو انکی شرط ہے
نہ ملے اسے مطروح و مجروح و مقدوح سمجھتے ہین مگر ان بزرگون کی یہ حالت ہے کہ باوجودیکہ مذہب اہلسنت
کا دارومدار انہین کی احادیث و روایات پر ہے اور انکا قول آیت و حدیث سے بڑھکر مانا جاتا ہے مگر صفت
تقوی و ایمانداری سے جو لازمہ ثقت ہے کورے ہین اور باوجود التزام صحت اسناد انہین صحیحین
مین تدلیس کے مرتکب ہوتے ہین جو تلبیس ابلیس ہے کما لایخفی علی من جار بین خلال تلک الدیار
فاعتبروا یا اولی الابصار۔ اور اپنی حدیثون کی تنفیق و رواج کیلئے مدلس بنتے ہین جو صریح مکاری
دہوکہ بازی و جعل سازی ہے اور یہ بھی بمتابعت خلیفہ اول و ثانی ہے کیونکہ وہ کاذب و غادر و آثم
و خائن تھے کما فی کتاب الجہاد والسیر من صحیح مسلم اسی لئے علماء معتبرین اہلسنت و فضلاء کاملین
اہل جماعت باوصف بزرگ ماننے کے انکی اشتباہ کاری کا اقرار کر رہے ہین چنانچہ علامہ ابن حجر
عسقلانی نے نہایت تقدس طبقات المدلسین المسمی تعریف اہل التقدیس بمراتب الموصوفین
بالتدلیس مین بخاری اور مسلم کو علامہ ابو عبداللہ بن مندہ سے مدلس نقل کر رہے ہین اور وہ
تصریح کرتے ہین کہ انہون نے ایسے راویون سے بھی حدیث نقل کی ہے کہ جس سے خود نے نہ سنا تھا
اور قال فلان اور قال لنا فلان کہکر اہلسنت کو دھوکہ مین ڈال گئے علی ہذا القیاس رواۃ
احادیث اکثر تو خارجی و ناصبی اور منافق ہین اور کچھ قدری و جبری یعنی مجوس امت ہین
جیسے دشمنان حضرت علیؑ و اہل جمل و اہل صفین و خواجہ حسن بصری وغیرہ اور کچھ صریح کاذب
ہین جیسے ابوہریرہ وغیرہ جنکی تکذیب بزبان صحابہ یا ام المومنین عائشہ انہین صحاح مین موجود
ہے حسن بصری کی تدلیس کا حال بھی طبقات مذکورہ مین موجود ہے اور یہ بھی کہ حضرت امیر سے
اوسکا سماع حدیث ثابت نہین ہے اور جس کسی کے نام سے چاہتے تھے حدیث لگاتے تھے جیسے تقریب
تہذیب مین بھی ہے

اسی طرح دارقطنی و امام مالک و حافظ ابو نعیم صاحب حلیۃ الاولیاء ہین کہ سب کے سب متصف بہ
صفت تدلیس ہین یعنی دہوکہ باز ہین ع این خانہ تمام آفتاب است۔ اور بتصریح اہلسنت جسکی ایک
دفعہ بھی تدلیس ثابت ہو جائے وہ ساقط الاعتبار ہے من شاء الاطلاع فلیرجع الی کتب الرجال
سیما میزان الاعتدال للذہبی و تلبیس ابلیس لسبط ابن الجوزی۔ یہی وجہ ہے کہ جب

وکیل نے تو اور بھی ترقی کی کہ اپنا خاص شہید قوم علحدہ بنا لیا۔ شیخ غلام محمد صاحب وکیل پروپرائٹر اخبار وکیل نے اپنی موت طبعی سے انتقال کیا مگر وہ شہید قوم بنائے اونکی تعزیت مین جو خطوط آئے اونکا نام اخبار ماتم رکھا گیا۔ اور امام حسین کیلئے بدعات محرم۔ لکھا گیا۔

امسال ربیع الاول کی آمد آمد نے اخبار ی دنیا مین ایک خاص جان [illegible] ڈالی کہ ہر شخص نے میلادی نمبر نکالنا شروع کیا جس سے ہمکو بھی مسرت ہوئی کہ خیر اگر امام حسین کو بھولا یا تو رسول اللہ کو تو یاد کیا۔ جو یزیدیون کو بھی یاد تھے۔

پس اگر حدیث رسول حسین منی وانا من حسین صحیح ہے تو ذکر رسول اللہ سے امام حسین کا بھی ذکر ضرور ہوگا۔ مگر مولود نویسون نے یہ کمال کیا ہے کہ واقعات وحالات رسول مین کسی طرح بھولے سے بھی نام حضرت علی یا امام حسن یا امام حسین کا نہین آنے دیا یہ اعلی درجہ کا کمال ہے۔

وطن ۹ مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۱۴ء ہجرت کو تو لکھتا ہے مگر کس طرح حضرت عائش [illegible] ہوا [illegible] سوئے [illegible] سے فرشتون کو بھی تعجب ہوا تبلیغ حکم انذر عشیرتک الاقربین [illegible] آنحضرت اپنے [illegible] کو دعوت کھانے کیلئے بلاتے ہین اور انذار پیش کرتے ہین [illegible] کیونکہ [illegible] کس نے یہ انجام دیا توحید و رسالت امامت [illegible] کا [illegible] اعلان کیا۔

حضرت کے حجۃ الوداع [illegible] خطبہ کو [illegible] جسمین حضرت نے [illegible] رسالت پر گواہی لی مگر اسکے بعد حضرت نے فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ [illegible] لکھا گئے نزول آیۃ الیوم اکملت کو لکھا مگر اسکو نہ لکھا کہ یہ آیہ بعد ارشاد نبوی [illegible] من کنت مولاہ فعلی مولاہ نازل ہوا۔

یہ سب [illegible] کوششین ہین مگر حدالحق کا اظہار کرنا منظور تھا اوس نے اس طرح کا سامان کیا کہ ساری کوششین بیکار گئین اور مذہب باطل مٹ ہی گیا کیونکہ اسی نمبر مین ایک مضمون مولوی حسن میان پھلواری کا بھی ہے جسکی سرخی اونھون نے "اگلی کتابون کی بشارت" قرار دی ہے اوسمین توراۃ کے بعد زبور کی اوس شہادت کو نقل کیا ہے جسمین آنحضرت کے متعلق صاف صاف بشارت ہے جسکا آخری فقرہ یہ ہے (۱۶) تیرے بیٹے تیرے باپ دادون کے قائم مقام ہونگے تو اونھین ساری زمین کے سردار مقرر کریگا۔ اسکے بعد حسن میان لکھتے ہین یہ بشارت حرف بحرف حضور سرور عالم پر صادق آتی ہے اور بالکل صاف ہے عیان را چہ بیان۔"

اب ہمارا تمام عالم سے خواہ ہندو ہون یا نصاریٰ - آریہ ہون یا ہنود حنفی ہون یا وہابی سوال ہے عموماً اور حسن میان اور اڈیٹر وطن سے خصوصاً کہ اس پیشین گوئی کی تصدیق کیونکر ممکن ہے جبکہ حسن میان نے کہا کہ حرف بحرف حضرت پر صادق ہے - کیا حضرت نے اپنی اولاد کو ساری دنیا کا سردار مقرر کیا تھا؟ کیا ابوبکر، عمر، معاویہ، یزید وغیرہ حضرت کے بیٹے تھے جو خلیفہ ہوئے؟ کیا حضرت نے انسبکو دنیا کا سردار مقرر کیا تھا؟ کیا وہ مذہب حق ہو سکتا ہے جو حضرت کی نص پر خلافت کا منکر ہے؟ یا وہ مذہب حق ہے جو اولاد رسول کو بنص خدا و رسول تمام عالم کا سردار مانتا ہے؟ اگر دنیا مین انصاف ہوگا تو اسکا جواب صاف لفظون مین ملیگا - والسلام علی من اتبع الہدیٰ -

مرزائیون کا معراج جسمانی سے انکار

رسالہ تشحیذ الاذہان جو مرزا صاحب کے فرزند مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی اڈیٹری سے نکلتا ہے ۱۱ جلد ۵ مین لکھتا ہے "احمدی حضرات معراج کو نہ خواب کا واقعہ جانتے ہین نہ روحی مانتے ہین × مگر جسم صرف خاکی نہین ہوتا بلکہ مثالی بھی ہوتا ہے - اور روح جب جسم مثالی سے متعلق ہو تو اوسوقت براق پر سوار ہو سکتا ہے - اسلئے براق کی سواری سے معراج کا تجسد عنصری ہونا لازم نہین آتا صفحہ ۱۳۱"

معراج جسمانی کی منکر بی بی عائشہ بھی تہین - پیر تمام وہابیون کا بھی ایمان ہے لہذا ہم اس سے بحث نہین کرتے - کیونکہ یہی بی بی عائشہ حضرت کے حقیقی خاتم النبیین ہونے سے بھی منکر تہین کیونکہ فرماتین لا تقولوا لا نبی بعدہ یہ نہ کہو کہ حضرت کے بعد کوئی نبی نہین ہو گا -

مگر جسم مثالی پر جو دلیل دی ہے وہ نہایت ہی مزہ دار ہے لکھتے ہین "رہا یہ امر کہ جسم مثالی کے ساتھ جو سیر ہو - اسکا نام کشف ہی رکھا جاوے یا کیا؟ × ہمارے نزدیک یہ سیر کشف مین ہی داخل ہے -

مین اس موقع پر افادۃ للناظرین کشفی سیر کے دو نمونے کتاب حیات ولی یعنی سوانح عمری شاہ ولی اللہ سے نقل کرتا ہون - شیخ عبدالرحیم محدث دہلوی کے حال مین لکھا ہے -

" ایکدفعہ محمد فاضل نے اپنے فرزند رشید کو اجمیر بھیجنا چاہا - لیکن چونکہ سفر دور دراز اور خطرناک تہا - اسلئے خود بھی اسکے ہمراہ جانیکا قصد کیا جب شیخ سے رخصت ہونے لگا تو آپنے فرمایا تمہارے جانیکی چندان ضرورت نہین لڑکا بخیر و عافیت واپس آجائیگا - اور رستہ مین کسی طرح کی زحمت و تکلیف نہ پہونچیگی - البتہ اجمیر سے لوٹتے وقت

دو منزل کے فاصلہ پر وہان کے ڈاکو قافلہ کو لوٹینگے۔ لیکن مطمئن رہو۔ اسکی مال وجان کی حفاظت ہمارے ذمہ ہو۔ ہان لڑکے سے اتنا کہدو۔ کہ اسوقت اپنی سواری کو یکسو کرے جبکہ ڈاکو حملہ آور ہون۔ شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہین۔ کہ جب وہ وقت پہنچا تو شیخ صاحب متوجہ ہوے۔ اور اس توجہ مین حزن وملال کے آثار آپکے چہرے سے ظاہر ہوئے۔ لوگون نے اسکا سبب دریافت کیا تو فرمایا مسافت چند روزہ طے کرنے کے سبب سے کچھ ماندگی عارض ہو گئی ہے۔ چنانچہ جب محمد فاضل کا لڑکا وطن کو واپس آیا۔ تو اوس سے بیان کیا۔ کہ اجمیر سے لوٹتے وقت دو منزل کے فاصلہ پر ڈاکوؤن نے حملہ کیا۔ میں نے سواری رستہ سے یکطرف کرلی۔ اسی اثنا مین جناب شیخ صاحب کی صورت مبارک حاضر ہوئی۔ ڈاکوؤن نے اگرچہ بڑی بیدردی اور ظلم سے تمام قافلہ کو لوٹ کھسوٹ کر ننگا کردیا۔ لیکن ہماری سواری ان کی دستبرد اور غارت سے بالکل محفوظ رہی۔" حیات ولی صفحہ ۱۵۴-۱۵۵

پھر اسی کتاب مین بہ ضمن حالات شیخ ابوالرضا محمد صاحب لکھا ہے۔

"شیخ مظفر رہتکی کہتے ہین کہ ورگہ رواس کے واقعہ مین جب رہتک مین فتنہ وفساد شروع ہوا۔ اور اس کے تمام اطراف واضلاع تاراج کرڈالے گئے تو مین اپنے قبائل وعشائر کو ساتھ لیکر دلی مین آنے لگا۔ اسوقت تمام دہقانی درندون کی طرح آدمیون کے خون کے پیاسے تھے۔ اور وحشیون جیسے لوگون پر حملہ آور ہوتے تھے میرے ساتھ باوجود کثرت قبائل اور مستورات کے اسباب واقمشہ کے بہت سے بوجھ تھے جنہیں مین اسوقت وبال جان سمجھتا تھا لیکن فضل خدا سے ہم تمام راہ مین محفوظ رہے۔ اور امن وامان کیساتھ وہ دشوار گذار اور سنگلاخ گھاٹیان طے کرچکے۔ مگر ایک مقام پر دہقانیون کا ایک وحشی غول ہمارا مزاحم ہوا اور غارتگری کے ارادہ سے ہماری طرف بڑھا مینے نہایت جرات کیساتھ ترکش سے تیر کھینچکر کمان پر رکھا۔ اور بڑی چیرہ دستی کے ساتھ ان پر حملہ کیا۔ دہقانیون کا غول فوراً منتشر ہوگیا۔ اور سب مرعوب و خوف زدہ ہوکر خیمون اور چھپرون کے پیچھے جا چھپے مجھے تعجب تھا۔ کہ باوجود اس کثرت کے ان کو اس درجہ مرعوب ہونے اور خوف کھا کر چھپنے کی کیا وجہ ہو۔ لیکن جب شیخ (ابوالرضا محمد صاحب) عمم کی خدمت مین حاضر ہوا تو یہ عقدہ تمام وکمال حل ہوا۔ شیخ نے نہایت خندہ پیشانی سے ملاقات کی۔ اور فرمایا شیخ مظفر ہم اس سفر مین تمھارے ساتھ تھے۔ اور منزل بمنزل تمھاری حفاظت ونگرانی کرتے چلے آتے تھے کیا تمنے نہین دیکھا کہ جب دہقانیون نے تمپر حملہ کرنا چاہا۔ اور تم بالکل تنہا تھے۔ اور اسوجہ سے ان کی تاب مقاومت نہ رکھتے تھے۔

بھنے انہین متفرق اور پریشان کردیا۔ اور وہ مرعوب ہوکر جھونپڑیوں کے پیچھے جا چھپے" حیات ولی ۱۸۱ ص ۱۸۲
ناظرین دیکھا آپنے مرزائیوں کا ایمان کہ یہ لوگ رسول اللہ صلعم کے اس معجزہ معراج جسمانی کو جو آجتک
قرآن مین پڑھا جاتا ہے سبحان الذی اسری بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد
الاقصی الذی بارکنا حولہ لنریہ من ایاتنا۔ کس طرح انکار کرتے ہین اور کیسی تاویل کرتے
ہین کہ رسول اللہ کا معراج شیخ عبد الرحیم صاحب کے اس طولانی سفر کا ایسا تھا۔
سبحان اللہ کیا اچھا ایمان ہے قرآن جھوٹا۔ حدیثین جھوٹھ۔ حیات ولی کپین سچ جسکو شاید پاگل خانہ
کی گپ بھی اچھی طرح نہین کہہ سکتے۔
یہی مضمون نگار تشحیذ الاذہان نمبر ۲ جلد ۷ مین لکھتے ہین "باتفاق اکثر صحابہ کرام و ائمہ دین ہم
است کہ معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روحانی بود چنانچہ حضرت شیخ احمد سرہندی امام الربانی
مجدد الف ثانی مکتوبات خود تحریر فرمودہ اند کہ معراج پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم روحانی بود حضرت
امام غزالی ہم قائل معراج روحانی است و در شفائے قاضی عیاض مسطور است فذہب طائفۃ
الی ان اسری بالروح وانہ رؤیا منام مع اتفاقھم ان رؤیا الانبیاء حق و وحی والی ھذا
ذھب معاویہ والیہ اشار محمد ابن اسحاق وفی تفسیر کبیر وحکی عن محمد بن جریر
الطبری عن حذیفہ انہ قال ذلک رؤیا وانہ ما فقد جسد رسول اللہ صلعم
وانما اسری بالروح وحکی ھذا القول ایضاً عن عائشہ ومعاویۃ"
اس نوٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت معاویہ حضرت حذیفہ
محمد بن جریر طبری محمد بن اسحاق امام غزالی امام ربانی مجدد الف ثانی اور انکے علاوہ مسلمانون کا
ایک گروہ ہمیشہ سے یہی اعتقاد رکھتا چلا آتا ہے کہ معراج نبوی جسم خاکی کیساتھ نہین تھا۔
حضرت خواجہ سلطان نظام الدین اولیا زری زر بخش قدس اللہ سرہ کے ملفوظ مبارک موسوم
بہ فوائد الفواد (اردو ترجمہ) مطبوعہ مسلم پریس دہلی کے صفحہ ۹۳ مین لکھا ہے۔
"ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ کا مقولہ ہے کہ نہ معلوم شب معراج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں
لیگئے تھے کہ عرش و کرسی بہشت و دوزخ وغیرہ آپنے ملاحظہ فرمائین یا ان سب چیزون کو اسی دنیا
مین آپکے حضور مین لائے تھے یہ فرما کر آپنے ارشاد فرمایا کہ اگر یہ سب چیزین یہان ہی لائی گئی ہون۔

پس یہ امر اور بزرگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دال ہے کہ آپکا رتبہ ان سب سے بالا ہے"
اب تو اچھی طرح معلوم ہوا کہ معراج جسمانی کے منکر صرف مرزائی نہیں ہیں۔ بلکہ صحابہ میں عائشہ معاویہ
علما میں امام طبری امام غزالی مجدد الف ثانی سب ہی داخل ہیں تو کیا یہ سب مسلمان نہیں ہیں۔
مولوی ابراہیم سیالکوٹی اڈیٹر الہادی نے مرزائیوں سے انکار معراج جسمانی پر ایک دلیل اجماع کی
بھی دی ہے جسپر وہی مرزائی لکھتے ہیں صفحہ ۴۷
" رہی دوسری دلیل کہ سلف و خلف کا ایک بڑا گروہ اس طرف گیا ہے کہ اسراء نبوی روح اور جسم
عنصری دونوں کے ساتھ تھا یہ کچھ دلیل نہیں اللہ تعالی فرماتا ہے وان تطع اکثر من فی الارض
یضلوک عن سبیل اللہ ان یتبعون الا الظن وان ہم الا یخرصون سورہ انعام رکوع ۱۴
پھر فرماتا ہے وان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم
الاخر ذلک خیر واحسن تاویلا۔ سورہ النسا رکوع ۸۔ یعنی (اے مومنوا) پھر اگر باہم تمھارے
کسی مسئلہ پر نزاع ہو تو اللہ و رسول اور قرآن اور حدیث کی طرف رجوع کرو اگر یقین رکھتے ہو اللہ پر
اور قیامت پر یہی خوب اور بہتر تحقیق ہے ان دونوں آیتوں سے ثابت ہوا کہ دنیا میں اکثر لوگ گمراہ ہوتے
ہیں۔ انکی پیروی نہیں کرنا چاہیئے بلکہ مومنین کو اللہ اور رسول کی پیروی کرنا چاہیئے۔
" بعض مفسرین نے آیت ان تطع اکثر من فی الارض یضلوک کی تفسیر میں کہا ہے کہ فی ھذا
دلالۃ علی انہ لا عبرۃ فی دین اللہ ومعرفۃ الحق بالقلۃ والکثرۃ یجوز ان یکون الحق مع
الاقل یہ آیت دلالت کرتی ہے اسپر کہ کچھ اعتبار نہیں ہے خدا کے دین میں اور حق کے پہچاننے میں قلت اور کثرت
پر اسلئے کہ جائز ہے کہ حق وہی ہو جس طرف تھوڑے لوگ ہیں۔ ابن جوزی نے تلبیس ابلیس میں لکھا ہے کہ
سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے یوسف بن اسباط سے کہا کہ اذا بلغک عن احد بالمشرق انہ صاحب
سنۃ فابعث الیہ بالسلام واذا بلغک عن احد بالمغرب انہ صاحب سنۃ فابعث
الیہ بالسلام فقد قل اہل سنۃ اگر مشرق میں ایک اور مغرب میں دوسرا پابند سنت کا ہو
تو اسکو سلام بھیجو اسلئے کہ سنت پر چلنے والے بہت ہی کم ہیں امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں
کہ سواد اعظم وہی ہے جو تابع کتاب یعنی قرآن اور سنت کا ہو وان ماسواھا لا یلتفت الیہم وان
استلاء العالم منہم کہ جو کتاب و سنت کے سوا ہو اُسپر التفات نہ کرنا چاہیئے اگرچہ ان سے جہان

احادیث کو علماء اہلسنت انہیں کی شرط پر صحیح مانتے ہیں اور لازم العمل جانتے ہیں اور جو انکی شرط پر نہ ملے اسے مطروح و مجروح و مقدوح سمجھتے ہیں مگر ان بزرگون کی یہ حالت ہے کہ باوجودیکہ مذہب اہلسنت کا دارومدار انہیں کی احادیث و روایات پر ہے اور انکا قول آیت و حدیث سے بڑھکر مانا جاتا ہے مگر صفت تقوی و ایمانداری سے جو لازمہ محدثیت ہے کورے ہیں اور باوجود التزام صحت اسناد انہیں صحیحین مین تدلیس کے مرتکب ہوتے ہین جو تلبیس ابلیس ہے کما لا یخفی علی من جارہین خلال تلک الدیار فاعتبروا یا اولی الابصار۔ اور اپنی حدیثون کی تنفیق و رواج کیلئے مدلس بنتے ہین جو صریح مکاری دہوکہ بازی و جعل سازی ہے اور یہ بھی بمتابعت خلیفہ اول و ثانی ہے کیونکہ وہ کاذب و غادر و آثم و خائن تھے کما فی کتاب الجہاد والسیر من صحیح مسلم اسی لئے علماء معتبرین اہلسنت و فضلاء کاملین اہل جماعت باوصف بزرگ ماننے کے انکی اشتباہ کاری کا اقرار کر رہے ہین چنانچہ علامہ ابن حجر عسقلانی نے نہایت تفحص طبقات المدلسین المسمی تعریف اہل التقدیس بمراتب الموصوفین بالتدلیس مین بخاری اور مسلم کو علامہ ابو عبداللہ بن مندہ سے مدلس نقل کر رہے ہین اور وہ تصریح کرتے ہین کہ انہون نے ایسے راویون سے بھی حدیث نقل کی ہے کہ جس سے خود نے نہ سنا تھا اور قال فلان اور قال لنا فلان کہکر اہلسنت کو دھوکہ مین ڈالکر بالکئے علی ہذا القیاس رواۃ احادیث اکثر تو خارجی و ناصبی اور منافق ہین اور کچھ قدری و جبری یعنی مجوس امت ہین جیسے دشمنان حضرت علیؑ و اہل جمل و اہل صفین و خواجہ حسن بصری وغیرہ اور کچھ صریح کاذب ہین جیسے ابوہریرہ وغیرہ جنکی تکذیب بزبان صحابہ بلکہ ام المومنین عائشہ انہیں صحاح مین موجود ہے اور حسن بصری کی تدلیس کا حال بھی طبقات مذکورہ مین موجود ہے اور یہ بھی کہ حضرت امیرؑ سے اوسکا سماع حدیث ثابت نہیں ہے اور جس کسی کے نام سے چاہتے تھے حدیث لگاتے تھے جیسا تقریب التہذیب مین بھی ہے۔

اسی طرح دارقطنی و امام مالک و حافظ ابونعیم صاحب حلیۃ الاولیاء ہین کہ سب کے سب متصف بہ صفت تدلیس ہین یعنی دہوکہ باز ہین ع این خانہ تمام آفتاب است۔ اور بتصریح اہلسنت جسکی ایک دفعہ بھی تدلیس ثابت ہو جائے وہ ساقط الاعتبار ہے من شاء الاطلاع فلیرجع الی کتب الرجال سیما میزان الاعتدال للذہبی و تلبیس ابلیس لسبط ابن الجوزی۔ یہی وجہ ہے کہ جب

لوگ ان کتب احادیث و تفاسیر کو بچشم بصیرت دیکھتے ہین تو فوراً مذہب اہلسنت سے ہاتھ اوٹھا کر دامن اہلبیت اطہار بہتمام لیتے ہین چنانچہ میرے پاس جتنے حضرات مشرف باسلام حقیقی ہوئے ہین مین نے بجز کتب صحاح و معتبرہ اہلسنت کبھی کوئی کتاب شیعہ کی نہین دکھائی ہے بلکہ بعد شیعہ ہونیکے بھی چند ماہ تک اونہین کی کتب سے جملہ مطالب اصول و فروع شیعہ کو تعلیم کرتاہون اور مطابق کردیتا ہون جس سے اونکے قلوب قوی اور مطمئن ہوجاتے ہین اور پھر تمام اہلسنت اگر جمع ہوکر اوسے پھیرنا چاہین تو نہین پھر اسکتے وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

اب واسطے اہتزاز مومنین کے اون تازہ شیعونکے نام گذارش کرتاہون جو امسال داخل مذہب جعفری ہوئے ہین۔ وہو ہذا

(۱) سید کامل شاہ ولد سید حیات شاہ صاحب ساکن گاہی سیدان ضلع کامل پور تحصیل فتح جنگ

(۲) نوجا ولد گمہا قوم گوجر ساکن سلکہانہ ضلع جالندہر۔

(۳) قاسم ولد حسین ساکن حیدرآباد مقیم باندرہ ضلع تہانہ

ایدھم اللہ بنصرہ ورزقہم شفاعۃ محمد وآلہ ولہ الحمد فی الاخرۃ والاولی والسلام علی من اتبع الہدی الراقم العبد القاصر محمد باقر عفی عنہ از بمبئی پوسٹ ۹

التقریظات

العدل کا پہلا حصہ جو انجمن دار التالیف لکھنؤ کا تیسرا رسالہ ہو بلکہ تیسرے رسالہ کا پہلا حصہ ہو والحمد للہ چھپ گیا۔

اس انجمن نے ایک بہت بڑا فرض اپنے ذمہ لیا ہو چندہ کی بنا نہین ہو صرف اس انجمن کی مطبوعہ کتابون کی اشاعت مین مومنین کی سرگرمی ضروری ہو۔

عدل خداوند عالم نہایت معرکہ آرا مسئلہ ہو بجز فرقہ حقہ شیعہ سب اسکے مخالف ہین لہذا نہایت قابل قدر ہو جناب مولوی سید سبط حسن صاحب انریری سکرٹری انجمن دار التالیف محلہ وزیر گنج لکھنؤ سے بقیمت طلب فرمائے۔

لوائح لیلیہ۔ صحیفہ کاملہ کی دعائے شب کی شرح جناب مولوی سید مرتضی صاحب فلسفی نونہروی نے

عربی مین نہایت دقت اور تحقیقات سے لکھی ہے قابل لوگون کے دیکھنے کے لایق ہے جس سے معلوم ہوگا
لائق مصنف حکمت وادب کے کس درجہ کمال پر فائز ہین بلا قیمت مصنف سے بہ نشان نونہرہ ضلع
غازیپور طلب فرمائے۔

بچون کی نظم۔ تعلیم الاخلاق۔ اصول دین جناب ممتاز الافاضل مولوی سید محمد ہارون صاحب
شفاہ اللہ نے محض بچون کی تعلیم کیلئے نظم مین یہ رسائل لکھے ہین جناب نواب ابرار علیخا الصاحب رئیس
حسین آباد نے محض رفاہ خلائق کیلئے چھپوایا ہے جو مفت ملتا ہے۔ مومنین جناب مصنف و نوابصاحب
کیلئے دعا کرین کہ اس طرح کا فیض ہمیشہ جاری رہے جسکی قوم کو سخت ضرورت ہے۔

نوادر الادب من کلام سادۃ العجم والعرب بھی جناب ممدوح کی تصانیف مفیدہ سے ہے جسمین احادیث
ائمہ سے فن ادب مین تازہ اضافہ کیا گیا ہے جو لوگ فن ادب کے شایق ہین وہ جلد منگائین کہ نفحۃ الیمن
و عجب العجاب وغیرہ کتب ادبیہ اس سے منسوخ ہوگئین۔

جملہ مومنین پر لازم ہے کہ جناب مصنف کی صحت کیلئے دعا کرین کہ خدا نے خاص دماغ دیا ہے۔

جعفری جنتری جناب میر منور علی صاحب حیدرآبادی نے یہ جنتری بطریق شیعہ اثنا عشری مرتب کی ہے
جس سے سعد و نحس تاریخین بھی معلوم ہوتی ہین اور ہر تاریخ کی
خصوصیت ولادت و وفات ائمہ اور اوس روز کے اعمال نہایت خوبی سے معلوم ہوتے ہین۔
خداوند عالم مولف کو جزائے خیر عنایت کرے کہ عجب کام کیا ہے مگر افسوس قیمت نہین درج ہے۔

عشرہ محرم اور ماہ ربیع الاول

بیس برس اودھر ہندوستان مین جتنے اردو اخبار نکلتے تھے اونکا قاعدہ تھا کہ عشرے کے اندر جتنے پرچے نکلتے
اون مین کچھ نہ کچھ مضامین متعلق واقعہ کربلا ضرور ہوتے تھے۔ یہانتک کہ انگریزی اخبار بھی دوچار آرٹیکل
ضرور لکھتے مگر جب سے النجم نے جھنڈا اٹھایا جمعیت نے شہادت سے انکار کیا اہلحدیث نے اشتہار کی تجارت شروع
کی۔ اوسوقت سے عام طور پر تذکرہ واقعات کربلا ایکدم اخبارون سے موقوف ہوگیا۔
محرم ۱۳۴۲ھ امین بحر مشرق گورکھپور ایک مدعی اسلام اخبار نے بھی اس واقعہ جانسوز پر ایک
حرف نہ لکھا جس سے معلوم ہوا کہ مودت اہلبیت کو جو بنص قرآن اجر رسالت ہے کسدرجہ ترقی ہورہی ہے

وکیل نے تو اور بھی ترقی کی کہ اپنا خاص شہید قوم علحدہ بنالیا۔ شیخ غلام محمد صاحب وکیل پروپرائٹر اخبار وکیل نے اپنی موت طبعی سے انتقال کیا مگر وہ شہید قوم بنگئے اونکی تعزیت مین جو خطوط آئے اونکا نام اخبار ماتم رکھا گیا۔ اور امام حسینؑ کیلئے بدعات وہم لکھا گیا۔

ملعون ۱۲ ربیع الاول کی آمد آمد نے اخبار ہی دنیا مین ایک خاص جان ڈالی کہ ہر شخص نے میلادی نمبر نکالنا شروع کیا ہمیں سے ہمکو بھی مسرت ہوئی کہ خیر اگر امام حسینؑ کو بھولا یا تو رسول اللہ کو تو یاد کیا۔ جو یزیدیون کو بھی یاد تھے۔

پس اگر حدیث رسولؐ حسین منی وانا من حسین صحیح ہو تو ذکر رسول اللہ سے امام حسینؑ کا بھی ذکر ضرور ہوگا۔ مگر مولود نویسون نے یہ کمال کیا ہے کہ واوقات وحالات رسولؐ مین کسی طرح بھولے سے نام حضرت علیؑ یا امام حسنؑ یا امام حسینؑ کا نہین آنے دیا یہ اعلی درجہ کا کمال ہے۔

وطن ۱۹ مورخہ ۸ مارچ ۱۹۲۸ء ہجرت کو تو لکھتا ہے کس طرح حضرت علیؑ فرش رسول پر سوئے جس سے فرشتون کو بھی تعجب ہوا تبلیغ حکم انذر عشیرتک الاقربین کو لکھا کہ "آنحضرت اپنے رشتہ دارون کو دعوت کہانے کیلئے بلاتے ہین اور انذار پیش کرتے ہین" مگر اسکو نہین لکھا کہ یہ دعوت کیونکر ہوئی کس نے یہ انجام دیا توحید نور رسالت امامت قیامت کا کیونکر ہیوقت اعلان کیا۔

حضرت کے حجۃ الوداع اور اوس خطبہ کو لکھا جسمین حضرت نے کل صحابہ سے تبلیغ رسالت پر گواہی لی مگر اسکے بعد جو حضرت نے فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اوسکو کہا گئے۔ نزول آیہ الیوم اکملت کو لکھا مگر اسکو نہ لکھا کہ یہ آیہ بعد ارشاد نبوی من کنت مولاہ فعلی مولاہ نازل ہوا۔

یہ سب انسانی کوششین ہین مگر خدا کو حق کا ظاہر کرنا منظور تھا اوس نے اس طرح کا سامان کیا کہ ساری کوششین بیکار گئین اور مذہب باطل مٹ ہی گیا کیونکہ اسی نمبر مین ایک مضمون مولوی حسن میان پہلواری کا بھی ہے جسکی سرخی اونہون نے "اگلی کتابون کی بشارت" قرار دی ہے اوسمین توراۃ کے بعد زبور کی اوس شہادت کو نقل کیا ہے جسمین آنحضرتؐ کے متعلق صاف صاف بشارت ہے جسکا آخری فقرہ یہ ہے (۱۶) تیرے بیٹے تیرے باپ دادون کے قائم مقام ہونگے تو اونہین ساری زمین کے سردار مقرر کریگا۔ اسکے بعد حسن میان لکھتے ہین یہ بشارت حرف بحرف حضور سرور عالم پر صادق آتی ہے اور بالکل صاف ہے عیان راچہ بیان۔

اب ہمارا تمام عالم سے خواہ یہود ہون یا نصاریٰ - آریہ ہون یا ہنود - حنفی ہون یا وہابی سوال ہے عموماً اور حسن میان اور راڈیٹر وطن سے خصوصاً کہ اس پیشین گوئی کی تصدیق کیونکر ممکن ہو جبکہ حسن میان نے کہا کہ حرف بحرف حضرت پر صادق ہو - کیا حضرت نے اپنی اولاد کو ساری دنیا کا سردار مقرر کیا تھا ؟ کیا ابوبکر عمر معاویہ یزید وغیرہ حضرت کے بیٹے تھے جو خلیفہ ہوئے ؟ کیا حضرت نے انکو دنیا کا سردار مقرر کیا تھا ؟ کیا وہ مذہب حق ہو سکتا ہے جو حضرت کی نص پر خلافت کا منکر ہے ؟

یا وہ مذہب حق ہے جو اولاد رسول کو نص خدا و رسول تمام عالم کا سردار مانتا ہے ؟ اگر دنیا مین انصاف ہوگا تو اسکا جواب صاف لفظون مین ملیگا - والسلام علی من اتبع الہدی -

مرزائیون کا معراج جسمانی سے انکار

رسالہ تشحیذ الاذہان جو مرزا صاحب کے فرزند مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی اڈیٹری سے نکلتا ہو ۱۱ جلد ۸ مین لکھتا ہو "احمدی حضرات معراج کو نہ خواب کا واقعہ جانتے ہین نہ روحی مانتے ہین × مگر جسم فرخ خاکی نہین ہوتا بلکہ مثالی بھی ہوتا ہے - اور روح جب جسم مثالی سے متعلق ہو تو اوسوقت براق پر سوار ہو سکتا ہے - اسلئے براق کی سواری سے معراج کا تجسد عنصری ہونا لازم نہین آتا صفحہ ۱۳۲

معراج جسمانی کی منکر بی بی عائشہ بھی تہین جنپر تمام وہابیون کا بھی ایمان ہو لہذا ہم اس سے بحث نہین کرتے - کیونکہ یہی بی بی عائشہ حضرت کے حقیقی خاتم النبیین ہونے سے بھی منکر تہین کیونکہ فرماتین لا تقولوا لا نبی بعدہ یہ نہ کہو کہ حضرت کے بعد کوئی نبی نہین ہوگا -

مگر جسم مثالی پر جو دلیل دی ہے وہ نہایت ہی مزہ دار ہو لکھتے ہین "بھلا یہ امر کہ جسم مثالی کے ساتھ جو سیر ہو - اسکا نام کشف ہوا کیا ؟ × ہمارے نزدیک یہ سیر کشف مین ہی داخل ہو -

مین اس موقع پر بافادۃ للناظرین کشفی سیر کے دو نمونے کتاب حیات ولی یعنی سوانح عمری شاہ ولی اللہ سے نقل کرتا ہون - شیخ عبدالرحیم محدث دہلوی کے حال مین لکھا ہے -

" ایکدفعہ محمد فاضل نے اپنے فرزند رشید کو اجمیر بہیجنا چاہا - لیکن چونکہ سفر دور دراز اور خطرناک تہا - اسلئے خود بھی اسکے ہمراہ جانیکا قصد کیا جب شیخ سے رخصت ہونے لگا تو آپنے فرمایا تمہارے جانیکی چندان ضرورت نہین لڑکا بخیر و عافیت واپس آجائیگا اور رستہ مین کسی طرح کی زحمت و تکلیف نہ پہونچیگی - البتہ اجمیر سے لوٹتے وقت

دو منزل کے فاصلہ پر وہان کے ڈاکو قافلہ کو لوٹینگے۔ لیکن مطمئن رہو اس میں مال وجان کی حفاظت ہمارے ذمہ ہو۔ ہان لڑکے سے اتنا کہدو۔ کہ اسوقت اپنی سواری کو یکسو کرے جبکہ ڈاکو حملہ آور ہون۔ شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہین۔ کہ جب وہ وقت پہنچا تو شیخ صاحب متوجہ ہوے۔ اور اس توجہ مین حزن وملال کے آثار آپکے چہرے سے ظاہر ہوئے۔ لوگون نے اسکا سبب دریافت کیا۔ تو فرمایا مسافت چند روزہ طے کرنے کے سبب سے کچھ ماندگی عارض ہوگئی ہو چنانچہ جب محمد قاسم کا لڑکا وطن کو واپس آیا۔ تو اوس نے بیان کیا۔ کہ اجمیر سے لوٹتے وقت دو منزل کے فاصلہ پر ڈاکوؤن نے حملہ کیا۔ مینے اپنی سواری ایک سمت سے یکطرف کرلی۔ اسی اثنا مین جناب شیخ صاحب کی صورت مبارک حاضر ہوئی۔ ڈاکوؤن نے اگرچہ بیدادو ظلم سے تمام قافلہ کو لوٹ کھسوٹ کر ننگا کردیا۔ لیکن ہماری سواری ان کی دستبرد اور غارت سے بالکل محفوظ رہی۔" حیات ولی صفحہ ۱۵۴-۱۵۵

پھر اسی کتاب مین بضمن حالات شیخ ابوالرضا محمد صاحب لکھا ہے۔

"شیخ مظفر رہتکی کہتے ہین کہ ورگدہ کے واقعہ مین جب رہتک مین فتنہ وفساد شروع ہوا۔ اور اس کے تمام اطراف واضلاع تاراج کر ڈالے۔ تو مین اپنے قبائل ومتعلقین کو ساتھ لیکر دلی مین آنے لگا۔ اسوقت تمام دہقانی درندون کی طرح آدمیون کے خون کے پیاسے تھے۔ اور وحشیون جیسے لوگون پر حملہ آور ہوتے تھے میرے ساتھ باوجود کثرت قبائل اور مستورات کے اسباب واقسام کے بہت سے بوجھ تھے جنہیں مین اسوقت وبال جان سمجھتا تھا۔ لیکن فضل خدا سے ہم تمام راہ مین محفوظ رہے۔ اور امن وامان کیساتھ وہ دشوار گذار اور سنگلاخ گھاٹیان طے کرچکے۔ مگر ایک مقام پر دہقانیون کا ایک وحشی غول ہمارا مزاحم ہوا اور غارتگری کے ارادہ سے ہماری طرف بڑھا مینے نہایت جرأت کیساتھ ترکش سے تیر کھینچکر کمان پر رکھا۔ اور نہایت چیرہ دستی کے ساتھ ان پر حملہ کیا۔ دہقانیون کا غول فوراً منتشر ہوگیا۔ اور سب مرعوب وخوف زدہ ہوکر خیمون اور چھپرون کے پیچھے جا چھپے مجھے تعجب تھا۔ کہ باوجود اس کثرت کے ان کو اس درجہ مرعوب ہونے اور خوف کھاکر چھپنے کی کیا وجہ ہو۔ لیکن جب شیخ (ابوالرضا محمد صاحب) محمد کی خدمت مین حاضر ہوا تو یہ عقدہ تمام وکمال حل ہوا۔ شیخ نے نہایت خندہ پیشانی سے ملاقات کی۔ اور فرمایا شیخ مظفر ہم اس سفر مین تمہارے ساتھ تھے۔ اور منزل بمنزل تمہاری حفاظت ونگرانی کرتے چلے آتے تھے کیا تمنے نہین دیکھا کہ جب دہقانیون نے تمپر حملہ کرنا چاہا۔ اور تم بالکل تنہا تھے۔ اور اسوجہ سے ان کی تاب مقاومت نہ رکھتے تھے۔

ہمنے انہیں متفرق اور پریشان کر دیا۔ اور وہ مرعوب ہوکر جھونپڑیوں کے پیچھے جا چھپے" حیات ولی ۱۸۷ ۱۸۸
ناظرین دیکھا آپنے مرزائیون کا ایمان کہ یہ لوگ رسول اللہ صلعم کے اس معجزہ معراج جسمانی کو جو آجتک قرآن میں پڑھا جاتا ہے سبحان الذی اسری بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ لنریہ من ایاتنا۔ کس طرح انکار کرتے ہین اور کیسی تاویل کرتے ہین کہ رسول اللہ کا معراج شیخ عبدالرحیم صاحب کے اس طولانی سفر کا ایسا تھا۔

سبحان اللہ کیا اچھا ایمان ہے قرآن جھوٹا حدیثیں جھوٹی۔ حیات ولی گپین سچ جسکو شاید پاگل خانہ کی گپ بھی اچھی طرح نہین کہہ سکتے۔

یہی مضمون نگار تشحیذ الاذہان نمبر ۲ جلد ۲ مین لکھتے ہین "باتفاق اکثر صحابہ کرام وائمہ دین ہمین است کہ معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روحانی بود چنانچہ حضرت شیخ احمد سرہندی امام الربانی مجدد الف ثانی در مکتوبات خود تحریر فرمودہ اند کہ معراج پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم روحانی بود حضرت امام غزالی ہم قائل معراج روحانی است و در شفائے قاضی عیاض مسطور است فذہب طائفۃ الی ان اسری بالروح وانہ رؤیا منام مع اتفاقھم ان رؤیا الانبیاء حق ووحی والی ہذا ذہب معاویۃ والیہ اشار محمد ابن اسحاق و فی تفسیر کبیر و حکی عن محمد بن جریر الطبری عن حذیفۃ انہ قال ذلک رویا وانہ ما فقد جسد رسول اللہ صلعم وانما اسری بالروح وحکی ہذا القول ایضاً عن عائشۃ ومعاویۃ"

اس نوٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت معاویہ حضرت حذیفہ محمد بن جریر طبری محمد بن اسحاق امام غزالی امام ربانی مجدد الف ثانی اور انکے علاوہ مسلمانون کا ایک گروہ ہمیشہ سے یہی اعتقاد رکھتا چلا آتا ہے کہ معراج نبوی جسم خاکی کیساتھ نہین تھا۔

حضرت خواجہ سلطان نظام الدین اولیا زری زر بخش قدس اللہ سرہ کے ملفوظ مبارک موسوم بہ فوائد الفوائد (اردو ترجمہ) مطبوعہ مسلم پریس دہلی کے صفحہ ۹۲ مین لکھا ہے۔

"ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ کا مقولہ ہے کہ نہ معلوم شب معراج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں لیگئے تھے کہ عرش وکرسی بہشت و دوزخ وغیرہ آپنے ملاحظہ فرمائین یا ان سب چیزون کو اسی دنیا مین آپکے حضور مین لائے تھے یہ فرماکر آپنے ارشاد فرمایا کہ اگر یہ سب چیزین یہان ہی لائی گئی ہون۔

پس یہ امر اور بزرگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دال ہے کہ آپکا رتبہ ان سب سے بالا ہے"
اب تو اچھی طرح معلوم ہوا کہ معراج جسمانی کے منکر صرف مرزائی نہیں ہیں۔ بلکہ صحابہ میں حضرت عائشہ معاویہ
علماء میں امام طبری امام غزالی مجدد الف ثانی سب ہی داخل ہیں تو کیا یہ سب مسلمان ہیں۔
مولوی ابراہیم سیالکوٹی اڈیٹر الہادی نے مرزائیوں کے انکار معراج جسمانی پر ایک دلیل اجماع کی
بھی دی ہے جیسے وہی مرزائی لکھتے ہیں صفحہ ۴۷
"رہی دوسری دلیل کہ سلف وخلف کا ایک بڑا گروہ اس طرف گیا ہے کہ اسرار نبوی روح اور جسم
عنصری دونوں کے ساتھ تھا یہ کچھ دلیل نہیں اللہ تعالی فرماتا ہے وان تطع اکثر من فی الارض
یضلوک عن سبیل اللہ ان یتبعون الا الظن وان ہم الا یخرصون سورہ انعام رکوع ۱۴
پھر فرماتا ہے وان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم
الاخر ذلک خیر واحسن تاویلا۔ سورہ النسا رکوع ۸۔ یعنی (اے مومنو!) پھر اگر باہم تمہارے
کسی مسئلہ پر نزاع ہو تو اللہ ورسول او (قرآن اور حدیث) کی طرف رجوع کرو اگر یقین رکھتے ہو اللہ پر
او قیامت پر یہی خوب اور بہتر تحقیق ہے ان دونوں آیتوں سے ثابت ہوا کہ دنیا میں اکثر لوگ گمراہ ہوتے
ہیں۔ انکی پیروی نہیں کرنا چاہیئے بلکہ مومنین کو اللہ اور رسول کی پیروی کرنا چاہیئے۔
"بعض مفسرین نے آیت ان تطع اکثر من فی الارض یضلوک کی تفسیر میں کہا ہے کہ فی ھذا
دلالۃ علی انہ لا عبرۃ فی دین اللہ ومعرفۃ الحق بالقلۃ والکثرۃ لجواز ان یکون الحق مع
الاقل یہ آیت دلالت کرتی ہے اسپر کچھ اعتبار نہیں ہے خدا کے دین میں اور حق کے پہچاننے میں قلت اور کثرت
پر اسلئے کہ جائز ہے کہ حق وہی ہو جس طرف تھوڑے لوگ ہیں۔ ابن جوزی نے تلبیس ابلیس میں لکھا ہے کہ
سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے یوسف بن اسباط سے کہا کہ اذا بلغک عن احد بالمشرق انہ صاحب
سنۃ فابعث الیہ بالسلام واذا بلغک عن آخر بالمغرب انہ صاحب سنۃ فابعث
الیہ بالسلام فقد قل اھل سنۃ اگر مشرق میں ایک اور مغرب میں دوسرا پابند سنت کا ہو
تو اسکو سلام بھیجو اسلئے کہ سنت پر چلنے والے بہت ہی کم ہیں۔ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں
کہ سواد اعظم وہی ہے جو تابع کتاب یعنی قرآن اور سنت کا ہو وان ماسواھا لا یلتفت الیھم وان
استوعب العالم منھم کہ جو کتاب وسنت کے سوا ہو اسپر التفات نہ کرنا چاہیئے اگرچہ ان سے جہان

بھرا ہوا ہو اور جماعت کے معنی مین ایک بزرگ نے کہا ہو کہ الجماعۃ دالۃ بجامعۃ اھل الحق و ان قلوا کہ جماعت نام ہو۔ اور اہل حق کے جمع ہونیکا ایک حق بات پر اگرچہ وہ بہت ہی کم ہون سواد اعظم کے معنی مین ملا علی قاری شرح نخبۃ الفکر مین لکھتے ہین کہ ان فیھم من الصفات الموجبۃ للقبول ما تقوم مقام العدد الکثیر من غیرھم ولذا سمیت مثل ھذا الاسلام امۃ قال اللہ تعالی ان ابراھیم کان امۃ لانہ یجتمع فیہ من الصفات ما لا یوجد متفرقۃ الا فی جماعۃ ولذا قال الشاعر لیس من اللہ بمستنکر ان یجمع العالم فی احد وقد قیل فی حدیث المشہور علیکم بالسواد الاعظم ای الورع الاسلم۔ پس جبکہ ایک شخص پر اطلاق امت کا خدا کے کلام سے ثابت ہوا اسلئے کہ وہ ایک ان باتون کا جامع تھا کہ جو متفرق گروہون مین ملکر پائی جاتی ہین اور خدا کا ایک شخص کو بمنزلہ ایک جہان کے بنا دینا عجب نہین اور سواد اعظم سے مراد زیادہ پرہیزگار سے لیگئی ہو تو پھر کثرت عوام کو کسی مسئلہ کی صحت پر دلیل لانا بچونکو بہلانا اور عوام کو خوش کرنا ہو دیکھو فاضل روزبہان

ابطال باطل مین جہان حدیث لا یزال طائفۃ من امتی منصورۃ لا یضرھم من خذلھم حتی تقوم الساعۃ کا ذکر کیا لکھتے ہین محاصل الحدیث لا یزال الطائفۃ قلیلۃ من التی منصورۃ بالحجۃ والبرھان پس حدیث کا یہ مطلب ہو کہ ایک جماعت قلیل جو دلیل اور حجت کیساتھ غالب اور کامیاب ہمیشہ رہیگی پس معلوم ہوا کہ وہ گروہ جو ہمیشہ غالب رہیگا وہ وہی قلیل آدمیون کا گروہ ہو جو کہ اپنی حجت شرعی سے اورون پر غالب ہوگا اور کوئی اسکو مغلوب نہ کرسکیگا اور یہ گروہ وہی ہو جو کتاب کتاب و سنت ہو نہ اسکے سامنے رسم و رواج کی کچھ پیش جاتی ہے نہ بدعتیون کے پیچ اور بیہودہ دلیلین چل سکتی ہین نہ ایمان دنیا طلب کی چکنی چپڑی باتون کی دھنیت اثر کرتی ہو نہ قومونکی کثرت اور عوام کی جمعیت اور تنفیذ اسکو رد کرسکتی ہو خدا کی کتاب اور رسول کی حدیث کے سامنے سب کو مغلوبیت ہوجاتی ہو۔۔۔

ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم بن غالب اندلسی اپنی محلی کی کتاب الاشربہ مین بہ نسبت دعوی اجماع کے لکھا ہو (ترجمہ) کہ اجماع کا دعوی کرنا ایک ایسا قول ہو جسکا فساد ظاہر ہو اسلئے کہ اس سے بہت سے اقوال باطل ہوتے ہین اور ایسے دعوی کرنیوالونپر لازم آتا ہو کہ وہ نہ زکوۃ کو واجب جانین نہ حج و نماز کی فرضیت کے قائل ہون اور نہ زنا کی برائی پر اعتقاد رکھین مگر اسوجہ سے کہ اس پر اجماع ہو چکا ہو لیسا

کرے وہ دین اسلام سے خارج ہے دو وجہ سے اول یہ کہ یہ بنایا ہوا مذہب ہے نہ خدا نے حکم دیا ہے کہ سوائے اجماع کے اور کسی کا اتباع نہ کرنا اور نہ رسول نے فرمایا ہے بلکہ خدا نے تو قرآن و سنت اور اولوالامر کے اتباع کا حکم دیا ہے یہ بھی خدا نے نہیں کہا کہ جب کسی امر میں اختلاف ہو تو وہی بات ماننا جس پر اجماع ہو جو ایسا دعوی کرے وہ خدا پر تہمت کرتا ہے اور نیا دین بنانا چاہتا ہے اسلئے کہ خدا نے صاف صاف کہدیا ہے کہ جو تمہارے رب نے بھیجا اُسکی اتباع کرو اور پھر فرما دیا ہے کہ جو رسول کہے اسے لو اور جس سے منع کرے اُسے چھوڑ دو اور نیز ارشاد فرماتا ہے کہ اگر کسی بات میں جھگڑا ہو تو خدا و رسول سے رجوع کرو اسلئے ہم اس امر میں اجماع کا اتباع کرتے ہیں جس میں ہمکو ثابت ہو کہ سب کے سب اُسپر متفق ہیں اور اُنکا اجماع کتاب و سنت کے مخالف نہیں ہے اور اگر آپس میں اختلاف ہو تو ہم قرآن و حدیث پر رجوع کرتے ہیں جسکو اسکے مطابق پاتے ہیں اسپر عمل کرتے ہیں گو اُسپر اجماع نہو اور بس یہی وہ طریقہ ہے جسکا حکم خدا اور رسول نے دیا ہے دوسرے یہ کہ اجماع کے دعوی سے ثابت ہوتا ہے کہ حالت اختلاف میں ہمکو قرآن و حدیث پر رجوع نہ کرنا چاہئے بلکہ اجماع ہے کہ بہتوں کی راے کیا تو حقیقت میں یہ بات دین کی نہیں ہے"

مسلمانو! اس تحریر کو بغور دیکھو کہ خود علمائے اہلسنت اب اوسی اجماع کی کیسی دھجیاں اوڑا رہے ہیں جس اجماع کی بدولت حکم خدا و رسول باطل کر دیا گیا تہا اور ابوبکر خلیفہ بنائے گئے۔ جب مطلب پورا ہو گیا تو اب وہی اجماع قرآن و حدیث کے خلاف ٹھہرایا جاتا ہے۔ تو کیا ممکن ہے کہ کوئی شخص مذہب اہل سنت میں حق پا سکتا ہے۔

دیکھو خلافت ملی بھی۔ گئی بھی۔ اولاد رسول قتل ہو چکی دیوالروں میں چنی گئی سب کچھ ہوا مگر اونکا حق قائم ہے۔ اب تمکو صرف زندگی بسر کرنا ہے اور مرکر رسول اللہ صلعم کو منہ دکھانا ہے پھر کیوں اپنا دین و ایمان خراب کرتے ہو۔

ہم خدا کو حاضر ناظر جانکر بقسم شرعی عرض کرتے ہیں دنیا میں صرف مذہب شیعہ اثنا عشری حق ہے اور جتنے مذاہب ہیں باطل ہیں۔ تم حنفی ہو یا وہابی۔ مرزائی ہو یا چکڑالوی راہ حق نہ پاؤ گے جبتک حکم رسول انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی اہلبیتی پر ایمان نہ لاؤ گے۔

النجم کی دلیری

اصلاح ۔۔۔ میں بعنوان کذاب بدعلم اور الشمس ۔۔۔ جلد ۱۵ میں بعنوان تفضیح الکاذب اسکی حقیقت

دکھائی گئی تھی کہ اڈیٹر النجم نے خود اقرار کیا ہے کہ سنیون کی کتابون مین بھی تحریف قرآن کی روایتین موجود ہین یہ دوسری بات ہے کہ سنیونکا عمل ان روایات پر نہین ہے۔

بقول اڈیٹر" النجم کے ایک پرچہ مین نہین بلکہ پے در پے پرچون مین ان سے دعوی کے اثبات کا مطالبہ کیا گیا اور ا نکو بہت غیرت دلائی گئی کہ وہ کیون اسقدر خود رفتہ ہین اور کیون ایسے کذب صریح کو اپنے لئے مایہ افتخار سمجھتے ہین" ملخصاً

انہین مطالبات کے جواب مین اصلاح نمبر ۲ مین اونکے مطالبات بھی تاریخ وار دکھائے گئے اور اونکی تصریحات بھی کہدئے جگہ اسکا اقرار کیا ہے۔ اس تحریر کے جواب مین فرماتے ہین۔

"ایک صاحب نے مجھسے کہا کہ ایڈیٹر اصلاح نے آپکے اس مطالبہ کا جواب دیا اور اپنے دعوی کا ثبوت پیش کیا ہے چنانچہ نور الحسن صاحب مکاتب شیعہ معین وناصر مقبول احمد صاحب) نے اصلاح کا پرچہ مجھے دیا ہے اور مجھسے خاص طور پر فرمایش کی ہے کہ آپکو وہ پرچہ دکھا کر اسکا جواب حاصل کرون"

جس سے معلوم ہوا کہ اڈیٹر صاحب النجم سے شیعہ اور سنی دونون نے جواب کا مطالبہ کیا اور خاص طور پر فرمایش بھی کی گئی۔ مگر اون سب کے جواب مین فرماتے ہین

اسوقت رسالہ اصلاح کو نہ دیکھا۔ بعد ان پریشانیون کے دور ہونے کے اب جو مینے دیکھا تو رسالہ اصلاح کا وہ نمبر میرے پاس آیا ہی نہین"

مگر اسکی وجہ نہ لکھا کہ اگر آپکے دفتر مین بالفرض نہین آیا تھا تو دفتر اصلاح کو ایک کارڈ کیون نہین لکھا جیسا کہ ابھی دفتر اصلاح سے مطالبہ النجم نمبر ۵ کیلئے دو کارڈ گیا جسپر آپنے پھر نمبر ۵ بھیجا۔ جب اصلاح نے آپکے نمبر ۵ تین عدد کو واپس کیا تب جا کر آپنے نمبر ۵ بھیجا اور اوسوقت سے پھر سکوت ہے۔ اوسی طرح اگر آپ کارڈ طلب مین لکھے ہوتے تو یہ شکایت بجا ہوتی۔

شکر خدا کہ نمبر ۵ مین جا کر آپنے اقرار کیا۔ "اصلاح نمبر ۲ جلد ۱۴ بابت شوال ۱۳۳۲ھ مین کئی ماہ کے غور و فکر کے بعد میری اس گرفت کا جواب دیا ہے جو متواتر کئی پرچون مین مینے کی تھی"

مگر نہ معلوم کہ آپکا یہ اعتراض جبکہ ۱۲ و ۲۰ شعبان کے پرچہ مین تھا اور جواب اوسکا ماہ شوال مین دیا گیا تو "کئی ماہ" کا لفظ دروغ ہے یا سچ کیونکہ آپکا اخبار ہفتہ وار تھا۔ اور اصلاح غریب ماہوار پھر کیونکر ممکن تھا کہ ۱۲ و ۲۰ شعبان کا جواب رمضان کے پرچہ مین نکلے۔

ہرحال اصلاح نمبر ۵ مین بعنوان کذاب اعظم آپکے تین کذب عظیم کا اثبات صفحہ ۲۴ لغایت ۲۸ مین ہو گیا تھا۔ کذب اول کو تو بالکل ہضم کر گئے جو روایت ابو الدردا سے متعلق تھا جسمین ابو دردا نے فرمایا تھا۔ سوا نماز جماعت کے اور کوئی بات شریعت کی اب باقی نہین ہے اور حضرت انس نے دمشق میں کہا کہ نماز بھی اپنی حالت پر قائم نہین رہی ؂

ان دونون روایتون سے بھی آپنے ۲۰ رجب مین انکار کیا تھا جسکی تصدیق نمبر ۵ مین آپکے کذب اول مین دکھائی گئی اوسکو تو بالکل ہضم کر گئے۔

کذب دوم جو متعلق بہ تحریف قرآن تھا اوسکو نقل کرکے آپ لکھتے ہین۔

" جواب از مدیر النجم اصلاح کے اس جواب کو نیز اوسکی تحریرات سابقہ کو دیکھکر قرآن شریف کی اس آیت کی یاد تازہ ہو جاتی ہے اور جو واقعہ اس آیت مین مذکور ہے پیش نظر ہو جاتا ہے قولہ تعالی۔ وقال الذین کفروا لا تسمعوا لھذا القرآن والغوا فیہ لعلکم تغلبون۔ ترجمہ۔ کافرون نے (آپس مین) کہا کہ اس قرآن کو نہ سنو اور اس (کی تلاوت کے وقت) مین بیہودہ بکنا شروع کر دو تاکہ تم غالب آجاؤ۔

بالکل یہی حالت اصلاح وغیرہ رسائل شیعہ کی ہے غضب خدا کا خود اپنی اس تحریر مین میرا یہ قول نقل کر رہے ہین "کہ اول تو وہ روایتین تحریف پر اصلا دلالت نہین کرتین"۔ اور باوجود ایسے صاف وصریح قول کے میری طرف روایات اہل سنت کے دال علی التحریف ہونیکا قول منسوب کرتے ہین۔ یہ بیہودہ گوئی اور آنکھون مین خاک جھونکنا نہین تو اور کیا ہے۔ بھلا ایسے خرافات کا جواب کیا دیا جائے۔ اور جواب دینے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ میرے خیال مین تو یہ تحریر خود ہی اپنے کاتب کی بیہودہ گوئی پر شاہد عادل ہے۔

اسی بیہودہ گوئی کی وجہ سے بار بار علمائے شیعہ سے کہا گیا کہ آؤ بالمشافہ مناظرہ کر لو۔ مگر چونکہ وہ جانتے ہین کہ بالمشافہ مناظرہ مین دن کو رات آسمان کو زمین کہنے کا موقع نہ ملیگا۔ اسلئے اس سے کوسون بھاگتے ہین اور طرح طرح کے بہانے نکالتے ہین کبھی عدم قابلیت مخاطب۔ کبھی کچھ کبھی کچھ ع حیلہ جو را بہانہ بسیار۔ لہذا دل چاہتا ہے کہ شیعون کے دماغ سے غائبانہ تحریری مناظرہ کی ہوس بھی نکالدی جائے چنانچہ بعونہ تعالے اسوقت۔

جمیع علمای شیعہ کو اعلان

دیا جاتا ہے۔ کہ اگر آپ لوگ اپنے مذہب کی حقیت کا خفیف سا بھی وہم رکھتے ہون۔ تو مستعد ہو جائیے اور آپ سب متفق ہو کر اپنی مجتمع قوت کیساتھ النجم کے مقابلہ مین آئیے۔ اور قدرت خداوندی کا نمونہ دیکھیے۔

آپ کی انکار بدیہیات کی مشق اور لغو گوئی کو غلبہ حاصل ہوتا ہے۔ یا دین حق غالب آتا ہے۔ یہ بھی میری طرف سے آپکو اختیار ہے کہ آپ اپنے مذہب کے مخصوصات میں جس مسئلہ کو سب سے زیادہ زوردار سمجھتے ہوں۔ اسی پر بحث کر لیجئے۔ اگر اس بحث کے انطباع کیلئے اپنے مذہب کے کسی رسالہ اصلاح یا شیعہ۔ یا اثنا عشری وغیرہ کو منتخب کیجئے

یہ بحث تمام آپکے منتخب کردہ رسالہ میں بھی چھپے اور النجم میں بھی۔

دیکھیں اب آپ لوگ کیا بہانہ نکالتے ہیں۔ اب تو آپ کو زمین آسمان کے قلابے ملانے کا بھی موقع حاصل ہے۔

اس تحریر کی متانت و تہذیب تو قابل قدر ہی ہے۔ مگر یہ تو ارشاد ہو اسمیں اصلاح کے کس فقرہ کا جواب ہوا جب بیہودہ گوئی ہے اور آنکھوں میں خاک جھونکنا۔ ایسے خرافات کا کیا جواب دیا جائے۔" تو پھر اس طرح کا مناظرہ ہی کیا ہوا۔

آپکی اس تحریر کا خلاصہ صرف یہ مقصد ہے "تو بالمشافہ مناظرہ کیلئے" مگر جب تحریر میں آپکی یہ تیزی ہے تو تقریر میں کیا حال ہوگا جبکہ سو پچاس لٹھ بند بھائی بندھی آپکے ساتھ ہونگے۔

اسیلئے تو آج تو دس برس سے کہا جا رہا ہے کہ گورمنٹ سے حفظ امن کا بندوبست کر لیجئے پھر آپ مناظرہ کیجئے۔ مگر آپ ہمیشہ ٹالتے ہی رہے۔

لطف تو یہ ہے کہ اخبار بدر قادیانی جو تحریری مناظرہ سے انکار کرتا ہے تو اوسکو آپ اس طرح لکھتے ہیں۔

"لیکن اتمامًا للحجہ معروض کیا جاتا ہے کہ اڈیٹر صاحب اس بحث کیلئے دو صفحے یا چار صفحے اپنے گرامی قدر اخبار میں بڑھا دیں۔ ان صفحات مزیدہ کے کاغذ لکھائی چھپائی کے جمیع مصارف اس ناچیز کے ذمہ۔ انشاءاللہ وقت پر بدر کا بھیجا ہوا حساب بغیر کسی قسم کے رد و بدل کے ہفتہ وار یا ماہوار جس طرح وہ چاہیں ادا کر دیا جائیگا۔ بلکہ یہانتک منظور ہے کہ وہ پرچہ میرے نام اس رقم پر جو صفحات مزیدہ میں خرچ ہوئی ہو وی پی کر دیں۔"

جو مضمون اصلاح کے مقابلہ میں لکھا گیا ہے اوسی کی پشت پر یہ عبارت بمقابلہ بدر لکھی گئی ہے۔ مگر یہ معنی [illegible] مطلب ہے کہ جو شخص صرف زبانی مناظرہ چاہتا ہے اور تحریری سے بانیوجہ عذر کرے۔ "ناظرین بدر اس قسم کی بحثیں بہت دیکھ چکے ہیں اور بدر میں گنجائش نہیں" اوس سے تو آپکا یہ اصرار ہو کہ ہمسے خرچ لیکر چھاپو۔ اور جو شخص آپکی کذابیت کو اس طرح روز روشن کی طرح دکھلائے کہ اصلاح کا آٹھ آٹھ صفحہ آپکی نذر کرے۔ اوس سے یہ غربا پیش ہو کر بالمشافہ مناظرہ کرو۔ اسکے بل میں عقل انسانی حیران ہے۔

تو ناتمس ہے گر اڈیٹر صاحب النجم کی فیاضی پر خلیفہ اول کی ایک فیاضی یاد آئی۔ شاہ ولی اللہ صاحب

قرۃ العینین ص۱۱۱ مین لکھتے ہین۔

عن عائشة قالت قدمنا المدينة فنزلت مع عيالى ابى بكر ونزل الى رسول الله وهو يومئذ يبنى المسجد وابياتا حول المسجد فانزل فيها اهله ومكثنا اياما فى منزل ابى بكر قال ابو بكر يا رسول الله ما يمنعك ان تبنى باهلك فقال رسول الله الصداق فاعطاه ابو بكر اثنا عشر اوقية ونشا فبعث رسول الله الينا وبنى بى رسول الله فى بيتى هذا الذى انا فيه۔

کہ عائشہ کہتی ہین جب مکہ سے ہملوگ مدینہ مین آئے تو اپنے باپ کے گھر رہے حضرت مسجد بنوا رہے تھے ابوبکر نے کہا یا حضرت اپنی زوجہ (عائشہ) کیساتھ کیون... حضرت نے فرمایا مہر کا روپیہ کا نہین ہے ابوبکر نے بارہ اوقیہ اور نصف لاکر دیا۔ حضرت نے ہمارے پاس بھیجا اور اوسی روز اسی گھر مین جس مین ہم ہین ہمارے ساتھ...

فرق ہے تو اسقدر کہ وہان رسول اللہ ص نے ابوبکر کی خاطر رکھ لی جسکے بدلے مین ابوبکر نے خلافت پائی تو یہان ہزار بیت المال سے بنام قرض لیا۔ اور بدر نے ان سب عنایات پر بھی آپکو قابل تخاطب نہ سمجھا۔

اصلاح تو اسی آرزو مین گھلا جاتا ہے کہ کوئی تحریر تو اصلاح والشمس کی اڈیٹر صاحب کے قابل التفات ہو۔ مگر عجب قسمت ہے کہ ہمیشہ وہان سے یہی جواب ملتا ہے "قابل التفات نہین"۔

اصلاح کے جس مضمون کا یہان حوالہ دیا گیا ہے اوسمین تو مسلم موتیہاری مبارکپوری بندت جگت پرشاد صاحب مولوی عین القضاۃ صاحب کو بمنزلۂ علم سمجھا تھا کہ وہی لوگ اسکا تصفیہ کر دین کہ عبارت اڈیٹر صاحب سے وجود روایات تحریف قرآن کتب اہلسنت مین ثابت ہے یا نہین۔ مگر اون حکمو نکو بھی نا مانا تو اب ہم کیا کرین۔ اگر آپکو بالکسی شرط کے مناظرہ زبانی کی خواہش ہے تو غریب خانہ حاضر ہے تشریف لائیے مین خود پولیس کو خبر دیکر حفظ امن کیلئے بلا لونگا۔

کیا خوب لکھتے ہین "اس تحریر مین میرا قول نقل کرتے ہین کہ اول تو وہ روایتین تحریف پر اصلاً دلالت نہین کرتین اور باوجود ایسے صاف وصریح قول کے میری طرف روایات اہلسنت کے دال علی التحریف ہونیکا قول منسوب کرتے ہین یہ بیہودہ گوئی اور آنکھون مین خاک جھونکنا نہین تو اور کیا ہے"۔

جس معلوم ہوا کہ چونکہ آپ اسکا دعوی کرچکے ہین لہذا اسکے خلاف اگر آپکے قول سے ثابت ہو تو وہ بیہودگی ہے۔
تو پھر چاہیئے کہ مجرم جو اپنا بیان لکھاتا ہے۔ اوسکے خلاف جو بات اوسکی جرح سے نکلے وہ قابل التفات نہو۔
بلکہ حاکم جو اوسکے بیان متناقض سے نتیجہ نکالے وہ بیہودگی سمجھی جاوے۔

کیا یہ قول آپکا نہین ہے کہ روایتین اگر ہزار بھی ہون اور صحت کے بھی اعلی درجہ پر بھی پہونچ جائین اور بالفرض
معاذ اللہ تحریف پر دلالت بھی کرین مگر جب سلف سے آجتک کسی نے اوسپر عمل نہین کیا تو وہ کیا کام دیسکتی ہین ہمارا
اعتراض تو شیعون پر صرف روایت لکھدینے کی بنا پر نہین ہے بلکہ انکے موافق اعتقاد رکھنے کی بنا پر ہے۔

کیا یہ تحریر آپکی نہین ہے؟ کیا اس سے بدیہی طور پر نہین نکلتا کہ وجود روایات تحریف کے آپ قائل ہین شیعون
مین اور آپ مین فرق اسیقدر ہے کہ بقول آپکے شیعون کا عمل بھی ان روایات پر ہے۔ اور آپکا عمل نہین ہے
اڈیٹر صاحب بھی نقل اصلاح مین پنڈت جگت پرشاد نومسلم کو تیاری مباہلہ کی پوری۔ مولوی حیدر القضاة
صاحب کو علم بالاتفاق ہو تو فیصلہ کیون نہین شایع کرتے شرم کی وجہ نہین معلوم ہوتی۔

بنگال کی دھوتی مرزا غلام احمد قادیانی جس طرح خلاف وعدہ راہی ملک عدم ہوے اوس سے سب واقف
ہین اب انکے خلیفہ حکیم نورالدین صاحب ہین جو بقول خود مثل حضرت ابوبکر خلیفہ ہین لیکن جنگ یمامہ کا میدان فتح
نہین ہوا [illegible] جو اپنی فتوحات دکھاتے۔

لہذا بنگال پر آپکی نظر عاطفت منعطف ہوئی کہ مرزا صاحب کی پیشین گوئی جو پہلے بنگالہ کی نسبت ہو چکی تھی جو جاتے
[illegible] گیا تھا اب [illegible] پوری ہوگی پورا کر دکھائین۔

اس مضمون کا ایک رسالہ بھی شایع کیا گیا ہے۔ اور بعض حضرات شیعہ سے بھی اسکی جواب کی تمنا کی گئی مگر
افسوس اصلاح کے محدود اوراق ایسی لایعنی باتون کے متحمل نہین ہین اجتہاد اہلحدیث الفقہ نمبر ۳ تو بہت کچھ قافیہ
تنگ کر چکے ہین۔ پھر نہ معلوم ان تحریرون کا جواب کیون نہین دیا جاتا جو شیعہ قلم سے خواہش کرتے ہین۔
ہمارے اصول سے ہے کہ جس سے مباحثہ کرین۔ اصولی مطالب پر نہ فضول اوقات ضایع کرین۔ لہذا مرزائیو
اصولاً مناظرہ کرنا چاہیئے۔

علم نجوم و رمل کے علاوہ قیافہ شناسی بھی ایک فن ہے جس سے بہت سے نتائج نکلتے ہین اور امور پولٹیکل تو ایسے ہین
کہ گھنٹہ بھر مین ہزارون انقلاب آجاتے ہین پھر کسی عاقل کو اس مین تردد ہو سکتا ہے کہ کہا جائے کہ خیالات
و جذبات پر سلطان کی نظر عاطفت پڑنا کبھی بعید نہین ضروری ہے۔

لارڈ کرزن بہادر نے تقسیم بنگال کا حکم دیا اور اہل بنگال اس حکم سے ناراض ہوئے اور انواع و اقسام کی تدبیر جائز و ناجائز سے کام لیا۔ اسپر گول مول پیشگوئی کر دینا کون مشکل ہے۔

اب وہی پیشگوئی کرنیوالا اسکی تشریح بھی کر دے تو اسپر اضافہ کیونکر جائز ہو سکتا ہے ملاحظہ ہو حقیقت الوحی صفحہ ۱۰۹ جسمین مرزا صاحب فرماتے ہین۔

"۱۱ فروری ۱۹۰۶ء کو بنگالہ کی نسبت ایک پیشگوئی کیگئی تھی جسکے یہ الفاظ تھے "پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا اب اونکی دلجوئی ہوگی" اسکی تفصیل یہ ہے کہ جیسا کہ سبکو معلوم ہے گورنمنٹ نے تقسیم بنگالہ کی نسبت حکم نافذ کیا تھا اور یہ حکم بنگالیون کی دلشکنی کا باعث اسقدر ہوا تھا کہ گویا اونکے گھرون مین ماتم پڑ گیا تھا اور انہون نے تقسیم بنگالہ کے رک جانیکی نسبت بہت کوشش کی مگر ناکام رہے بلکہ برخلاف اسکے یہ نتیجہ ہوا کہ اون کا شور و غوغا گورنمنٹ کے افسرون نے پسند نکیا اور ان کی نسبت ان افسرونکی طرف سے جو کچھ کارروائیان ہوئین انہین اس جگہ اسکی تفصیل کی بھی ضرورت نہین خاصکر فلر لفٹنٹ گورنر کو انہون نے اپنے لئے ملک الموت سمجھا اور ایسا اتفاق ہوا کہ اون ایام مین کہ بنگالی لوگ اپنے افسرونکے ہاتھ سے دکھ اوٹھا رہے تھے اور مسٹر فلر کے انتظام سے جان بلب تھے مجھے مذکورہ بالا الہام ہوا یعنی یہ کہ "پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا اب ان کی دلجوئی ہوگی" چنانچہ مینے اس پیشگوئی کو اونہین دنون مین شایع کر دیا۔ سو یہ پیشگوئی اس طرح پر پوری ہوئی کہ بنگالہ کا لفٹنٹ گورنر فلر صاحب جس کے ہاتھ سے بنگالی لوگ تنگ آگئے تھے اور اسقدر شاکی تھے کہ ان کی آہین آسمان تک پہونچ گئی تھین یک دفعہ مستعفی ہو گیا۔ وہ کاغذات شایع نہین کئے گئے جنکی وجہ سے استعفا دیا گیا مگر فلر صاحب کے استعفا پر جس قدر خوشی کا اظہار بنگالیون نے کیا ہے جیسا کہ بنگالی اخبارون سے ظاہر ہے وہ سب سے بڑھکر گواہ اس بات پر ہے کہ بنگالیون نے فلر کی علیحدگی مین اپنی دلجوئی محسوس کی ہے اور فلر کے استعفا دینے سے اونکو خوشی کے جلسے اور عام طور پر خوشی کے نعرے اس بات کی شہادت دے رہے ہین کہ درحقیقت فلر کی علیحدگی سے ان کی دلجوئی ہوئی ہے بلکہ پورے طور پر دلجوئی ہو گئی ہے اور یہ کہ انہون نے فلر کی علیحدگی اپنے لئے گورنمنٹ کا بڑا احسان سمجھا ہے پس فلر کی استعفا مین جو غرض کہ گورنمنٹ نے اپنی کسی مصلحت سے پوشیدہ رکھا ہے وہ غرض بنگالیون کی بے حد خوشیون سے ظاہر ہو رہی ہے اور اس سے بڑھکر پیشگوئی کے پورا ہونیکا اور کیا ثبوت ہوگا کہ بنگالیون نے اپنی دلجوئی اس کارروائی مین خود مان لی ہے اور گورنمنٹ کا بے انتہا شکر کیا ہے۔ اور یہ میری پیشگوئی صرف ہمارے رسالہ ریویو آف ریلیجنز

میں ہی شایع نہیں ہوئی تھی بلکہ پنجاب کے بہت سے اخباروں نے اسکو شایع کیا تھا یہانتک کہ خود بنگالہ کے بعض نامی اخباروں نے اس پیشگوئی کو شایع کر دیا تھا" حقیقت الوحی ص ۲۹۶-۲۹۷

کیا اس تحریر کا دیکھنے والا کہہ سکتا ہے کہ مرزا صاحب کی پیشگوئی کا اور کوئی مطلب ہو سکتا ہے۔

پس یہ واقعہ منسوخی تقسیم بنگال کا جو ۱۲ دسمبر ۱۹۱۱ء میں ہوا درحقیقت تکذیب دعوے نبوت مرزا صاحب ہے کیونکہ اگر کوئی حصہ بھی پیشگوئی کا انکو ملتا تو وہ کوئی ایسا فقرہ بناتے جسکی تطبیق اس منسوخی پر کسیطرح ہو سکتی کیونکہ دلجوئی کا لفظ تو کبھی ایسی موقعہ پر نہیں کہا جاسکتا کہ اصلی مطلب حاصل ہو بلکہ اس لفظ کا استعمال مایوسی کیساتھ کسی خفیف تلافی کو بتاتا ہے۔

اگر مرزائیوں کی یہ دلیری قابل داد ہے کہ اس پیشگوئی کا وہ مطلب نکالتے ہیں جو مرزا صاحب کے خواب و خیال میں بھی نہ تھا

افسوس کہ جو لوگ منہاج نبوت کی پیشگوئیوں پر نظر رکھتے ہیں وہ ایسی پیشگوئی پر کیونکر ایمان لا سکتے ہیں جو نہ منہاج نبوت ہے نہ بقاعدہ نجومی و رمال و جفار بلکہ ایک جعل ساز کا فقرہ ہے جو بھان متی کے پٹارہ کی طرح ایک ہی بات میں سو رنگ نکالتا ہے۔

مرزائی اگر ان پیشگوئیوں پر قلم اوٹھائیں جنمیں اڈیٹر اہلحدیث و الفقیہ نے انکو پانی پانی کر دیا ہے تو ایک بات بھی ہے ورنہ پولیٹیکل پیشگوئیاں تو کسی طرح قابل التفات نہیں خصوصاً جب ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں کوئی ہیجڑا ایسا نہیں گذرا جسکے جھوٹ میں بھی کچھ سچائی نہ پائی جاتی ہو۔

افضلیت خلیفۃ المسیح مرزائیوں کا دعوی ہے کہ حکیم نور الدین صاحب خلیفہ مرزا صاحب مثل خلیفہ اول ہیں بہت سی مشابہتیں دکھائی گئی ہیں مگر غور کیجئے تو خلیفۃ المسیح کا درجہ بڑھا ہوا معلوم ہوتا ہے کیونکہ الحکم ۱۵ جلد ۱۵ مورخہ ۱۴ اپریل خود خلیفۃ المسیح کا قول لکھا ہے "ایک دفعہ انجمن والوں نے میرے لئے وظیفہ کی تجویز کی میں نے اس تجویز کو سنا تو مجھے سخت کرب ہوا افسوس ساری عمر خدا تعالی پر بھروسہ کیا کہ وہ آپ ہی دے اور اب انسانوں کی طرف توجہ ہو میں نے فوراً ان لوگوں کو منع کر دیا کہ میں ایسی مرقوم نہیں لیتا"

اللہ اللہ کہاں یہ توکل ہے اور یہ ایمان ہے کہ انجمن سے انکو وظیفہ ملنا تجویز ہوا اور خلیفہ صاحب کو کرب ہوا کہ ساری عمر تو خدا سے لیا اور اب انسان سے لینگے مگر خلیفہ اول کو نہ خدا پر اعتماد تھا نہ بھروسہ کہ خلافت کی صبح کو چلے بازار کپڑا بیچنے چنانچہ خسر رسول کا دلپذیر ارشاد حضرت عائشہ سے منقول ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ میری قوم جانتی ہے کہ میرا پیشہ میرے گھر والوں کی خبر گیری سے عاجز نہ تھا۔ مگر کسی کام کی نہ رہیں۔ خدا ابو بکر سے طمع دنیا کا کہ ایسی حالت بعری ہوئی تھی کہ ایک روز کی بازار میں مزدور لگے حالانکہ ہم اس زمانہ کے جاہلوں کو دیکھتے ہیں کہ معمولی رقم میں عقوق بازار بند کر دیتے ہیں۔

جب حضرت عمر پکڑ کر لائے اور وظیفہ کی تجویز ہونے لگی تو جبھو نہون بھی منہ سے یہ نہ نکلا ہم وظیفہ نہ لینگے خدا ہمکو دیگا بلکہ اسپر اصرار تہا کہ ہم اپنے عیال کی قوت کہان سے لائینگے حالانکہ اونکو معلوم تہا کہ اسلامی دنیا اسوقت کس طرح خطرہ مین ہے رسول اللہ صلعم کے انتقال کے وقت گھر مین تیل نہ تہا جو چراغ جلتا لیکن ابوبکر صاحب کو رحم نہ آیا اور جب وظیفہ مقرر کرالیا تب کاروبار خلافت مین مشغول ہوئے روزانہ یا ماہانہ وظیفہ اور مال خمس غنیمت پر بھی قانع نہوئے آٹھہ ہزار بیت المال کا لیکر راہی ملک عدم ہوئے۔

تاریخ الخلفا ص ۵۲ قال لما بویع ابوبکر اصبح وعلی ساعدہ ابراد وھو ذاھب الی السوق فقال عمر این ترید قال الی السوق قال تصنع ماذا وقد ولیت امر المسلمین قال فمن این اطعم عیالی فقال انطلق یفرض لک ابوعبیدہ فانطلقا الی ابی عبیدہ فقال افرض لک قوت رجل من المھاجرین لیس بافضلھم ولا اوکسھم وکسوۃ الشتاء والصیف اذا اخلقت شیئاً رددتہ واخذت غیرہ ففرضا لہ کل یوم نصف شاۃ وما کساہ فی الراس والبطن واخرج ابن سعد عن میمون قال لما استخلف ابوبکر جعلوا لہ الفین فقال زیدونی فان لی عیالا وقد شغلتمونی عن التجارۃ فزادوہ خمس مائۃ ص ۵۲

یعنی خلافت کے دوسرے روز ابوبکر چادرین لیکر بازار مین بیچنے چلے تو عمر نے کہا اب تم خلیفہ ہوئے تجارت کرنے کیا چلے چلو ابوعبیدہ سے وظیفہ مقرر کرادین۔ ابوعبیدہ نے کہانے کیلئے نصف بکری کا گوشت روزانہ اور جاڑہ گرمی کا کپڑہ مقرر کردیا۔ اور دو ہزار نقد ماہانہ یا سالانہ تو ابوبکر نے کہا ہم عیالدار ہین اور بڑھاؤ تو پانچ سو بڑھادیا گیا۔

ان حالات کو خلیفۃ المسیح کے اس قول سے ملاؤ کہ انجمن نے جب وظیفہ مقرر کرنا چاہا تو ہمکو کرب ہوا اور ہمنے نامنظور کیا کہ ہمکو خدا دیگا۔ تو خود تمکو معلوم ہوگا کہ خلیفہ اول افضل ہین یا خلیفۃ المسیح۔ کیونکہ خلیفۃ المسیح نے جہان بقول خود کوئی وظیفہ نہین قبول کیا وہان سبکو معلوم ہے کہ مرزا صاحب کے اولاد و ازواج احفاد سبکی یہ پرورش کررہے ہین۔ مگر خلیفہ اول سے یہ بھی نہو سکا کہ رسول اللہ کی اکلوتی بیٹی کی بھی پرورش کرین۔

آہ پرورش کُجا فدک جو رسول اللہ صلعم دے گئے تھے وہ بھی چھین لیا۔ گھر مین آگ لگائی گئی۔ ایسی ایذا دیکہ کہ انتقال ہوا۔

اب بھی اگر حضرات اہلسنت غور کرین تو اونکو معلوم ہو اونکا خلیفہ کیسا تہا کہ ایکروز بھی کار خلافت بلا تنخواہ مشاہرہ نہ کیا۔ اور جسقدر مشاہرہ کہ مشورہ مہاجرین سے مقرر ہی ہوا اوسپر قناعت نہ کیا زیادتی ہی چاہتے رہے۔ یہانتک کہ خلافت اجل مشاہرہ بڑہانا پڑا تو کیا کوئی خیال کرسکتا ہے یہ لوگ محض خدا کیلئے مسلمان ہوئے تھے۔

سرقۃ البخاری

(سلسلہ کیلئے صفحہ [illegible] ملاحظہ ہو)

وكنا عند ابن عيينة فقال ابن المديني فقام سفيان وقال اذا قامت الخيل لم تجلس مع الرجالة وقال عبد الرحمن بن مهدي علي بن المديني اعلم الناس بحديث رسول الله صلى الله عليه وسلم خاصة بحديث ابن عيينة ٭ وقال ابو قدامة السرخسي سمعت علي بن المديني يقول رأيت فيما يرى النائم كأن الثريا تدلت حتى تناولتها قال ابو قدامة فصدق الله رؤياه بلغ في الحديث مبلغا لم يبلغه احد ٭ وقال العباس العنبري لقد [illegible] [illegible] صري ابن يتيم عليه كان يقدم على الحسن البصري كان الناس يكتبون قيامه وقعوده ولباسه وكل شي يقول ويفعل ٭ وعن علي بن المديني قال صنفت المسند على الطرق مستقصى وجعلته في قراطيس في قمطر كبير ثم غبت عن البصرة ثلاث سنين ورجعت وقد خالطته الارضة فصار طينا فلم انشط بعد لجمعه ٭ وقال ابو العباس السراج سمعت البخاري وقيل له ما تشتهي قال اشتهي ان اقدم العراق وعلي بن عبد الله حي فاجالسه ٭ وقال الشيخ محي الدين النووي رحمه الله في جامع الخطيب صنف علي بن المديني في الحديث مائتي مصنف وفي الزهرة [illegible] عنه البخاري ثلاثمائة حديث وثلاثة احاديث اهـ مختصرا — [illegible] ج۱۔

یعنی علی بن عبد اللہ بن جعفر بن نجیح یعنی علی بن المدینی بصری صاحب التصانیف ہیں جن سے بخاری نے روایت کی اور ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ نے بواسطہ حسن بن صباح بزار و زعفرانی اور ذہلی ہیں۔ کہا ابوحاتم رازی نے کہ علی بن مدینی علم تھے معرفت حدیث اور علل میں اور احمد انکا نام نہیں لیتے تھے بلکہ بغرض تعظیم کنیت (ابو الحسن) سے یاد کرتے۔ سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ تم لوگ ملامت کرتے ہو محبت علی بن مدینی پر حالانکہ ہم ان سے زیادہ علم حاصل کرتے تھے بہ نسبت اسکے کہ وہ ہم سے علم حاصل کرتے۔ حفص بن محبوب کہتے ہیں کہ ابن عیینہ کے پاس ہم بیٹھے تھے کہ علی بن مدینی وہاں سے اٹھے تو سفیان نے کہا جب گھوڑے چلے جائیں تو پیادہ کو ٹھہرنا کس لیے۔ عبد الرحمن کہتے ہیں علی بن

المدینی سب سے زیادہ اعلم تھے احادیث رسول اللہ سے عموماً اور احادیث ابن عیینہ سے خاصتہً
ابو قدامہ کہتے ہین کہ علی بن المدینی نے خواب مین دیکھا کہ ثریا دستارے کا نام ہی اسقدر نیچے جھک آیا ہے
کہ جسے ہاتھ سے پکڑ لیا۔ ابو قدامہ کہتے ہین خدا نے اونکا خواب سچا کیا کہ علم حدیث مین اونکو وہ بڑا جو
کسیکو نہ ملا۔

عباس عنبری کہتے ہین کہ اگر وہ زندہ رہتے تو حسن بصری سے اونکا درجہ بڑھ جاتا۔ اونکی یہ شان تھی کہ علما
اونکے آگے کھڑے رہتے بیٹھتے تھے اور جو کچھ کہتے یا کرتے وہ سب لکھا جاتا۔ علی بن مدینی کہتے ہین
کہ مینے بہت بڑا مسند لکھا تھا جسمین کل طرق کو پوری طور سے لکھا تھا اوسکو ایک بڑی جا ماانی (صندوقچی)
مین رکھکر تین برس تک بصرہ سے غائب رہے آکر جو دیکھا تو دیمک اوس مین لگ گیا تھا کہ مٹی کا ڈھیلہ
ہوگیا اسکے بعد پھر دل نہ چاہا کہ جمع کرین۔
بخاری کہتے ہین کہ ہماری تمنا ہے کہ عراق مین جاکر علی بن مدینی کو زندہ پائین کہ کچھ اونسے مجالست کرین
امام نووی ناقل ہین کہ علی بن مدینی نے حدیث مین دو سو کتاب تصنیف کی تھی اور بخاری نے تین
سو تین حدیث اون سے روایت کی ہے۔

یہ ہین مختصر حالات علی بن مدینی جسکو ابن حجر نے از صفحہ ۳۴۹ لغایت ۳۵۷ نہایت بسط سے لکھا ہے
اور ہمنے نہایت اختصار سے یہ چند عبارتین لکھی ہین جس سے معلوم ہوا (۱) کہ علی بن المدینی بہت بڑے
عالم علم حدیث تھے جنسے بڑھکر کوئی عالم نہین ہوا (۲) بہت سی مصنفات کے یہ مصنف تھے مگر کوئی
باقی نہین رہی۔ تو جہان کتاب العلل کو بخاری نے چرا لیا تھا ممکن ہے ان کتابونکو بھی کسی طرح ہاتھ لگایا
ہو (۳) علی بن مدینی نے خواب مین دیکھا تھا کہ ثریا کو پکڑ لیا ہے تو کیا ایسے شخص کی تصانیف کو بخاری بے
دست برد چھوڑ سکتے تھے۔

بہرحال ہماری غرض تو صرف اسقدر ہے کہ صحیح بخاری وہ کتاب ہے جسکی نسبت خود علماء اہلسنت
کا قدیم الایام سے دعوی ہے کہ یہ مال مسروقہ ہے علی بن المدینی کی کتاب العلل کو چرا کر بخاری نے
تصنیف کیا جسکا ثبوت خود ہمارے مخالف کے تہذیب التہذیب ابن حجر عسقلانی سے دیا۔ اب اگر یہ
واقعہ جھوٹا ہے تو مسلمہ بن قاسم اسکے موجد ہین شیعونکو اوس سے مطلب نہین اور اگر سچا ہے تو سرقۃ البخاری
کی حالت ظاہر ہوئی پھر یہ جملہ نہ معلوم کس بنا پر اسی مین لکھا گیا ہے آجکل شیعہ حضرات نے جہان طرح طرح کی

دراقشانیان کی ہین وہان یہ بھی ایک افترا و بہتان کیا ہے کہ صحیح البخاری ایک کتاب کی نقل ہے اور مال مسروقہ ہے کیونکہ روایت مسلمہ بن قاسم کی عبارت سرقۂ بخاری کی نسبت تو خود آپ تہذیب التہذیب سے لکھ رہے ہین پھر اسمین شیعون کا افترا و بہتان کیا ہوا۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھکر ارشاد ہو۔

حالات مسلمہ بن قاسم اب مین آپکو کیلئے سید صاحب لا کر بتلاتا ہون کہ یہ مسلمہ بن قاسم جو راوی سرقۂ بخاری ہے کون شخص ہے۔ اگرچہ اجمالی ذکر اسکا پہلے ہوچکا ہے کہ یہ ہمسران دارقطنی سے ہے۔ مگر خود انہین ابن حجر نے جو تحقیقات کی ہے وہ قابل ملاحظہ ہے لسان المیزان مین لکھتے ہین۔

مسلمہ بن ابی القاسم القرطبی کان فی ایام المنتصر الاموی ضعیف وقیل کان من المشبہۃ روی عن ابی جعفر الطحاوی واحمد بن خالد بن الحباب انتہی۔ قلت ھذا رجل کبیر القدر ما ینسبہ الی التشبیہ الا من عاداہ ولہ تصانیف فی الفن وکانت لہ رحلۃ لقی فیہا الاکابر قال ابو جعفر المالقی فی تاریخہ فیہ نظر وھو مسلمۃ بن قاسم بن ابراھیم بن عبد اللہ بن حاتم جمع تاریخا فی الرجال شرط فیہ ان لا یذکر الا من اغفلہ البخاری فی تاریخہ وھو کثیر الفوائد فی مجلد واحد وقال ابو محمد بن حزم یکنی ابا القاسم کان احد المکثرین من الروایۃ والحدیث سمع الکثیر بقرطبۃ ثم رحل الی المشرق قبل العشرین وثلاثمائۃ فسمع القیروان وطرابلس والاسکندریہ واطرابلس ومصر والقلزم وجدۃ ومکۃ والیمن والبصرۃ وواسط والابلۃ وبغداد والمدائن وبلاد الشام وجمع علما کثیرا ثم رجع الی الاندلس فکف بصرہ اخبرنی یحیی بن الھیثم رجل صالح لقیتہ بقرطبہ وکان یلازم مجلس محمد بن محمد بن الجون یحضر السماع عندہ حسبۃ قال نام مسلمۃ بن قاسم لیلۃ فی بیت المقدس وابواب المسجد علیہ مطبقۃ فاستیقظ فی اللیل فرای مع نفسہ اسدا عظیما راعہ فسکن روعہ ودنومہ فلما اصبح سال شیخا فقال ذاک جبریل اما انہ سیکف بصرک فیاتیہا الی بلدک قال فکفت عینہ الواحدۃ فی الیمن منصرفا وعمی بالاندلس وتوفی یوم الاثنین لثمان بقین من جمادی الاولی سنۃ ۳۵۳ھ وھو ابن ستین سنۃ ومن تصانیفہ

التاریخ الکبیر وحلیۃ ومارویٰ الکبار عن الصغار وکتاب فی الخط فی المرات ضرب من القرعۃ۔

مسلمہ بن ابی القاسم قرطبی زمانہ متصر میں تھا جو خلفائے بنی امیہ سے تھا ضعیف ہے کہا گیا ہے کہ شبہ سے تھا روایت کی اس نے ابوجعفر طحاوی اور احمد بن خالد بن حباب سے تمام ہوا کلام ذہبی) میں کہتا ہوں (ابن حجر عسقلانی) کہ یہ شخص کبیر القدر تھا اسکو تشبیہ کی طرف وہی نسبت کر سکتا ہے جو اوسکا دشمن ہو۔ اس فن حدیث میں اوسکی بہت سی تصنیفیں ہیں۔ چند مرتبہ اسنے سفر کیا جسمیں بہت سے اکابر سے ملاقات کی ابوجعفر مالقی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں اسمیں نظر ہے وہ مسلمہ بن قاسم بن ابراہیم بن حاتم تھا جسنے ایک تاریخ جمع کی تھی رجال میں جسمیں شرط کیا تھا کہ اونہیں لوگوں کو لکھے گا جنمیں بخاری نے اپنی تاریخ میں غفلت کی یہ کتاب کثیر الفوائد ہے ایک جلد میں ابو محمد بن حزم کہتے ہیں اسکی کنیت ابو القاسم تھی۔ یہ اون لوگوں سے تھا جو روایت اور حدیث بہت کرتا تھا بہت سے علما سے سنا تھا قرطبہ میں پھر ۳۲۰ھ کے قبل اوسنے جانب مشرق سفر کیا۔ قلزم۔ جدہ۔ مکہ۔ بصرہ۔ واسط۔ ایلہ۔ بغداد۔ مدائن اور بلاد شام میں سماعت کی۔ اور علم کثیر جمع کرکے اندلس واپس آیا تھا اوسکی آنکھ جاتی رہی۔

یحییٰ بن ہیثم روایت کرتا ہے کہ مسلمہ بن قاسم ایک شب بیت المقدس میں سویا تھا اور تمام دروازے بند تھے کہ جاگ اوٹھا دیکھا کہ ایک بڑا شیر بیٹھا ہوا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد سکون ہوا اور پھر سو رہا۔ صبح کو سوال کیا تو ایک شخص نے کہا وہ جبرئیل امین تھے۔ مگر قریب ہے کہ آنکھ تیری جاتی رہے بعد اپنے شہر کو چلے جاؤ یک آنکھ تو راستہ ہی میں گئی دوسری آنکھ اندلس میں پہنچکر

۲۲ جمادی الاولیٰ ۳۵۳ھ میں وفات کی۔ ان کی عمر سوقت ساٹھ برس کی تھی۔ انکی تصنیفات سے تاریخ کبیر۔ حلیہ۔ مارویٰ الکبار عن الصغار۔ کتاب فی الخط فی المرات۔ ضرب من القرعہ۔

دیکھیے ذہبی نے جو مسلمہ بن قاسم کی قدح چاہی تو ابن حجر عسقلانی نے کیسی ڈانٹ بتائی ہے کہ وہ کبیر القدر تھا اسکو تشبیہ کی طرف وہی شخص نسبت دیسکتا ہے جو اسکا دشمن ہو۔

یہ وہ شخص ہے جسکے پاس حضرت جبرئیل امین خود تشریف لائے تھے بیت المقدس میں تو ایسے شخص کی روایت کو کون رد کر سکتا ہے بجز اوسکے جو اعمی القلب ہو۔

بہرحال آپکے ہفوات غلط ہیں کہ بخاری نے علی بن مدینی کو یہ کتاب دکھائی۔ کیونکہ جو عبارت!

آپنے نقل کی ہے اوسمین کہین اسکا ذکر نہین کہ علی بن مدینی کو دکھائی ہو (۲) مسلم نے یہ بھی نہین کہا ہے کہ خراسان مین تالیف ہوئی بلکہ وہ تو یہ کہتا ہے وخرج الی خراسان ووضع کتابہ الصحیح - خراسان چلے گئے - اور بنائی اپنی کتاب صحیح - اس سے صرف بخاری کا بعد سرقہ خراسان جانا معلوم ہوا اوسکے بعد صحیح کا تصنیف کرنا نہ یہ کہ خاص خراسان مین تصنیف ہوئی (۳) ثبوت حکایت سے انکار طرفہ ماجرا ہے جب ایسا عالم جلیل القدر کثیر الرحلہ اوسکا راوی ہو جو زیارت حضرت جبرئیل امین سے مشرف ہوا (۴) خلاف تحقیق کہنا اور بھی دیدہ دلیری ہے کیونکہ تحقیق تو آپکے پیش نظر ہو (۵) یہ اوس سے بھی زیادہ تیرہ ہے "باوجود ان سب معائب کے بھی ہمین اصل دعوی نہین ہے کہ صحیح البخاری اوسکی نقل ہے" کیونکہ جب آپکے فہم کا یہ حال ہے کہ خود یہ ترجمہ کرتے ہین "پھر بخاری کتاب العلل کے ملنے سے بے پرواہ ہوگئے اور خراسان آکر صحیح البخاری تالیف کی جس سے قدر بلند ہوئی اور نام اونکا مشہور ہوا" تو کون احمق کہہ سکتا ہے کہ اسکا مطلب یہ نہین ہے کہ بخاری نے اوسی کتاب سے اپنی کتاب کو مرتب کیا جس سے وہ اسدرجہ مشہور و نامور ہوئے (۶) یہ تو اور بھی مزہ دار ہے کہ فرماتے ہین "بلکہ اسکے برخلاف یہ بات صریحا موجود ہے کہ سب سے اول صحیح حدیثونکا جو مجموعہ لکھا گیا وہ صحیح البخاری ہے"

کیونکہ یہ تو اسکی دلیل ہے فعظم شانہ وعلا ذکرہ وہو اول من صنع فی الاسلام کتابا صحیحا کہ سرقہ علل سے بخاری کا نام بلند ہوا اور شان اونکی بڑھی اور وہ پہلے شخص ہین جسنے کتاب صحیح کو تالیف کیا جس سے معلوم ہوا کہ یہ سب نتائج اوسی سرقہ کے ہین کہ سرقہ کے بعد یہ سب کامیابی ہوئی - پھر یہ فقرہ اوسکے خلاف کیونکر ہوا!

خدا آپلوگونکو فہم سلیم عطا کرے کہ اس قول سے تو خوش ہوئے کہ صحیح بخاری سب سے پہلی کتاب ہے - اور اوس قصہ کو بھول گئے کہ کس طرح مال ناجائز سے یہ ناموری حاصل کی -

(۷) اس سے بڑھکر یہ ہے کہ کہتے ہین "مگر افسوس کہ شیعہ مقلدین نے اس عبارت کو غتربود کردیا اور اسکا پتہ نہ دیا" تو آپکو اسکا شکر گذار ہونا چاہیے کیونکہ اس حیلہ سے تو اور بھی بخاری کی تفضیح ہوئی کہ بخاری بوجہ سرقہ علل ابن المدینی اول مصنف کہلائے - حالانکہ یہ کیا ضرور ہے کہ جس کتاب سے آپنے نقل کیا ہو وہی عبارت بعینہ دوسری کتاب مین بھی ہو - اور جبکہ وہ ایک شئی بیکار تھی تو اوسکے نقل ہی کی کیا ضرورت تھی -

عبداللہ صاحب سورتی پھر لکھتے ہین "اب ہم تقیہ بازونکی تحریر لکھکر اسکی تحریف کے جا بجا نمبر لگاتے ہین"

یہان پھر آپ تقیہ چلاتے ہین جسکا جواب یہان فضول ہے کیونکہ خود لکھ چکے ہین کہ بحث سے خارج ایک بات بھی ہم کرین - لہذا پہلے معتاثین تقیہ کا ذکر خلط ہے بحث شتم یا جزو بحث سمجھ ہم اوسکے مطابق جواب دین

مگر چونکہ وہ تقیہ کا نام چند مرتبہ لکھ چکے ہیں لہذا انہیں علی بن المدینی کے حالات میں وہ دیکھ لیں جو بخاری کے نہ صرف استاد تھے بلکہ بخاری کا نام و نمود انہیں کے مال مسروقہ سے قائم ہوا تہذیب التہذیب ابن حجر عسقلانی میں ہے صفحہ ۳۵۲ جلد ۷

قال ابن خیثمہ سمعت ابن معین یقول کان علی بن المدینی اذا قدم علینا اظھر السنۃ واذا ذھب الی البصرۃ اظھر التشیع ۔

یعنی ابن معین کہتے ہیں کہ علی بن المدینی جب ہم لوگوں کے پاس آتے تو اظہار مذہب اہلسنت کرتے اور جب بصرہ میں جاتے تو اظہار تشیع کرتے ۔

کہیے یہ تقیہ تھا یا رکابیا مذہب کہ ایک جگہ سنی بنتے دوسری جگہ شیعہ ۔ تقیہ تو آپ کھینگے نہیں لہذا سورہ بقرہ کی یہ آیۃ تلاوت کرنی چاہیے واذا لقوا الذین آمنوا قالوا آمنا واذا خلوا الی شیاطینھم قالوا انا معکم انما نحن مستھزؤن ۔

کہ جب مومنوں سے ملاقات کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور جب اپنے شیطانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ۔

پھر لکھتے ہیں " اب ملا مظہر اسلام صاحب کی تحریر جو استقصا کا تجربہ ہے سنیے آپکی عقل و تہذیب سے نقل کرتے ہیں صفحہ ۹ اپر لکھتے ہیں :

تصنیف صحیح بخاری اب ذرہ اسپر غور کیجیے کہ صحیح بخاری کس عنوان سے تصنیف ہوئی، امام مسلمہ بن قاسم اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ علی بن مدینی استاد بخاری نے فن حدیث میں ایک ایسی کتاب لکھی تھی جو بے مثل و نایاب تھی ۔ کسی کو بھی علی بن مدینی اسے کسی کو نہ دکھاتے ۔ اتفاقاً انکو ایک سفر پیش ہوا انکے جانے پر امام بخاری نے انکے فرزند کو سو اشرفیاں دیکر راضی کیا تھا کہ تین روز کیلئے وہ کتاب مستعار دیدیں ، صاحبزادے رقم کثیر دیکھکر مبتلا ہوگئے ، انکو خوشامد برآمد کرکے راضی کیا کہ تین روز کیلئے یہ کتاب مستعار دیدو واعدہ ختم تھا کہ بخاری نے وہ کتاب لی کہ تین روز کے بعد ضرور واپس دینگے یہاں آکر سو اشرفیاں اور خرچ کیں ۔ متعدد اشخاص کو دو دو چار چار جز تقسیم کر دیے کہ ایک شب و روز میں لکھدو اور مقابلہ بھی کر دو ، قبل از وقت کتاب جاکر حوالہ کی کہ دو ایک بات دیکھنی تھی ۔

اب کیا تھا بخاری صاحب نے محنت شروع کر دی چند مہینوں میں کتاب تیار ہو گئی ، ادھر علی بن مدینی سفر سے واپس آئے ، ان قریبی کارروائیوں کی انھیں کیا خبر تھی جب ایک مدت کے بعد بخاری صاحب حاضر خدمت ہوئے پوچھا کہاں تھے ، جواب دیا کچھ ضرور تو نہیں بتلاتا اسوجہ سے حاضر نہ ہو سکا ، اب جو درس شروع ہوا تو بخاری صاحب ہر ہر حدیث میں وہی باتیں کہتے جو علی بن مدینی نے اپنی کتاب میں لکھی تھیں ، علی بن مدینی سے لکھا تھیں یہ باتیں کہاں

سے معلوم ہوتی ہیں یہ قول تو منصوص ہیں اور واللہ اسکا جاننے والا ہے ہمارا رہنا ہمین کوئی نہ رہا، یہ کہکر محزون و مغموم گھر آئے اور سمجھ گئے کہ بخاری کوئی چال چلے جس سے ہماری کتاب اونکے ہاتھ لگی، اسی غم مین وہ دنیا سے سدھارے اور اسکے بعد بخاری نے اپنی یہ کتاب مرتب کی، اور مشہور کیا جس سے تمام نام اُنکا بلند ہوا" (عقل و تہذیب صفحہ ۱۹)

ہمین نہایت افسوس ہے کہ سلطان المحققین صاحب نے اس جگہ اپنے قاعدہ صحیحہ کا مطلق لحاظ نہ کیا، جہان لکہا تھا کہ شہادت مقبول اہلحدیث ہوگی، اور عقل و نقل کے موافق ہوگی، اوّلاً اسلئے کہ یہ قصہ کسی کتاب کا نہین معلوم ہوتا اسلئے کہ انہون نے کتاب کا نام نہین لکھا ثانیاً یہ کہ جس کتاب سے قصہ اخذ کیا ہے اُسکا نام بھی نہ لکھا، ثالثاً یہ کہ اُس کتاب کا اہلحدیث کے نزدیک مقبول ہونا نہ ثابت کیا اور اپنے قاعدہ کی صریح مخالفت کی۔ رابعاً اصل کتاب کی عبارت نہ لکھی جس سے کمی و بیشی مین تمیز ہوسکے، اور یہ بھاری دہوکہ ہے خامساً اکثر جگہ ترجمہ مین ناول کی طرح اپنی طرف سے باتین زیادہ کردین تاکہ قصہ کچھ ٹھیک صورت مین ظاہر ہوجائے۔

باوجود ان کارروائیون کے پھر اہلحدیث کے رد کے درپے ہین، اور یہ خیال کرتے ہین کہ انکی یہ کتاب مانند قلعہ خیبر ہے ہم انکے اغلاط کی فہرست اور تحریف کی فہرست نمبروار ذکر کرتے ہین، جسکا جواب ان سے مع اُنکی جماعت کے انشاء اللہ کبھی نہ ہوسکے۔

(۱) "سلمہ بن قاسم" آپکی اس تحریف کی کیا داد دیجائے، مطبع کا قصور بھی نہین ہوسکتا، اسلئے کہ خود اُنکے دستی خط مین سلمہ بغیر میم ہے حالانکہ یہ مَسلمہ ہین نہ سلمہ۔

(۲) "امام مسلمہ" اس سے جھگڑا اور کیا دہوکا ہوگا؟ نہ یہ امام ہین نہ محدث ہین بلکہ سنی بھی نہین یہانتک کہ بہت سے علما انکے زندیق ہونیکے قائل ہین، پھر آپ انکو امام لکھتے ہین، آپکو کسی محقق کے کلام سے سند دینی چاہیئے۔

(۳) "اپنی تاریخ مین" حالانکہ مسلمہ بن قاسم کی کوئی کتاب دنیا مین تاریخ کے نام سے مشہور نہین ہے اور یہ عبارت صلۃ التاریخ کی ہے نہ تاریخ کی، تاریخ سے اگر فن مراد لیا ہے، تو اُس کتاب کا کیا نام ہے، کیا لکھنے کی ضرورت نہ تھی؟

(۴) "علی بن مدینی نے فن حدیث مین ایسی کتاب لکھی تھی جو بےمثل و نایاب تھی" یہ مسلمہ کا قول نہین ہے بلکہ اُسے کتاب العلل کا نام لیا ہے۔

(۵) "علی بن المدینی کو اتفاقاً سفر پیش ہوا" مسلمہ نے سفر نہین کہا بلکہ (کھیت دیکھنے کیلئے جانیکا) لکھا ہے۔

(۶) "امام بخاری نے اُنکے فرزند کو سو اشرفیان دین" مسلمہ کی عبارت مین لفظ مال ہے کچھ نہین معلوم (اشرفیان) اور لفظ (سو) کس کے کلام کا ترجمہ ہے۔

(۷) "تین روز کیلئے وہ کتاب مستعار دیوین" افسوس کہ ہمارے ملا صاحب کو یوماً واحداً، کا ترجمہ تین روز سوجھا ہے، اسی پر شیعہ حضرات ادب دانی کے مدعی ہین۔

(۸) "صاحبزادہ کو بلند اقبال سید رقم کثیر دیکھکر بلبل ہوگئے، ماںکو خوشامد برآمد کرکے راضی کیا" یہ دونون جملے مسلمہ کے کلام مین نہین ہین (لڑکے کو تو بخاری نے بقول مسلمہ راضی کیا، مگر ماں کا ذکر آپنے کسی اونٹ کی ران جیسی کتاب سے نکال لیا ہوگا۔

(۹) "مدہا قسم طالب بخاری نے وہ کتاب لی" اسکا بھی مسلمہ کے کلام میں کچھ پتہ نہیں چلتا۔ معلوم نہیں کہاں کا ترجمہ ہے۔

(۱۰) "یہاں آکر سو اشرفیاں او خرچ کین" یہ بھی زائد ہے شاید کہ مصحف فاطمہ سے ماخوذ ہے۔

(۱۱) "متعدد اشخاص کو دو دو چار چار جز و تقسیم کر دیئے کہ ایک شب و روز میں لکھ دو اور مقابلہ بھی کر دو" یہ بھی بے سود ہے۔

(۱۲) "قبل از وقت معین کتاب جا کر والدی کہ دو چار باتیں لکھنی تھی" اگر آپ مسلمہ کو یہ طریقہ بتلا دیتے تو بہتر تھا، کیونکہ مقصود اُسی وقت پورا ہوتا۔

(۱۳) "اب کیا تھا، بخاری صاحب نے محنت شروع کر دی چند مہینوں میں کتاب یاد ہو گئی" یہ فقرہ بھی بالکل زائد ہے۔

(۱۴) "ادھر علی بن مدینی سفر سے واپس آئے" یہاں بھی سفر کا ذکر غلط ہے اور مسلمہ کے کلام میں نہیں ہے۔

(۱۵) "ان ہی کی کارروائیوں کی انہیں کیا خبر" یہ فقرہ کتاب التبری سے اُڑایا گیا ہے ورنہ اصل میں مسلمہ کے پاس نہیں ہے۔

(۱۶) "جب ایک مدت کے بعد بخاری صاحب ملنے حاضر ہوئے" یہ بھی غلط ہے اسلئے کہ نہ ابن مدینی کے سفر کا ثبوت ہے اور نہ بخاری کے دیر لگانے کا۔

(۱۷) "پوچھا کہاں تھے جواب دیا کچھ مزدوروں میں مبتلا تھا" یہ بھی محض ناول کے طریقہ پر [illegible]۔

(۱۸) "اب جو درس شروع ہوا تو بخاری صاحب ہر حدیث پر وہی باتیں کہتے ہیں" مسلمہ کے کلام میں ایک مسئلہ کا ذکر ہے معلوم نہیں یہ کسکا ترجمہ ہے۔

(۱۹) "علی بن مدینی نے کہا یہ باتیں تمہیں کہاں سے معلوم ہوئیں" یہ بھی مسلمہ نے نہیں بیان کیا ہے۔

(۲۰) "یہ قول تو منصوص ہیں اور راوی اسکا جاننے والا تو ہمارے زمانہ میں کوئی نہ رہا" یہ بھی زائد ہے جسکا اصل قصہ میں وجود نہیں۔

(۲۱) "یہ کہکر محزون و مغموم گھر آئے" اسکو دیکھکر نہایت تعجب ہوتا ہے کہ یہ گھر کا قصہ ہے یا سفر کا، حالانکہ پہلے یہی معلوم ہوا کہ یہ گھر کا قصہ ہے اور مکان کا۔

(۲۲) "اور مشہور کیا" عظم شانہ کے معنی مشہور کیا بالکل غلط ہیں۔

(۲۳) "جس سے تمام نام انکا بلند ہوا" یہ جملہ بھی مہمل ہے اور کچھ معنی نہیں رکھتا۔

باوجود اسقدر تحریف کے اور اصلاح تبدیل کے بھی مطابقت نہو سکا، اور کہیں یہ بات نہ نکلی کہ یہ کتاب وہی علی بن المدینی کی کتاب ہے۔

مگر افسوس کہ صاحب استقصا اور سلطان المحققین دونوں نہ سمجھے پر نہ سمجھے اگرچہ کلام طویل الذیل ہو گیا مگر مسلمہ صاحب کی کچھ حالت پر کچھ روشنی نہ پڑی۔ لہذا میزان الاعتدال سے انکی حالت بھی لکھی جاتی ہے جس سے حکایت اور بھی بے دم ہو جائیگی۔
مسلمہ[ع] بن القاسم القرطبی کان فی ایام المنتصر الاموی ضعیف وقیل کان من المشبہہ یروی عن ابی جعفر الطحاوی و احمد بن خالد بن الحباب (میزان الاعتدال جلد ۳ ص۱۶۷)

ع مسلمہ بن قاسم قرطبی یہ منتصر باللہ کے زمانہ میں تھا ضعیف ہے، اور کہا گیا ہے کہ مشبہہ میں سے ہے، اسنے طحاوی اور احمد بن خالد سے روایت کی ہے۔

آپ اگر مسلمہ صاحب سند لکھیا ہے بھی ہوں مندروایت کریں تب بھی قابل قبول نہیں بلکہ مردود ہے پھر جب بلا سند اور غلط بات نقل کرے تب کسطرح سے حجت اور دلیل ہو سکتی ہے اس تحریر سے یہ حکایت بالکل مصنوع اور لا اصل ثابت ہوئی ناظرین خوب یقین کر چکے ہونگے کہ جب بمقدار عبارت میں کمی و بیشی حد سے زائد کیگئی ہے اور تبدیل حکایت میں حتی المقدور کوشش کیگئی تب یہ لوگ بڑے قصوں میں کس قدر تحریف کرتے ہونگے اسی بنا پر ہمنے لکھا کہ استقصا کی ہم حجت نہیں بلکہ وہ ایک لغو اور مہمل کتاب ہے جیسا کہ اس قصے سے معلوم ہوگیا نیز اسپر وثوق نہیں ہوسکتا بلکہ حضرت امیر المومنین علی مرتضی رضی اللہ عنہ کا یہ فیصلہ ہے کہ شیعہ کی کبھی تصدیق نکرنا چاہیئے چنانچہ فرماتے ہیں اصبحت واللہ لا اصدق قولکم ولا اطمع فی نصرکم ”خاص اپنے شیعہ سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔ خدا کی قسم میں تمھاری تصدیق نہیں کرتا ہوں اور نہ تمھاری مدد کی امید رکھتا ہوں۔ (نہج البلاغت)

اسکی یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ تقیہ بہت کیا کرتے تھے اور حضرت علیؓ اس سے ہمیشہ منع فرماتے رہے“ کتبہ ابو عبداللہ السورتی

اس تحریر کو پڑھ جایئے تو آپکو ایک حرف بھی ایسا نہ ملیگا جسمیں اصل واقعہ پر اعتراض ہو بلکہ جو کچھ ہے نزاع لفظی کہ ترجمہ غلط لکھا یا یہ کتاب میں مذکور نہیں ہے۔ اگرچہ ایسی فضول تقریروں کا جواب بھی فضول ہے کیونکہ ارباب علم کی نظر نزاع لفظی پر نہیں ہوتی بلکہ وہ درپے تحقیق ہوتے ہیں۔ بہرحال چونکہ ہمارے مخاطب نے آغوش مادر سے نکلکر پہلے پہل اس میدان میں قدم رکھا ہے۔ اسلئے اونکی پوری عبارت کو لکھدیا کہ حوصلہ پست نہو۔

اب ہم اصل عبارت عربی کو کتاب مستطاب استقصاء الافحام سے لکھتے ہیں اوسکے بعد انکے ہفوات کا مختصر جواب عرض کرینگے۔ استقصاء الافحام ص ۹۳۲ میں ہے۔

قال مسلمہ بن قاسم علی ما نقل عنہ فی تاریخہ وسبب تالیف الکتاب الصحیح ان علی بن المدینی الف کتاب العلل وکان ضنینا بہ لا یخرجہ الی احد ولا یحدث بہ لشرفہ وعظم خطرہ وکثرۃ فائدتہ فغاب علی بن المدینی فی بعض حوائجہ فاتی البخاری الی بعض بنیہ فبذل لہ مائۃ دینار علی ان یخرج لہ کتاب العلل لیراہ ویکون عندہ ثلاثۃ ایام ففتنہ المال واخذ منہ مائۃ دینار ثم تلطف مع امہ فاخرجت الکتاب فدفعہ الیہ واخذ علیہ العھود والمواثیق ان لا یحبسہ عنہ اکثر من الامد الذی ذکر فاخذ البخاری الکتاب وکان مائۃ جزء فدفعہ الی مائۃ من الوراقین واعطی کل رجل منہم دینارا علی نسخہ و مقابلتہ فی یوم ولیلۃ فکتبوا لہ الدیوان فی یوم ولیلۃ وقوبل ثم صرفہ الی ولد علی بن المدینی وقال انما نظرت الی شیء فیہ وانصرف علی بن المدینی فلم یعلم بالخبر ثم ذہب البخاری فعکف علی الکتاب شہورا واستحفظہ وکان کثیر الملازمۃ لابن المدینی وکان ابن المدینی یقعد یوما لاصحاب الحدیث یتکلم فی عللہ وطرقہ فلما اتاہ البخاری بعد مدۃ قال لہ ما حبسک عنا قال شغل عرض لی ثم جعل علی یلقی الاحادیث ویسئلھم

عن عللها فيبادر البخاری بالجواب بنص كلام علی فی كتابه فعجب لذلك ثم قال له من اين علمت هذا هذا قول منصوص والله ما اعلم احدا فی زمانی يعلم هذا العلم غيری فرجع الی منزله كئيبا محزونا وعلم ان البخاری خدع اهله بالمال حتی اباحوا له الكتاب ولم يزل مغموما بذلك ولم يلبث الا يسيرا حتی مات واستغنی البخاری عن مجالسة علی والتفقه عنده بذلك الكتاب وخرج الی خراسان وتفقه بالكتاب ووضع الكتاب الصحيح والتواريخ فعظم شانه وعلا ذكره وهو اول من وضع فی الاسلام كتاب الصحيح فصار الناس له تبعا وبكتابه يقتدی العلماء فی تاليف الصحيح

یہ اصل عبارت ہے جسکا ترجمہ رسالہ عقل وتہذیب اہلحدیث میں کیا گیا تھا جس سے ہر ذی شعور سمجھ سکتا ہے کہ چونکہ اصل عبارت مسلمہ مختلف ہے۔ تہذیب التہذیب ابن حجر عسقلانی میں جو مخاطب نے نقل کیا ہے مختصر کیا گیا ہے اور عبارت منقولہ استقصاء الافحام میں کچھ مفصل ہے اسلئے ترجمہ میں بھی اختلاف ہونا ضروری ہے۔ تو پھر مصنف عقل وتہذیب پر کیا الزام آسکتا ہے۔

اب اپنا جواب نمبروار ملاحظہ فرمائیے (۱) سلمہ بن قاسم غلطی کاتب ہے کیونکہ تنقید بخاری حصہ اول صفحہ ۱۱ میں پوری عبارت مرقوم ہے جسمیں مسلمہ بن قاسم موجود ہے۔ پھر اصلاح نمبر ۲ جلد ۵ صفحہ ۲۷ ملاحظہ کیجئے جسمیں پہلے یہ مضمون شایع ہوا تھا سطر ۱۱ امام مسلمہ بن قاسم اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں الخ جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ کاتب نے غلطی سے مسلمہ کو سلمہ لکھا خط کا حوالہ بھی اسی قسم کا ہے کہ معمولی تحریر میں مسلمہ سلمہ ایک ہی طرح لکھا جاتا ہے۔ اور یہ آپکے آنکھ کا قصور ہے کیونکہ قدیم عربی شاعر کہتا ہے ؎ فعين الرضا عن كل عيب كليلة ولكن عين السخط تبدی المساويا (۲) ہاں چونکہ بخاری کی چوری کا راز انہوں نے فاش کیا لہذا سب مناصب گرا دئے گئے مگر کلام ابن حجر نے جو لکھا وکان من اقران الدارقطنی اور عبارت لسان المیزان نے آپکو بتا دیا کہ یہ کیسا امام تھا۔ ہاں اگر آپکے یہاں امام کیلئے ذم ہونا لازم ہے تو یہ غریب اوس سے محروم تھا۔

(۳) اگر ایسا ہے تو ابن حجر نے ناحق افترا کیا جو لکھتے ہیں جمع تاریخا فی الرجال ومن تصانيفه التاريخ الكبير۔ اب بتائیے آپ سچے ہیں یا ابن حجر علامہ یہ وہ تاریخ ہے جسمیں خصوصاً اون لوگوں کو ذکر کیا ہے جسمیں بخاری نے غفلت کی۔

(۴) ہاں عبارت منقولہ استقصا میں لشرفه وعظم خطره وكثرة فائدته موجود ہے تو کیا اوسکا یہ

ترجمہ نہیں ہوسکتا ہے جو بے مثل و نایاب تھی"۔

(۵) عبارت عربی فغاب علی بن المدینی فی بعض حوائجہ چاہے اوسکا ترجمہ کمیت پر جانا کیجیے یا اتفاقی سفر ترجمہ لفظی نہیں تھا بلکہ خلاصہ مطلب تھا۔

(۶) ہان صاحب فقنتہ للّا لاخذ منہ مائۃ دینار اصل عبارت مین ہے کہ بخاری نے لڑکے کو مال پر مفتون کیا بخاری سے لڑکے نے سو اشرفیان لین۔ کہیے اب آپکو سو اور اشرفیان کی تعداد معلوم ہوئی یا نہیں۔

(۷) ہان عبارت تہذیب مین یوما واحدا ہے۔ مگر جس عبارت کا ترجمہ عقل و تہذیب مین کیا گیا ہے اوسمین دیکوت عندہ ثلاثۃ ایام ہے کہ تین روز ہے۔ پھر بتایئے کون کاذب ہوا۔

(۸) دیکھیے اصل عبارت مین ثم تلطف من امہ پھر اسکا ترجمہ کیا ہوا آپکو تو ہر واقعہ پر ام المومنین ہی یاد پڑتی ہین جو اونٹ پر سوار ہین تو ایکدفعہ واقعہ افک پیش آیا دوسری دفعہ واقعہ جمل

(۹) لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھکر عبارت واخذ علیہ العھود والمواثیق پڑھیے کہ لیا اوس سے بہت سا عہد اور میثاق۔ پھر اوسکا ترجمہ سلیس "صدہا قسم کھا کر بخاری نے وہ کتاب لی"، کیا غلط ہے۔

(۱۰) پھر وہی آیہ پڑھیے اور عبارت فاخذ البخاری الکتاب وکان مائۃ جزء فدفعہ الی مائۃ من الوراقین واعطی کل رجل منھم دینارا علی نسخہ ومقابلتہ کو ملاحظہ فرمایئے کہ بخاری نے وہ کتاب لیا۔ وہ سو جز تھی۔ بخاری نے سو لکھنے والونکو دیا اور ہر شخص کو ایک ایک دینار کہ اوسکو لکھ دین اور مقابلہ کرین۔

پھر بتایئے یہ عبارت مصحف فاطمہؑ کی ہے یا مسند ابوبکر کی جسمین پانچسو حدیثین تھین۔ اور ابوبکر نے مرنے کے قبل جلوا دیا [illegible]
اگر آپکا اعتراض "ایک شب و روز مین لکھ دو اور مقابلہ بھی کر دو" پر ہے تو دیکھیے اصل عبارت مین فی یوم و لیلۃ فکتبوا لہ الدیوان فی یوم ولیلۃ وقابل کہ ایک شب و روز مین سب نے لکھدیا اور سب نے مقابلہ کر دیا

(۱۲) بتانیکی ضرورت نہین آپکے بخاری خود پکے تھے دیکھیے ثم صرفہ الی ولد علی بن المدینی وقال انما نظرت الی شئی ھینہ موجود ہے کہ پھر دیدیا پسر علی بن مدینی کو اور کہا کہ ہمنے تو کچھ اسمین دیکھا ہے۔

(۱۳) اصل عبارت پڑھیے فعکف علی الکتاب شھورا واستحفظ ترجمہ لفظی پھر عکوف کیا بخاری نے کتاب پر چند مہینے اور یاد کر لیا۔ کہیے اب ترجمہ غلط ہے یا کیا؟

(۱۴) اصل عبارت واضرف علی بن المدینی موجود ہے کہ پھر آئے علی بن المدینی اور بتانا خبر کو کہان سے پھر آئے سکیت سیم سفر سے ۔؟

(۱۵) فلم یعلم بالخبر موجود ہے کہ جب علی بن مدینی واپس آئے تو بتانا اونہون نے اس خبر کو پھر تسلیم کیا اگر غلطی ہو

(۱۶) فلما اتاہ البخاری بعد مدۃ کا اگر اور کوئی ترجمہ ہوسکے تو لکھیئے کیونکہ جو شخص کچھ بھی عربی جانتا ہوگا وہ یہی ترجمہ کریگا ۔ باقی اگر آپکا علم کل الناس افقہ من عمر حتی المخدرات فی الحجال سے ماخوذ ہے تو مین نہین جانتا

(۱۷) قال ماحبسک عنا قال شغل عرض لی کا اگر اور کوئی ترجمہ درست ہو تو ارشاد فرمائیے لفظی ترجمہ تو یہی ہے کس چیز نے تمکو حبس کیا تھا ہم سے ۔ کہا بخاری نے ایک شغل عارض ہوا تھا میرے لیئے ۔

(۱۸) یہ ترجمہ ہے ثم جعل علی یلقی الاحادیث ویسالھم عن عللھا فیبدر البخاری بالجواب بمضی کلام علی فی کتابہ کہ علی ڈالنے لگے حدیثونکو اور پوچھتے تھے اونلوگون سے اونکی علتون سے تو جلدی کرتے تھے بخاری جواب مین ساتھ نص کلام علی کے اونکی کتاب مین ۔ اسی لفظی ترجمہ کا خلاصہ ہے کیا غلط ہے؟

(۱۹) فتعجب لذلک ثم قال لہ من این ... کا اگر کوئی اور ترجمہ ہو تو براہ کرم لکھیئے ۔

(۲۰) موجود ہے ھذا القول منصوص واللہ ما اعلم احدا فی زمانی یعلم ھذا العلم پھر بتائے زائد کہنے والا قصداً آپ مذکور ہے یا نہین ۔

(۲۱) فرجع الی منزلہ کئیبا حزینا وعلم ان البخاری خدع اھلہ بالمال حتی اباحوا لہ الکتاب اصل عبارت مین موجود ہے کہ پھرے اپنے گھر کیطرف محزون وغمگین او رجان گئے کہ بخاری نے اونکے اہل کو فریب دیا مال سے یہانتک کہ مباح کیا اونکے لئے کتاب کو ۔

۲۲ × ۲۳ ۲۲ فعظم شانہ وعلی ذکرہ کا آپ اگر اچھا ترجمہ کرسکتے ہون بسم اللہ مگر مطلب وہی ہے کہ اس بات کی بدولت وہ مشہور ہوئے اور شان اونکی بلند ہوئی ۔

لکھتے ہین باوجود اسقدر تحریف کے اور اس طرح تبدیل کے بھی مدعا ثابت نہوسکا اور کہین یہ بات نہ نکلی کہ یہ کتاب وہی علی بن المدینی کی کتاب ہے ،،

مگر اسکا کیا جواب ملجائے کیونکہ تحریف وتبدیل کی حالت تو اصل عبارت عربی کی نقل سے سبکو معلوم ہوگئی کہ ذرہ برابر بھی نہ تحریف ہوئی نہ تبدیل ہان یہ قصور ضرور ہوا کہ ترجمہ سلیس کیا گیا تھا نہ لفظی ۔

رہا یہ امر کہ مدعا ثابت نہوسکا ۔ تو نہ معلوم اسکا کسنے دعوی کیا تھا " یہ کتاب وہی علی بن المدینی کی کتاب ہے "

کیونکہ اسکا تو کبھی دعوی نہین کیا گیا خود آپنے عبارت عقل و تہذیب اسطرح نقل کی ہے "اب ذرا اسپر غور کیجیے کہ صحیح بخاری کس عنوان سے تصنیف ہوئی جسمین تصنیف بخاری کا بیان ہے اوسکے بعد ترجمہ عبارت مسلمہ بن قاسم ہے پہر نہ معلوم آپنے یہ کہان سے دعوی نکالا کہ یہ کتاب وہی علی بن المدینی کی کتاب ہے" کیونکہ رسالہ عقل و تہذیب مین اس سرقہ کو ذریعہ تصنیف صحیح بخاری بتایا گیا ہے نہ کہ اسکا دعوی کیا گیا ہو کہ صحیح بخاری اصل کتاب علی بن المدینی ہے بلکہ اوسکے سرقہ سے ترتیب ہوئی۔

آخر مین جو ارشاد ہوا "مگر افسوس کہ صاحب استقصا اور سلطان المحققین دونو نہ سمجھے پر نہ سمجھے" تو بہت درست ہے کیونکہ یہ علم سینہ ہے جسکو یا بخاری سمجھے یا علی بن المدینی۔ یا پھر آپ کہ صریح عبارتین سرقہ کی موجود ہین۔ مگر آپ اوسطرح کہے جاتے ہین جیسے تیر لگ گیا ہے اور وہ کہتا ہے خدا کرے جھوٹ ہو۔

ہان صاحب ذہبی نے تو وہی کہا ہے جو آپنے لکھا ہے مگر آپکے امام ابن حجر عسقلانی نے جو ذہبی کی گت بنائی وہ لسان المیزان سے آپ دیکھ چلے جسمین بعد نقل عبارت ذہبی فرماتے ہین قلت هذا رجل كبير القدر ما ينسبه الى التشبيه الا من عاداه وله تصانيف فى الفن وكانت له رحلة یعنی یہ شخص کبیر القدر ہے اسکو تشبیہ کیطرف وہی نسبت کرسکتا ہے جو اسکو دشمن رکھے اسکی بہت سی تصنیفات ہین فن مین اور اوسکے لئے رحلہ ہے (سفر طولانی) تو اب کہیئے کسپر ایمان لائیگا ذہبی پر یا ابن حجر عسقلانی پر جسکو ابہی ان لفظون سے آپ یاد کر چکے ہیں "علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ تہذیب التہذیب جلد ۹ صفحہ ۱۴۷ پر لکھتے ہین" پھر فرمایا "اب ہم علامہ ابن حجر علیہ الرحمہ کا رد اسی کتاب سے نقل کرتے ہین" صہ ۱۲

کیون صاحب آپکے اوسی علامہ ابن حجر کے قول سے ہم توثیق و جلالت قدر مسلمہ بن قاسم دکہاتے ہین تو آپکو تسلیم مین کیا عذر ہے حالانکہ ذہبی کی کتاب میزان الاعتدال تو قدیم الایام سے قابل اعتراض سمجھی جاتی ہے کہ جو کچھ ابن عدی کی کتاب مین پایا اوسکو لکھدیا چنانچہ آپکے استاد یا استاد الاستاد (الشرط علم) مولوی عبد الحی صاحب فرنگی محل لکھنوی اپنی کتاب سعی مشکور مین لکھتے ہین ص ۳۲۷

"یاد رہے یہ کہ ذہبی نے میزان الاعتدال مین ذکر مناکیر رواۃ مین غالباً متابعت کامل ابن عدی کی ہے اور ابن عدی نے کامل مین ہر متکلم فیہ کو ذکر کیا ہے اگرچہ وہ ثقہ ہو اور ذکر منکرات مین اہتمام کیا ہے گو راوی منکر الحدیث نہو بلکہ ثقہ ہو ذہبی تذکرۃ الحفاظ مین ترجمہ حافظ عبد اللہ بغوی مین لکھتے ہین قال ابن عدی مناکیر حدیث ثم اخذ ابن عدی یضعفه ثم قواه وقال لولا انی شرطت ان کل من تکلم فیه متکلم

ذکرتہ ولا کنت لا اذکرہ انتہی اور دیباجہ میزان الاعتدال مین لکھتے ہین وفیہ من تکلم فیہ مع ثقتہ وجلالتہ بادنی لین وباقل تجریح فلولا ان ابن عدی وغیرہ من کتب مولفی الجرح ذکروا ذلک الشخص لما ذکرتہ لثقتہ ولم ار من الرای ان احذف اسم احد ممن لہ ذکر بتلیین ما فی کتب الائمۃ المذکورین خوفا من ان یتعقب علی لا انی ذکرتہ لضعف فیہ عندی انتہی اور آخر میزان مین لکھتے ہین فاصلہ وموضوعہ فی الضعفاء وفیہ خلق من الثقات ذکرتہم للذب عنہم اولان الکلام غیر موثر فیہم ضعفاء انتہی اور زین عراقی کی شرح الفیہ مین ہے فیہ ای معرفۃ الثقات والضعفاء لائمۃ الحدیث تصانیف منہا ما افرد فی الضعفاء وصنف فیہ البخاری والنسائی والعقیلی والساجی وابن حبان والدارقطنی والازدی وابن عدی لکنہ ذکر فی کتابہ الکامل کل من تکلم فیہ وان کان ثقۃ وتبعہ علی ذلک الذہبی فی المیزان الا انہ لم یذکر احدا من الصحابۃ والائمۃ المتبوعین وفاتہ جماعۃ ذیلت علیہ ذیلا فی مجلد انتہی اور فتح المغیث مین ہے فی کل منہا تصانیف ففی الضعفاء لیحیی بن معین ولابی زرعۃ الرازی للبخاری فی کبیر وصغیر وللنسائی ولابی حفص الفلاس ولابی احمد بن عدی فی کاملہ وھو اکمل الکتب المصنفۃ قبلہ واجلہا ولکنہ توسع لذکرہ کل من تکلم فیہ وان کان ثقۃ انتہی اور یہی اوسمین ہے وجمع الذہبی معظمہا فی میزانہ فجاء کتابا نفیسا علیہ معول من جاء بعدہ مع انہ تبع ابن عدی فی ایراد کل من تکلم فیہ ولو کان ثقۃ انتہی اور مقدمہ فتح الباری مین ترجمہ عکرمہ مین ہے من عادتہ ای عدی فیہ ای الکامل ان یخرج الاحادیث التی انکرت علی الثقۃ او علی غیر الثقۃ انتہی پس معلوم ہوا کہ مجرد قول ذہبی کا اور ابن عدی کا اکثر ما رواہ یا حدیث منکر ونحو ذلک دلالت ضعف پر نہین کرتا ہے" ص ۳۲۵

پس جب خود آپکے علما ذہبی کے قول کو مستند نہین مانتے تو ہمارے سامنے کس عقل سے اونکی تحریر کو پیش کرسکتے ہین جبکہ رد صریح اوسکی خود لسان المیزان علامہ ابن حجر عسقلانی سے دکھادی گئی والحمد للہ علی ذلک ۔

تعجب ہے کہ آپ لکھنؤ مین آکر تحصیل علم کرین اور وہان کے علما کی تصنیفات لطیفہ سے محروم رہین دیکھیے وہی مولوی عبدالحی صاحب اسی سعی مشکور صفحہ ۲۲۳ مین فرماتے ہین ۔

" دوم یہ کہ اسمین کوئی شبہہ نہین ہے کہ ذہبی کا بسبب کمال زہد وورع واحتیاط کے اور مذاق باطن سے مجرد ہونے کی وجہ سے عادت یہ ہے کہ ائمہ صوفیہ صافیہ اور مشائخ اشاعرہ کی تراجم مین اشارات عیب ضرور لکھتے ہین اور اکثر

وسعت خود کلمات طعن ضرور درج کر دیتے ہین اور بہ نسبت اور علمار کے صوفیہ و اشاعرہ کے تراجم مین بہت اختصار کرتے ہین یہ امر اوس شخص پر جس نے تالیفات ذہبی کو مثل عبر باخبار من غبر و سیر النبلا وغیرہ کو مطالعہ کیا ہوگا ہرگز مخفی نرہیگا بلکہ ثقات علما سے اس امر کی تصریح بھی وارد ہے کہ ذہبی کی عادت صوفیہ و اشاعرہ کے حق مین ذکر معائب وغیرہ کی ہے جلال الدین سیوطی رسالہ قمع المعارض فی نصرۃ ابن الفارض مین لکھتے ہین وان غرك دندنة الذهبي فقد دندن على الامام فخر الدين بن الخطيب ذي الخطوب وعلى اكبر من الامام وهو ابو طالب المكي صاحب قوت القلوب وعلى اكبر من ابي طالب وهو الشيخ ابو الحسن الاشعري الذي ذكره يجول في الافاق ويجوب وكتبه مشحونة بذلك الميزان والتاريخ وسير النبلاء افتقبل انت كلامه في هولاء كلا والله لا يقبل كلامه فيهم بل نوصلهم حقهم ونوفيهم اور محمد بن فضل اللہ محبی خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر مین لکھتے ہین قال التاج السبكي في طبقات الشافعية هذا شيخنا الذهبي له علم و ديانة وعنده على اهل السنة تحامل مفرط فلا يجوز ان يعتمد عليه وهو شيخنا ومعلمنا غير ان الحق احق بالاتباع وقد وصل من التعصب المفرط الى حد يستحيى منه وانا اخشى عليه من غالب علماء المسلمين وائمتهم الذين حملوا الشريعة النبوية فان غالبهم اشاعرة وهو اذا وقع باشعري لا يبقي ولا يذر والذي اعتقده انهم خصماؤه يوم القيامة فالله المسئول ان يخفف عنه وان يشفعهم فيه انتهى —"

پس جب حسب تصریح مولوی عبد الحی و سیوطی و تاج سبکی ذہبی کی یہی عادت ہے کہ وہ اہل السنۃ پر نہایت سخت حملہ کرتے ہین اور تعصب مفرط سے وہ اس درجہ پر پہونچے ہین کہ اوس سے شرم کرنی چاہئے تو پھر افسوس ہے اونکے کلام سے مسلمہ بن قاسم کی قدح کی جائے ۔ حالانکہ امام سبکی کو اسکا خوف ہو کہ ذہبی اسکی وجہ سے مواخذہ الٰہی مین نہ گرفتار ہون۔

افسوس کہ خیال اختصار مانع ہے ورنہ یہان ہم پوری عبارت سعی مشکور کی لکھتے جس سے اور بھی ذہبی کی تفضیح ہوتی۔

آخر مین جو لکھتے ہین "اسی بنا پر ہمنے لکھا ہے کہ استقصاء کی ہمیر حجت نہین ہو۔ بلکہ وہ ایک لغو اور

مہمل کتاب ہے" تو اسکا جواب بجز سکوت کیا ہو سکتا ہے کیونکہ کتاب مستطاب استقصاء الافحام سے استدلال کیا گیا ہے نہ حجت لائی گئی ہے۔ بلکہ چونکہ کتاب تاریخ مسلمہ مصنف کے پاس نہ تھی۔ اسوجہ سے استقصاء الافحام سے وہ عبارت نقل کی گئی جو تاریخ مذکور سے نقل تھی۔

اور صحت نقل کتاب استقصاء الافحام و عبقات الانوار ایسی مسلم ہے کہ علماء اہلسنت اوس سے برابر نقل کرتے رہتے ہیں چنانچہ مولوی عبدالحی صاحب و مولوی صدیق حسن خان صاحب نے چند مقام پر بغرض استدلال عبقات الانوار سے نقل کیا ہے اور یہ قاعدہ تو سلف سے چلا آتا ہے کہ ہر شخص دوسرے کی کتاب سے نقل کرتا ہے ورنہ سلسلہ تصنیف و تالیف بند ہو جائے کیونکہ ہر شخص کو اصل کتاب کا ملنا مشکل ہے۔

رہی کتاب استقصاء و عبقات الانوار کی لغویت تو اسی رسالہ عقل و تہذیب اہلحدیث کے صفحہ ۴۱ و ۴۲ سے معلوم ہوگی کہ مولوی عبدالحی صاحب۔ نواب صدیق حسن خان کو طعنہ دیتے ہیں کہ استقصاء کا جواب نہیں لکھتے اور ہمارا رد لکھوا تے ہیں۔ اسیطرح صدیق حسن خان مولوی عبدالحی کو طعنہ دیتے ہیں کہ ہماری تو رد کرتے ہیں مگر استقصاء کی رد نہیں کرتے۔ تو کیا کسی لغو کتاب کے بارہ مین بھی اسطرح علماء طعن و تشنیع دیسکتے ہین۔

رہا جو آپنے آخر مین کلام جناب امیر علیہ السلام کا مذمت اہل کوفہ مین نہج البلاغہ سے نقل کیا ہے تو اسکے جواب کی ضرورت نہیں کیونکہ جب خود قرآن مین مذمت صحابہ موجود ہے منکم من یرید الدنیا و منکم من یرید الآخرۃ اور حتی یمیز الخبیث من الطیب تو جناب امیر کے کلام معجز نظام کے صدق و راستی مین کیا عذر ہے۔ اگر آیات قرآنی سے کل صحابہ مذموم نہین تو کلام جناب امیر سے بھی کل اہل کوفہ مذموم نہین۔ مگر سب کا شیعہ ہونا اسکا بار ثبوت آپ پر ہے۔

چونکہ ہمارے لائق مخاطب ابھی پہلے پہل آغوش مادر سے نکلے ہین جسکے منہ سے دودھ کی بو آرہی ہے لہذا ہمنے پورا اقوال اونکا نقل کرکے مختصر طور پر سبکا جواب دیا ہے ورنہ اکثر مغوات قابل اعتنا بھی نہ تھے کہ اب وہ قیامت تک اسی وادی پر خار مین اولجھے رہین اور پھر سر نہ اوٹھا سکین دلوکان بعضہم لبعض ظہیرا

آخر مین اسقدر عرض کر دینا ضروری ہے کہ بخاری کے ایسے طرفدار دنیا مین کم ہونگے جنہون نے رہی سہی عزت اوسکی خاک مین ملائی کیونکہ اب یہ مسئلہ سرقہ بخاری کا اسقدر مستحکم اور مضبوط ہوگیا کہ تمامی اہل حدیث سے ممکن نہین قیامت تک اسکا جواب ہو سکے کیونکہ خود تہذیب التہذیب ابن حجر عسقلانی سے بیان مسلمہ بن قاسم ثابت ہوا کہ وہ سرقہ بخاری کے راوی ہین اور لسان المیزان ابن حجر عسقلانی سے توثیق و جلالت قدر مسلمہ بن قاسم معلوم ہوئی فماذا بعد الحق الا الضلال۔

شیرانہ فرار | یا تو صدر اول میں ہوا تھا جو اسی زمانہ میں دو لفظوں میں ادا کیا گیا یعنیھم و یعنونھم
کہ جنگ خیبر سے خلیفہ دوم اس طرح واپس آئے کہ وہ لشکر کو نامرد کہتے تھے اور لشکر والے انکو۔
یا اب اس زمانہ میں شیر پنجاب مسافر کے مقابلہ سے اسطرح بھاگے کہ کسیکو کانوں کان خبر بھی نہیں ہوئی مسافر
پیٹ بھر کے قرآن مجید پر روایات صحاح ستہ سے اعتراض کر چکا اور نہ کبھی آگے کبھی چھپتے اب احادیث
صحاح ستہ پر اوسکے حملے ہو رہے ہیں مگر آپکو خبر تک نہیں ہوئی۔ فروری مارچ کے پرچے اہلحدیث مسلمان کے
دیکھے جائیے ایک مضمون بھی شاید اس بحث میں نہ ملے مگر ہاں جنگ ترکی و طرابلس میں جو خبریں مسافر رہزنی
لیکر لکھتا ہے اوسکے جواب میں شیر پنجاب پیچھے جھاڑ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔

نہ معلوم اب خادم قدیم پھلواری کیوں نہیں کمر ہمت باندھتے کہ کچھ تو یعنیھم و یعنونھم
کے طعن جانستان کو دفع کرے۔

حق یہ ہے کہ اسلام پر جو سخت مصیبت آج پڑ رہی ہے وہ خود مسلمانوں کے ہاتھ سے کہ اڈیٹر اہلحدیث باوجود پہلے اتفاق رو
سے اوسے سمجھتے چلے جب مسافر نے گراب پر کر اب مار نی شروع کی کہ ایک طرف قرآن پر وار کرنے لگا [illegible] مگر
صحاح ستہ پر تو مصداق ومن یولھم یومئذ دبرہ بنگئے کہ اب کسی طرح بولنے کا نام نہیں لیتے
کاش اڈیٹر النجم ہی کچھ غیرت فاروقی دکھاتا کہ آریوں کا ناطقہ بند کرتا۔

سوالات ولی حیدر

سلام علیکم علی من لدیکم۔ گذارش خدمت عالی میں یہ ہے کہ وی پی اور اصلاح کا پرچہ گذشتہ ماہ کا ملا تھا
مشکور ہوا۔

دیگر امر یہ ہے کہ مجھے چند باتوں میں شک ہے۔ امید ہے کہ آپ میرے شکوک کو رفع فرمائیں۔ تو میں بخوشی و بطیب
خاطر مذہب شیعہ قبول کرتا ہوں میری دلی خواہش یہی ہے کہ مع اپنے کل متعلقین کے مذہب شیعہ قبول کروں
امید ہے کہ آپ ضرور میرے شکوک کو رفع فرما کر سعادت دارین حاصل کرینگے۔ اکثر میرے احباب اور
عنایت فرماؤں نے مجھے شیعہ کہنا شروع کر دیا ہے کیونکہ میں نے انہیں مذہب شیعہ کی بہت سی باتیں منوائی
ہیں۔ اور قبول حق کی طرف رجوع بھی کر دیا ہے۔ اب آیندہ جو خدا کو منظور ہو۔
لیکن وہ سب احباب مجھسے وابستہ ہیں جب میرے شکوک رفع ہو جائینگے تو وہ بھی قبول حق میں تامل
نہ کرینگے۔

چونکہ میرے سوالات کا سلسلہ اصلاح کے کئی پرچون تک رہیگا۔ اسلئے مین اپنے سوالات کا نام "سوالات ولی حیدر" رکھتا ہون۔ وہ سوالات مندرجہ ذیل ہین جواب باصواب سے آگاہ فرماکر خاکسار کو ممنون فرمائین اور ذرہ پروری وکرم گستری فرمائین۔

سوال نمبر ۱ آنحضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر کے پیچھے نماز پڑھی ہے یا نہین۔ اگر پڑھی ہے تو حضرت ابوبکر کو خلیفہ اول مان لینے مین کیا حرج واقع ہوتا ہے۔ اور کیا وجہ مانع ہوتی ہے۔

الجواب ہرگز رسول اللہ نے ابوبکر کے پیچھے نماز نہین پڑھی نہ کسی متنفس کے پیچھے وہ خود مقتدائے تمام عالم تھے محض طرفداری خلیفہ اول مین بعض ناحق شناسون نے یہ روایت بنائی ہے۔ بلکہ اصل یہ ہے کہ جب حضرت موت مین بیمار ہوئے تو عائشہ نے ابوبکر سے نماز پڑھوانا چاہا حفصہ نے عمر سے۔ عائشہ کی داؤ لگ گئی۔ مدارج النبوۃ مین ہے "پس فرمود آنحضرت علیہ السلام شمائید طائفہ صواحب زنان یوسف ایدیعنی می آئید بر حرف خود و در دل چیزے دارید و بیرون چیزے امر دیگری گوید" صـ۲۰۵ جلد ۲

جس سے عائشہ و حفصہ کی عیاری ظاہر ہے اور حضرت کا ناراض ہونا بھی انکی ترکیب سے نمایان ہے۔

پھر لکھتے ہین "چون در آمد ابوبکر در نماز یافت آنحضرت از نفس خود خفتے ، پس برخاست درحالتیکہ میرفت میان دو کس و پاہائے مبارک او خط میکشیدند در زمین تا در می آید بمسجد شریف را چون شنید ابوبکر حس آنحضرت را خواست کہ پستر رود پس ایما کرد آنحضرت کہ بجائے خود باش پس آمد آنحضرت و نشست در جانب چپ ابوبکر و ابوبکر استادہ است اقتدا می کند ابوبکر بنماز رسول خدا و این اقتدا میکنند مردم بنماز ابوبکر یعنی بواسطہ تکبیر وے بر افعال و انتقالات آنحضرت وقوفے می یافتند۔"

اس روایت پر ذرہ غور کیجئے کہ اگر ابوبکر حضرت کی اجازت سے نماز پڑھاتے تو پھر کیون حضرت اس حالت ضعف و نقاہت مین اس طرح تشریف لاتے کہ دو آدمیون پر تکیہ کئے ہوئے تھے اور اتنی طاقت نہ تھی کہ سیدھے چلتے بلکہ اسطرح تشریف لائے کہ زمین پر قدم کھنچتا جاتا تھا۔

جب حضرت تشریف لائے تو خود آپنے بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ تو ابوبکر کا نماز پڑھانا کہان سے نکلا۔ رواۃ اہلسنت نے یہین پر یہ وضعی حدیث بنایا ہے کہ ابوبکر کے پیچھے حضرت نے نماز پڑھی مگر وہ سب وضعی اور غلط ہے جیسا کہ کتاب مستطاب تشئید المطاعن مین بتفصیل مذکور ہے یہان گنجائش نہین۔

یہ خیال بھی غلط ہے کہ پیشنمازی سے کوئی خلیفہ اور امام بنے کیونکہ اس واقعہ مین ابوبکر عمر سلوکم تھا کہ لشکر

تھلو خونیہ حضرت کوفہ کا کچھ مختصر حال لکھنا منظور ہے ۔ بنیاد اسکی اندر جو واقعات ہوئے
اوسکو چھوڑ کر بقیہ حالات کوفہ پر آتے ہیں ۔

سنہ ۳۳ میں عثمان نے حکم دیا کہ چند آدمیون کو کوفہ سے نکالکر شام کیطرف روانہ کرین ۔ جسکی وجہ یہ ہوئی کہ
سنہ ۳۰ میں جو سعید بن العاص کو عثمان نے حاکم کوفہ مقرر کیا تو حکم دیا کہ ولید کو ہمارے پاس مدینہ میں بھیجدو ۔
اسلئے کہ سعید نے ممبر کو دہلوا (جسپر ولید نے شراب پی کے قے کی تھی) دہلوا دیا جسپر بنی امیہ نے مخالفت کی غرض سعید
نے دہلوا دیا ۔

انہون نے سعید کو دیا تھا کہ بزرگان اہل کوفہ کو اپنا ہم راز بناؤ کان یسمر عند سعید بن العاص وجوہ
اھل الکوفۃ منھم مالک بن کعب الارحبی والاسود بن یزید وعلقمہ بن قیس
النخعیان ومالک الاشتر وغیرہم فقال سعید انما ھذا السواد بستان
قریش فقال الاشتر اتزعم ان السواد الذی افاءہ اللہ علینا باسیافنا بستان لک
ولقومک وتکلم القوم معہ فقال عبد الرحمن الاسدی وکان علی شرطۃ
سعید اتردون علی الامیر مقالتہ واغلظ لھم فقال الاشتر من
ھھنا لا یفوتنکم فوثبوا علیہ فوطؤہ وطاء شدیدا حتی غشی علیہ ثم
جروا برجلہ فنضح بماء فافاق فقال قتلنی من انتخبت فقال واللہ لا یسمر عندی
احد ابدا فجعلوا یجلسون فی مجالسھم یشتمون عثمان وسعیدا واجتمع
الیہ الناس حتی کثروا ص ۵۳ کامل جلد ۳

تو سعید نے بزرگان کوفہ سے مالک بن کعب ارحبی ۔ اسود بن یزید ۔ علقمہ بن قیس نخعی ۔ مالک اشتر وغیرہ کو اپنا
ندیم [illegible] قرار دیا کہ شب کو ہمنشین کی صحبت رہا کرتی ۔ ایک دن سعید نے کہا یہ سواد (دیہات و اطراف کوفہ)
تو قریش کا باغ ہے ۔

اشتر نے کہا جن زمینون کو ہم نے اپنی تلوارون سے حاصل کیا ہے ۔ کیا تو اوسکو اپنا اور اپنی قوم کا باغ بنا سکیگا
عبد الرحمن اسدی نے جو سعید بن عاص حاکم کوفہ کا کوتوال تھا کہا کہ تم لوگ بھی اتنی جراءت کرتے ہو کہ امیر کی
بات کا جواب دو اور بہت سخت کلامی کی ۔ اشتر نے حکم دیا کہ دیکھو جانے نہ پائے ۔ پھر کیا تھا سب جھپٹ پڑے
اور اتنی مار ماری کہ وہ غش کھا کر گر پڑا ۔ پانی چھڑکا گیا تو ہوش آیا ۔ [illegible] سعید نے کہا کہ لوگون [illegible] سے

کوئی ہمارے دربار مین نہ آنے پائے۔ ان لوگون نے آنا جانا چھوڑ دیا اور اپنی اپنی مجلسون مین عثمان و سعید بن العاص کو برا کہنا شروع کیا اور جمعیت انکی بڑھتی گئی۔

یہ قصہ جو آج شروع ہوا ہے اسکا خاتمہ قتل عثمان پر جا کر ہوا جسکو کچھ آئندہ ہم لکھینگے۔ مگر اس سے یہ تو یقینی معلوم ہوا کہ جو حکام دربار خلافت سے آتے تھے وہ کس خیال کے تھے کہ چاہتے تھے شریعت اسلام کو اولٹ دین حقوق لوگون کے غصب کر لین۔ غازیان فارس و روم نے جو زمینین مال غنیمت مین حاصل کی تھین اوسکو چھین کر خویش کنبا کا باغ بنائین۔ پھر کیونکر ممکن تھا یہ لوگ بیرہم نہ ہوتے۔

دوسرا باعث فساد و ہی ہوا کہ عبد الرحمن اسدی نے کہا کہ کیا حکم امیر کی مخالفت کرتے ہو جس سے معلوم ہوا کہ حکم قران امر بالمعروف نہی عن المنکر معطل کیا جاتا تھا۔ اور معمولی درجہ کے حاکمون کی یہ عزت افزائی کی جاتی تھی کہ اونکی احکام مثل احکام خدا و رسول نے چون و چرا تسلیم کر لیے جاتے بلکہ خدا و رسول سے بڑھکر۔ کیونکہ حکم خدا و رسول مین تو خود عمر صاحب سیکڑون اعتراض مخالفانہ حضرت کے روبرو کرتے تھے۔ مگر یہان حاکم کوفہ کی یہ عزت بڑھائی گئی کہ اوسکا کوئی حاکم قابل اعتراض تھین۔ ان باتون نے خلافت سے عام طور پر بدظنی پیدا کر دی تھی کہ ایسے ایسے مقدس صحابہ و تابعین عثمان کی مذمت کرنے لگے اور روز بروز اون کا مجمع بڑھتا گیا۔ تو کیا یہان بھی یہی کہا جائیگا کہ یہ سب شیعہ تھے۔

سعید نے پھر عثمان کو لکھا اور اپنی حالت کی خبر دی تو عثمان نے لکھا سبکو ملک شام کی طرف روانہ کرو معویہ کے پاس۔ گویا یہ روس کا سائبریا تھا کہ جو قصوروار خلافت ہوتا وسکو وہان جلا وطن کرتے۔ حضرت ابوذر کی تادیب بھی اسی ذریعہ سے ہوئی جیسا کامل مین ہے۔

وفی هذه السنة کان ما ذکر فی امر ابی ذر واشخاص معویة ایاه من الشام الی المدینة وقد ذکر فی سبب ذلک امور کثیرة من سب معویة ایاه وتهدیده بالقتل وحمله الی المدینة من الشام بغیر وطاء ونفیه من المدینة علی الوجه الشنیع لا یصح النقل به ولو صح لکان ینبغی ان یعتذر عن عثمان فان للامام ان یودب رعیته وغیر ذلک من الاعذار لا ان یجعل ذلک سببا للطعن علیه کرهت ذکرها صـ ۴۳ جلد ۳

یعنی سنہ ۳۰ مین واقعہ جلا وطن حضرت ابوذر ہوا جنکو معویہ نے شام سے مدینہ کی طرف نکالا جسکے بہت اسباب ہین۔ معویہ نے ۲ ونکو سب کیا (گالیان دی) قتل کی دھمکی دی۔ مدینہ سے

شام تک ایسے اونٹ پر سوار کرکے روانہ کیا جس پر کسی قسم کا فرش محمل کجاوہ کچھ نہ تھا۔ پھر مدینے سے نہایت ذلت وخواری سے جلا وطن کئے گئے۔ جسکا نقل کرنا بھی جائز نہیں اور اگر جائز ہو تو چاہئے کہ عثمان کے طرف سے معذرت کریں کہ امام کو اسطرح تادیب رعیت کا حق حاصل ہے اسکے علاوہ جو ہو سکے عذر کرد مگر یہ کہ اسکو ذریعہ طعن بنائیں اسی لئے ہم نے اوسکا ذکر مکرر و مجملا غرض اس اجمالی بیان سے یہی ہے کہ معلوم ہو اوسوقت اسلامی ممالک کی کیا حالت ہو رہی تھی۔ کوفہ شام۔ مدینہ ہر جگہ ستمگاری کا بازار گرم تھا اگر کوئی شخص بھی سمجھاتا تھا خدا کا خوف دلاتا تو اس ستم کی تعذیب میں مبتلا ہوتا۔ کیونکہ حضرت ابوذر کوئی معمولی شخص نہ تھے بلکہ اون میں سے تھے جو بہت پہلے اسلام لائے تھے۔ اسلام کی بڑی بڑی خدمتیں کی تھیں کوئی غزوہ رسول کا ایسا نہ تھا جس میں بعد حضور شریک نہ ہون خود خلیفہ دوم نے تعلیم اہل شام کے لئے انکو اور ابودردا کو ملک شام کے طرف روانہ کیا تھا۔

قصور صرف اسقدر تھا لما مر داہن السوداء الی الشام لقی اباذر فقال یا اباذر الا تعجب من معویہ یقول المال مال اللہ الا ان کل شیء للہ کانہ یرید ان یحتجنہ دون الناس ویمحو اسم المسلمین فاتاہ ابوذر فقال ما یدعوک الی ان تسمی مال المسلمین مال اللہ قال الستا فقال یرحمک اللہ یا اباذر الستا عباد اللہ والمال مالہ قال فلا تقلہ ۲۳

یعنی ابو السوداء نے ابوذر سے کہا کہ کیا تمکو اس سے تعجب نہیں ہوتا کہ معاویہ یہ مال غنیمت کو جو مسلمانون کا مال ہے۔ مال اللہ کہہ رہا ہے ہر چند ہر چیز خدا کی ہے مگر غرض اس سے یہ ہے کہ مسلمانوں کا نام نکالکر اپنا خاص مال بنائے ابوذر معویہ کے پاس آئے اور کہا کہ کیون تم مال مسلمین کو مال خدا کہتے ہو معویہ نے کہا کیا ہم سب بندہ خدا نہیں ہیں اور مال اوسکا مال نہیں ہے ابوذر نے کہا ایسا نہ کہا کر۔

یہ ابتدائے مخالفت ہے کہ معاویہ نے چاہا مسلمانون کا نام نکالکر مال خدا قرار دین جس سے اشارہ اسطرف تھا تؤتی الملک من تشاء کہ ملک خدا کا ہے جسکو چاہتا ہے وہ دیتا ہے۔

مال اللہ کہنا بظاہر تو کسقدر عام فریب ہے جس سے کوئی مسلمان عدول نہیں کر سکتا مگر مطلب تو دوسرا تھا جسکو وہ لوگ سمجھ گئے جو اسکی نیت سے واقف تھے

اسی کی نظیر ہے ”دولت خداداد افغانستان“ کہ حقوق گورنمنٹ برطانیہ کے مٹانے کیلئے

یہ نقشہ بڑہا گیا کہ جنلوگون کا یہ خیال ہے گورنمنٹ نے یہ سلطنت عطا کی۔ اوسکا وظیفہ ہوتا رہے
دوسرا قصور حضرت ابوذر کا یہ تھا فکان ھو بالشام یقول معشر الاغنیاء وسوء الفقراء
بشر الذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ بمکاو من
نار تکوی بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم فما زال حتی ولع الفقراء واوجبوا
علی الاغنیاء وشکی الاغنیاء ما یلقون منھم ص۴۳ کامل جلد ۳
پس حضرت ابوذر ملک شام مین کھڑے ہوکر آیہ وبشر الذین یکنزون الذھب والفضۃ
ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم کی تلاوت کرتے کہ جو لوگ چاندی
سونا جمع کرتے ہین اور خدا کے راہ مین نہین خرچ کرتے اونکو بشارت دو عذاب الیم کی۔
اے مالدارو سوا فقراء بشارت دو اونکو جو جمع کرتے ہین کہ اونکے پیشانیون۔ پہلو پشت
آتش جہنم سے داغی جائیگی۔ اس تقریر کی فقرا نے بھی آواز بلند کی۔ اور مالدارون نے شکایت
کرنی شروع کی۔
اسکے بعد حضرت ابوذر کو معویہ نے شام سے مدینہ بھیجا۔ اور مدینہ سے عثمان نے ربذہ کی طرف
جلا وطن کیا اور وہین وہ بحالت غربت و بیکسی مین رہگرائے خلد برین ہوے سنہ ۳۲
غرض جو سزا عثمان نے حضرت ابوذر کے لئے تجویز کی تھی۔ اب اہل کوفہ اوسمین مبتلا کئے گئے
اور سنہ ۳۳ مین سب معویہ کے پاس شام مین بھجوائے گئے اور معویہ کو لکھا کہ اگر تم سے یہ لوگ سیدہے
ہو سکین تو سب کو ہمارے پاس مدینہ مین روانہ کرنا۔
جب یہ لوگ وارد شام ہوے تو معویہ نے پہلے عزت و احترام سے اونلوگونکو مہمان کیا اور
بہت سی تقریرین درمیان بین ہوئین جسمین جہانتک ہوسکا معویہ نے قریش کے فضائل و
ومناقب بیان کئے اور اونلوگون نے بھی ویسا ہی جواب دیا۔
آخری تقریر جو معاویہ اور سلہ کوفہ مین ہوئی وہ حسب ذیل ہے۔

ان معاویہ لما عاد الیھم من القابلہ و
ذکرھم کان مما قال لھم وانی واللہ
لا آمرکم بشئی الا وقد بدءت

کہ معاویہ دوسرے روز پھر آیا اور اون سے
تقریر شروع کی اور کہا کہ تم کو جس امر مین
بالتوکا حکم دیتے ہین جسمین اپنے نفس امر

فیه بنفسی واهلیتی وقد عرفت قریش
ان ابا سفیان کان اکرمها وابن اکرمها
الا ما جعل الله لنبیه فانه انتجبه
واکرمه وانی لاظن ان اباسفیان
لو ولد الناس لم یلد الا حازما۔
فقال صعصعه قد کذبت قد ولد
خیر من ابی سفیان من خلقه الله
بیده ونفخ فیه من روحه و
امر الملئکه فسجدوا له وکان
فیهم البر والفاجر والاحمق و
الکیس۔ فخرج تلک اللیلة من
عندهم ثم اتاهم القابلة فتحدث
عندهم طویلا ثم قال ایها القوم
ردوا خیرا او سکتوا وتفکروا و
انظروا فیما ینفعکم وینفع اهالیکم
والمسلمین ما طلبوه فقال
صعصعه لست باهل ذلک
ولا کرامه لک ان
تطاع فی معصیه الله فقال الیس
اول ما ابتدئکم به ان امرتکم
بتقوی الله وطاعته نبیه وان
تعتصموا بحبل الله جمیعا ولا
تفرقوا قالوا بل امرت بالفرقة و

خاندان سے شروع کرتے ہین قریش کو
خوب معلوم ہے کہ ابوسفیان کریم تھا اور ابن
کریم۔ مگر یہ خدا نے رسول اللہ کو منتخب کر لیا
اور بزرگ بنا دیا (خوب گردد) اور ہمارا گمان
ہے کہ سب لوگ اگر ابوسفیان کے پیدا ہوتے
تو سبھی عقلمند ہوتے۔
جواب صعصعہ نے کہا تو کاذب ہے کیونکہ سب
آدمیون کے باپ حضرت آدم ہین جنکو خدا نے
اپنی ید قدرت سے بنایا اور روح سے
سرفراز کیا اور تمام ملائکہ کو سجدہ کا حکم دیا
اونکی اولاد مین نیک۔ بد۔ احمق۔ عقلمند
سب ہیں (تو پھر ابوسفیان کے سب بیٹے کیونکر
عقلمند ہوجاتے)
معویہ اوس روز تو چپکا چلا گیا۔ پھر دوسرے
روز آیا اور بہت دیر تک سمجھاتا رہا کہ وہ باتیں
کرو جس سے تم سبکو نفع اور فائدہ ہو۔
صعصعہ نے کہا ہرگز تو اسکا اہل نہین ہے کہ ایسی
تقریر کرے۔ اور کسطرح یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ
معصیت خدا مین تیری اطاعت کی جائے۔
معویہ نے کہا میں نے تو پہلی ہی تقوی خدا اور
طاعت رسول اور اتفاق کو کہا۔ صعصعہ نے کہا
تو فرقہ و اختلاف کا حکم دیتا ہے اور چاہتا ہے کہ
جو شریعت رسول لائے ہین اوسکے خلاف کیا جائے

خلاف ما جاء به النبی فقال انی امرکم
الان ان کنت فعلت فاتوب الی اللہ
وامرکم بتقواہ وطاعتہ وطاعۃ
نبیہ ولزوم الجماعۃ وان توقروا
ائمتکم وتدلوھم علی احسن ماقدرتم علیہ
فقال صعصعۃ فانا نامرک ان
تعتزل عملک وان فی المسلمین
من ھو احق بہ منک ومن کان
ابوہ احسن قدماً فی الاسلام من ابیک
وھو احسن فی الاسلام قدماً منک فقال معاویۃ
کان احسن قدماً منی ولکنہ لیس
فی زمانی احد اقوی علی ما انا فیہ
منی ولقد رای ذلک عمر بن الخطاب
فلو کان غیری اقوی منی لم تکن
عند عمر ھوادۃ لی ولا لغیری ھ
اوسی کو مقرر کرتا -

معویہ اگر پہلے ایسا کیا تھا تو اوس سے توبہ کرتے
ہین - اور تقوی و طاعت خدا کا حکم دیتے
ہین - اور اسکا کہ جماعت کو نہ چھوڑو - اپنے اماموں
(حاکمون) کی توقیر کرو اور جسقدر ہوسکے اونکی
خیر خواہی کرو - صعصعہ نے کہا ہم کہتے ہین کہ تو
حکومت سے دست بردار ہوجا اپنا عمل چھوڑدے
کہ مسلمانوں مین بہت سے ایسے ہین جو تجھ سے
زیادہ مستحق ہین اور اونکے باپ کا قدم اسلام
مین بہتر ہے بہ نسبت تیرے باپ کے اور خود
اونکا اسلام قدما نہایت احسن ہے -
معویہ قسم بخدا ہم بھی اسلام مین قدم رکھتے ہین
اور غیر ہمارا احسن ہے از راہ قدامت اسلامی
مگر ہمارے زمانہ مین ہم سے بڑھکر کوئی
قوی نہین ہے اور اس بات کو عمر نے جانا
تھا - اگر دوسرا کوئی ہم سے قوی ہوتا تو عمر

اس تقریر مین سب سے لطیف وہ جملہ ہے جسمین کہا ہے کہ تمام قریش کو معلوم ہے ابوسفیان کریم تھا اور
ابن کریم - حالانکہ تواریخ کا جو ورق اولٹے گا اوس سے معلوم ہوگا کہ قریش مین کیا عرب مین اس سے
بڑھکر کوئی شیطان نہ تھا -
دوسرے فقرے نے تو اچھی طرح معویہ کے ایمان کو ظاہر کردیا کہ کریم ابن کریم ابوسفیان تھا - مگر
یہ دوسری بات ہے کہ خدا نے نبوت اوسکو نہ دی اور آنحضرتؐ کو منتخب کرلیا گیا اسکے بعد کوئی شخص بھی
کہسکتا ہے کہ معویہ مسلمان تھا - ؟
کیونکہ صاف صاف وہ ظلم خداوند عالم کا اظہار کر رہا ہے کہ خدا نے بالکل نا انصافی کی لیکر انھین

ابن کریم ابوسفیان کو چھوڑکر رسول اللہ کو رسالت کے لئے منتخب کیا۔
پھر اوس ذریعہ سے رسول اللہ کے صدہا بلکہ ہزارہا احادیث متواترہ کی تکذیب کی
جسمین حضرت نے افضلیت بنی ہاشم کو تمامی عالم پر ظاہر کیا تھا۔
پھر اون سب حدیثونکی بھی تکذیب کردی جنمین حضرت نے بنی امیہ کی ملعونیت اور فسق وفجور او
شدید لعنت کو ظاہر کیا تھا۔ تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ جو شخص خدا و رسول پر ایمان لایا ہو وہ اسلام کی
تصدیق کرے حالانکہ تمامی کتب سیر و تواریخ اس قبیلہ کے مظالم سے مملو ہین۔
غرض اس ساری تقریر کا منشا صرف یہی ہے کہ اہل اسلام اس قبیلہ کو با جمیع احکام کو اگر خدا اور رسول سے
بڑھکر نہ مانتے تو بعد خدا و رسول تو ضرور تسلیم کرتے پھر کیونکر ممکن تہا کہ وہ اہل اسلام جنکی دلین کچھ بھی
ورد اسلام تھا۔ قبول کرتا۔
اس گفتگو کا آخری نتیجہ یہ ہوا۔ فوثبوا علیہ واخذوا راسہ ولحیتہ فقال معاویۃ ان کا
لیست بلدی الکوفہ واللہ لودای اهل الشام ما صنعتم بی ما ملکت ان انھا هم عنکم
حتی یقتلوکم ولعمری ان صنعکم لیشبہ بعضها بعضا ص۵۵ کامل جلد ۳
کہ اہل کوفہ سب کے سب کھڑے ہوگئے اور معاویہ کی داڑھی اور سر پکڑ کر نوچنے لگے جس پر
معاویہ نے کہا بس۔ یہ زمین کوفہ ہی ہے اگر اہل شام اس حال کو دیکھ لیتے تو بغیر قتل ہوئے تمکو نہ چھوڑتے
اسکے بعد معاویہ نے ابن الکوا سے جو آخر کو خارجی ہوا پوچھا کہ ان شہرونکا حال بیان کر جسمین
فتنے پیدا ہورہے ہیں۔ قال اهل المدینة فهم احرص الامة علی الشر واعجزاهم عنه
واما اهل الکوفة فانهم یردون جمیعا ویصدرون شتی واما اهل مصر فهم
اوفی الناس بشر واسرعهم ندامة واما اهل الشام فهم اطوع الناس
لمرشدهم واعصاهم لمغویهم ص۵۵
ابن الکوا نے کہا کہ اہل مدینہ سب سے زیادہ حریص ہیں شر پر اور سب سے زیادہ عاجز اوس
سے اہل کوفہ ولعہ تو ہوتے ہین جمع ہو کر مگر جب صادر ہوتے ہین تو مختلف رائے۔ اہل مصر ہین تو بھی
ہین شر پر بہت جلد نادم ہوتے۔ اہل شام اپنے مرشد کے بڑے فرمانبردار ہین اور مغوی کے
پورے نافرمان۔

اسکے بعد معویہ نے عثمان کو لکھا کہ انلوگونکو کوفہ بھیجوا دو کہ اگر شام مین رہینگے تو یہان بہی وہی فساد ہوگا اور شام بہی ہاتھ سے نکل جائیگا۔ چنانچہ عثمان نے انکو کوفہ بھیجوایا اور سعید بن العاص نے پہر عثمان کو لکہا۔ عثمان نے حکم دیا کہ شہر حمص مین بھیجدو۔ جہان کا حاکم عبدالرحمن بن خالد بن ولید تھا تاریخ طبری صفحہ جلد ۵

ان حالات نے بتا دیا کہ اہل کوفہ فطری طور پر کیسی مذاق کے تہے کہ نہ کسی کی حکومت مانتے نہ کسی کی اطاعت کرتے سرکشی و تمرد اونکی فطرت مین داخل تہے کہ اپنے ابتدائی وجود سے خلیفہ دوم کو بیحد تنگ کرتے رہے اور خلیفہ سوم کو یون دق کیا۔ تو کیا وہ سب شیعہ تہے۔ بقول اہلسنت ابہی تک تو شیعہ مذہب کا وجود ہی نہ تہا۔

اول نتیجہ اوسکا یہ ہوا کہ خلیفہ سوم مارے گئے اور اہل کوفہ اپنی مرادین کامیاب ہوئے جسکا خلاصہ تاریخ کامل سے اسطرح پر ہے جب سعید بن العاص نے حسب حکم عثمان۔ اہل کوفہ کو شام وغیرہ کے طرف روانہ کیا تو خود سعید بن العاص عثمان کے پاس آیا۔ اور اسطرح ولایت کوفہ کو تقسیم کیا کہ اشعث بن قیس کو آذربائجان۔ سعید بن قیس۔ رے۔ نسیر عجلی ہمدان۔ سائب بن اقرع۔ اصفہان۔ مالک بن حبیب۔ ماہ۔ حکیم بن سلام خزامی۔ موصل۔ جریر بن عبداللہ۔ قرقیسا۔ سلمان بن ربیعہ۔ باب۔ قعقاع بن عمرو۔ حلوان۔ عتبہ بن نہاس۔ ہمدان۔ کا حاکم بناکر روانہ کیا و خلت الکوفہ من الرؤساء فخرج یزید بن قیس وھو یرید خلع عثمان ومعہ الذین کان ابن السوداء یکاتبھم فاخذہ القعقاع بن عمرو ص ۵۲

یعنی کوفہ بالکل خالی ہوگیا رؤساء سے۔ تب یزید بن قیس اس ارادہ سے نکلا کہ عثمان کو خلافت سے خلع کرے اوسکے ساتھ وہ لوگ بہی تہے جنسے ابن السودا خط و کتابت کرتا تہا مگر قعقاع بن عمرو نے اوسکو گرفتار کر لیا اب اہلسنت بتائین کہ یہ یزید بن قیس سنی تہا یا شیعہ۔

اسکے بعد طولانی قصہ ہے کہ سعید بن العاص والی کوفہ عثمان کے پاس سے دوبارہ بغرض حکومت کوفہ آیا ہے۔ اور اہل کوفہ نے نکلکر اوسکو روکا اور کوفہ مین نہ آنے دیا۔ سعید

سے فارغ رہین" آپکا اخلاق نہایت وسیع تھا آپ نہایت درجہ سخی تھے کبھی سایل کو بغیر کچھ دئے واپس نہین کیا۔ آپ نہایت درجہ مہمان نواز تھے اور جب کوئی مہمان آپکے مکان پر آتا تو آپ اوسکے پاس سے اس وقت تک نہ اوٹھتے تھے جبتک اوس کو کھانا نہ کھلا لیتے اور عمدہ پوشاک نہ پہنا لیتے اور وقت رخصت درہم نہ لیتے ہون۔

اخلاق جناب جعفر صادقؑ امام ششم بن جناب امام محمد باقرؑ

۸۳ھ مطابق ۷۰۲ء۔ ۱۴۸ھ مطابق ۷۶۵ء

اقوال درستی اخلاق فرماتے ہین کہ خلق بہترین عمل نیک ہے۔

"خداوند تعالی کے نزدیک اس سے بہتر کوئی عمل نیک نہین ہے کہ آدمی اپنے نیک اخلاق سے لوگون کو اپنا گرویدہ بنا لیتا ہے۔ نیک خلق گناہون کو اس طرح پگھلاتا ہے جس طرح افتاب برف کو۔ خلقت سے نیکی کرنا اور لوگون سے نیک اخلاق سے رہنا گھرون کو آباد رکھتا ہے اور عمرون کو دراز کرتا ہے نیک آدمی کو اوس شخص کے مرتبہ پر پہونچا دیتا ہے جس سے عمر بھر دن کے روزے رکھے اور راتون کو عبادت کی۔ بداخلاقی ایمان کو اور نیک اعمال کو خراب کر دیتی ہے جیسا کہ سرکہ سے شہد خراب ہو جاتا ہے بدخلق آدمی ہمیشہ اپنے آپکو عذاب مین رکھتا ہے" چشمہ نجات اردو ترجمہ عین الحیات صفحہ ۳۴۹ و ۳۸۰

ایک شخص آپ سے دریافت کرتا ہے "نیک اخلاق کے کیا معنی ہین" اوسکے جواب مین فرماتے ہین "اپنا مزاج نرم رکھو کسی کو تکلیف نہ ہونے پاے۔ اپنا کلام نرم اور شیرین رکھو جب اپنے مومن بھائی سے ملو خوش روئی اور خندہ پیشانی سے ملو" چشمہ نجات اردو ترجمہ عین الحیات صفحہ ۳۵۴۔

فرماتے ہین کہ خداوند کریم کے نزدیک کل اولاد اوسکی مثل اولاد کے ہے مگر سب سے زیادہ عزیز خداوند کریم کے نزدیک وہی شخص ہے جو لوگون سے مہربانی سے پیش آوے اور ہمیشہ اون کی آرزوئین پوری کرے۔

خدا تعالے فرماتا ہے میرے مخلوق مثل اولاد کے ہے اونمین سب سے زیادہ
پیارا مجھے وہ ہے جو اون کے ساتھ سب سے زیادہ مہربانی کرے اور اون کی
حاجت برآری مین سب سے کوشش کرے ،، تہذیب اسلام اردو ترجمہ
حلیۃ المتقین صفحہ

فرمارہے ہین کہ دوست وہی دوست ہے جسکا ظاہر و باطن یکسان ہو تمہاری ذلت و
عزت کو اپنی ذلت و عزت خیال کرے حکومت پر بھی ہو جانے سے تم سے وہی برتاو کرے
جسطرح سے کہ پیشتر تم سے پیش آتا تھا تمہارے ساتھ نیکی کو جو اوسکے اختیار مین ہو دریغ
نہ رکھے۔ ضرورت کے وقت تمہارے کام آوے۔

"دوستی یا محبت یا یکدلی کی چند شرطین ہین جس شخص مین وہ سب باتین
نہ ہون اوسکو یکا دوست نہین کہہ سکتے اور جسمین انمین سے ایک ہی نہ ہو تو اوسپر
دوست کا خطاب کسی طرح درست ہی نہین آسکتا اول دوست کا ظاہر و
باطن تمہارے ساتھ یکسان ہو۔ دوسرے تمہاری عزت و خوبی کو اپنی
عزت و خوبی اور تمہارے ذلت و عیب کو اپنی ذلت و عیب سمجھے تیسرے
صاحب مال یا صاحب (حکومت) ہوجانے سے تمہارے ساتھ جو برتاو تھا
اوسمین فرق نہ آئے۔ چوتھے جو بات اوسکے حد اختیار مین ہو اوسمین تمسے مضایقہ
نہ کرے پانچوین جو بات اوس کے حد اختیار مین ہو اوسمین تم سے مضایقہ نہ کرے
چھٹے تکلیفون اور بلاوں کے وقت تم سے جدا نہو اور تمہاری دوستی
ترک نکرے ،، تہذیب اسلام اردو ترجمہ حلیۃ المتقین صفحہ ۳۲۵

ہدایت ہو رہی ہے کہ دنیا و آخرت مین اوس شخص کے مدارج زیادہ ہین جو بدی کی بجائے
نیکی اور محرومیت کے بجائے عطا اور قطع کے بجائے صلہ رحم کرے۔
"تین شے باعث فضیلت ہین دنیا و عقبیٰ مین نیکی کرنا اوس کے ساتھ جسنے
بدی کی ہو۔ عطا کرنا اوسے جسنے محروم کیا ہو صلہ رحم کرنا اوسکے ساتھ جسنے
قطع رحم کیا ہو ،، کشف الحقایق صفحہ ۵۵

فرما رہے ہین کہ اچھے آدمی مین پانچ خصلتین ہوتی ہین۔

"اچھے آدمی مین پانچ خصلتین ہوتی ہین نیکی کرے خوش حال ہو۔ بدی پر پشیمان ہوکر توبہ کرے۔ اسکو کچھ دین تو شکرگذار رہو۔ مصیبت مین مبتلا ہو تو صبر فرمائے کوئی بدی اسکے ساتھ کرے تو بخشدے" کشف الحقایق صفحہ ۵۵۴

نصیحت فرما رہے ہین کہ نیکی واحسان بغیر تین امرون کے کامل نہین ہوتین۔

"نیکی و احسان بغیر تین امرون کے کامل نہین ہوتی ایک جلد دینا دوسرے دیے ہوئے کو اندک و حقیر جاننا تیسرے اخفا کرنا (چھپا کر دینا) کشف صفحہ ۳۵۴۔

فرما رہے ہین کہ حاکم بوجہ ظلم کے۔ مفلس بوجہ عیب جوئی و غیبت کے۔ مالدار بوجہ تکبر و غرور کے تاجر بوجہ فریب کے۔ دہقان بوجہ جہالت و حماقت کے۔ عالم بوجہ حسد کے ہلاکت مین پڑتے ہین۔

"چھہ گروہ چھہ خصلت سے ہلاک ہوئے۔ امیر و حاکم ظلم و شدت سے۔ غربا و مفلس عیب جوئی و غیبت سے۔ اغنیا کبر و نخوت سے۔ تجار فریب و خیانت سے دہقان جہل و حماقت سے۔ علما حسد و عداوت سے" کشف الحقایق صفحہ ۵۵۴ و ۵۵۴

فرما رہے ہین کہ تین عمدہ خصلتین ایسی ہین کہ چار باتین لازم ہوجاتی ہین۔

"تین خصلتین ایسی ہین کہ جس شخص مین ہونگی چار باتین اوسکے لئے لازم ہوجائینگی۔ اول جو بات کہے اوسمین جھوٹ نہ ہو دوسرے معاملات اور ارتباط مین لوگونپر ظلم کرے نہ کرے تیسرے جو وعدہ کرے پورا کرے ان تین صفتون کے ہونے سے ضرور ہے کہ لوگ اوسکی عدالت کے قایل ہون اور اوسکی مروت کی مدح اسکی غیبت انپر حرام ہو اور اسکی اخوت انپر واجب" تہذیب اسلام اردو ترجمہ حلیۃ المتقین صفحہ ۳۵۰۔

ہدایت ہو رہی ہے کہ کسی کی غیبت نہ کرو جو شخص غیبت کرتا ہے اوسکی ضرور دوسرے غیبت کرتے ہین یعنے غیبت مت کر کیونکہ اگر تو کسی کی غیبت کریگا دوسرے تیری غیبت کرینگے

کسی مومن بھائی کے لئے گڑھا نہ کھود کہ خود تو اوس مین گر جائیگا اور لوگون کے ساتھ جو جیسا سلوک کرے یقین رکھ کہ ویسا ہی تیرے ساتھ کیا جایگا چشمہ نجات اردو ترجمہ عین الحیات صفحہ ۸۵ ۔

ہدایت ہو رہی ہے کہ امانت مین خیانت نہ کرو "اگر قاتل حسین بھی تمہارے پاس کوی امانت رکھے تو اوسکو بجنسہٖ واپس کردو" کشف الحقایق صفحہ ۵۸ ۔

غلام کے ساتھ آپ کا برتاؤ

ایک دفعہ حضرت اپنے غلام کو کسی ایک کام کے لئے روانہ فرما رہے ہین ۔ غلام راستے مین دیر ہو رہی ہے آپ خود اوسکی تلاش مین تشریف لیجا رہے ہین ایک جگہہ پر اوسکو سوتا ہوا دیکھ کر بجاے جگانے کے وغصہ ہونیکے آپ اوس کے سرہانے بیٹھ جاتے ہین اوسکو پنکھا جھلنے لگتے ہین ۔ غلام بیدار ہو جاتا ہے اس سے فرما رہے ہین "اے شخص تیری یہ کیا عادت ہے کہ دن رات سوئے جاتا ہے رات سونے کو ہے اور دن آرام کرنے کو" کشف الحقایق صفحہ ۴۷ و ۴۳ ، تہذیب اسلام اردو ترجمہ حلیۃ المتقین صفحہ ۱۵۱ ۔

اجنبی سے آپکا اعلیٰ اخلاق

ایک شخص وارد مدینہ ہوا ہے مسجد نبوی مین سو گیا ہے جس وقت خواب سے بیدار ہوتا ہے ۔ خیال کر رہا ہے مین اپنے ساتھ ایکہزار کی ہمیلی لایا تھا وہ کسی نے لے لی ، چارونطرف مسجد مین نگاہین دوڑا رہا ہے مگر ایک گوشہ مین حضرت کو مشغول پا رہا ہے ۔ یہ شخص حضرت کو نہ جانتا تھا حضرت سے کہہ رہا ہے "تم نے ہی میری تھیلی اوٹھائی ہے" ، اوسکے جواب مین حضرت دریافت فرما رہے ہین اوسمین کیا تھا ۔ حضرت کے جواب مین کہہ رہا ہے "ایکہزار اشرفی" ، آپ اوس کو دولت خانہ پر لے جاتے ہین اور ایک ہزار دینار دے رہے ہین ۔ جب وہ شخص دینار لے کر اپنے مقام پر پہونچتا ہے تھیلی روپیہ کی اپنے مکان پر پاتا ہے ۔ حضرت کی خدمت مین حاضر ہو رہا ہے ۔ عذر خواہی سے دینار کو واپس کر رہا ہے مگر اوسکے جواب مین حضرت فرما رہے ہین "جو کچھ دے چکے پھر نہ لین گے" ، یہ شخص حضرت کے اخلاق کو دیکھ کر حیران رہجاتا ہے ۔ جب مکان سے باہر آتا ہے لوگون سے دریافت کرتا ہے اوسوقت اوسکو

معلوم ہوتا ہے کہ ان بزرگوار کا اسم مبارک جناب جعفر صادق علیہ السلام ہی کشف الحقایق صفحہ ۵، و ۴۔

جانی دشمن کے لئے وصیت

حضرت کا آخری وقت ہی کچھ گھنٹون کے مہمان ہین اپنے عزیز و اقارب کو وصیت فرما رہے ہین "تمہاری شفاعت اوسی نصیب نہ ہوگی جو شخص نماز کو سبک جان کے اعتنا، اوسکی شان و منزلت پر نکرے گا ستر دینار طلا حسن افطس کو کہ پسر عم میرا ہے دیدینا" حضرت کا آزاد کردہ غلام مسالمہ بھی حاضر ہے کہہ رہا ہی "ای مولا حسن افطس کے بارہ مین آپ وصیت کرتے ہین اور اُس نے چھری کھینچکر آپ کے قتل کا ارادہ کیا تھا" حضرت اوسکے جواب مین فرمارہے ہین "تو چاہتا ہی مین قطع رحم کرون اور اون لوگون مین نہ محسوب ہون جنکی خداوند عالم نے بصلہ رحم مدح کی اور انکی شان مین فرمایا ہی کہ وہ لوگ کہ بموجب حکم خدا صلہ رحم کرتے ہین اور اپنے پروردگار سے ڈرتے ہین اور حساب کی برائی سے اندیشہ ناک ہین ای مسالمہ اوسکے حق مین اسلئے وصیت کرتا ہون کہ حقتعالے نے بہشت پیدا کیا اور اوسے خوشبو فرمایا اور اوسکی خوشبو دو ہزار سالہ راہ تک پہونچی ہے اور اسکی خوشبو عاق پدر و مادر و قطع کنندہ رحم نہین سونگھتا" کشف الحقایق صفحہ ۸۲ و ۸۱۔ اردو ترجمہ جلاء العیون صـ ۶۱۲

اخلاق امام

ابو ایوب روایت کرتے ہین کہ آپ کی نماز مین وہی کیفیت ہو جاتی تھی جو حالت آپکے جد بزرگوار جناب زین العابدین علیہ السلام کی۔ آپکا لباس سادہ ہوتا تھا بسا اوقات موٹے کپڑے، یا بالون کا لباس ہوتا تھا اکثر پیوند بھی ہوتے تھے۔ اکثر اوقات لباس فاخرہ بھی زیب تن فرماتے تھے۔ آپکو طعام کھلانے اور مہمانی کرنے کا نہایت درجہ شوق تھا مثل اپنے جد بزرگوار جناب زین العابدین ع کے آپکا بھی معمول شب کو تھا کہ جسوقت اچھی طرح سے اندھیرا ہو جاتا تھا تو روٹیان اور خشک کھجورے مین بھر کر اور روپیہ ساتھ لیکر فقراو مساکین پر تقسیم فرمایا کرتے تھے چنانچہ معلی بن قیس روایت کرتے ہین کہ ایک اندھیری و بارش کی شب کو مین نے دیکھا کہ جناب جعفر صادق ع کچھ اوٹھائے ہوئے تلہ بنی ساعدہ کیطرف تشریف لئے جارہے ہین مین بھی آپ کے پیچھے ہولیا راستہ مین حضرت کے پاس سے کچھ گرا۔ مین نے

آگے بڑھ کر آپ کو سلام کیا بعد جواب سلام کے مجھسے دریافت کیا کہ تو مصلے ہی بیٹھے عرض کیا ابھو لے
مین مصلے ہون، ہچنانچہ آپ نے مجکو حکم دیا کہ جو کچھہ زمین پر گر گیا ہے مجھے ٹٹول کر اوٹھا دی مینے
جب ٹٹول کر دیکھا تو روٹیان پائین اور مین نے جمع کر کے آپکو دے دین مین نے عرض کیا "یا
حضرت اس بوجھ کو مجکو دیدیجئے تاکہ مین اسکو اوٹھا کرے چلون مگر میرے جواب مین آپنے فرمایا
کہ اس بوجھ کے اوٹھانیکا میرا حق ہی۔ آپ وہ بوجہ اوٹھا کر محلہ بنی ساعدہ مین تشریف لے گئے
ایک مقام پر آدمی سورہے تھے اور آپ ہر ایک کے سرہانے روٹیان اور گوشت رکھتے جاتے
تھے جب تقسیم فرما چکے تو واپس ہوئے آپ زیادہ تر اوسی چیز کی خیرات زیادہ فرماتے تھے کہ جسکو
آپ زیادہ پسند فرماتے تھے۔ چنانچہ فرماتے ہین "تمام خوردنی اشیاء مین مجھے شیرینی سی بہت
رغبت ہی اوسیکو راہ خدا مین خیرات بھی کرتا ہون کیونکہ حق تعالے فرماتا ہی ہرگز نیکی حاصل نہ
کروگے تم جب تک اس شی سے راہ خدا مین جسکو دوست رکھتے ہوئ"

غلامون کے ساتھ نہایت درجہ مہربانی وشفقت سے پیش آتے تھے۔ سخت سی سخت
کام کو اپنے ہاتھون سے کرتے تھے اور اوسے عیب نہ جانتے تھے چنانچہ ابو عمرو شیبانی کہتا ہی کہ
ایکدفعہ مین نے حضرت کو ہاتھ مین بیلچہ لئے ہوئے باغ مین کام کرتے ہوے دیکھا جسکی محنت کی
وجہ سے جسم مبارک عرق عرق ہو رہا تھا مین نے عرض کیا "مین فدا ہون آپ پر یہ بیلچہ مجھے عنایت
کیجئے تاکہ یہ خدمت مین بجالاؤن" حضرت نے فرمایا "طلب معاش مین دہوپ اور گرمی کی
تکلیف سہنا عیب کی بات نہین"۔ کشف الحقایق۔ اردو ترجمہ عین الحیات

اخلاق جناب موسیٰ کاظم امام ہفتم بن جناب جعفر صادق

۱۲۸ھ مطابق ۷۴۶ء ۔ ۱۸۳ھ مطابق ۷۹۹ء

اقوال درستی اخلاق ہدایت ہو رہی ہو کہ تواضع کی عادت اختیار کرو۔

حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اے فرزند تواضع کر تاکہ سب آدمیون سے
زیادہ عقلمند ہو" اوراد المومنین و وظایف المتقین جلد چہارم

ہدایت ہو رہی ہے کہ عجز وانکسار اختیار کرو "طوفان کے وقت نوح جب کشتی پر سوار ہوئے

ضروری چیزین رکھ لین حکم خدا سے کشتی چلی۔ خانہ کعبہ کے پاس آکر ٹھہری سات بار
بیت اللہ کا طواف کیا پھر چل پڑی۔ پہاڑون کو حکم الٰہی پہنچا کہ تم مین سے ایک پر اپنی بندی
نوح کی کشتی ٹھہراون گا۔ تمام پہاڑون نے سر بلند کیا اور اس عزت کی خواہش کی مگر جودی نے
جو نجف اشرف کے قریب پہاڑ ہے۔ عجز و انکسار سے کہا کہ خداوندا اپنی پستی کے سبب اس
قابل ہون کہ کشتی ٹھہرانے کا فخر حاصل کرون خدا کو اسکا عجز پسند آیا کشتی کو اسی پر ٹھہرنے
کا حکم دیا کشتی تھمی حضرت نوح نے زبان سریانی مین دعا کی اے پروردگار ہمین آرام دے''
چشمہ نجات اردو ترجمہ عین الحیات صفحہ ۲۹۱۔

ہدایت ہو رہی ہے کہ فقراکو نظر حقارت سی نہ دیکھو'' شیعیان علی کے فقیرون کو حقیر نہ
سمجھو۔ قیامت کے روز انمین کا ایک ایک اتنی آدمیون کی شفاعت کریگا جتنے کہ جو کے
دو بڑے قبیلہ ربیعہ اور مضر کی تعداد ہے'' چشمہ نجات اردو ترجمہ عین الحیات ص۲۹۷۔

ہدایت ہو رہی ہی کہ برادر مومن کی امداد کرو اور اونکی حاجتین پوری کرو'' جس شخص
کے پاس کوی برادر مومن اپنی حاجت لے کر آئے تو یہ اوسکے پاس ایک رحمت ہی جو خدا نے
اسکے پاس بھیجی ہی اگر اوسے قبول کر لی تو اوسنے اپنی دوستی کو ہماری دوستی کیساتھ ملحق کر دیا
اور جسے ہماری دوستی حاصل ہو گئی اوسے خدا تعالےٰ دوست رکھتا ہی اگر باوجود قدرت کے
اس نے اسکی حاجت برآری سے انکار کر دیا تو خدا تعالےٰ جہنم کا ایک سانپ اوسکی قبر مین مقرر
کر دیگا کہ قیامت تک اوسی کاٹے جائے جب قیامت کا دن آیگا تو خدا تعالیٰ کو اختیار ہے کہ
اوسے بخشدے یا نہ بخشے'' چشمہ نجات اردو ترجمہ عین الحیات صفحہ ۴۲۵۔ تہذیب الاسلام ۱۲۹
ترجمہ حلیۃ المتقین صفحہ ۳۴۴ و ۳۴۳۔

ہدایت ہو رہی ہے کہ اپنے نفس کی اصلاح کرو'' جو شخص ہر روز اپنے نفس کا محاسبہ نہ
کرے ہم مین سے نہین۔ چاہئے کہ حساب کرے اور دیکھے اگر نیکی کی ہے خدا سے اوسکی زیادتی
کی دعا مانگے۔ گناہ کیا ہو تو توبہ و استغفار کرے'' چشمہ نجات اردو ترجمہ عین الحیات ص۳۲۲

ہدایت ہو رہی ہے کہ انسان کو اپنا ظاہر و باطن ایک سا رکھنا چاہئے'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام
نے حواریون کو فرمایا مین تمکو حق کہتا ہون۔ تمہارا عمل کچھ کام نہ آئے گا اگر ظاہر انکی کروگے

اور دلمین بدی ہو گی، ظاہر جسم پاک ہو اور دل غلاظت سے بھرا ہو چھلنی کے مانند نہ ہو کہ
کہ باریک عمدہ آٹا باہر پھینکدیتی ہے اور بھوسا اور تنکے اندر رکھتی ہے تمہاری مثال ایسی
ہونی چاہئے جیسے شمع کہ لوگون کو روشنی دیتی ہے اور اپنے آپکو جلاتی ہے، "چشمہ نجات اردو
ترجمہ عین الحیات صفحہ ۲۰۴۔

ہدایت ہو رہی ہے کہ بدآدمی کی صحبت سے پرہیز کرو، "حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے
فرمایا کہ بدمصاحب اپنے ہمنشین کو اپنے درد مین مبتلا کردیتا ہے اور ہمنشین بد آدمی کو
ہلاک کردیتا ہے بس چاہئے کہ خوب دیکھ لو کیسے آدمی کے پاس بیٹھتے ہو" چشمہ نجات اردو
ترجمہ الحیات صفحہ ۲۷۱۔

نصیحت فرما رہے ہین کہ مال حرام مین کبھی ترقی نہین ہوتی اور نہ اوس مین خیر و
برکت، "مال حرام بڑھتا نہین اور اگر بڑھے بھی تو اوس مین برکت نہین ہوتی اگر راہ خدا
مین صرف کیا جائے ثواب نہین ملتا اگر پیچھے باقی رہ جائے توشۂ جہنم بنتا ہے" چشمہ نجات
اردو ترجمہ عین الحیات صفحہ ۳۲۴۔

دشمن سے نیکی و سخاوت

ہارون اپنے وزیر یحییٰ سے حضرت کے قتل کی ترکیبین کر رہا ہے آخر یہ طے
ہوتا ہے کہ آپکے بھتیجے علی بن اسمعیل بن جناب جعفر صادق ع سے حضرت کے
اقوال دریافت کئے جاوین اور اوسی سے حضرت کے قتل کی ترکیب دریافت کیجاوے
آپ نے علی پر بکثرت سے احسانات فرمائے تھے۔ مگر علی آپکا سخت دشمن تھا حضرت اس
امر سے آگاہ ہوتے ہین علی کو طلب کر رہے ہین۔ علی حاضر ہے۔ دریافت فرما رہے ہین
"تمہارا کہان جانیکا ارادہ ہے"، عرض کر رہا ہے "پریشان ہون اور مقروض ہون
اسوجہ سے ہارون کے پاس جا رہا ہون"، حضرت فرماتے ہین "مین تمہارا قرض
ادا کرکے خرچ کی بھی کفالت کرتا ہون"، علی قبول نہین کرتا۔ عرض کر رہا ہے "مجھے کچھ
وصیت کیجیے"، حضرت فرما رہے ہین "میری وصیت یہ ہے کہ میرے خون مین شریک
نہ ہونا میری اولاد کو یتیم نہ کرنا"، مکرر کہہ رہا ہے "مجھکو کچھ وصیت کیجئے"، حضرت پھر وہی
جواب دے رہے ہین تین سو دینار طلا اور چار ہزار درہم اوسے عطا فرما رہے ہین علی

وغیرہ سے کہا کہ احتجاج کیا ہے مسلم نے سوید بن سعید اور دوسری جماعت سے جنمیں طعن مشہور ہے
کہا ابن الصلاح نے کہ اس سے معلوم ہوا کہ بخاری و مسلم کا مذہب یہ تہا کہ وہی جرح مقبول ہے جسمیں
سبب بیان کیا جائے "
اس سے معلوم ہوا کہ بخاری اور مسلم کا یہ قول بصراحت نہیں ہے - بلکہ اونکے طرز عمل سے یہ سمجہا گیا کہ وہ
مجروحین سے روایت کرتے ہین تو اسوجہ سے کہ اونکے جرح کی تفصیل نہیں ہے - علامہ عینی اس
قول ابن الصلاح کے جواب مین لکھتے ہین کہ بہت سے راوی تو ایسے ہین جنکے جرح کی تفصیل
کردیگئی ہے چنانچہ عکرمہ کے بارہ مین قول ابن عمر ہے کہ اونہونے نافع (اپنے غلام) کہا کہ ہمپر تو
اوسطرح جہوٹ نہ باندھنا جسطرح عکرمہ نے ابن عباس پر افترا کیا - اور عکرمہ کی تکذیب کی ہے مجاہد-
ابن سیرین - مالک نے - کہا (امام) احمد (بن حنبل) نے کہ وہ رای خوارج صفریہ پر تھا - کہا ابن
مدینی نے کہ وہ خارجی تہا براصول نجدہ (یہ ایک خارجی تہا جسکا فرقہ علیحدہ ہے) اور کہا کہ وہ رای
رکہتا تھا تلوار کا (یعنی قتال کرنے کو مسلمانوں سے جایز جانتا تھا) مگر بخاری نے اوسکی توثیق کی ہے اور اوس سے
روایت لی ہے شاید کہ وہ داعی نہ تھا -
رہا اسمعیل بن اویس (راوی بخاری) تو ایسا ہے جسنے خود اقرار کیا ہے کہ میںنے وضعی حدیثیں بنائیں
جیسا کہ نسائی نے حکایت کی ہے سلمہ بن شبیب سے - کہا ابن معین نے کہ وہ تو دو فلس کے برابر بھی نہیں
ہے - وہ اور اوسکا باپ دونو سارق حدیث ہین - نضر بن سلمہ مروزی بروایت دولابی کہتا ہے
کہ وہ کذاب تھا - حدیث گرماتا تھا الک سے مسایل ابن وہب کا -

تنقید بخاری - بسم اللہ الرحمن الرحیم - الحمد للہ والصلوۃ علی نبیہ والہ الطاہرین
اما بعد تنقید البخاری کے دو حصے ملک مین شایع ہوچکے جسکے اثر سے تمام اہل علم کو حقیقت دین اسلام
بخوبی معلوم ہوئی یہانتک کہ خود اہل سنت جو گوزبانسے اصح الکتب بعد کتاب الباری صحیح البخاری کہتے
ہین - مگر دل مین فوق کلام الباری کے معتقد تھے - راہ حق پر انے لگے اور عام طور پر تحقیق شروع
ہوگئی جس سے بہت سی حدیثون کی موضوعیت کا اقرار کرنا پڑا -
مگر چونکہ دنیا مین کوئی حق ایسا نہیں ہے جسکا باطل سے مقابلہ نہ کیا گیا ہو لہذا بعض ناحق کوشون نے
زور لگایا کہ تنقید بخاری کا جواب دیا جائے مگر یہ جبتک ممکن نہوا حالانکہ تلحدیث کا لفرنس بین بہی

رہا عاصم بن علی تو کہا ابن معین نے وہ لاشے ہے اور دوسرے نے کہا وہ کذاب بن کذاب ہے۔ مگر احمد نے اوسکی اور اوسکے باپ کی تصدیق کی ہے۔

عمرو بن مرزوق کو ابو ملیاسی نے منسوب الی الکذب کیا ہے مگر ابو حاتم نے توثیق کی ہے۔

سوید بن سعید راویان صحیحین سے مشہور بہ تلقین ہے۔ ابو معین نے کذاب ساقط کہا ہے۔ ابو داود نے کہا کہ ہمنے یحیی کو سناکہ وہ کہتے ہین اسکا قتل کرنا جایز ہے۔

دارقطنی نے اپنی کتاب الاستدراکات والتتبع علی البخاری و مسلم مین ان کے دوسو حدیثون پر طعن کیا ہے اور ابی مسعود دمشقی کا بھی ان دونو پر استدراک ہے۔ اسی طرح ابی علی غسانی نے بھی تقییدہ مین۔

یہ مختصر حال ہے اختلال صحیح بخاری کا جسپر قدیم سے علماے اہل سنت کا اعتراض ہے کہ عام طور پر رواۃ اسکے خوارج مین کذاب ہین وضاع ہین اور کسی شرط کی بخاری کو پابندی نہین ہے۔

اگر ان مطالب کی توضیح کیجائے تو کئی مجلد تیار ہو۔ کیونکہ ایک ایک راوی اسکا ایسا جھوٹا ہے کہ اوسکے الکذوبات کا طومار طیار ہوسکتا ہے مگر چونکہ آیندہ ان امور کا پوری طرح موقع آئیگا لہذا یہان اسیقدر پر اکتفا ہوا۔

نام و نسب بخاری چونکہ تنقید بخاری نے طرفداران بخاری مین ایک عام طور کی بے چینی پیدا کردی ہے لہذا ہم چاہتے ہین کہ اجمالی ریویو انکے پورے حال پر بھی کرجائین تاکہ معلوم ہو یہ شخص کس پایہ کا ہے۔

اسکی ضرورت دکھائی گئی۔ بلکہ کہہ سکتے ہین کہ شاید خاص اسی غرض سے یہ کانفرنس قایم ہوئی۔
ہمکو بھی تمنا تھی کہ کوئی اہل علم سے ادہر متوجہ ہو کہ شاید بقیہ اسرار واضح ہون۔ مگر چونکہ اب انھین بھی عقل آچلی ہے جسکے لئے رسالہ عقل و تہذیب اہل حدیث اسی غرض اصلاح سے شایع ہوا لہذا آج تک کوئی ایسا شخص نہ پیدا ہوا جو تنقید بخاری کا رد کرسکتا۔

تنقید بخاری کے دو حصے تو اسیطرح رہے کہ ھل من مبارز کی صدا بلند رہی مگر کوئی نہ آیا لیکن حصہ ثالثہ تنقید بخاری نے جو اصلاح ۸ جلد ۱۵ سے شایع ہورہا ہے خاص اثر کیا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب ایسا شخص جو آریون کے مقابلہ سے نہ صرف حمایت قرآن مجید مین مصروف تھا بلکہ جواعتراضات وہ

ضمیمہ تنقید بخاری

تہذیب التہذیب میں ہے محمد بن اسمعیل بن ابراہیم بن المغیرہ بن بروزبہ وقیل بزرزبہ وقیل ابن الاحنف الجعفی مولاہم ابوعبداللہ البخاری صفحہ ۵۰ جلد ۹

ابوعبداللہ محمد بن اسمعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بَردِزبہ جعفی۔ غلام ۔یا آزاد کردہ جعفی مین۔

بروزبہ جو بخاری کے مورث اعلیٰ ہین اوسکے معنی مزارع کے ہین جس سے قیاس کیا جاتا ہے کہ بخارا مین کھیتی کرتے تھے کیونکہ زبان بخارا مین بردزبہ زراعت کرنے والے کو کہتے ہین۔ جس سے یہ نہین کہہ سکتے کہ یہ اونکا نام تھا۔ کیونکہ ہماری زبان مین بھی کسان عام کھیتی کرنے والیکو کہتے ہین جس سے صرف قومیت یا حرفہ معلوم ہوا نہ نام۔ مگر محدثین اہل سنت کا بیان ہے کہ یہ مسلمان نہین ہوا بلکہ اپنے آبائی دین پر رہا وکان بردزبہ فارسیا علی دین قومہ ثم اسلم ولدہ المغیرۃ علی ید الیمان الجعفی والی بخاری فنسب الیہ نسبہ ولاء صفحہ ۵۶۳ مقدمہ فتح الباری۔

یعنی بردزبہ اپنے قوم کے مذہب پر رہا اوسکا بیٹا مغیرہ البتہ یمان جعفی والی بخارا کے ہاتھ پہ اسلام لایا جس سے بگمان غالب یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یمان جعفی والی بخارا نے کسی موقع پر اوسکو گرفتار کیا مگر وہ اپنے کفر پر باقی رہا اور اوسی حالت مین مرا جسکے بعد اوسکا بیٹا مغیرہ مسلمان ہوا۔ قاعدہ اسلام سے ہے جو کافر جنگ مین گرفتار ہوتا ہے وہ غلام بنایا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بردزبہ بھی یمان جعفی والی بخارا کا غلام تھا۔ جسکی دلیل یہ بھی ہے کہ اوسکے بیٹے کا عربی نام صحاح ستہ پر کر رہا ہے۔ اوسکے ایک حرف کا بھی آج تک جواب نہ دیسکا تنقید بخاری کے مقابلہ مین بجاے روپوشی سے نکل پڑا۔

حق یہ ہے کہ مسافر آگرہ جو آریون کا اخبار ہے کچھ ایسے جگر دوز کلمات سے للکار رہا ہے کہ اب تاب تحمل باقی نہین رہا کیونکہ ۲۶ جلد ۸ مورخہ ۵ اپریل ۱۹۱۱ء مین لکھتا ہو۔

بیشک یہ خوشی کا مقام ہے کہ ہمارے اتنا کہنے سننے پر آخر مسلمانون مین تین چار غیرتمند دوست قرآن کی حمایت مین باہر نکلے ہین۔ لیکن شک نہین کہ یہ مسلمانون کی مذہبی سپرٹ کا کچھ اچھا نمونہ نہین ہے۔ بلکہ عام مسلمانون کی اسلام کیطرف سے مایوسی کا زمانہ ہے کیونکہ درحقیقت قرآن کا مضمون کوئی

رکھا گیا مغیرہ جو اوسی صورت مین ہو سکتا ہے کہ بردزبہ غلام قرار پائے اور جعفی کہنا ہی اوسی قاعدہ سے ہے کہ جس قبیلہ کا شخص کسی کافر کو قیدی بنا کر غلام بناتا وہ اوسی قبیلہ کیطرف منسوب ہوتا۔

تہذیب التہذیب عسقلانی مین ہے مولاھم ابو عبد اللہ البخاری ص۴۸ جلد ۹۔

یعنی یہان جعفی کے غلام تھے ابوعبداللہ بخاری کیونکہ موے کے معنے اس مقام پر غلام کے ہین پھر نہ معلوم انکے خاندانی غلام ہونے سے اس زمانہ مین کیون انکار کیا جاتا ہے حالانکہ جتنے ائمہ اہلبیت گذرے ہین حسن بصری وغیرہ سب یا اکثر غلام تھے۔ سلہ (صفحہ ۳۱ مین یہ نوٹ دیکھو)

مغیرہ جد اعلی بخاری کے یہان جعفی حاکم بخارا کے ہاتھ پر اسلام لایا۔ یہ نام اور اسکا اسلام خود قرینہ ہے کہ بردزبہ غلام حیثیت سے تھا جسکے بیٹے کا نام عربی نام رکھا گیا کیونکہ عربون کا یہی دستور ہے۔ پہر اوسیکا مسلمان ہونا۔ بخلاف بردزبہ کے صاف بتا رہا ہے کہ غلام زادہ تھا کیونکہ مالک کو غلام اور اوسکے اولاد پر پورا اختیار ہوتا ہے۔

ابراہیم پسر مغیرہ کے نسبت مقدمہ مین ہے واما ولدہ ابراھیم بن المغیرۃ فلم نقف علی شیٔ من اخبارہ ص۴۶۳

یعنی ابراہیم بن مغیرہ کا کوئی حال نہین معلوم ہوا جس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونو مغیرہ ابراہیم محض معمولی غلامی کیحالت مین رہے جس سے کوئی حال باپ بیٹے کا نہ معلوم ہوا۔

اسمعیل بن ابراہیم۔ پدر بخاری کے نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ بڑے مالدار تھے چنانچہ مقدمہ مین ہے حکی وراقہ انہ ورث من ابیہ مالا جلیلا وکان یعطیہ مضاربۃ فقطع لہ غریم

ایسا نہ تھا کہ جسے مسلمان خاموشی و لاپرواہی کے ساتھ سنتے اور خاموش ہو رہتے بلکہ مسافر انکے لئے یہ ایسا ضروری سوال تھا کہ اپنے اپ ہر مسلمان کا فرض تہا کہ وہ اس ضروری سوال پر اپنے خیال کے مطابق روشنی ڈالتا اور ہماری ڈالی ہوئی برقی روشنی مین قرآن کے تاریک پہلو کو دیکھنے کی کوشش کرتا بہرحال آج ہم پہر تمام مسلمانون کو کھلا چیلنج دیتے ہین کہ وہ اس مضمون پر متانت و محبت کے ساتھ وچار کرین اپنی کہین ہماری سنین۔"

کیا یہ تحریر ایسی ہے کہ تو رب بچہم۔ اور تہ د کہن کے ولی بی سنین اور غیرت نہ آئے صاد قپور کی بایون کی غیرت تو اگرچہ اوسیوقت سے جا چکی جبتے مگر کیا قدیم خادم پھلواری بہی ان آریون کے مقابلہ مین

خمسہ وعشرین الفا صفحہ ۵۶۵۔

یعنی وراق بخاری کا بیان ہے کہ اونکو اپنے باپ کے میراث سے بہت کچھ مال ملا تھا جسکے مضاربہ سے پچیس ہزار ملتا تھا دوسرا واقعہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ ابو حفص نے بضاعت بخاری کو بھیجا تو بعض تجار نے پانچ ہزار درہم نفع پر لینا چاہا تو بخاری نے نہ دیا دوسرے تاجرون نے دس ہزار نفع دینا او سپر قبول کیا صفحہ ۵۶۵

اس مالداری کا نتیجہ ضروری یہ ہے کہ آپ ایسا لڑکا کھیلنے کودنے مین زیادہ مشغول رہے جیسا کہ آیندہ معلوم ہوگا اسمعیل کی وفات بخاری کے صغر سنی مین ہوئی۔ ومات اسمعیل ومحمد صغیر فنشا فی حجر امہ صفحہ ۵۶۳

یعنی اسمعیل نے بخاری کے کمسنی مین وفات کی اور محمد بن اسمعیل بخاری نے اپنی ماکے کنار عاطفت مین پرورش پائی۔ پس اگر اسمعیل محدث بھی تھے تو بخاری اون علوم سے محروم رہتا۔ اور ایک کمزور عورت کی تربیت سے کہان تک آدمی عالم ہو سکتا ہے۔

ولادت بخاری ۱۳ شوال ۱۹۴ھ مین ہوئی بمقام بخارا اور اول سماعہ سنہ خمس ومائتین طبقات شافعیہ صہ جلد ۲

یعنی ۲۰۵ھ مین انھون نے سماع شروع کیا جس سے گیارہ برس کی عمر مین حدیث کی سماعت معلوم ہوئی

مبارکپوری سیرۃ البخاری مین لکھتے ہین امام بخاری کا خاندان کبھی غلامی کی طرف منسوب نہین ہوا اسلئے ہمکو اسکے نفی کیلئے وہ زحمتین نہین اوٹھانی پڑین جو ہمارے ہمعصر شمس العلما نعمانی صاحب کو

غاز ی مردنہ بنیگا ہمارا مطلب اس تحریر سے یہ ہے کہ مناسب تو یہ تھا کہ اسوقت بخاری کی بحث اوٹھا رکھی جاتی۔ قرآن کی حمایت مین سب اہل اسلام متفق ہو جاتے مگر بخاری پرستون کا قرآن تو بخاری ہے وہ کب ماننے والے ہین آپ یہ سنکر اور بھی حیران ہونگے کہ تنقید بخاری کے جواب کا تو حوصلہ کیا گیا مگر عجیب مستانہ چال ہے کہ تنقید بخاری کا ایک حرف لکھینگے نہ اوسکے کسی اعتراض یا استدلال کا جواب دینگے پھر بتایئے یہ کس قسم کا جواب ہے ہان چونکہ انکی غرض حق پوشی ہے اس لئے جو کچھ انسے ہو وہ کم ہے۔ مگر ہماری غرض تو اظہار حق ہے لہذا ایک نمبر تک تو ہم اونکی عبارت بجنسہ لکھین گے تا اہل فہم کچھ سمجھین اور اگر آیندہ اونھون نے تنقید بخاری کی عبارت نہ نقل کی تو ہم بھی قدر ضروری

ہوئی ہے۔ مگر خود بخاری کہتے ہین کہ ہمکو حفظ حدیث کا الہام دس برس کے سن مین ہوا یعنی اس سے
کم مین جیسا کہ مقدمہ مین ہے صفحہ ۵۶۲
مگر عجب فرہ ہے کہ مریدان بخاری نے اسی سن گیارہ سالگی مین اونکو ایسا علامہ بنا دیا کہ داخلی ایسے
محدث کو انھونے ٹوک دیا کہ سند مین غلطی کرتے ہو۔ کیونکہ خود بخاری سے روایت ہے فقال له
انسان ابن کم کنت حین رددت علیه قال ابن احدی عشرة سنه
مقدمه صفحه ۵۶۴۔
یعنی کسی نے پوچھا کہ تم نے کس سن مین داخلی پر اعتراض کیا تو کہا گیارہ برس کے تھے۔
اب کون ہے جو بخاری سے یا اوسکے طرفدارون سے پوچھے کہ جب اول سماع آپکا گیارہ برس کے
سن مین شروع ہوا تو یہ کمال کہان سے آگیا کہ داخلی ایسے محدث کو آپنے ٹوک دیا۔
ابن حجر عسقلانی لکھتے ہین اول رحلته علی هذا سنه عشر و مائتین صفحه ۵۶۴۔
یعنی سب سے پہلا سفر انکا جو طلب علم حدیث کے لئے ہوا تو ۲۱۰ھ مین جس سے جہان وہ قول غلط ہوا
کہ ۲۰۵ھ مین انھونے حدیث سنا وہان گیارہ برس کے عمر مین اعتراض کا بھی داخلی پر غلط ہوا۔
حالانکہ خود بخاری کہتے ہین کہ جب ہم سولہ برس کے ہوئے تو کتاب ابن المبارک و وکیع کو حفظ کیا
سیرۃ النعمان لکھتے وقت او عثمانی پڑین اوراسکے لئے ان کو بھی کئی صفحے سیاہ کرنے پڑے صفحہ ۱۱
اس دیدہ دلیری کا کیا جواب دیا جائے کہ عسقلانی تو صاف لکھتے ہین وہ جعفی کے موے یعنی غلام تھے
یا آزاد کردہ مگر کہتے ہین کہ غلام کا داغ اونکو نہین لگا اسکا یہ طنطنہ صرف اس بنیاد پر ہے کہ عسقلانی نے
فهمعه ون کہکر خاموش ہو جائین گے۔ وہ تحریر حسب ذیل ہے۔
تصحیح البخاری بجواب تنقید البخاری ناظرین اہل حدیث کو معلوم ہوگا مسلمانون مین روایت کے لحاظ سے
ایک ہی کتاب قابل فخر ہے جسکا نام صحیح البخاری ہے جسکو منکرین روایت اور غیر قائلین حدیث بھی مان
گئے۔ (۳) سید احمد خان مرحوم علیگڈھی بھی تسلیم کرتے ہین کہ روایت کے لحاظ سے صحیح بخاری سب سے
مقدم ہے (۴) مگر خوش قسمتی سے مسلمانون مین فرقہ شیعہ اسکا قایل نہین۔ گذشتہ زمانہ مین
منکرین ایک ہی گروہ شیعہ تھا۔ (۵) اب دو گروہ ہین ایک شیعہ جو خلافت اصحاب ثلاثہ کے
منکر ہین۔ دوم وہ جو خلافت کے تو قایل ہین بلکہ امام ابو حنیفہ صاحب کی تقلید کا دم بھرتے ہین

اوسکے بعد بہائی۔ ہان گیا تھا حج کو نکلے۔

فلما طعنت في ثماني عشرة صنفت كتاب قضايا الصحابة والتابعين صفحہ ۴۷۸

یعنی جب اٹھارہوان سال شروع ہوا تو مینے کتاب قضایا الصحابہ والتابعین کو تصنیف کیا۔
کیا خوب مثل ہے کہ سب جھوٹے مرگئے انکو بخار بھی نہ آیا۔ گیارہوین سال اپنے سماع شروع کیا اور سولہوین برس کتاب ابن المبارک کو حفظ کیا اٹھارہوین سال مصنف بن گئے۔ اس گپ کا بھی کہین ٹھکانا ہے۔ حالانکہ خود ابن حجر راوی ہین کہ محمد بن یوسف فربابی کے دروازہ پر بخاری بعہد امرد بیٹھے تھے وکان البخاري اذ ذاك غلاما امرد ثمانية عشر عاما اور وہ تھا کہ اوس وقت

تہذیب میں تو مولاہم لکھا۔ مگر مقدمہ فتح الباری میں جا کر یہ تاویل کی کہ انکو جعفی اسوجہ سے کہتے ہین کہ بخاری کی دادا مغیرہ یمان جعفی کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اور بعض کا یہ مذہب ہے کہ جو شخص کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہوتا ہے وہ اوسکے طرف منسوب ہوتا ہے۔ مگر ایسی تاویل ہے کہ ہر شخص اسپر مضحکہ کرے کیونکہ ہر روز ہزارون آدمی مسلمان ہوتے ہین مگر کبھی وہ اوس قبیلہ کے طرف نہین منسوب ہوئے پھر بخاری کو کہانسے یہ سرخاب کا پر لگ گیا کہ وہ اسوجہ سے جعفی کہلاتے کہ یمان جعفی کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے نہ اسوجہ کہ اونکے غلام تھے مجمع بحار الانوار میں ہے واسم المولى يقع على الرب والمالك والسيد۔ والمنعم والمعتق والناصر والمحب والتابع والجار وابن العم والحليف والعقيد والصهر والعبد والمعتق والمنعم عليه پھر نہ معلوم یہی لغت کہانسے نکل آئی کہ جو کسیکے ہاتھ پر مسلمان ہو وہ بھی اوسکا مولا کہلاتا ہے۔ بہرحال بخاری بھی ابو حنیفہ کیطرح قید غلامی سے آزاد نہ ہوسکے۔

مگر صحیح بخاری کی مخالفت میں وہ شیعہ سے آگے نہین تو پیچھے بھی نہین۔ یہ دونون گروہ ایک ہی حمایل میں ہین اس لئے ہمارا جواب دونون سے متعلق ہوگا۔ **الجواب**

(۱) تنقیح پہلا الزام مطلب یہ ہے کہ حمایت بخاری کے لئے کہڑے ہوئے ہین اور صرف اس اعتراض کا جواب دینا چاہتے ہین کہ بخاری نے حمد و صلوٰۃ کیون نہ لکھا۔ مگر واہ رے تقلید کہ آپنے بھی نہ بسم اللہ لکھا نہ الحمد للہ۔ تقلید ہو تو ایسی کہ لاکھہ رسول اللہ سمجھاتے ہین جسکو خود اڈیٹر صاحب لکھتے ہین حدیث شریف میں وارد ہے كل امر ذي بال لم يبدأ فيه بحمد الله فهو ابتر جو کام اللہ کی حمد کے ساتھ شروع نہ کیا جائے وہ مقطوع اور خراب ہے۔ مگر آپ نہ مانین

معجزہ اہلبیت علیہم السلام

سلف سے یہی قاعدہ چلا آتا ہے کہ صاحبان اعجاز و کرامت اور اونکے ساتھی معدودے چند اولوالعزم کو
مدمقابل جم غفیر و انبوہ کثیر سے کا بیان طویل ہے اسکے لیے گنجایش اس صفحہ مین کہان۔ مگر چونکہ امت کو
امت موسیٰ سے تشبیہ دی گئی ہے اسلیے اتنا ہی اشارہ کافی ہے کہ موسیٰ و ہارون و چند مومنین ایکطرف
ہین اور فرعون و ہامان و تمام ارکین سلطنت و عام جم غفیر کہ جنکے منجملہ ستر یا بہتر ہزار جادوگر ہی
ہین دوسری طرف ہین انجام مین حق کا بول بولا ہوتا۔ اور چہوٹے گروہ بڑون پر غالب آیا ہی
کرتے ہین چنانچہ یہان بھی ایسا ہی ہوا۔

اب یہان کے منظر پر نظر ڈالئے تمام امت رسول ایکطرف ہے اور خاص آل رسول گنتی کے
مومنین ایکطرف فرعون امت و ہامان اشقیاء امت آل رسول یعنی اولاد ہائے ہارونی منزلت
کے پیاسے ہین جنہون نے نہ قتل پر اکتفا کیا نہ غارت پر بلکہ اسپر آمادہ ہوئے کہ عام امت رسول
انکا ذکر تک نہ کرے اونکے فضائل کی منکر ہو انکو کوئی جرسنی نہ جانے اس مطلب کے لیے وقتاً
فوقتاً بہت سی کتابین لکھی گئین مگر معجزہ اسے کہتے ہین کہ ادہر کا جم غفیر جو کام کرے اودہر کے
گروہ قلیل سے خداتعالی ہر فرعون کے مقابل ایک موسیٰ پیدا کر دے اور اسکا جواب دلوا کر
سیکڑون مثالون سے اسوقت دو پر اکتفا کیجاتی ہے تحفہ اثنا عشری ملک ہندوستان مین دہلی سے
لکھا گیا وہین سے خداتعالی نے اسکا کامل جواب نزہۃ اثنا عشریہ جناب حکیم مرزا محمد کامل صاحب دہلوی
سے لکھوا دیا اس زمانہ مین قرآن مجید کا بامحاورہ ترجمہ (جسمین اہلبیت کے فضائل چھپائے گئے
ہین یا انکار کیا گیا ہو) نذیر احمد نام دہلی لکھا تو اس سے زیادہ صحیح بامحاورہ ترجمہ مع حواشی تفسیری
(جسمین اظہار حق اہلبیت کیا گیا ہے) امداد و دیگر مستند مترجمون سے ثابت کیا گیا ہے خداتعالی نے
مقبول احمد نام دہلی سے لکھوا بھی اور چھپوا بھی۔ کیا یہ معجزہ نہیں ہے ۲۵ پارہ تک چھپکر طیار ہے
۱۶ پارہ زیر طبع ہے تین درجے کا غذ پر چھپتا ہے۔ ہر ایک مع خرچ ڈاک ہر پارہ درجہ اول ۱۰
درجہ دوم ۸ درجہ سوم ۶ ملنے کا پتہ منیجر صاحب جوہر ایجنسی شفاخانہ ہندوستانی قبر دہلی

(۴) نحمدہ و نصلی

۸۰۶۱

شیعیان ابرار و موالیان جناب حیدر کرار علیہ الصلوۃ والسلام کو مژدہ ہو کہ کتاب مستطاب **نور ایمان** جسکی ضیاء نور افشان سے ظلمتکدہ دہر نورانی ہوچکا ہے اور جسکے فروغ ہدایت سے سیکڑون بھولے بھٹکے راہ راست پر آچکے ہیں - اب بار پنجم کمترین کی اہتمام سے چھپکر شایع ہو رہی ہے - بعد طبع سوم کے جناب مصنف دام اقبالہ نے بہت سے لاجواب اور دلچسپ مضامین نوٹ کر رکھے تھے - اب وہ سب اس کتاب مستطاب مین جلوہ ظہور دکھاتے ہین - اور حق یہ ہے کہ اب یہ طبع پنجم مصداق ان اشعار کے ہے -

جوہر نظر آتے گئے گھٹتا گیا کس بل ✤ شمشیر حقیقت پہ یہ ہے پانچوین صیقل
یہ شمع وہ ہے ساں پہ جو چڑھتی گئی ہے ✤ ہر بار جلا اور بر ش بڑھتی گئی ہے

اس طبع مین ایک اور آسانی یہ ہوئی ہے کہ ایک مضمون کو متن کتاب مین جو بخط بطور سرخی لکھا ہے - اور جملہ مضامین کی ایک فہرست صفحہ آغاز کتاب مین منسلک کر دی ہے کہ مومنین جس مضمون کو پڑھنا چاہین بآسانی ورق الٹ کر دیکھ لین - چند مضامین جواب لاجواب رموزہ لکھے جاتے ہین -

(۱) قصہ عقد کلثوم محض غلط اور بالکل بہتان ہے (۲) خلافت حضرت ابوبکر کی محض ناجائز خلاف اصول اور نامحمود طریقے سے ہوئی (۳) اگر بمقام غدیر خم جناب رسول مقبول صلعم علی کو خلیفہ نہ فرماتے تو اسکا درجہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ سے بہت کم ہوتا (۴) واقعی صحیح اور اصلی وجہ کیا تھی کہ حضرات خلفاء ثلثہ جناب رسول مقبول صلعم کی تجہیز و تکفین و تدفین مین شریک نہ ہوئے (۵) فرقہ شیعہ یقینی جنتی ہے وغیرہ وغیرہ - اس مرتبہ صحت کتاب مین اہتمام بلیغ کیا گیا ہے اور کاغذ بھی سابق سے اچھا چھپائی بھی عمدہ ہے - اسپر بھی چونکہ مجھے اس کتاب سے نفع مالی مقصود نہین - بلکہ اشاعت دین مین مدد ہے - اسلیے باوجود اضافہ مضامین کثیرہ کے قیمت سابق سے بھی کم کر دی - یعنی سابق قیمت ۱۲ تھی اب صرف ۸ ہے - محصولڈاک بذمہ خریدار مومنین جلد خواستین بھیجین اور اس کتاب کی تعلیم اپنے لڑکے اور لڑکیون کو دلوائین اور جہانتک ممکن ہو اسکی اشاعت کرین

سید نظیر حسین

اصلاح

نمبر ۳ | بابت ماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۳۰ھ مطابق مارچ سنہ ۱۹۱۲ء | جلد ۱۵

نمبر شمار	فہرست مضامین	مضمون نگاران	صفحہ
۱	اصلاح پرنٹنگ کمپنی مرحوم	اڈیٹر	۱
۲	اخبار چہلم	〃	۲
۳	فرمائش احباب	〃	۳
۴	مصائب ایران	〃	۴
۵	اعجاز قرآنی و وفات رسول اللہ	〃	۹
۶	افتراء اہلسنت	〃	۱۰
۷	سرقۃ البخاری	〃	۲۵
۸	الوصواص	جناب مولوی شیخ عبدالحسین صاحب پروفیسر کالج علیگڑھ	۳۳
۹	بقیہ حالات ایران	اڈیٹر	۴۱
۱۰	نور تقوی	جناب شیخ بادشاہ حسین صاحب بی اے	۴۵
۱۱	عرش پہ شقہ ہو گیا	ایک سیاح	
۱۲	مسلمانوں کی آئندہ پالیسی کیا ہوگی	تحریر مسٹر سراج الدین احمد صاحب بیرسٹر	۴۷
۱۳	ناظرین کو مژدہ	اڈیٹر	۵۲
۱۴	المتفرقات	〃	〃
۱۵	وفات شیخ غلام محمد صاحب مالک وکیل	〃	۵۳
۱۶	ہندو محمڈن ایسوسی ایشن	〃	۵۴
۱۷	نماز منع فساد	〃	۵۵
۱۸	تیس چالیس جدید مسلمان	〃	۵۶
۱۹	تنقید بخاری حصہ ثالثہ	جناب فخر الملک دام ظلہ	۱

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شائع کیا گیا

اور کہاں کوئی کام ہو سکتا ہے سب سے اول کام ہمکو ترجمہ مع شرح کتاب مستطاب نہج البلاغہ شایع کرنا ہے جسکا بہت کچھ مواد طیار ہے پھر سوانح عمری خلیفۂ دوم پھر تاریخ اضمحلال اسلام پھر تربیۃ الاسلام پھر ذوالفقار حیدر جلد چہارم جسکے مسودات طیار ہیں ۔اور قوم اسکی شائق بھی ہے۔ مگر دفتر اصلاح چونکہ خود مقروض ہے اسلئے کوئی کام نہیں کر سکتا اور نہ معلوم کس مصیبت سے اصلاح و الشمس کو چلا رہا ہے۔

ہاں اگر قوم میں مستعدی کے آثار دیکھے گئے تو ہم اس کمپنی کا حساب کتاب بھی پیش کر سکتے ہیں جو ہم پر لازم ہے مگر بوجہ دل شکستگی آجتک نہ شایع کر سکے انشاءاللہ عنقریب شایع کرینگے۔

تنقید بخاری کی نسبت اگرچہ اضافہ چندہ کی رقم بہت قلیل ہے مگر شائقین کی تعداد ماشاءاللہ بہت زیادہ ہے بعض مخصوص لوگونکی نام روانہ کرنے سے ہمکو خجالت ہوتی ہے اور پھر یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ نہ معلوم کن کن لوگوں کو اس سے نفع ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ موجودہ نسل کے کام اگر نہ آئی تو آیندہ نسلین اوس سے مستفید ہوں۔

لہذا حسب وعدہ اس نمبر سے عام طور پر تنقید بخاری حصہ ثالثہ کا سلسلہ شروع کیا جاتا ہے کہ ہر شخص مساوی طور پر مستفیض ہو

ہاں جو لوگ مستطیع ہیں اور مقدرت رکھتے ہیں۔ اگر وہ عصر یا ۸ بطور اعانت سلسلہ تنقید بخاری بھیجدیں تو دفتر شکرگذار ہوگا ہم عام طور سے چندہ میں اسوجہ سے اضافہ نہیں کر سکتے کہ اکثر خریدار نادار ہیں جنکی معیشت ہے ۔للعہ ماہوار ہے پھر کیونکر اونپر جبر کیا جاے۔ کاش ہمارے رؤسا و امراء ادھر متوجہ ہوتے۔ اگر خود نہ دیکھ سکتے ہوں۔ تو غربا کی امداد فرماتے کیونکہ بہ کثرت درخواستیں نادار مومنوں کی آتی ہیں اور ہم مجبور رہ جاتے ہیں کیونکہ یہاں نہ غریب فنڈ ہے نہ مفلس فنڈ نہ شوری فنڈ۔

یہ نمبر چونکہ عام طور سے دیکھا جاتا ہے اسلئے ہم عالم امید و بیم میں ہیں دیکھیں کتنے خریدار باقی رہتے ہیں کتنے نکل جاتے ہیں خدا نگہدار

اخبار چہلم ہزار شکر خدا کہ اس سال محرم اور چہلم ہر جگہ بخیریت گذرا جہانتک اخبارونکے ذریعہ سے معلوم ہوا کہیں کوئی فساد نہیں ہوا۔ والحمدللہ۔

قصبہ دینانگر ضلع گورداسپور۔ تحریر جناب شیخ اللہ دتیا صاحب سے معلوم ہوا کہ سائیں فتح علیشاہ صاحب شمسی نے چہلم میں بڑا اہتمام کیا دس سال سے ذوالجناح بھی نکلتا ہے ہزاروں مومنین کا مجمع ہوتا ہے شب چہلم ۹ بجے شب سے مجلس شروع ہوئی ۲ بجے صبح تک گریہ و ماتم کا شور قائم رہا۔ حاجی غلام علی صاحب وائس پریسیڈنٹ انجمن مرتضویہ امرتسر بھی شریک تھے جناب سید احمد شاہ صاحب نبیرہ جناب سید گلاب شاہ صاحب کی ذاکری پر مجلس کا خاتمہ ہوا۔ مگر افسوس سائیں فتح علیشاہ صاحب اتنی استطاعت نہیں رکھتے کہ یہاں امام باڑہ بنا سکیں اگر قوم متوجہ ہوں تو کوئی بڑی بات نہیں۔

پیکولیا ضلع بستی سے ایک صاحب لکھتے ہیں کہ یہاں ایک عورت کو مرض عارضہ صرع تھا ہر قسم کے معالجہ

سے عاجز آئی تو اوس نے تعزیہ رکھنے کی نذر کی جس سے اوسکو ایسی صحت ہوئی کہ پھر کسی قسم کی شکایت نہوئی اب وہ تعزیہ دار ہے۔
منشی نورالحسن صاحب نقلنویس گورکھپور سے لکھتے ہین کہ چھوچمعدار کا لڑکا نو ماہہ ایسے شدید مرض مین مبتلا تھا کہ امید زیست نہ تھی اوسکی ماں نے تعزیہ کی نذر کی جس سے خدانے صحت بخشی اور وہ لڑکا اب صحیح و سالم ہے۔
سکریٹری صاحب ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ نے ماہ محرم مین دعوت ولیمہ دی جسکے بعد وہ لڑکا پتنگ اوڑانے مین چھت سے گرا اب ہر شخص کو اپنے فعل پر ندامت ہے۔
یہ سب امور منجانب اللہ ہوتے ہین جس سے تعزیہ داری پر عام طور سے توجہ ہورہی ہے اور ترقی ہورہی ہے۔
جناب منشی جمال الدین صاحب پٹواری ۱۳۲۸ھ کی تحریر سے معلوم ہوا کہ نڈوال ضلع جہلم مین بھی اس سال چہلم بڑے زور شور سے ہوا جناب بوٹا شاہ صاحب ذاکر کے بیان سے اسقدر محظوظ ہوئے کہ بعد چہلم بھی وہانکے مومنین نے وعدہ لیا ہزار مومنین سے زیادہ کا مجمع رہتا تھا ہزار شکر کہ خدانے میری محنت کو ضایع نکیا اور تعزیہ داری کو عروج ہو رہا ہے۔
جناب قاضی رمضان علی صاحب سیاہہ نویس کانگڑہ لکھتے ہین مین حلقہ مخالفین اسلام مین بصیغہ ملازمت دس بارہ سال سے قیام پذیر ہون مگر ہر وقت موت کا خوف ہے کہ معلوم کس وقت آجائے اسلئے چاہتے ہین کہ کسی اسلامی ریاست مین جگہ ملجائے تو خدمت کرون جناب ہز ہائنس نواب حامد علیخان بہادر والی ریاست رامپور کی خدمت مین بذریعہ ڈاک عرضی گذرانی ہے کہ اپنی سرکار مین ہمکو جگہ دین کہ تنہا نہ حضرات مع دیگر امرا و روساسے بھی استدعا کرتے ہین کیا آپ مجھکو اس کفرستان اور مجمع اغیار کے ہجوم مین دیکھنا پسند کرتے ہین"
اصلاح بجز دعا ایسے کیا ممکن ہے ہمارے روسا کو غیر ملکی سرپرستی سے فرصت نہین جو اپنی قوم کیطرف متوجہ ہون

فرمایش احباب ہمارے اکثر احباب خالص دوسرے اخبارون کی ترقی کو دیکھکر رائے دیتے ہین کہ اصلاح مین اخلاقی مضامین بھی ہون عام آرٹیکل بھی ہون خبرین بھی دنیا کی ہون مگر ہمکو عربی مثل یاد ہے (القطا النامیاد یشمی ہے کہ اگر قطا جو چڑیا کا نام ہے جسکی نسبت مشہور ہے کہ صیاد کے خوف سے رات کو سوتی نہین) چھوڑ دی جاتی تو وہ سوتی کیونکہ اخبار عیادہفتہ وار ہین جسکے اڈیٹر ہفتہ واری پورا کرنیکے لئے ہر قسم کے مضامین لینے پر طیار ہین کہ کسی نامہ نگار کا مضمون آجائے کہ درج کردین تاکہ ہفتہ کے اندر نکل جائے۔ مگر بدقسمتی سے اصلاح ماہوار ہے جسکے اوراق محدود ہین ایسے بھرتی کے مضامین کی گنجایش نہین جس سے اکثر نامہ نگار ناراض ہوکر درپے آزار ہوگئے جو اپنے اثر سے بہت سے خریدارونکو خریداری سے علحدہ کررہے ہین۔
دوسرے اصلاح کا وجود دینی دفاع کیلئے ہوا کہ جسقدر اعتراضات مخالفین کرین اون سبکا جواب دیا جائے کیونکہ بجز اخبار لاثانیہ کوئی شیعونکا اخبار یا رسالہ نہ تھا قوم کی خوش قسمتی سے اصلاح کے بعد چند اخبار ہفتہ وار

دماہانہ نکلے بھی تو سب نامہ نگارونکی تحریرون کے محتاج کوئی عالم نہین اور ماشاء اللہ لکھنؤ کے اخبارونکا تو اصول عامہ یہ ہے کہ وہ سرصفحہ پر لکھدیتے ہین مذہبی مناظرہ سے یہ اخبار پاک رہیگا۔

اودہر مخالفین کی یہ حالت کہ النجم و اہلحدیث تو خاص شیعونکی دل آزاری کیلئے ہی ایک نہ ایک مضمون مردود نکر لکھتے ہین پھر صلح کل کے حامی اوطن - وکیل پیسہ اخبار - کرزن گزٹ بھی وقتاً فوقتاً چوٹ کرہی جاتے ہین قادیانی - بدر - الحکم - سید الاذہان بھی شیعونکے لئے وہی ہین - تہذیب الاخلاق - الندوہ جو مشکلون سے دو تیسرے مہینے آتا ہے کوئی دقیقہ دل آزاری کا اوٹھا نہین رکھتا۔

اب ہمارے احباب غور کرین - اصلاح کیا کرے حمایت و حفاظت دین کو مقدم کرے یا اپنے ذاتی منافع اور آرام کو بعض خریدار لکھتے ہین ہم پکے شیعہ ہوگئے اب ہمکو مناظرہ کی ضرورت نہین مگر ان ضعفاے مومنین کا کیا علاج کیا جائے جو ایک ادنی سی تحریر مخالفین کے یہان نکلتی ہے اور وہ مفصل ہو کر اصلاح کو لکھتے ہین ابھی ایک مضمون جناب آدم علیہ السلام کی نسبت نکلا حالانکہ لائق اڈیٹر نے خود اوسکا جواب دیدیا ہے مگر تین چار خط آچکے کہ جواب دو۔

لکھنؤ سے متواتر خطوط آچکے کہ النجم نے لکھا ہے قاتلان امام حسین سب شیعہ تھے - تشحیذ الاذہان میں بھی حامی حسینی کا مضمون اسی عنوان پر شائع ہوا ہے۔

پھر بتائیے ہم کیا کرین بیشک ہم سوشل - مارل - پولیٹکل پر بحث بھی کر سکتے ہین یا کریں [illegible] صفحے رسالہ مین کہان گنجایش ہو سکتی ہے صد ہا مضامین اصلاح مین شائع ہوئے جو اسی وجہ سے [illegible] رہ گئے جو [illegible] شکایت ہے مگر چارہ کار یہی کیا ہے انہین [illegible] سے اصلاح پر [illegible] چاہتا کہ [illegible] ایک زبردست ہفتہ وار اخبار نکالا جائے - مگر قوم کی قدر دانی کا کہانتک شکریہ ادا کیا جائے - انہین وجوہ سے اسدفعہ الآل والاصحاب کا مضمون نکلا نہ سجادۃ الاربعین نہ اخلاق الاشرار کا مضمون کہ جنکا انما اہلسنت سرقۃ البخاری کی تنقید بخاری کی سخت ضرورت تھی - لہذا ہم قدردانان اصلاح سے امید کرتے ہین کہ ہمارے مصائب پر غور کرتے رکھینگے۔

جواب قاتلان امام حسین کا شیعہ ہونا آیندہ نمبر مین شائع ہوگا انشاء اللہ۔

مصائب ایران

روزبروز ترقی پر ہے - ہندوستان کا کوئی مسلمان ایسا نہین ہے جسکو اس سے ہمدردی نہ ہو مگر افسوس ہمارے اختیار مین صرف تین باتیں ہیں - ایک درگاہ جناب احدیت مین دعا کرنا کہ خداوند عالم مسلمانونپر رحم کرے اور موجودہ سلطنتون کو دست و ظالمین خصوصاً عیسائی سلطنتون سے محفوظ رکھے

دوسرے اپنی رحمدل گورنمنٹ سے استدعا کرنا کہ وہ اپنی کروڑون مسلمان رعایا کے دلی جذبات پر خیال کرکے اس طرف توجہ کرے کیونکہ روسی مداخلت سے صرف سلطنت ایران ہی تباہ نہوگی - بلکہ ہندوستان کو وہ

خطرہ نہ کہ پھر اوسکی کوئی تلافی نہ ہو سکے۔

تیسرے اپنے اسلامی بھائیونکی مال سے امداد کرنا جسپر آجتک مسلمانون نے نہ توجہ کی اخبار وکیل۔ پیسہ اخبار وطن سے استدعا بھی کیگئی کہ ایران کی اعانت کیلئے بھی دفتر کھولین۔ مگر خدا برا کرے تعصب کا جسنے آجتک نہ متوجہ ہونے دیا۔

لہذا ہم اپنے عام مسلمانون سے عموماً اور شیعہ روسا سے خصوصاً استدعا کرتے ہین کہ وہ اعانت ایران مین مال وزبان سے کوشش کرین۔

مظلومین تبریز ابتدای سلطنت مشروطہ سے یہ صوبہ ہر طرح کی مصیبت جھیلتا آیا کیونکہ روسی سرحد سے قریب ہے اور یہان کے لوگ فطرۃً شجاع و دلیر ہین اسی لئے دولت قاجاریہ کا ولیعہد یہین رہتا تھا۔ محمد علی مرزا جو چند سال بیشتر بادشاہ ایران تھے بحیثیت ولیعہدی یہین قیام پذیر تھے کہ زمانہ علالت مظفر الدین شاہ مرحوم مین۔ طہران بلائے گئے اور وہان تخت نشین ہوئے۔ چونکہ مظفر الدین شاہ مرحوم نے رعایا کو حق پارلیمنٹ عطا کیا تھا۔ اسلئے محمد علی مرزا نے ہر طرح اسکے تخریب مین کوشش کی۔ پارلیمنٹ کی عمارت کو توپ سے منہدم کرایا ہزارون آدمی کی خونریزی ہوئی۔ روسی فوج بلوایا محمد علی مرزا تو آخر سلطنت سے نکالے گئے اور مجلس شوریٰ قائم ہوئی اور انتظام سلطنت ہو رہا تھا کہ پھر محمد علی مرزا باغوائے روس آئے اور کشت وخون کے بعد مغلوب و منکوب ہوئے۔

اب خود روس نے ملا نیہ چڑھائی کی جسکی ابتدا اس سے ہوئی کہ مسٹر شوسٹر صاحب امرکین افسر خزینہ دار ایران مقرر ہوئے اور انتظام مالیات مین مشغول ہوئے اور اپنے فرض منصبی کو پوری ایمانداری انجام دینے لگے جس سے روس نے سمجھا کہ اب ہماری مداخلت مخفی نہ چلیگی۔

شجاع السلطنۃ باغی گورنمنٹ ایران تھے بحکم مجلس شوریٰ اونکی جائداد کو مسٹر شوسٹر نے ضبط کرا لیا یہی بناء مخاصمت تھی قونصل روس نے اس مداخلت کو روس کی توہین قرار دیا جسپر روس نے معافی مانگنے کا مطالبہ کیا اور ۱۱ نومبر کو الٹی میٹم اعلان جنگ دیا کہ اگر ۴۸ ساعت کے اندر مطالبات روس کی تعمیل نہ ہوئی تو جنگ ہوگی۔

روس نے اس اعلان جنگ کے پہلے تبریز مین اپنی فوج سابق کی تعداد مین ۵۰۰ سپاہیونکا اضافہ کیا جنکے ظلم و ستم سے قریب تھا کہ تبریز مین پوری خونریزی ہو۔ روسیون تبریزیون مین جنگ چھڑ جاے مگر عقلائے شہر نے اس فساد کو روکا اور قونصل روس سے شکایت کی جسنے جواب دیا کہ ہمکو اسمین اختیار نہین تمہاری شکایت سے فوجی افسر کو مطلع کرتے ہین غرض اسکی یہ تھی کہ فساد پیدا ہو تو مداخلت کا موقع ملے مگر عقلائے شہر نے اسکا موقع نہ دیا۔

۱۱ نومبر ۱۹۱۱ء کو آخر روس نے اعلان جنگ دیہی دیا جس سے اور بھی تبریزیون مین اشتعال پیدا ہوا اور اس قسم کا ظلم و ستم روسیون نے شروع کیا کہ پناہ بخدا اگر جناب ثقۃ الاسلام مرحوم اور آقا شیخ سلیم کسی طرح تبریزیونکو اوبھرنے

نہ دیا اور ہر طرح سمجھا بجھا کر اونکو فساد سے روکا۔

۲۵ ذیحجہ کو ایک روسی کمپنی کے ملازمین اور قزاقون مین کچھ لڑائی ہوئی جسپر روسی فوج نے شہر پر گولہ باری شروع کی حالانکہ اہل شہر بالکل مطمئن تھے اور کسی طرح کا خوف نتھا۔ اس گولہ باری مین نہ معلوم کتنے بے گناہ بوڑھے بچے۔ مرد عورت تباہ ہوے۔ حالانکہ نہ اہل شہر کا کوئی قصور تھا نہ کوئی جرم صرف روسیون نے خود ہی لڑائی کی تھی۔

اہل تبریز نے جب اس ظلم کو دیکھا تو کچھ لوگ مدافعت پر آمادہ ہوئے۔ اور ایک ہی حملہ مین روسیہ اونکو لیپا کیا۔ شاہی محلات کو کچھ خالی بھی کرالیا تھا کہ خود گورنمنٹ ایران کی طرف سے احکام صادر ہوے کہ چونکہ دولت ایران و روس مین تصفیہ دوستانہ طور پر ہو رہا ہے لہذا تبریزیونکو سکوت کرنا مناسب ہے۔

اس حکم سے اون لوگون نے بھی سلاح ڈالدیا جو کچھ حمایت پر آمادہ ہوے تھے

روس نے جب دیکھ لیا کہ حامیان ایران نے سلاح ڈالدیا تو اور بھی جرأت اونکی بڑھی اور وہ ظلم کیا کہ تاریخ دنیا مین کوئی اوسکی نظیر نہین۔ توپ کا منہ دروازہ شہر کیطرف کر دیا گیا۔ لشکر روس تمام کوچہ و بازار مین بھر گیا۔

سات روز تک یہ قتل عام جاری رہا سات سو مومنین تبریز شہید ہوے۔ ۱۳۰ اون مین لڑکے تھے جنکا سن ۸ برس سے لیکر ۱۳ برس تھا۔ ۴ عورتین خانہ نشین پردہ دار تھین ۲۵ لنگڑے لولے اندھے بوڑھے مرد و عورت تھے ۲۷ عالیشان مکانات منہدم کئے گئے جسمین عمارت ستارخان و باقرخان بھی جنہون نے ابتدای تخت نشینی محمد علی معزول مین تبریز مین کیسی قیمتی خدمتین کی تھین ۵ مسجدین منہدم کی گئین اور ۲۶۰ مکانکو اسطرح مسمار کیا کہ ایک تنکا بھی نہ بچا سات سو دوکانین لوٹ لی گئین۔

اس سات روز کے قتل عام مین وہ لوگ مارے گئے جنہون نے نہ کبھی روس کے مقابلہ مین جنگ کیا تھا نہ سلاح بند ہوے تھے۔ محض بے تعلق اور بے طرف تھے۔

اگر علما و بزرگان شہر اپنے اثر وعظ و نصیحت سے اہل شہر کو نہ روکتے تو ممکن نتھا تین ہزار لشکر روس تین لاکھ تبریزیونکے مقابلہ مین ٹھہرتے۔ مگر کیا خوب قدردانی کی روس نے کہ اس قتل عام کے بعد اونہین علما اور بزرگان شہر کو اس بے رحمی سے قتل کیا۔

اسوقت تک سات سو اعیان و بزرگان شہر سے قیدخانہ روس مین مقید ہین ۸۰۰ لاشین آجکل ملی ہین جنکو روسیون نے کراسن تیل ڈالکر جلایا تھا جنکی آجتک شناخت نہو سکی۔

(۳۲) آدمیونکو جنمین جناب ثقۃ الاسلام۔ شیخ سلیم۔ شیخ ابراہیم اور چند ممبران انجمن ایالتی سے تھے اون سبکو پھانسی دیا۔

۱۰ ہزار مرد و زن بے خانمان گرسنہ برہنہ اس موسم سرما مین مسجدون اور خرابون مین زندگی کے دن کاٹ رہے ہین جو سب مالدار اور صاحب ثروت تھے مگر روسیونکے ظلم سے اس درجہ پر پہونچے۔

روسی فوج کا جنرل سپہ سالار ۹ محرم کو وارد تبریز ہوا اور بروز عاشورہ جناب ثقۃ الاسلام [illegible] سلیم اور دوسرے چند علما کو علانیہ پھانسی دی گئی ۔

۱۵ محرم کو روسیون نے صمد خان شجاع الدولہ کو بلا کر حاکم تبریز مقرر کیا تاکہ جتنے لوگ [illegible] رکھتے ہوں چن چن کر سب گرفتار ہو کر قتل کیے جائیں ۳۴۸ آدمی افسر و ملازمین دولت ایران [illegible] کیے گئے اور جس طرح کی بے ناموسی کی گئی زبان قلم مین طاقت نہین کہ لکھ سکے ۔

اخبار نیویارک ہیرالڈ مورخہ جنوری لکھتا ہے کہ روسیون نے تبریز مین ان لوگون کو [illegible] جنکو [illegible] کچھ سروکار نہ تھا ۔ اُن جوانون کو بھی جو موجودہ معاملات سے بالکل الگ تھلگ تھے ان بوڑھون [illegible] جنمین ضعف پیری کی وجہ سے مخالفت کی طاقت نہ تھی اُن عورتون [illegible] جنکی پردہ نشین زندگی [illegible] سے محدود تھی ۔ اُن لڑکون اور بچون کو بھی جنکی معصومیت آغوش مادر مین دنیا کے تغیرات سے بے خبر تھی [illegible] بیگناہی کے جرم مین گوسفند کی طرح ذبح کر ڈالا ۔ بیرسٹمار مین ایسے شہیدون کی تعداد پانچسو ہے ۔ تبریز مین [illegible] اور بہت سے سرکاری افسر اسلیے قتل ہو گئے کہ روس کے طرفدار ہونے پر بھی بے گناہ آزادی سے اُنکو اختلاف تھا گورنمنٹ کی عمارتین منہدم کر دی گئین ۔ رعایا کے مکانات ڈھا دیے گئے ۔ محلہ ارامنہ مین چار [illegible] بازار مین کسی کام کیلیے جا رہے تھے کہ بلا کسی وجہ کے بندوق کی گولیون سے اُنکی تواضع کی گئی اور وہ جان بحق ہو گئے ۔ مانچسٹر گارڈین ۹ جنوری ۱۹۱۲ء کی اشاعت مین لکھتا ہے کہ "تبریز مین پہلے تو روسی [illegible] خاموش رہے ۔ لیکن پھر توپے در پے ایسی حرکتین شروع کر دین کہ اہل تبریز مجبور ہو کر شورش پر آمادہ ہو جائین اور روس کو شہر پر جنگی قبضہ رکھنے کا بہانہ ہاتھ آئے بیعزتی کی کوئی ایسی صورت نہ تھی جس کا ارتکاب نہوا ہو ۔ [illegible] گھس گئے عورتون کی آرام گاہون مین حملے ہونے لگے ۔ علما کا گھر سے نکلنا دشوار ہو گیا کوچہ و بازار مین جو نظر آیا اُسپر گولیان برسنے لگین ۔ عورتین بے چادر و نقاب کر دی گئین ۔ سر بازار بیحرمتی ہونے لگی پولیس کی علانیہ زدوکوب ہوئی ۔ اور کوئی ایسی تذلیل نہ تھی جو اہل شہر کی نہوئی " اسکے بعد اخبار وکیل لکھتا ہے ۔

باانہمہ سر ایڈورڈ گرے سیادر وزیر خارجہ انگلستان کو ان امور کی واقعیت و صحت سے انکار ہے ۔ اور دلیل انکار یہ ہے کہ طہران کے انگریزی قونصل نے جو خود تبریز مین موجود بھی نہ تھے ایسی کوئی خبر نہین دی ہے ۔ اسی طرح جناب ممدوح نے طرابلس مین اطالیہ کے مظالم سے بھی پہلے دنون انکار فرمایا تھا ۔ اور انگریزی قونصل طرابلس کے جو بیانات مظالم کی تائید مین موصول ہوئے تھے اُنکو اسلیے ناقابل اعتبار ٹھہرا دیا تھا کہ قونصل مذکور موقع واردات پر موجود نہ تھے ۔

ہیجان علمای عتبات عالیات ۔ یہ واقعات ۱۵ ذیحجہ سے شروع ہوے جو آجتک ختم پر نہین آئے ۔ تلگراف کے ذریعہ سے علمای اعلام نجف اشرف کو خبر دی گئی جسپر آقا حجۃ الاسلام شیخ محمد کاظم خراسانی طاب ثراہ

نے قصد کیا تھا کہ ۲۰ ذیحجہ کو ایران تشریف لیجائیں کہ یہ معلوم کیا اسباب ہوی جس سے دو گھنٹہ قبل از نہضت رہگرائے فردوس برین ہوی جسکی تفصیل اصلاح ۱۱ مین درج کی گئی۔

ابھی مراسم فاتحہ خوانی جناب مرحوم بھی انجام نہ پائی تھی کہ اخبار وحشت ایران نے یہ اثر کیا کہ مجالس عزا امام مظلوم مین جو ہر روز بلکہ ہر وقت نجف اشرف مین منعقد ہوتی ہے۔ عام طور سے فریاد وا اسلاماہ وا ملتاہ بلند تھی ۸ محرم کو کل علماء نجف نے اپنے مساکن کو چھوڑدیا اور وادی السلام مین خیمہ زن ہوی کہ یہین سے روانہ ایران ہون۔ تمام عرب عجم کا وہین مجمع تہا۔

صبح عاشورہ یا دہم محرم کو حجۃ الاسلام آقا شیخ عبداللہ مازندرانی دام ظلہ جو خود علیل و بیمار تھے تخت روان پر سوار ہوئے اور حجۃ الاسلام آقا شریعت اصفہانی۔ آقا مرزا مہدی خلف حجۃ الاسلام خراسانی۔ اخوند ملا محمد حسین قمشہ آقا حاجی سید مصطفےٰ کاشانی۔ حاجی شیخ اسحق آقا زادہ رشتی اور تمامی علما ہاتھون مین عصا لیے ہوئے وا اسلاماہ کی صدا بلند کرتے ہوی نجف اشرف سے ایران کو روانہ ہوی جنکے ساتھ دو سو طلاب درجہ اول تھے۔

ان حضرات کے کجاوون اور عماریون اور علمہائے سبز و سیاہ پر بخط سفید منقش تھا یا مرگ یا اسلام

۱۲ محرم کو حجۃ الاسلام آقا سید علی داماد۔ سو طلاب کیساتھ روانہ ایران ہوئے۔

۱۳ محرم کو ثقۃ الاسلام آقا سید محمد علی شاہ عبدالعظیمی بہت سے علما و فضلا کیساتھ روانہ ہوے۔

حجۃ الاسلام آقا سید محمد کاظم طباطبائی بھی بہت سے علما و مجتہدین کیساتھ عازم ہین۔

کربلائے معلی سے سرکار آقا صدر آقا شیخ حسین حائری (خاعن جناب آقا شیخ زین العابدین مازندرانی مرحوم سامرہ سے آقا مرزا محمد تقی شیرازی۔ کل حضرات آمادہ ہین کہ علمائے کاظمین کیساتھ روانہ ایران ہون۔

رسالہ نجف۔ جو نجف اشرف سے شائع ہوتا ہے راوی ہے کہ ۱۱ محرم کو تمامی علما و افاضل کا وادی السلام مین مجمع تھا کہ کجاوہ حجۃ الاسلام آقا شیخ محمد کاظم خراسانی طاب ثراہ نمایان ہوا جو مرحوم کیلئے اونکی حیات مین طیار کیا گیا تھا۔ جسپر اونکے خلف الصدق آقا مرزا مہدی خراسانی دامت برکاتہ سوار تھے جسنے خاص اثر کیا اور تمامی علما آپکے ساتھ نوحہ کنان روانہ ایران ہوے۔

حبل المتین مورخہ ۱۱ فروری تار شائع کرتا ہے کہ کل علماء نجف اشرف و کربلائے معلی۔ کاظمین سے روانہ ایران ہوگئے اور وہ حضرات دولت انگلیشیہ کے ممنون ہین جسنے قصد مداخلت ابتک نہین کیا۔

اہل اسلام اب ایک طرف نجف اشرف و کربلا پر غور کرین کہ یہ عتبات عرش درجات مشاہیر علما سے خالی پڑا ہوا ہے۔ درس و تدریس۔ فتوی وعظ سب معطل ہے دیکھیے وہان جا کر کیا ہوتا ہے۔

اب ایران مین کیا ہورہا ہے اخبارون سے معلوم ہوتا ہے کہ روس کا تسلط روز بروز بڑھ رہا ہے تبریز رشت۔ انزلی۔ آذربائجان پر روس کا قبضہ ہے قونسل روس استرآباد سے تار دیتا ہے کہ صوبہ مازندران

اعجاز قرآنی اور وفات رسول اللہ صلعم

قرآن کا دعویٰ ہے ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین کہ ہر خشک و تر قرآن میں ہے۔ کل شئی احصیناہ فی امام مبین کہ کل چیزیں قرآن میں موجود ہیں۔ مگر مخالفین قرآن کہتے ہیں نہ خلافت جناب امیر ہے نہ شہادت امام حسینؑ نہ اور کوئی واقعہ بعد اسلام کا تو اب دو ہی صورت ہے یا قرآن سچا ہے یا یہ مدعیان اسلام حالانکہ خدا فرماتا ہے وما اوتیتم من العلم الا قلیلا یعنی تمکو تو بہت ہی کم علم دیا گیا ہے۔

مگر سچائی قرآن ایسی ہے کہ مسلمان تو مسلمان ہزاروں یہود و نصاریٰ بھی اس قرآن کو سچا مان چکے ہیں جسکی تفصیل کا یہاں موقع نہیں ہے کیسی کیسی زبردست شہادتیں اونکی موجود ہیں۔

ہمکو چونکہ وفات رسول اللہ کا کچھ ذکر کرنا ہے لہذا صرف اسی ایک آیہ کریمہ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئا وسیجزی اللہ الشاکرین کو لیتے ہیں جو سورہ آل عمران ع ۱۴ میں ہے۔

اور نہیں ہیں محمدؐ مگر رسول جنکے پہلے بہت سے پیغمبر گذر چکے۔ کیا اگر وہ مرجائیں یا قتل ہوں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤگے (مرتد ہوجاؤگے) اور جو مرتد ہوگا وہ ہرگز خدا کو ضرر نہ پہونچاسکیگا کچھ بھی اور قریب ہے کہ خدا جزا دے شاکرین کو۔

اس آیہ کریمہ میں دو جملہ بطور شرط و جزا ہے جو بطور استفہام ادا کیا گیا ہے جسکی غرض تنبیہ ہے کہ ایسا نہونا چاہیئے جس کو استفہام انکاری کہتے ہیں۔

کیونکہ پہلا جملہ افائن مات او قتل بھی یقینی ہے انک میت وانھم میتون دوسرا جملہ جو جزا ہے انقلبتم علی اعقابکم کہ تم مرتد ہوجاؤگے وہ بھی یقینی ہے جسکو خداوند عالم نے متعدد عنوان سے ظاہر فرمایا ہے واذا تولی سعی فی الارض لیفسد فیہا جب حاکم ہوا تو کوشش کیا فساد فی الارض میں وما کان اللہ لیذر المومنین حتی یمیز الخبیث من الطیب خدا مومنین کو اس حال پر رہنے نہ دیگا جبتک خبیث و طیب میں تمیز نہ کرادے۔ فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض کیا قریب ہے کہ اگر تم حاکم ہوجاؤ تو زمین میں فساد کرو۔ یاایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ولا تبطلوا اعمالکم کہ اطاعت خدا و رسول کرو اور اپنے عمل کو باطل نہ کرو۔

انّ الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ وشاقوا الرسول من بعد ما تبین لھم الھدیٰ
لن یضروا اللہ شیئاً وسیحبط اعمالھم جن لوگون نے کفر کیا اور راہ خدا کو روکا اور پیغمبر کی
مخالفت کی بعد ظاہر ہونے ہدایت کے تو خدا کا کچھ نہین بگاڑ سکتے قریب ہے کہ اونکا عمل حبط کر دیا جائیگا
جیسا کہ فرمایا وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم لا یکونوا امثالکم اگر منہ پھیروگے تو خدا دوسری
قوم کو تمھارے بدلے مین لائیگا کہ وہ کسی طرح تمھاری طرح نہ ہونگے ۔

جس سے معلوم ہوا کہ موت رسول یقینی ۔ اور مسلمانون کا ارتداد یقینی جو بطور شرط و جزا بیان کیا گیا
ہے جس طرح ہم کہتے ہین ان کانت الشمس طالعۃ فالنہار موجود یعنی اگر آفتاب نکلیگا تو دن ضرور
ہوگا ۔

اب اس سے بڑھکر کیا اعجاز قرآن ہو سکتا ہے کہ دو جملہ مین دنیا بھر کی تاریخ کو بیان کر دیا خواہ قبل
اسلام کے واقعات ہون یا بعد اسلام کے واقعات کیونکہ آیہ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ
الرسل نے قبل اسلام کے حالات کا پردہ فاش کیا کہ محمد بھی ایک رسول ہین جنکے قبل بہت سے
پیغمبر گذر چکے ۔ تو جو واقعات اونکو پیش آئے اون واقعات کا حضرت کو پیش آنا بھی ضروری ہے
اور کسی طرح قابل تعجب نہین جسکو خدا نے لترکبن طبقا عن طبق مین بھی فرمایا ۔

افائن مات او قتل سے اسلامی تاریخ کا دور شروع ہوا جسمین حضرت کی وفات اور اونکے ارتداد
مین لزوم ہے کہ ضرور ایسا ہوگا ۔

اب دیکھنا چاہیے کہ قبل اسلام کی تاریخ کیونکر شروع ہوئی ۔ علامہ عبد الکریم شہرستانی ملل ونحل
صفحہ ۵ مطبوعہ لندن مین لکھتے ہین المقدمۃ الثالثۃ فی بیان اول شبھۃ وقعت فی الخلیقۃ
ومن مصدرھا فی الاول ومن مظھرھا فی الاخر اعلموا ان اول شبھۃ وقعت فی الخلیقۃ
شبھۃ ابلیس لعنہ اللہ ومصدرھا استبدادہ بالرای فی مقابلۃ النص واختیارہ
الھوی فی معارضۃ الامر واستکبارہ بالمادۃ التی خلق منھا وھی النار علی مادۃ آدم وھی
انشعبت من ھذہ الشبھۃ سبع شبھات وسارت فی الخلیقۃ وسرت فی اذھان الناس
حتی صارت مذاھب بدعۃ وضلال ۔

یعنی سب سے پہلا شبہہ جو مخلوقات مین پیدا ہوا وہ شبہہ شیطان ہے جس نے اپنے استبداد بالرای کو

بمقابلہ نص نکالا۔ اور حکم خدا کے مقابلہ مین اپنی خواہش نفس کو اختیار کیا۔ اور تکبر کیا اپنے مادہ سے
کہ آگ ہے۔ مادہ حضرت آدم پر کہ مٹی ہے۔ اس شبہہ سے سات شبہے پیدا ہوئے جو تمامی خلقت مین
پھیل گئے اور ذہنون مین لوگون کے اوس نے نفوذ کیا جس سے مذہب بدعت وضلالت پیدا ہوا۔
یہ مجمل تاریخ ہے واقعات قبل اسلام کی جسمین کل واقعات آگئے کہ اصلیت سبکی وہی اپنی
نفسانی خواہش ہے اور اپنی راے کو حکم خدا و رسول کے مقابلہ مین ترجیح دینا۔
اب اسلام کے فسادات کی ابتدا دیکھیے وہی شہرستانی لکھتے ہین المقدمۃ الرابعۃ فی
بیان اول شبہۃ وقعت فی الملۃ الاسلامیۃ وکیف انشعابہا ومن مصدرہا ومن مظہرہا وکما
قررنا ان الشبہات التی فی آخر الزمان ھی بعینہا تلک الشبہات التی وقعت فی
اول الزمان کذلک یمکن ان نقرر فی زمان کل نبی ودور کل صاحب ملۃ وشریعۃ
ان شبہات امتہ فی آخر زمانہ ناشیۃ من شبہات خصماء اول زمانہ من الکفار
والمنافقین واکثرہا من المنافقین وان خفی علینا ذلک فی الامم السابقۃ لتمادی الزمان
فلم یخف فی ہذہ الامۃ ان شبہاتہا نشاءت کلہا من شبہات منافقی زمن النبی
اذ لم یرضوا بحکمہ فیما کان یامر وشرعوا فیما لا مسرح للفکر فیہ ولا مسری منہ
چوتھا مقدمہ بیان مین ہے اوس پہلے شبہہ کے جو ملت اسلام مین پیدا ہوا کیونکر پھیلا اور کون
اوسکا مصدر ہے اور کون مظہر۔ اور جیسا کہ ہمنے بیان کیا کہ جو شبہے آخر زمانہ مین پیدا ہوئے بعینہ
یہ وہی شبہے ہین جو ابتداے زمان مین ہوئے۔ اسی طرح ممکن ہے کہ ہر نبی اور ہر صاحب شریعت
کے دور مین اسکی تقریر کرین کہ سب اونہین شبہون سے پیدا ہوئے جو ابتداے زمانہ مین ہوئے
تھے کفار و منافقین سے اور اکثر اون شبہات کے منافقین سے ہوئے۔
اگر سابق امتونکے حالات بوجہ امتداد زمانہ مخفی ہین۔ تو ملت اسلام کے حالات تو مخفی نہین
ہین کہ یہ سب منافقین زمانہ رسول اللہ کی بدولت پیدا ہوئے جو حکم رسول اللہ پر راضی نہوئے
حضرت کے احکام امر و نہی کو نہ بجا لاتے اور ایسی باتون مین غور و فکر کرنا شروع کیا جسمین
اونکو کوئی حق نہ تھا۔
اب تو کسی مسلمان کو تصدیق لفافئن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم مین شک نہ رہا

کہ حضرت کے انتقال کے بعد صحابہ میں ارتداد پھیل گیا اور اپنی پہلی حالت پر لوٹ گئے۔

علامہ مذکور اب اون شبہات کو لکھتے ہیں جو اس مذہب اسلام میں بمطابقت شبہات زمانہ اول پیدا ہوئے لکھتے ہیں فالاول تنازع وقع فی مرضہ صلعم فیما رواہ محمد بن اسمعیل البخاری باسنادہ عن عبد اللہ بن عباس قال لما اشتد بالنبی صلعم مرضہ الذی مات فیہ قال ایتونی بدواۃ وقرطاس اکتب لکم کتابا لا تضلوا بعدی فقال عمر ان رسول اللہ صلعم قد غلبہ الوجع حسبنا کتاب اللہ وکثر اللغط فقال النبی صلعم قوموا عنی لا ینبغی عندی التنازع قال ابن عباس الرزیۃ کل الرزیۃ ما حال بیننا وبین کتاب رسول اللہ صلعم

یعنی پہلا اختلاف جو اسلام میں ہوا۔ وہ ہے جو رسول اللہ صلعم کے مرض میں ہوا کہ بروایت بخاری حضرت نے فرمایا دوات۔ کاغذ لاؤ کہ ہم ایسی تحریر لکھدیں۔ جسکے بعد تملوگ گمراہ نہو۔ عمر نے کہا حضرت پر درد کا غلبہ ہے۔ ہمکو کتاب خدا کافی ہے جب آواز بہت بڑھی تو حضرت نے فرمایا دور ہوجاؤ ہمارے پاس سے کہ ہمارے روبرو تنازع تمکو جائز نہیں ابن عباس کہتے ہیں مصیبت پر مصیبت یہی ہے کہ لوگ حائل ہوئے کتاب رسول اللہ صلعم میں۔

اب یہاں پہلے قول خدا کو غور فرمایئے افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم کہ اگر آنحضرت مریں یا قتل ہوں تو تملوگ مرتد ہوجاؤگے۔ پھر اسپر غور فرمایئے کہ شہرستانی نے کہا ہے پہلا شبہہ شیطان نے ایجاد کیا کہ نص خدا کے مقابلہ میں اسنے اپنی رائے کو اختیار کیا اور حکم خدا کے مقابلہ میں اپنی خواہش نفسانی کو۔ وہی یہاں پیش آیا کہ نہیں؟ کہ حضرت تو فرماتے ہیں دوات کاغذ لاؤ کہ ہم ایسی کتاب لکھدیں کہ پھر گمراہ نہو۔ عمر صاحب کہتے ہیں کہ رسول اللہ پر درد کا غلبہ ہے (ہذیان ہو رہا ہے) ہمکو تو کتاب خدا کافی ہے۔

اگر غور کیجئے تو عمر صاحب کا شبہہ شیطان سے بھی بڑھا ہوا ہے۔ کیونکہ وہاں اوسنے خدا پر کوئی الزام نہیں لگایا تھا کہ معاذ اللہ خدا کو ہذیان ہو رہا ہے۔ بلکہ یہ کہتا ہے ہم اون سے افضل ہیں پھر کیونکر سجدہ کریں۔ یہاں عمر صاحب کہہ رہے ہیں کہ حضرت کو ہذیان ہو رہا ہے جس سے ہمیشہ کیلئے حضرت کی رسالت تشکیک ہوگئی۔ کیونکہ جب ایکدفعہ ہذیان ممکن ہو تو ہمیشہ کیوں

نہیں ہو سکتا۔

اہل اسلام تو اسپر ہمیشہ روتے آئے کہ رسول اللہ صلعم کا وصیت نامہ نہ لکھا گیا اور حضرت کے حکم سے سرتابی کی گئی جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابن عباس اس واقعہ کو یاد کرکے اسقدر روتے تھے کہ مسجد کے سنگریزے تر ہوجاتے۔

اور شہرستانی نے بھی لکھا کہ یہ واقعہ مشابہ ہے واقعہ ابلیس کے جسنے حکم خدا کے مقابلہ میں اپنی عقل اور رائے کو ترجیح دی۔ مگر مولوی شبلی صاحب اسکو فخریہ بیان کرتے ہیں۔

"اس تفریق مراتب کے موجد اصل حضرت عمرؓ ہیں کتب سیر اور احادیث میں تمنے اکثر پڑھا ہوگا کہ بہت سے ایسے مواقع پیش آئے کہ جناب رسول اللہ نے کوئی کام کرنا چاہا یا کوئی بات ارشاد فرمائی تو حضرت عمرؓ نے اسکے خلاف رائے ظاہر کی صـ۲۳ الفاروق حصہ ۲

اللہ اکبر خدا تو فرماتا ہے افتومنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض کہ کیا بعض کتاب پر ایمان لاتے ہو اور بعض سے کفر۔ اور مولوی شبلی صاحب حضرت عمرؓ کی تعریف میں فرماتے ہیں کہ جب حضرت نے کوئی کام کرنا چاہا یا کوئی بات ارشاد کی تو حضرت عمرؓ نے اسکے خلاف رائے ظاہر کی پھر نہ معلوم اسلام و ایمان کا معیار کیا ہے۔ کیونکہ ابھی تک تو اہل اسلام یہی جانتے تھے جسنے رسولؐ کی مخالفت کی وہ کافر ہوا اور جسنے متابعت کی وہ مومن ہوا۔ اگر مولوی شبلی صاحب نے یہ نیا وجہ نکالا کہ حکم رسولؐ کی مخالفت پر بھی آدمی مومن رہ سکتا ہے۔

علامہ ابن القیم اعلام الموقعین میں لکھتے ہیں وقال تعم یا ایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیئ فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الاخر ذالک خیر واحسن تاویلا فامرتعم بطاعتہ وطاعۃ رسولہ واعاد الفعل اعلاما بان طاعۃ الرسول تجب استقلالا من غیر عرض ما امر بہ علی الکتاب بل اذا امر وجبت طاعتہ مطلقا سواء کان ما امر بہ فی الکتاب او لم یکن فیہ فانہ اوتی الکتاب ومثلہ معہ صـ۲۴ جلد اول

کہ خدا نے فرمایا اطاعت کرو خدا کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اولی الامر کی

پس اگر کسی امر مین تنازع کرو تو اوسکو رد کرو خدا و رسول کی طرف اگر ہو تم ایمان رکھتے خدا و یوم آخر پر۔ یہی بہتر ہے اور احسن ہے از روے تاویل کے۔
اس آیہ مین خدا نے حکم دیا ہے اپنی اطاعت اور اطاعت رسول کی۔ اور فعل اطیعوا کو اسوقت مکرر لایا کہ معلوم ہو کہ اطاعت رسول واجب ہے بالاستقلال بغیر اسکے کہ عرض کیا جاے کتاب اللہ پر۔ پس جب حضرت حکم دین تو اطاعت اوسکی واجب ہے مطلقاً خواہ وہ حکم کتاب خدا مین ہو یا نہ ہو کیونکہ خدا نے کتاب کی طرح دوسری چیز بھی رسول کو دی ہے"
تو اب اہل اسلام غور کرین۔ عمر صاحب کا یہ کہنا کہ حضرت پر درد کا غلبہ ہے ہمکو کتاب خدا کافی ہے صریح مخالفت رسول ہے یا نہین۔ اور پھر اسکے بعد وہ مسلمان رہ سکتے ہین۔ کیونکہ عمر صاحب کا مخالفت حکم رسول کرنا تو بہر طور ثابت ہے جسکو مولوی شبلی صاحب بھی لفظ ... لکھتے ہین۔
علامہ ابن القیم لکھتے ہین قال اللہ تعالی فان لم یستجیبوا لک فاعلم انما یتبعون اھوائھم ومن اضل ممن اتبع ھواہ بغیر ھدی من اللہ ان اللہ لا یھدی القوم الظالمین فقسم الامر الی امرین لا ثالث لھما اما الاستجابۃ للہ والرسول وما جاء بہ واما اتباع الھوی فکلما لم یات بہ الرسول فھو من الھوی ۔
یعنی خدا فرماتا ہے اگر وہ لوگ تمھارے کلام کی اجابت نہ کرین تو جان لو کہ وہ اپنی خواہش کی پیروی کرتے ہین اور اوس سے بڑھکر کون شخص گمراہ ہو سکتا ہے جو اپنی خواہش کی پیروی کرے بغیر ہدایت خدا۔ خدا نہین ہدایت کرتا ظالمین کی۔ پس یہان خدا نے امر کی دو قسم بیان کی ہے جسکا تیسرا نہین۔ یا تو وہ استجابت کرتے ہین حکم خدا و رسول کی یا اپنے خواہش کی پیروی کرتے ہین۔ پس جو بات ایسی ہے کہ رسول اوسکو نہین لائے تو وہ ہوی و ہوس سے ہے"۔
پھر لکھتے ہین وقال تعالی یا ایھا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون

فاذا کان رفع اصواتہم فوق صوتہ سببا لحبوط اعمالہم فکیف تقدیم آرائہم وعقولہم واذواقہم وسیاساتہم ومعارفہم علی ما جاءبہ ورفعہا علیہ الیس ھذا اولی ان یکون محبطا لاعمالہم وقال تعالی انما المومنون الذین امنوا باللہ ورسولہ واذا کانوا معہ علی امر جامع لم یذھبوا حتی یستاذنوہ فاذا جعل من لوازم الایمان انہم لا یذھبون مذھبا اذا کانوا معہ الا باستیذانہ فالاولی ان یکون من لوازمہ ان لا یذھبوا الی قول ولا مذھب علمی الا بعد استیذانہ منہ۔

یعنی خدا فرماتا ہے اپنی آوازکو رسول کی آواز پر نہ بلند کرو اور جس طرح باہم ایک دوسرے کو پکارتے ہو رسول کو نہ پکارو کہ تمہارے اعمال حبط ہو جائیں اور تم نہ جانو۔ پس جبکہ آواز بلند کرنا حضرت کی آواز پر موجب حبط اعمال ہے۔ تو کیا حال ہوگا اسکا کہ اپنی رائے کو تقدیم دیں۔ اپنے ذوق کو یا اپنی سیاست کو اور اپنے معارف کو حضرت کے لائے ہوئے احکام پر کیا یہ بات بدرجہ اولی موجب حبط عمل نہ ہوگی۔ خدا تو فرماتا ہے کہ مومن وہی ہیں جو لوگ ایمان لائے خدا اور رسول کے ساتھ اور جب اوسکے ساتھ کسی امر جامع میں رہے تو بلا اذن نہ گئے پس جب لوازم ایمان سے یہ امر ہے کہ بلا اذن حضرت کے کہیں نہ جائیں تو اسکے لوازم سے ہے کہ کوئی قول یا مذہب علمی بھی اونکا ایسا نہو جو بلا اذن رسول ہو۔

تو اب آپ خلیفہ دوم کی نسبت کیا حکم دیتے ہیں جنہوں نے آواز بھی بلند کی بخلاف الکثر اللغط اور رسول اللہ ص نے حکم بھی دیا قوموا عنی لا ینبغی عندی التنازع کہ دور ہو جاؤ ہمارے پاس سے کہ نزاع ہمارے پاس جائز نہین۔

دیکھئے غور کیجئے کہ وہ لوگ کس طرح نکالے گئے کہ بادصفیکہ حضرت اسکے بعد کچھ دنوں زندہ رہے۔ مگر یہ لوگ نہ لائے نہ حضرت کا دیدار آخری کسی کو نصیب ہوگا۔ نہ شریک دفن و کفن رسول ہوئے۔

تاریخ صغیر بخاری مین ہے ان رسول اللہ مات وابوبکر بالسنح ص۲۲ کہ رسول اللہ ص نے انتقال کیا اور ابوبکر بمقام سنح تھے۔

کنز العمال مین ہے صفحہ ۱ جلد ۳ مطبوعہ حیدرآباد دکن عن عروة ان ابابکر وعمر لم یشہدا دفن النبیؐ کانا فی الانصار فدفن قبل ان یرجعا

عروہ ابن الزبیر روایت کرتے ہین کہ ابوبکر و عمر دفن رسول اللہؐ مین شریک ہوئے۔ دونو قبیلہ انصار مین تھے پس وہ حضرت دفن کئے گئے قبل اسکے کہ دونو واپس آئین۔

اب غور فرمائیے کہ خداوند عالم جو فرماتا ہے منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الاخرة کہ تمسے کچھ لوگ تو وہ ہین جو دنیا کو چاہتے ہین اور کچھ وہ ہین جو آخرت کو چاہتے ہین۔ تو منکم من یرید الدنیا کا مصداق کون ہے آیا وہ لوگ جو شریک دفن رسول اللہؐ تھے۔ یا وہ لوگ جو سقیفہ سازی مین مشغول تھے جس کی نسبت مولوی شبلی صاحب فرماتے ہین۔

"یہ سچ ہے کہ حضرت عمر ابوبکر وغیرہ آنحضرت کی تجہیز و تکفین چھوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ کو چلے گئے یہ بھی سچ ہے کہ انہون نے سقیفہ مین پہنچکر خلافت کے باب مین انصار سے معرکہ آرائی کی اور اس طرح ان کوششون مین مصروف رہے کہ گویا انپر کوئی حادثہ پیش ہی نہین آیا تھا۔

یہ بھی سچ ہے کہ انہون نے اپنی خلافت کو نہ صرف انصار پر۔ بلکہ بنو ہاشم اور حضرت علیؑ سے بھی بزور منوانا چاہا۔ گو بنو ہاشم نے آسانی سے انکی خلافت تسلیم نہین کی۔ صفحہ ۲۲ حصہ اول

اب اتنی سچی باتون کو مان کر جو چاہیئے نتیجہ نکالیئے کہ یہ مسلمان تھے یا کیا؟

بشارت شیعہ کو خوش خبری۔ بمشورہ قرآن شریف جسکے حاشیہ پر تفسیر خلاصة المنہج جناب ملا فتح اللہ صاحب کاشانی علیہ الرحمہ کا اردو ترجمہ ہو اور متن مین جناب قبلہ مولوی سید علی صاحب مجتہد لکھنوی کا ترجمہ اردو بچھا ہوا ایسا ہو کہ آجتک کسی نے نہین لگایا پہلے اسکا ہدیہ عہ تھا اب بہت سے مومنین وعلما کی تحریک سے نقصان اوٹھا کر کمشت ہدیہ لینے والے کو عہ پر علاوہ محصول کے بھیجا جاویگا۔ اور جو دس دس پارہ کرکے طلب فرماوینگے اونکو عہ علاوہ محصول اور جو پانچ پانچ پارے طلب کرینگے اونکو عہ علاوہ محصول بھیجا جاویگا علاوہ اسکے جوشن کبیر و صغیر مترجم۔ حمایل تعویذی۔ ذریعة النجاة جلد اول دوم۔ اربعین فی نائل مولانا امیر المومنین بھی اس دفتر سے ملسکتی ہین جواب سے مطلع فرمائیے۔

سید محمد اصغر حسین مالک دفتر مطبع نور الٰہی آگرہ گلاب خانہ۔

ابنیاء اہلسنتہ

ایک عرصہ سے اصرار ہو رہا ہے کہ قادیانی مشین کے متعلق کچھ تفصیلی تحریر سے کام لین۔ مگر عجیب بات ہی کہ بجائے اسکے کہ یہ فرقہ اپنے ہست و بود کو دکھائے خود فرقہ حقہ شیعہ پر اعتراض کرتا ہے کیونکہ قادیانی وہی ہین جو پہلے سنی بلکہ خارجی تھے خلفائے ثلثہ کیساتھ مرزا صاحب کو بھی بڑھا لیا لہذا بطور مدافعت پہلے انہین اعتراضونکا جواب انسب سمجھا گیا جسکا تعلق مذہب شیعہ سے ہو۔ اسلئے خاص قادیانیون کی طرف توجہ نہ کی گئی جسکی خاص وجہ یہی ہے کہ خدانے ہمارے صوبہ کو ابھی تک اس آفت سے محفوظ رکھا ہی سب سے بہتر طریقہ اس فرقہ باطلہ کے ردکا یہ تھا کہ ایک مختصر تاریخ ان لوگون کی لکھی جائے جو اہلسنتہ مین مدعی نبوت ہوئے جس سے معلوم ہو کہ فرقہ قادیانی کا دعوی کچھ جدید نہین ہے بلکہ ہمیشہ اہلسنت مین ایسے دعوی ہوتے آئے اور فضل خدا سے مٹتے گئے کیونکہ خدانے اپنے رسول ؐ سے وعدہ کیا ہی لیظہرہ علی الدین کلہ لہذا ان باطلہ اوہام کا انعدام بھی لازمی ہے۔

مگر اسوقت اس تحریک کا محرک خاص مرزا حیرت کا دعوی معراج ہو جو کرزن گزٹ مورخہ یکم اگست ۱۹ء مین شایع ہوا اور مدعیان اسلام جتنے اخبار ہین وہ اپنے سکوت سے اوسکی مدد کر رہے ہین اسلئے ضرورت ہوئی کہ ایک مختصر تاریخ ان لوگون کی لکھی جائے جو اہلسنت مین مدعی نبوت ہوئے ہمکو امید ہے کہ ناظرین اصلاح سے جن جن حضرات کو ایسے جھوٹے مدعیان نبوت کے تاریخی حالات معلوم ہون دفتر اصلاح مین روانہ کرین کہ انشاء اللہ ایک عمدہ سلسلہ ہو جائیگا۔

مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی کے بعد خیال تھا کہ کوئی شخص فرقہ اہلحدیث سے اسکا مدعی ہوگا کیونکہ اڈیٹر صاحب اہلحدیث اپنا اعلان برابر شایع کرتے رہے کہ مرزا صاحب انکے مقابلہ مین کاذب ثابت ہوئے۔ مگر بخوف علمائے اسلام علانیہ دعوی اسکا نہ کرسکے۔

مرزا حیرت صاحب جو ایک جہاندیدہ تجربہ کار ہین اسکو تاڑ گئے کہ وہ دن آنیوالا ہے لہذا زیادہ سکوت مناسب نہ سمجھا اور اپنے اخبار کرزن گزٹ مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۱۰ء مین اسکا اعلان کر دیا۔ چنانچہ لکھتے ہین۔

"الحمد للہ کہ خداوند تعالی نے اپنی قدرت کاملہ سے معرفت اور حقیقت کے دروازے ہماری

مسلمان غیر معمولی طور پر اس کی تعظیم زیادہ کرتے ہین اور مجمع روز بروز زیادہ ہوتا جاتا ہے آپنے فوراً اس درخت کو اکھڑوا کے پھنکوا دیا اور گویا رسول کریم کے بہت بڑے منشا کو اس طرح پورا کیا اگر وہ درخت نہ اکھڑوایا جاتا تو ضرور شجر پرستی کی بنیاد پڑ جاتی - اور مسلمان پھر اپنے انہین خیالات پر آجاتے جو انھین بطور ورثہ ملے تھے -

حضرت عمر کی یہ حکمت بہت ہی غائر نظر سے دیکھنے کے قابل ہے دوسری حکمت حضرت عمر نے یہ بہت بڑی کی کہ صحابہ کو بکثرت حدیثین روایت کرنے سے روکدیا اور سخت حکم دیدیا کہ تو مسلمون مین زیادہ حدیثوں کا وعظ نہ کہنا جب آپنے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو ایک مفتوحہ صوبہ کا عامل بناکے بھیجا تو سخت تاکید کردی تھی کہ حدیثین نہ بیان کرنا اور چلتے وقت یہ فرمادیا تھا کہ اے ابوہریرہ مسلمان تیرے پاس جوق جوق آئینگے اور یہ کہین گے رسول کریم کے صحابی آئے ہین ہمسے حدیثین بیان کرینگے تو سوائے قرآن کے ہرگز حدیثوں کا درس نہ دیجو۔ کرزن گزٹ کالم ۲ صفحہ ۳ مئی ۱۹۱۲ جلد ۱۱

اس عبارت نے آپکو بتا دیا صحابہ جنپر اہلسنت جان دیتے ہین اور انکے احکام و فرمان پر احکام خدا و رسول سے زیادہ عامل ہین - کس قسم کے تھے کہ ہزارون اون مین پہلے نصرانی تھے ہزارون یہودی اور بت پرست جس سے مرزا حیرت کا مقصد یہ ہے کہ گو وہ اسلام لائے تھے مگر وہ فطرتی خیالات جو اون مین موجود تھے جس سے اسلام کو اونہون نے برتر کرنا چاہا -

تو پھر صاف لفظون مین حضرت عمر کی نسبت کیون نہ یہ بات مان لیتے کہ وہی ان ظاہری مسلمانون کے افسر تھے جو حسب تحقیقات مولوی شبلی صاحب خود عہد رسول اللہ مین ہر روز ان بات مین آپکی مخالفت کرتے اور اپنی رائے کو حضرت کی رائے و عقل سے زیادہ تر صحیح سمجھتے [illegible] کشف الظلام حصہ اول -

غرض اس تحریر مین مرزا صاحب نے کل معجزات رسول اللہ سے بھی انکار کردیا اور [illegible] بھی اور کل صحابہ کی ایمانداری و عدالت سے بھی -

بلکہ صاف صاف کہدیا کہ اون مین بت پرستی کا مادہ [illegible] تو بت پرستی کا مادہ ادبھر آتا جو بطور ورثہ انکو ملا تھا -

تو اب ہم نہین سمجھتے کہ کون سنی اس دل و گردہ کا [illegible]

مشرک سمجھے اور صرف عمر صاحب کو مسلمان جانے۔

جو احادیث رسول اللہ کے درس کو بھی جائز نہین جانتے۔ اسی وجہ سے تمامی اہلسنت نے اس رائے عمری سے مخالفت کی اور صدہا نہین بلکہ ہزارہا کتابین احادیث رسول اللہ مین تالیف کین۔ جنکا نام صحاح ستہ رکھا گیا اور لاکھون حدیثین موضوع اوس مین بھری ہوئی ہین۔

اسیوجہ سے شیعون نے رسول اللہ کی صرف وہ حدیثین لین جو بذریعہ اہلبیت اطہار منقول ہین جنمین کسی طرح وضعیت و اختراع کی گنجایش نہین۔ اور مطابق نصیحت عمری اون احادیث کو ترک کر دیا جسکے راوی ابوہریرہ وغیرہ صحابہ ہین جنکی عام حالت آپنے تحریر مرزا حیرت مین مشاہدہ کی

معراج حیرت ۱۹۱۱ء | جب ان دعوونکو کامل دس مہینے گذر گئے اور اپنے شرکا ٹھیکہ داری اڈیٹر اہلحدیث و النجم کو دیکھ لیا کہ کسی طرح مخالفت نہین کرتے تو یکم اگست ۱۹۱۱ء مین آپنے معراج کا دعوی کیا کیونکہ رسول اللہ کو معجزات سے معرا کر چکے تھے۔ احادیث کی لغویت دکھا چکے تھے۔ حضرت کے پاس صرف ایک معجزہ معراج رہ گیا تھا جسکا ذکر قرآن مین موجود ہے لہذا اوس پر اس طرح حملہ آور ہوئے ملاحظہ ہو مورخہ یکم اگست ۱۹۱۱ء

"بلاشک و شبہہ انسان خدا کے دربار مین پہنچ سکتا ہے اس سے ہم کلام ہو سکتا ہے انبیاء سابقین ہی سے نہین بلکہ اس عالم کی ہر روح سے ملسکتا ہے اور باتین کر سکتا ہے۔ ایکبار میرا جی چاہا تو مین نے سقراط سے بڑی دیر تک باتین کین اور اسکی تصدیق مجھے یہ ہوئی کہ جب مینے اوسکی لائف دیکھی تو بہت سی باتین وہی تھین جو خود سقراط مجھسے بیان کر چکا تھا۔ اس سے پہلے نہ مین نے سقراط کا حال کسی کتاب مین پڑھا تھا اور نہ اخبار مین۔ سقراط ہی پر کیا منحصر ہے مین آسمان پر ہر روح سے باتین کر لیتا ہون اور اسمین کبھی خطا نہین ہوتی۔ آسمانون ستارون اور سیارون کی سیر مینے بارہا کی ہے اور جب مین اپنے خالق کی طرف دھیان لگا کر بیٹھتا ہون تو کل کائنات میرے قدمون کے نیچے ہوتی ہے بارگاہ صمدی مین قدوسی مجھے حاضر کرتے ہین اور وہان کی جو کیفیت ہوتی ہے مین اپنی آنکھون سے دیکھتا ہون اگرچہ وہ آنکھین یہہ آنکھین نہین ہوتین۔ مجھے میری ہر بات کا جواب دیا جاتا ہے اور مجھپر رحمت کیجاتی ہے۔ ممکن ہے ایسی حالت مین میرا جسم یہین اپنی جگہ پر رہجاتا ہو یا ممکن ہے پرشوق دلی جذبہ کیساتھ آسمان پر چلا جاتا ہو اسکی مجھے خبر نہین۔ روز نہین بلکہ تیسرے چوتھے اور بعض اوقات کئی کئی ہفتے کے بعد یہ کیفیت پیدا ہوتی ہے

ایک قدوسی مجھے بیدار کردیتا ہے۔ بیدار ہونے پر یہ معلوم ہوتا ہے گویا مین سویا ہی نہتھا ادھ کچری نیند کا کسل اورخمار ہوتا ہے نہ اعضاء شکنی۔ بالکل یہ معلوم ہوتا ہے کہ مین تر و تازہ وضو کئے ہون اور اپنے خالق کے عالی بارگاہ مین حاضر ہونیکے لئے تیار ہون جب مین اس طرح بیدار ہوجاتا ہون فوراً مجھے معراج نصیب ہوتی ہے اور مین اپنے خالق کے دربار مین جہان کل انبیاء ورسل دست بستہ حاضر ہوتے ہین پہنچ جاتا ہون"۔

اس دعوی پر نہ اہلحدیث نے مخالفت کی نہ وکیل نے نہ النجم نے جس سے معلوم ہوا کہ وہ بھی آپکے ہمراہی ہین۔ ہان آریہ مسافر آگرہ مورخہ ۱۴ اگست نے بعنوان "بیسوین صدی مین ایک مسلمان آسمان پر چڑھ گیا" کچھ اسکا خاکہ اوڑایا ہے۔ پھر پیلان قادیانی مورخہ ۱۰ اگست نے بعنوان "مرزا حیرت کی بکواس" کچھ نوٹس لیا ہے۔ مسافر کی غرض تو معلوم ہے کہ وہ مخالف اسلام ہے لہذا بنظر تضحیک اسلام لکھا۔ اور پیلان چونکہ مرزا قادیانی کا ارکن ہے لہذا اوسکو اپنی فکر پڑی کہ اگر مرزا حیرت کا معراج بھی چل گیا تو مرزا قادیانی کا جماجمایا کارخانہ بگڑجائیگا۔

مگر حیرت ہے کہ اور کسی مدعی اسلام کو جسارت نہ آئی نہ اسکی تصدیق کی نہ تکذیب تو کیا یہ لوگ مسلمان کہلا سکتے ہین جنہین رسول اللہ صلعم کا اتنا بھی نہ خیال ہوا کہ انکے مقابلہ مین مرزا حیرت مدعی معراج ہو رہے ہین

موضوعیت حدیث لوکان بعدی نبی لکان عمر

اب ضرورت ہے کہ ہم ان سب بنو تو نکا سرچشمہ آپکو بتادین کہ یہ حوصلے کہان سے اور کیون پیدا ہوئے۔ ان سب کا ماخذ وہی حدیث موضوع ہے کہ اگر ہم نبی نہوتے تو عمر نبی ہوتے چنانچہ اڈیٹر صاحب اہلحدیث اپنے اخبار ۲۲ مورخہ ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۲۹ھ مین فرماتے ہین۔

حدیث شریف مین آیا ہے "میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا"۔

اس حدیث کے موجد یا راوی اول ترمذی ہین جنہون نے باب مناقب عمر مین لکھا ہے ص ۵۷۵ مطبوعہ نولکشور باب حدثنا سلمہ بن سیبب نا المقری عن حیات بن شریح عن بکر بن عمرو عن مشرح بن ھاعان عن عقبہ بن عامر قال قال رسول اللہ صلعم لوکان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب ھذا حدیث حسن غریب لانعرفہ الامن حدیث مشرح بن ھاعان

یعنی مشرح بن ہاعان عقبہ بن عامر سے روایت کرتے ہین کہ حضرت نے فرمایا اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ یہ حدیث حسن۔ غریب ہے کہ صرف مشرح بن ہاعان کے ذریعہ سے ہمکو یہ حدیث معلوم ہوئی

ترمذی نے لکھنے کے ساتھ ہی اسکی کمزوری بھی بتادی کیونکہ حدیث حسن کہا جو صحیح سے کم رتبہ ہے پھر غریب کہا جس سے اور بھی اوسکا ضعف ثابت ہوا کیونکہ غریب اقسام ضعیف سے ہے پھر اسکی تصریح کردی کہ صرف شریح بن ہانی اسکا راوی ہے جسکی حالت آئندہ عرض کرونگا۔

پہلے جامع ترمذی کو لیجئے اور دیکھئے وہ کیسی کتاب ہے اور اوسکا مصنف کیسا ہے ملاحظہ ہو اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۱۰ء ص ۲۵ جلد ۷

خصوصاً جبکہ علما رنے اس امر کا اعلان کردیا ہے کہ ابن حبان و حاکم کی تصحیح اور ترمذی کی تصحیح وتحسین قابل وقعت نہیں تا وقتیکہ اور رائے سے اسکی تعدیل مقبول ہو قال الذہبی فی المیزان فی ترجمۃ کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف بن زید المزنی واما الترمذی فروی من حدیثہ الصلح جائز بین المسلمین وصححہ فلذا لا یعتمد العلماء علی تصحیح الترمذی انتہی یعنی امام ذہبی نے ترجمہ کثیر بن عبداللہ میں ترمذی پر طعن کیا ہے کہ باوجود اسکے مجروح ہونیکے اوس کی روایت کو صحیح کہا ہے بدینوجہ علما اسکی تصحیح پر اعتماد نہیں رکھتے۔

وقال فی البرہان شرح مواہب الرحمن وقال ابن دحیۃ فی العلم المشہور فکم حسن الترمذی فی کتابہ من احادیث موضوعۃ واسانید واھیۃ انتہی یعنی ابن دحیہ علم مشہور میں بیان کرتے ہیں کہ ترمذی نے کئی موضوع و واہی حدیثوں کو حسن کہا ہے۔

اور ابن حزم نے حد سے تجاوز کرکے انکی ذات کی نسبت خیال کیا ہے انہ ای الترمذی مجہول والمجہول لا یعتبر [illegible] لہ ولا تصحیحہ کذا فی توضیح الافکار لیکن ہم اس قول کی داد نہیں دیتے وقال الحافظ فی تلخیص تحت حدیث جابر ان النبی سئل عن العمرۃ اواجبۃ قال [illegible] فی تصحیحہ ای الترمذی نظر کثیر من اجل [illegible] وقال النووی ینبغی ان [illegible] الحفاظ علی تضعیفہ یعنی ترمذی نے [illegible] اسکی تصحیح قابل اعتراض ہے کیونکہ راوی [illegible] امام [illegible] کا قول ہے لہذا اس حدیث [illegible]

ہین نہ اوسکی تحسین کو معتمد جانتے ہین تو اس روایت کی بے اعتباری مین کیا عذر ہے خصوصًا اوس حالت مین کہ عمر صاحب اور انبیاء عظام سے کسی طرح کی مناسبت نہین ۔

پھر اوس راوی کو دیکھیے جسپر مدار روایت ہے کیونکہ بتصریح ترمذی یہ روایت صرف مشرح بن ہاعان سے پہچانی جاتی ہے

میزان الاعتدال ذہبی مین ہے صـ۱۵۴ جلد ۳

مشرح بن هاعان المصری عن عقبہ بن عامر صدوق لینہ ابن حبان وقال عثمان بن سعید عن ابن معین ثقہ وقال ابن حبان یکنی ابا مصعب یروی عن عقبہ مناکیر لایتابع علیہا روی عنہ اللیث وابن لھیعہ فالصواب ترك ما انفرد بہ وذکرہ العقیلی فما زاد فی ترجمتہ من ان قال انہ جاء مع الحجاج الی مکۃ ونصب المنجنیق علی الکعبۃ

یعنی مشرح بن ہاعان صدوق ہے۔ ابن حبان نے اوسکو ضعیف کہا ہے ابن معین سے منقول ہے کہ وہ ثقہ تھا ابن حبان کہتے ہین اوسکی کنیت ابو مصعب تھی عقبہ سے منکر روایتین نقل کرتا ہے جسپر اوسکی متابعت نہین کیجا سکتی بہتر ہے کہ جس روایت کا تنہا وہ راوی ہو وہ روایت چھوڑ دیجائے۔ عقیلی نے صرف اسقدر لکھا ہے کہ وہ حجاج کیساتھ مکہ مین آیا تھا اور خانہ کعبہ پر اوسنے منجنیق نصب کیا تھا "

تو جس شخص کے مذہب و دین کی یہ حالت ہو کہ خانہ کعبہ کے انہدام کیلئے وہ منجنیق نصب کرے ۔ پھر اوس سے ایسی روایت پر کیونکر تعجب ہو سکتا ہے۔

ابن الجوزی نے کتاب الضعفا مین لکھا ہے لایحتج بہ اسکی روایت سے استدلال جائز نہین ہے اور کتاب الموضوعات مین لکھتے ہین قال ابن حبان انقلبت علی مشرح صحائفہ فبطل الاحتجاج بہ کہا ابن حبان نے کہ مشرح کے صحائف اولٹ گئے تھے لہذا اوسکی حدیث سے احتجاج جائز نہین حسن المحاضرہ سیوطی مین ہے قال ابن حبان یروی عن عقبہ مناکیر لایتابع علیہا

تہذیب التہذیب مین ہے صـ۱۵۵ جلد ۱۰ وقال ابن حبان فی الثقات یخطی ویخالف ثم قال فی الضعفاء یروی عن عقبہ مناکیر لایتابع علیہا فالصواب ترك ما انفرد بہ وحکی العقیلی عن موسی بن داؤد بلغنی انہ کان فی جیش الحجاج الذین حاصروا ابن الزبیر ورموا الکعبۃ بالمنجنیق انتہی وقد جزم بذلك ابن یونس فی تاریخہ وقال ابن عدی وله غیر ما ذکرت یعنی کہا ابن حبان نے ثقات مین کہ یہ خطا کرتا ہے اور مخالفت ۔ کتاب الضعفا مین کہا کہ عقبہ سے بہت سی مناکیر کی روایت کرتا ہے کہ اوسکی متابعت نہین کیجاتی صواب یہ ہے کہ ترک کیجائین وہ روایتین جسمین وہ منفرد ہوا۔ عقیلی نے موسی بن داؤد سے روایت کیا ہے کہ یہ اون لوگو نمین تھا جنہون نے حجاج کیساتھ محاصرہ کیا تھا خانہ کعبہ کا جنہون نے منجنیق نصب کیا تھا اور ابن یونس نے اسکے ساتھ جزم کیا ہے کہا ابن عدی نے کہ اسکے اور بھی مناکیر ہین ۔ م

ص تو جو راوی ایسا ہو کہ وہ خانہ کعبہ گرانے جائے اور اوسپر منجنیق نصب کرے اوس سے ایسی روایت کے سوا اور کس روایت کی امید ہو سکتی ہے کیونکہ بادم خانہ کعبہ کے کفر مین کسکو شک ہو سکتا ہے۔

سرقۃ البخاری

کچھ عرصہ ہوا عقل و تہذیب اہلحدیث ملقب بعنوان رسالہ ملک مین شایع ہوا بحیثیت ایک مضمون کے چار نمبرون مین اصلاح جلد ۵ بابت ۱۳۱۵ ھ کے شایع ہوا جس سے اہلحدیث پر جو اثر ہوا ہو دہ جانین -

اتنے عرصہ مین نہ تو کسی وہابی کو جرأت ہوئی کہ اوسکی رد کرے نہ کسی سنی کو مگر چند روزون سے کوئی سورتی صاحب لکھنؤ مین تشریف فرما ہین انہون نے اسکا حوصلہ کیا کہ اوسپر کچھ اعتراض کرین مگر صرف ایک خاص بحث پر اعتراض ہے نہ کہ پورے رسالہ کی رد

پہلے یہ مضمون اہلحدیث مین شایع ہوا تھا چنانچہ النجم مورخہ ۲۱ ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ مین لکھتے ہین کہ وہ مضمون بذا مورخہ ۱۱ جمادی الثانی ۱۳۲۹ھ اہلحدیث اخبار مین طبع کرایا گیا مگر تاہنوز کسی شیعی اخبار نے اور خصوصاً ملا مظہر اسلام صاحب نے کچھ دم نہ لیا لہذا مکرر طبع ہونا چاہیئے تاکہ شیعہ صاحبان حق کا جلوہ دیکھین - اور اپنی برأت عن الضلالت کی دلیل دین - ورنہ اگر اسکی جواب نہ دیا تو سمجھ لیا جائیگا کہ استقصا پہ شیعہ بھروسہ نہین کرتے ہین "

جس سے معلوم ہوا کہ صرف چار مہینے کے سکوت نے اونکو یقین دلایا کہ یہ مضمون لاجواب ہے اور اگر جواب نہ دیا گیا تو یہ سمجھا جائیگا کہ کتاب مستطاب استقصاء الافحام پر بھروسہ نہین ہے - مگر اسکو نہ بتایا کہ دونون مین کس قسم کا لزوم ہے - اور نہ معلوم استقصا کے نام کی یہان ضرورت ہی کیا ہے -

اب ہم بتاتے ہین وجہ سکوت کیا ہے عربی مقولہ ہے کل خطاب لا یستحق الجواب کہ ہر خطاب قابل جواب نہین ہوتا - اور آجتک یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ کاتب اس کا کوئی اہل علم ہے یا کیا -

اور سب سے وجہ قوی جواب نہ دینے کی یہ تھی کہ آپنے خود اون کل باتونکو اچھی طرح ثابت کر دیا جسکا دعوی عقل و تہذیب اہلحدیث مین کیا گیا تھا جیسا کہ عنقریب ظاہر ہوگا -

ہمکو زیادہ افسوس آتا ہے النجم پر جسکا عمل اب "بس خوردہ اسپان دانہ مرغان" پر ہے کہ ہمیشہ وہی مضامین لکھا کرتا ہے جو پرانے اور بوسیدہ ہین پہلے تو اپنے ہی مضامین کو دوہرایا کرتا تھا اور اب اہلحدیث کی نقل اوتارتا ہے -

پھر لکھتے ہین جواب مین شرط یہ ہے کہ کوئی بات بے دلیل نہ کہین (۲) اگر کوئی نقل ہو تو معتبر مشہور کتاب

سے ہو (۳) اور ایسی کتاب نہو جو خود شیعہ نے تالیف کی ہو اسلئے کہ مدیر عقل تہذیب پر اس بات کا
اقرار کیا ہے کہ اہل حدیث کی شہادت اور وہ بھی موافق عقل و نقل ہو لیجائیگی۔ (۴) مبحث سے خارج
ایک بات بھی نکریں۔ ورنہ مانند استقصا و عبقات کے قابل توجہ نہ ہونگی"

مگر افسوس خود آپ اپنے شروط پر عامل نہین۔ کیونکہ اسکے بعد جو صحت بخاری کا دعوی کیا وہ فضول
بھی ہے کیونکہ خارج از بحث ہے اور دلیل بھی کوئی نہ دی بلکہ دوسری کتابون پر حوالہ دیا۔ پھر جب خود آپنے
اپنے شرائط پر نہ عمل کیا تو ہم پر کیون جبر دیا جاتا ہے۔

ہان قصور معاف ہو استقصا و عبقات کی نسبت جو ارشاد ہوا کہ بوجہ خارج از مبحث ہونیکے
وہ قابل التفات نہین ہین تو کیا اس فقرہ کی بھی یہان ضرورت تھی بغیر اسلئے آپکا جواب ناتمام رہتا؟
اچھا اگر وہ کتابین آپکے قابل التفات نہین ہین تو کیا مجلدات ستہ الشمس بھی ناقابل التفات ہے
جو صرف النجم کے جواب مین نکلتا ہے جہان آپکو مولانا کا خطاب ملا ہے۔

اگر الشمس کی چھ جلدون نے بمفاد ضاقت علیہم الارض بما رحبت آپکے شش جہت کو تیرہ و کیا ہے
تو کیا حد السارق جلد اول بھی ناقابل التفات ہے جسکے جواب پر پانچسو روپیہ کے انعام کا بھی وعدہ ہے
اسکے بعد صحت بخاری کی گیت ہے ۱۱ سطرون مین جو بوجہ خارج از مبحث ہونیکے نالائق التفات ہے
کہ کہین شکار نکل نہ جائے پھر شیعون کی درافشانی سرقہ بخاری پر جو ۱۰ سطرون مین لکھی وہ بھی بوجہ
خارج از مبحث ہونے کے ناقابل التفات ہے کہ کہین پھر جواب سے سکوت نہ کر لیا جائے نازک مزاجی
سے ڈر آتا ہے۔

اسکے بعد جناب مولانا مظہر اسلام صاحب پر بے طرح بگڑے ہین اور رسالۂ عقل و تہذیب کو تبرا کہا ہے
اور پھر ایک مراسلہ کو بھی لکھا ہے جو ایڈیٹر اصلاح سے ہوا تھا جسمین [illegible] صحیح دونو ہے لہذا بوجہ خارج از
مبحث ہونیکے ہم بھی نظر انداز کرتے ہین ایک صفحہ سے زائد ہے۔

ان مراسلات مین ہمارا جواب صرف اسقدر تھا کہ اصل کتاب تاریخ [illegible] ہمارے پاس نہین ہے
بلکہ ہمنے کتاب استقصاء الافحام سے نقل کیا تھا جسکے منقولات کو علماء اہلسنت [illegible] جانتے ہین۔

بہرحال ہمارے مخاطب [illegible] تحقیقات [illegible] شروع کرتے ہین قبل اسکے کچھ [illegible] مظہر صاحب کی کتاب
سے کچھ نقل کرین اصل تقیہ کی حقیقت عقلاً و نقلاً بیان کرتے ہین جس سے ہر ذی عقل ملا صاحب کی و

استقصار الافحام کی حقیقت بلا زحمت سمجھ سکتا ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ تہذیب التہذیب جلد ۹ صفحہ ۵۴ پر لکھتے ہیں۔ قال مسلمة والف علی بن المدینی کتاب العلل وکان ضنینا به فغاب یوما فی بعض ضیاعه فجاء البخاری الی بعض بنیه وراغبه بالمال علی ان یری الکتاب یوما واحدا فاعطاه له فدفعه الی النساخ فکتبوه له وردّه الیه. فلما حضر علی تکلم بشیء فاجابه البخاری بنص کلامه مرارا ففهم القضیة واغتم لذلک فلم یزل مغموما حتی مات بعد یسیر واستغنی البخاری عن ذلک الکتاب وخرج الی خراسان ووضع کتابه الصحیح فعظم شانه وعلا ذکره وهو اول من وضع فی الاسلام کتابا صحیحا فصار الناس له تبعا بعد ذلک۔

کہا مسلمہ نے علی بن المدینی نے کتاب العلل بنائی تھی۔ اور اُسپر بخل کرتے تھے۔ اتفاقاً وہ کسی دن اپنے کھیت پر گئے۔ تب بخاری اُنکے بیٹے کے پاس آئے اور لالچ دلا کر کہا کہ ایک روز کیواسطے کتاب مجھے دیکھنے دو۔ لڑکے نے کتاب انکو دیدی بخاری نے کتاب لیکر نقل کرا لی اور نقل کروا کر واپس کی۔ پھر جبکہ علی بن المدینی واپس آئے اور کسی بات پر گفتگو کی جسکا جواب بخاری نے ان کی کتاب العلل سے دیا۔ تب وہ اس قصہ کو سمجھ گئے اور بہت غمگین ہوئے یہانتک کہ تھوڑے دنوں میں وفات پائی۔ پھر بخاری کتاب العلل کے لینے سے بے پرواہ ہوگئے اور خراسان آکر صحیح بخاری تالیف کی جس سے انکی قدر بلند ہوئی اور نام مشہور ہوا۔

اور بخاری وہ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اسلام میں صحیح حدیثوں کو جمع کیا۔ پھر سب لوگ انکے تابع ہوئے یعنی انکے بعد صحیح حدیثیں جمع کیں۔

یہ ہے آپکی پوری عبارت جس سے ہمارے سکوت کی وجہ بھی ظاہر ہے کہ جب آپنے خود اس واقعہ کو تہذیب التہذیب ابن حجر عسقلانی سے بحوالہ صفحہ و جلد لکھدیا تو بجائے رد ہم آپکے شکرگذار ہوئے کیونکہ یہاں نہ اصل کتاب تھی نہ اسکا صفحہ وغیرہ لکھا گیا تھا پھر جب اسکی اصلیت تحریر ابن حجر عسقلانی سے معلوم ہوگئی تو اب زیادہ بحث کی ضرورت نہیں رہی۔

ہاں یہ جملہ بہت قابل قدر ہے "اگر بخاری نے بالفرض کتاب العلل سے اسی طرح لی ہو تب بھی اصل دعویٰ کا کیا ثبوت ہے" کیونکہ اس طرح تو ہر چور مال مسروقہ برآمد ہونے پر کہہ سکتا ہے کہ اس سے چوری کا کیا ثبوت ہوا

ا۔ غالباً ص ۵۴ لکھی ہے

شبہہ کا جو جواب دیا ہے اوسکا جواب خود صحیح بخاری دیرہی ہے کہ نہ خطبہ نہ الحمد نہ دیباچہ۔ پھر ایک ایک حدیث دس دس باب مین۔ اور باب بھی ایسے جس سے حدیث کو لگاؤ بھی نہیں جسپر روح بخاری کو خود حاضر ہوکر کہنا پڑا یہ باب ہمارا باندھا ہوا نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو الحدیث

لآلی مصنوعہ سیوطی موضوعات شوکانی دیکھ لیجئے اوس مین متون احادیث ہین کہ نہیں پھر اسکی وجہ بتائے کہ اگر اوس علل سے اسکی تصنیف نہ ہوئی تو حدیث کو ٹکڑہ ٹکڑہ کرکے کیون لکھا کہ کہین بھی شاید پوری حدیث نہ ملے جیساکہ صحیح مسلم وغیرہ مین ہے۔

اگر آپ بخاری کو بغور دیکھے ہوتے تو یقین ہوجاتا کہ یہ واقعہ بالکل سچ ہے کیونکہ اگر وہ محدثانہ طور پر لکھتے تو پوری حدیث ایک جگہ لکھدیتے۔

کیون صاحب اگر بخاری نے سرقہ نہین کیا تو مسلم نے اونکو بعض منتحلی الحدیث کا لقب کیون دیا ملاحظہ ہو صحیح مسلم۔

یہ طرفہ دعوی ہے وہ بھی خالص صحیح احادیث" کیونکہ بتصریح علماء اہلسنت ایک نہیں صدہا بلکہ ہزارہا حدیثین اسمین موضوع ہین ملاحظہ ہو تنقید بخاری۔ الشمس۔ اصلاح۔ الجرح علی البخاری لمولوی عمر کریم۔

آپ چاہتے ہین کہ عقل تکونسے واقعات کو مٹادین اگر وہ کتاب علل موجود ہوتی تو بتا دیا جاتا کہ کس طرح سرقہ ہوا اور کس طرح تحریف۔ کیونکہ مسلم آپ تو خود کہہ رہے ہین اس کتاب کی بدولت بخاری علی بن مدینی سے مستغنی ہوے اور اپنی کتاب صحیح کو وضع کیا۔ اب اس سے بڑھکر کون سی تصریح درکار ہے۔

اسکے بعد آپنے اس قول مسلمہ کو قول ابن حجر سے رد کرنا چاہا لکھتے ہین۔

"اب ہم علامہ ابن حجر علیہ الرحمہ کا رد اُسی کتاب سے نقل کرتے ہین۔ وہ اس قصہ کو بالکل موضوع بتلاتے ہین اور اُسی مجلد کے صفحہ مذکورہ پر لکھتے ہین۔ قلت انما اوردت کلام مسلمۃ ھذا لابین فسادہ فمن ذلک اطلاقہ بان البخاری کان یقول بخلق القرآن وھو شیئ لم یسبقہ الیہ احد وقد قدمنا ما یدل علی بطلان ذلک واما القصۃ التی حکاھا مما یتعلق بالعلل لابن المدینی فانھا غنیۃ عن الرد لظھور فسادھا۔

وحسبک انھا بلا اسناد وان البخاری لما مات علی کان مقیما ببلادہ وان العلل لابن المدینی قد سمعھا غیر واحد غیر البخاری۔ فلو کان ضنینا بھا لم یخرجھا۔

الی غیر ذالک من وجوہ البطلان لھذہ الاخلوقۃ واللہ الموفق

مسلمہ کا یہ کلام اسلئے نقل کیا ہے تاکہ اُسکی غلطی و فساد پر تنبیہ کیجائے پس مسلمہ کا یہ کہنا کہ بخاری خلق قرآن کے قائل تھے عجیب بات ہے جسکو اس سے پہلے کسی نے نہ کہا اور ہم آگے لکھ چکے جس سے اس قول کا باطل ہونا ثابت ہوتا ہے۔

اور وہ قصہ جسمین کتاب العلل ابن مدینی کا ذکر کیا ہے (اور یہ کہ ابن المدینی اس کتاب کو چھپا رکھتے تھے) بالکل وضعی ہے اسکے رد کی چندان حاجت نہین اسلئے کہ اسکی غلطی ظاہر ہے خصوصًا یہ بے سند ہے۔

اور علی بن المدینی کی وفات کے بعد بخاری اپنے مکان پر تھے (نہ کہ علی بن المدینی کے پاس جیسا کہ مسلمہ نے کہا) اور کتاب العلل کوئی نادر کتاب نہین ہے بلکہ بہت سے آدمیون نے اُسکو مولف سے روایت کیا ہے اور نقل لی ہے پس اگر علی بن المدینی اس کتاب کو چھپائے ہوتے تو دوسرے لوگونکو نہ دیتے اسکے سوا اور بھی بہت سے وجوہ ہین جن سے یہ مصنوعی قصہ باطل ہوتا ہے۔

اب بخوبی واضح ہوگیا کہ یہ حکایت بے سند اور وضعی ہے اور صریحًا عقل و نقل کے برخلاف ہے اسلئے کہ جب ہزارون طلبا کسی ایک کتاب کو نقل کرتے اور پڑھتے ہون پھر اُس سے بخل کرنیکے کیا معنی ہین اور خاص بخاری سے چھپانا کسی طرح ثابت نہین ہے میرے نزدیک ایک رد قوی بلکہ الزامی و تحقیقی یہ بھی ہے کہ امام بخاری نے اپنی کتاب صحیح البخاری علی بن المدینی کو بھی دکھائی جیسا کہ محدثین نے نقل کیا ہے اور مسلمہ نے خود بھی اقرار کیا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ امام بخاری نے اپنی صحیح تالیف کرکے امام احمد حنبل اور امام یحیی بن معین اور امام علی بن المدینی کو دکھلائی اور انھون نے بعد غور و خوض کے سب احادیث کی صحت کا اقرار کیا مگر چار حدیثون مین اختلاف کیا۔ اور علی بن المدینی نے ۲۳۴ھ مین وفات پائی اور امام بخاری ۲۱۰ھ تب فارغ التحصیل ہوگئے تھے بلکہ اس اثنا مین چند کتابین تالیف کرچکے تھے اور صحیح البخاری کو جمع کر رہے تھے یہانتک کہ علی بن المدینی وغیرہ کو دکھائی۔ اس سے باقرار مسلمہ ثابت ہوا کہ صحیح البخاری قبل وفات ابن المدینی تالیف ہوئی ہے نہ کہ بعد وفات جیسا کہ اس قصہ موضوع سے معلوم ہوتا ہے نیز مسلمہ کا یہ کہنا کہ خراسان مین تالیف کی غیر صحیح ہے۔ بہرحال اولاً یہ حکایت ثابت ہی نہین ہے اور بے سند ہے ثانیًا تحقیق کے خلاف ہے اور عقل و نقل سے مردود ہے باوجود ان سب معائب کے بھی اسمین اصل دعوی نہین ہے کہ صحیح البخاری اُس کتاب کی نقل ہے بلکہ اسکے برخلاف یہ بات صریحًا موجود ہے کہ سب سے اول صحیح حدیثونکا مجموعہ

لکھا گیا وہ صحیح البخاری ہے۔ مگر افسوس کہ شیعہ ناقلین نے اس عبارت کو غتر بود کر دیا اور اسکا پتہ تک نہ دیا ۔

قبل اسکے کہ آپکے کلام کی خرافت ظاہر کیجائے۔ اسکا تو اقرار تو آپکو لازم ہے کہ آپنے جو لکھا تھا کہ آجکل شیعہ صنرات نے جہان طرح طرح کی دروغ بافیان کی ہین وہان یہ بھی ایک افترا و بہتان کیا ہے کہ صحیح البخاری ایک کتاب کی نقل ہے اور رسالہ مسروقہ ہے۔ نمبر ۱۳ النجم

وہ غلط ہے افترا ہے بہتان ہے کیونکہ اس قول کے موجد شیعہ نہین ہین بلکہ اپکے امام مسلم مشہور مسلمہ بن قاسم ہین جنکے حق مین آپ جو چاہین فرمائین مختار ہین۔

اور یہ تو نہین کہہ سکتے کہ شیعون کا افترا اور بہتان ہے کیونکہ خود آپنے تہذیب التہذیب ابن حجر عسقلانی جلد ۹ صفحہ ۵۴ سے پوری عبارت نقل کی۔ حالانکہ اسمین بھی آپکی غلطی ہے کیونکہ صفحہ ۵۴ مین نہین ہے بلکہ صفحہ ۵۳ مین ہے تو کم سے کم یہ احسان تو فرمائے کہ بجائے افترا و بہتان لو اس [illegible] کیجئے یا بجائے شیعہ مسلمہ بن قاسم اور ابن حجر عسقلانی لکھیے۔

ہان یہ تو آپنے بڑا کمال کیا کہ ابن حجر کے کلام سے قول مذکور کا جواب [illegible] آپکو یہ نہین معلوم کہ مسلمہ بن قاسم قرطبی کون شخص ہین اور کس پایہ کے ہین انھین [illegible] مقدمہ فتح الباری مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی صفحہ ۱۱ کو دیکھیے کہ تفضیل صحیح مسلم مین کیا ہے و من ذلک قول مسلمہ بن قاسم القرطبی وھو من اقران الدارقطنی لما ذکر فی تاریخہ صحیح مسلم قال لم یضع احد مثلہ فھذا محمول علی حسن الوضع وجودۃ الترتیب و قد رأینا کثیرا من المغاربۃ ممن صنف فی الاحکام بحذف الاسانید کعبد الحق فی احکامہ وجمعہ یعتمدون علی کتاب مسلم فی نقل المتون وسیاقھا دون البخاری لوجودھا عندہ تامۃ و تقطیع البخاری

یعنی جن لوگون نے صحیح مسلم کو افضل کہا ہے ان مین مسلمہ بن قاسم قرطبی بھی ہین جو اقران دارقطنی سے ہین جیسا کہ اپنی تاریخ مین ذکر کیا ہے کہ صحیح مسلم کی ایسی کسی نے کتاب نہین بنائی۔ تو یہ قول اسپر محمول ہے کہ مسلم کی وضع اچھی ہے اور ترتیب جید ہے۔ [illegible] علماء مغرب کو دیکھا ہے جنہون نے احکام مین بحذف اسانید تصنیف کیا ہے مثل عبد الحق وغیرہ کے کہ وہ سب اعتماد کرتے ہین صحیح مسلم پر نقل متون وسیاق احادیث مین سوائے بخاری کے کیونکہ مسلم کے پاس وہ حدیثین

یوہی ہوتی ہیں اور بخاری اوسکو قطعہ قطعہ کر ڈالتے ہیں۔
اس عبارت سے بخوبی معلوم ہوا کہ مسلمہ بن قاسم کوئی معمولی شخص نہیں بلکہ دارقطنی کے امثال واقران سے ہیں۔ اور دارقطنی وہی ہیں جنہوں نے بہت سی حدیثیں بخاری کی ردی کر دیں مقدمہ فتح الباری میں ہے الفصل الثامن فی سیاق الحدیث التی استنقدھا علیہ حافظ عصرہ ابوالحسن الدارقطنی وغیرھم من النقاد قد استدرك جماعة علی البخاری ومسلم احادیث اخلا بشرطهما فیہا ونزلت عن درجة ما التزما وقد الف الدارقطنی فی ذلك ولابی مسعود الدمشقی ایضاً علیهما استدراك ولابی علی الغسانی فی جزء العلل من التنقید استدراك علیہا وقد اجیب من ذلك او الاکثر منہ
یعنی یہاں وہ حدیثیں بیان کی جاتی ہیں جنپر حافظ عصر ابوالحسن دارقطنی اور دیگر نقادوں نے تنقید کی ہے۔ پھر لکھتے ہیں کہ بہت سے لوگوں نے استدراک (اعتراض) کیا ہے بخاری و مسلم پر اون حدیثوں کے بارے میں جسکی صحت کے شرائط میں اختلال ہوا اور وہ حدیثیں اوس درجہ سے اوتر گئیں جنکا انکو التزام کیا تھا۔
دارقطنی نے اس بارے میں پوری تالیف کی اور ابومسعود دمشقی نے بھی اسپر اعتراض کیا ہے اور ابو علی غسانی کا بھی استدراک ہے۔
جس سے معلوم ہوا کہ ابن حجر نے جو مسلمہ بن قاسم کو اقران دارقطنی سے کہا تو نہ صرف اس بنا پر کہ وہ مثل دارقطنی حافظ عصر تھے۔ بلکہ اس غرض سے بھی کہ مثل دارقطنی وہ بھی صحیح بخاری کی تنقید کرنیوالے ہیں یعنی اعتراض کرنے والے ہیں۔ تو بتاؤ ایسے شخص کا قول کس طرح قابل رد ہو سکتا ہے۔
ہاں تنقید دارقطنی کا یہ نتیجہ ہوا کہ صحیح بخاری کی وہ حدیثیں۔ اجماع اہلسنت سے خارج کر دی گئیں چنانچہ اوسی مقدمہ فتح الباری میں ہے وان ھذہ المواضع متنازع فی صحتھا فلم یحصل لھا من التلقی ما حصل لمعظم الکتاب منہ
یعنی یہ مواضع وہ ہیں جنکی صحت متنازع فیہ ہے تو اسکو وہ تلقی نہیں حاصل ہے جو اکثر کتاب کو حاصل ہے جس سے جہاں تنقید دارقطنی کی عظمت معلوم ہوئی کہ اجماع کا دعوی کل کتاب پر اسوجہ سے جاتا رہا۔ وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمہ بن قاسم کے بیان سے پوری کتاب کی صحت غائب ہوئی جاتی ہے

مسروقہ کبھی کسی شریعت مین جائز نہین ہوسکتا چہ جائیکہ وہ ایسا سرقہ ہو کہ علی بن مدینی ایسے محسن استاد کے ہلاکت کا باعث ہو۔

مسلمہ بن قاسم نے بخاری کی تاریخ پر بھی ایک ذیل لکھا ہے کشف الظنون مین ہے ومسلمہ بن قاسم صلۃ جعلہا ذیلا علی تاریخ البخاری وسعد بن جناح ایضاً ص۲۲۱ یعنی مسلمہ بن قاسم نے ایک صلہ لکھا تھا جسکو ذیل (ضمیمہ) تاریخ بخاری قرار دیا اور سعد بن جناح نے بھی ایک صلہ لکھا۔

افسوس کہ مسلمہ بن قاسم کی وہ تاریخ ہمکو نہین ملی نہ کہین پورا ترجمہ او نکا ملا ولعل اللہ یحدث بعد ذلک امراً۔ مگر اظہار جلالت قدر کیلئے وہی کلام ابن حجر کافی ہے وھو من اقران الدار قطنی کہ وہ اقران دار قطنی سے تھے۔

اسی تہذیب جلد ۹ صفحہ ۵۷ مین بحال محمد بن اسمعیل اسدی لکھتے ہین۔ وقال مسلمۃ ثنا عنہ العدوی وکان ثقۃ وقال المستعلی کان مستقیم الحدیث ثنا عن النسائی یعنی کہا مسلمہ نے کہ اوس سے روایت کی ہے عدوی نے اور تھا ثقہ کہا مستعلی نے کہ مستقیم الحدیث تھا روایت کی نسائی سے پھر ایسے امام مسلم الثبوت کی نسبت ابن حجر کا یہ کہنا کہ مسلمہ کا یہ کلام اسلئے نقل کیا ہے تاکہ اوسکی غلطی وفساد پر تنبیہ کیجائے کسقدر حیرت خیز ہے۔ کہان ہمسر دار قطنی اور کہان ابن حجر عسقلانی۔ اور پھر اوسکے کلام مین فساد ہی کیا ہے بجز اسکے کہ ایک واقعہ کو بیان کیا ہے۔

رہا ابن حجر کا یہ کہنا کہ قول بخاری بخلق قرآن ایسا امر ہے کہ کسی نے اسکے پہلے نہ کہا" تو خود مردود ہے کیونکہ اگر وہ ذی عقل ہونگے تو بھی اونکا قول ہوگا جسکی تصدیق قول ذہبی سے ہوتی ہے۔ مگر چونکہ اوس زمانہ مین ایسا عقیدہ بقاعدہ اہلسنت کفر سمجھا جاتا تھا جیساکہ رسالہ عقل وتہذیب مین اسکی تصریح کی گئی اسلئے یہ تاویل کی گئی۔

دوسرا جواب سرقہ بخاری یہ ہے کہ یہ روایت بلا اسناد ہم نے کیونکر کہین کہ اونکو یہ بھی نہین معلوم اسناد کی ضرورت کہان ہے تمام احادیث رسول اللہ مین جو متعلق باحکام شرعی ہین ورنہ ہزارون روایتین منقطع الاسناد ہین جو مقبول ہین صدہا روایتین اس قسم کی صحیح بخاری مین ہین جسکی صحت پر اجماع اہلسنت کا دعوی کیا جاتا ہے۔ اور پھر خود علماء اہلسنت اعتراض بھی کرتے ہین کہ کیون روایت مقطوع السند کو داخل صحیح کیا۔ سند تو ہمیشہ اوسی واقعہ کی مل سکتی ہے جو پبلک ہو جو امر صیغہ راز مین ہو اوسکی سند کہان ممکن ہے کچھ قرائن کچھ حالات سے

الارض ولا اية من هذه الايات قلت فهذا كان من حال الوزير فی شدة نصحه للخليفة وكمال شفقته عليه وحسن وفائه واخلاصه الود له بشهادة الوزير رشيد الدين الشافعی ولم يكن من اهل نحلته ولو يكن يشاركه فی مذهبه وعقيدته فدونكن قل ما قال لتعوده بالصدق وجبا دعنه التعمد الكذب وعفافا من افتراء الاباطيل واختلاق الاكاذيب ولو يكن افترا قدفی المذهب عن ابن العلقمی لصيله علی الادثار مروط الكذب والخيانة والاخداع من شعار القول بالحق النصفة فی الكلام لزاما منه لجانب القول بالصدق فانه مما يجب ان يكون من وظيفة المورخين والوزراء واهل العلم والمعارف وذلك هو لجبر فی انا نجده يقول فی هذا التاريخ فی موضع اخر عقيب هذه المقالات ان هلاكو لما اخذ بغداد وضبطها وخربها وقتل الخليفة و بنيه واهله واسرنسوته وغلمانه واوقع القتل الذريع فی اهلها وسكانها وشفی غيظه بالانتقام التام من قطانها اقام الوزير علی مقاماته الكبيرة واحله منزلته

جو اسپر تہمت لگاتے ہین کہ ہلاکو خان نے خلیفہ کو قتل کرکے وزیر کے ساتھ کیا برتاو کیا کوی کہتا ہے کہ وزیر کو مار ڈالا کوئی کہتا ہے کہ اسنے اسکی توہین کی اور کوی کچھ کہتا ہے یہ سب غلط اور جھوٹ ہی اگر ہلاکو خان نے وزیر کے ساتھ ایسا برتاو کیا ہوتا تو حسام الدین کے ساتھ اسکے خلاف برتاو کرتا اور ابن طقطقی نے اپنی تاریخ مین جو حاکم موصل کے واسطے لکھی ہے جسکا نام فخر الدین ابن عیسی ابن ابراہیم تہا اور جو ابن العلقمی کا ہمعصر تھا اور ان واقعات کو اپنی آنکھ سے دیکھ چکا تھا اسنے کیا خوب بات کہی ہے، وہ لکھتا ہے کہ لوگ یہ خیال کرتے ہین کہ وزیر خلیفہ کا بدخواہ تھا حالانکہ یہ غلط ہی اور سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ وزیر اس سلطنت مین صحیح و سالم رہا اور ہلاکو خان جب رام و فتح کرچکا اور خلیفہ کو قتل کرچکا تو اسنے وہ شہر وزیر کے سپرد کردیا اور اسکے ساتھ بہت عمدہ سلوک کیا اور اسے حکومت دی اگر وہ خلیفہ سے منافق ہوتا تو ہلاکو خان کو اسپر بھروسہ نہوتا وزیر کا بیان ہی کہ وہ لوگ فتح پاکر ہلاکو خان کے پاس آئے اور اسکا سردار جو اس لشکر کے ساتھ تہا اسکا نام کتوبوقا تھا اسکے بعد ہلاکو خان نے اپنے سرداران لشکر اور ارکان سلطنت سے بغداد کے مقابلہ مین اور خلیفہ سے لڑنے کیلئے مشورہ کیا کہ آیا ایسی حالت مین لڑنا مناسب ہی یا نہین ہر ایک شخص نے اپنی عقل کے موافق راے دی اور انمین ایک شخص تھا اسکا نام حسام الدین تھا یہ ہلاکو خان کا منجم تھا اور کبھی ہلاکو خان اسکی اسکے کی مخالفت نہین کرتا

السابق ترونه من البید الوزارة وعمادة
بغداد واکرم ولده شرف الدین وعلی
منامه ورفع قدره ومازال یفعل و
یفعل الی ان اقامه مقام ابیه لما مات
قضی نحبه وجعله الوزیر واتخذه مشیرا
مبرا علی اهل الحل والعقد فی امور
الملک والسیاسة رجع من المواد اللذ
زعموا انه قتل الوزیر عقیب ذلک بافضح
قتلة وخذله اشد خذلان نعوذ بالله
من هذا الکذب والبهتان ویؤید
ایضا ما قاله الوزیر رشید الدین قیل
ابن الطقطقی المذکور فی تاریخه
الشهیر قال ماتلک عیون الفاظری
اخرایام المستعصم قویت الا
راجیف بوصول عسکر المغول صحبة السلطان
هلاکو فلم یحرک ذلک منه عزما ولا نبه منه
همة ولا احدث عنده هما وکان کلما سمع
عن السلطان من الاحتیاط والاستعداد
لشیء ظهر من الخلیفة نقیضه من
التفریط والاهمال ولم یکن یتصور حقیقة
الحال فی ذلک ولا یعرف هذه الدولة
یسر الله احسانها واعلی شانها حق المعرفة
وکان وزیره مؤید الدین بن العلقمی

تھا کوچ ومقام اور منزلوں میں ٹھہرنا اور میدان جنگ آراستہ
کرنا یہ سب اسی منجم کی راے سے ہوتا تھا۔ ہلاکو خان نے
اس سے پوچھا کہ تم اپنی ٹھیک ٹھیک راے خلیفہ سے لڑنے
مین علم نجوم کے موافق بلا پس وپیش بیان کرو اس نے کہا
کہ میری راے نہین ہوتی اور میری راے مین آپکا یہ سفر
مبارک نہ ہوگا اور دنیا مین کوی بادشاہ ایسا نہین ہے
جسنے بغداد اور خاندان خلافت کا ارادہ کیا ہو اور اسکی
زندگی تھوڑی ہوی ہو اور اگر بادشاہ میری بات نہ سنے گا
اور میری نصیحت نہ قبول کرے گا تو چھہ بلاؤن مین مبتلا ہوگا
ایک یہ کہ سب گھوڑے مرجاینگے اور کل سوار و پیادے بیمار
ہوجائینگے دوسرے یہ کہ قیامت کے روز ایک قطرہ پانی
آسمان سے نہ نکلیگا تیسرے یہ کہ آفتاب کبھی نہ نکلیگا چوتھی
یہ کہ تیز ہوا چلیگی پانچوین یہ کہ ایک زلزلہ آئیگا جو قیامت
تک کیواسطے دنیا کو ویران کردے گا چھٹے یہ کہ بڑا بادشاہ
مرجائیگا جب ہلاکو خان نے یہ سنا تو اس سے دلیل مانگی
وہ دلیل تو کچھہ پیش نہ کرسکا مگر ذمہ وار ہوگیا کہ جو کچھہ میںنے
کہا ہے وہ ہوگا باقی ماندہ جو ارکان سلطنت تھے ان سب
سے بھی مشورہ کیا کہ روانہ ہونا چاہیے اسوقت ہلاکو
خان نے فیلسوف اعظم خواجہ نصیر الدین طوسی علیہ الرحمہ کو
بلایا اور جو کچھہ اس نجومی نے کہا تھا بیان کیا انہوں نے فرمایا
کہ یہ ہوگا کہ ہلاکو خان خلیفہ کے تخت پر بیٹھیگا ہلاکو خان نے
حسام الدین کو بلاکر اسکو حکم دیا کہ محقق طوسی علیہ الرحمہ سے
مناظرہ کرو انہوں نے فرمایا کہ کل مسلمان اس بات پر متفق

يعرف حقيقة الحال في ذلك وكفايته
بالتحذير والتنبيه ويشير عليه بالتيقظ
والاحتياط والاستعداد وهو لا يزداد
الا غفولا وكان خواصه يوهمونه انه ليس
في هذا كبير خطر ولا هناك محذور وان
الوزير انما يعظم هذا لينفق سوقه لديه ن
اليه الامور التي يبين بها العساكر فيقتطع
منها لنفسه وما زالت غفلة الخليفة
تنمى وتيقظ الجانب الآخر تتضاعف
حتى وصل العساكر السلطانية الى همدان
الى آخر ما قال ولا حاجة بنا الى ذكر
كيفية القتال ومثله قال العلامة
المؤرخ النصراني غريغوريوس ابو الفرج
بن هارون الطبيب الملطي المعروف
بابن العبري في تاريخه الشهير بمختصر
الدول وكان من ابناء هذا القرن
قال ومنها في شهر شوال رحل هلاكو
عن حلب وقصد ان يخرب مدينة
بغداد وكان في ايام محاصرته
قلاع الملاحدة قد سير رسولا
الى الخليفة المستعصم يطلب منه
نجدة فاراد ان يسير ولم يقدر
ولم يمكنه الوزراء وقالوا ان

ہین کہ بڑے بڑے صحابہ شہید ہوئے مگر ان آفتون مین
سے ایک آفت بھی نہ آئی اور اگر یہ کہو کہ یہ صرف بنی
عباس کیواسطے مخصوص ہے تو یہ دیکھو کہ طاہر خراسان
سے مامون رشید کے حکم سے آیا اور اسکے بھائی امین کو قتل
کر ڈالا اور متوکل کو اس کے بیٹے نے امیرون کی راے سے
مار ڈالا اور مستعین و معتز کو اسکے غلامون نے مل کر مار
ڈالا اور اسیطرح سے اور خلیفہ بھی قتل کیے گئے مگر ان فتون
دین سے کوئی آفت نہ آئی مین کہتا ہون کہ یہ حال وزیر
کا خلیفہ کی خیر خواہی مین تھا اور اسقدر انکو خلیفہ کے
ساتھ محبت اور دوستی تھی جیسا کہ وزیر رشید الدین شافعی
کے بیان سے معلوم ہوئی حالانکہ وہ انکا ہم مذہب نہ تھا
اسکا مذہب اور تھا اور اوسکا مذہب اور تھا لیکن جو کچھ اسنے
کہا اسوجہ سے کہا کہ اسکو سچ بولنے کی عادت تھی اور جھوٹ بولنے
سے اسے شرم آتی تھی اور جھوٹے افسانے گڑھنے سے وہ پرہیز
کرتا تھا اور مذہب کا لحاظ کبھی اسکو اسپر مجبور نہین کر سکتا
تھا کہ وہ خیانت اور جھوٹ کی چادرین اوڑھ لے اور سچ
و انصاف کی پوشاک اوتار ڈالے کیونکہ وہ سچ بولنے کا
عادی تھا کیونکہ یہی عادت اہل تاریخ کی ہونی چاہیئے اور وزیرون
کو اور اہل علم کو ایسا ہی ہونا چاہیئے یہی سبب ہے کہ اس نے
ان واقعات کا ذکر کرکے ایک مقام پر لکھا ہے کہ ہلاکو خان
جب بغداد فتح کرچکا اور اسکو تاخت و تاراج کرچکا اور خلیفہ
اور اسکے بیٹونکو قتل کرچکا اور اسکی عورتون اور غلامون کو
اسیر کرچکا اور بغداد کے باشندونکو بالکل تہ تیغ کرچکا۔ تو

هلاکو رجل صاحب احتیال وخدیعة
ولیس محتاجا الی نجدتنا وانما
غرضه اطلاع بغداد عن الرجال
فیملکها بسهولة فتقاعد وا بسبب
هذا الخیال عن ارسال الرجال و
لما فتح هلاکو قلاع الملاحدة ارسل
رسولا اخر الی الخلیفة وحاقبه
علی اهماله فی تسیر النجدة فشاور
الوزیر فیما یجب ان یفعلوه فقال
لاوجه غیر ارضاء هذا الملك
الجبار ببذل الاموال والهدایا
والتحف وحض اصره وعندما اخذ
فی تجهیز ما یسیر ونه من الجواهر
والمرصعات والثیاب والذهب والفضة
والعمارات والجواری والخیل
والبغال والجمال قال الدوادار
الصغیر واصحابه ان الوزیر انما یدبر شان
نفسه مع التاتار وهو یرید تسلیمنا الیهم
فلا نمکنه من ذلك فبطل الخلیفة هذا السبب
تنفیذ الهدایا الکثیرة واقتصر علی شئ نزر
لاقدر له فغضب هلاکو وقال لابد من مجیئه
هو بنفسه او تسییر احد ثلثة نفر اما الوزیر واما
الدوادار واما سلیمان شاه فتقدم

اسنے وزیر کو اپنے پرانے عہدے پر از سر نو پھر قایم کیا اور
وزارت کو اسکے سپرد کیا اور اسکے ذریعہ سے بغداد کو
پھر آباد کروایا اور اسکے بیٹے شرف الدین کی بہت تعظیم
کی اور اسکے مرتبہ کو بہت بلند کیا اور اسیطرح کرتا رہا یہان
تک کہ جب اسکے باپ نے انتقال کیا تو اوسیکو اپنا وزیر
بنایا اور اپنی کونسل کا پریسیڈنٹ کیا اور ہمیشہ امور
سلطنت مین اوسی سے مشورہ لیتا رہا یہ اسلئے کہ ان
لوگون کی ناک کٹے ہو کہتے ہین کہ ہلاکو خان نے اسکے
بعد وزیر کو بہت بری طرح سے قتل کیا۔ پناہ بخدا ایسے
جھوٹ اور بہتان سے جو کچھہ بیان رشید الدین نے
کیا ہے اسکی تائید ابن طقطقی سے ہوتی ہے جو اسنے
اپنی تاریخ مین لکھی ہے کہ مستعصم کے آخری زمانہ خلافت
مین یہ افواہ مشہور ہوی کہ مغلون کا لشکر ہلاکو خان کے
ساتھ آپہونچا اس سے خلیفہ کو کچھہ ہمت پیدا نہ ہوی
اور نہ کچھہ اس نے اسکا خیال کیا اور جون جون وہ
سنتا تھا کہ ہلاکو خان اس عقل و تدبیر کے ساتھ لشکر
کشی کر رہا ہے اوسیقدر خلیفہ کا عیب لاپروائی کا
ظاہر ہوتا تھا اور اصلی حقیقت اسکی سمجھہ مین نہ آتی تھی
اور پورے طور پر اسے اس سلطنت کا حال معلوم نہ
تھا اور اسکا وزیر ابن العلقمی اصل حقیقت سے خوب
واقف تھا اور اسے متنبہ کرتا رہتا تھا اور ہمیشہ اسی
انجام سے ڈراتا رہتا تھا اور اسکو سمجھاتا رہتا تھا
کہ عقلمندی اور احتیاط کے ساتھہ کام کرے۔ اور

الخليفة اليه هو بالمضي فلم يكن له ان
قوله فيه غيرهم مثل ابن الجوزي و ابن
محيي الدين فليعد يا عنده الى اخر
ما قال ولا حاجة بنا الى لفظه وقد
قد انتهى بنا الكلام الى هذا المقام
فيحسن لنا ان نختم بذكر بعض مناقب
الوزير ابن العلقمي التي اوردها ابن الطقطقي
في تاريخه فقال انقضت ايام المستنصر
وورد انه ثم ملك بعده ولده ابو
احمد عبد الله المستعصم بالله بويع
له بالخلافة في سنة اربعين وستمائة
وهو اخر الخلفاء وكان المستعصم
خيرا متدينا لين الجانب سهل العريكة
عفيف اللسان والفرج حمل كتاب الله
وكتب خطا مليحا وكان سهل الاخلاق
وكان خفيف الوطاة الا انه كان
مستضعف الرأي ضعيف البطش
قليل الخبرة بامور المملكة مطموعا فيه
غير مهيب في النفوس ولا مطلع على
حقائق الامور وكان زمانه ينقضي
اكثره بسماع الاغاني والتفرج على المساخرة
وفي بعض الاوقات يجلس بخزانة
الكتب جلوسا ليس فيه كثير فائدة

لشکر تیار رکھے مگر جس قدر وہ سمجھتا تھا اوسی قدر اوسکی غفلت
زیادہ ہوتی جاتی تھی اور اسکے مصاحبین نے اسکو وہم دلا دیا
تھا کہ اسمین کوئی بڑا خطرہ نہین ہے اور یہ بھی سمجھا دیا تھا کہ وزیر
صرف اپنی گرم بازاری چاہتا ہے اور لشکر کشی کے بہانہ سے آپ
سے روپیہ لینا چاہتا ہے خلیفہ کی غفلت روز بروز بڑھتی جاتی
تھی اور فریق مخالف کے حوصلے بڑھتے جاتے تھے یہان تک کہ شاہی
لشکر ہمدان پہونچگیا اور اسکے بعد اسنے جنگ کا سامان و کیفیت لکھی
ہے اسکے ذکر کرنے کی ہمین کچھ ضرورت نہین ہے اسی قسم سے ایک
عیسائی مورخ جو اس زمانہ مین موجود تھا جسکا نام گریگوری
ابو الفرج بن ہارون ملطی تہا اور جسکو ابن العبری بھی کہتے ہیں
اپنی مشہور تاریخ مین لکھتا ہے کہ ماہ شوال مین اسی سال ہلاکو خان
حدود ہمدان سے اسطرف روانہ ہوا اور جن دنون اسنے ملاحدہ
کے قلعون کا محاصرہ کیا تہا تو اس نے ایک ایلچی خلیفہ کے پاس
بھیجا تہا اور اسسے مدد مانگی تھی اسنے چاہا کہ مدد دے مگر ارکان
دولت مانع ہوئے اور کہا کہ ہلاکو ایک مکار اور حیلہ جو آدمی
ہے ہماری مدد کی اسے کچھ احتیاج نہین ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ
بغداد لشکرون سے خالی ہو جاوے تو وہ آسانی کے ساتھ اس
پر قبضہ کرے اس خیال سے وہ لوگ خاموش ہوئے اور لشکر نہ
بھیجا جب ہلاکو یہ قلعہ فتح کر چکا تو اس نے ایک اور قاصد خلیفہ کے
پاس بھیجا اور اسکے ساتھ بہت کچھ عتاب آمیز کلمات کہلا بھیجے
کیونکہ اسنے لشکر سے مدد نہین کی تھی اب انہون نے وزیر سے
کہا کہ کیا کرنا چاہیے اسنے کہا کہ اب کوئی چارہ بجز اسکے نہین ہے
کہ ہلاکو خان اور اسکے ارکان دولت کے واسطے بہت کچھ

وكان اصحابه مستولين عليه
وكلهم جهال من ارذل
القوم الا وزيره مويد الدين
محمد ابن العلقمي فانه كان من
اعيان الناس وعقلاء الرجال
وكان مكفوف اليد مردود القول
يترقب العزل والقبض صباحا
ومساء وكانت عادة الخلفا
اكثرهم ان يحبوا اولادهم
واقاربهم بذلك جرت
سنتهم الى اخر ايام المستنصر
فلما ولى المستعصم طلق اولاده
الثلاثة ولم يحجبهم وهم
الامير الكبير ابو العباس احمد
العامة تسميه ابوبكر وليس
بصحيح وانما سموه بذلك
لانه لما نهب الكرخ نسب الامر
في ذلك اليه وقيل انه هو
الذي اشار بذلك
قلت اما ما وصف ابن
الطقطقي هذا الخليفة بانه
كان رجلا خيرا دينا فنحن
لا ننشط لموافقته فهذ

تحائف اور ہدایا بھیجنا چاہئے جب وہ آمادہ ہوئے کہ کچھ جواہرات
اور کچھ پوشاکین اور سونا چاندی اور لونڈی و غلام اور کچھ گھوڑے
اور خچر اور اونٹ وغیرہ بھیجے جائین تو دوات دار اور اوسکے ساتھیوں
نے کہا کہ وزیر تاتاریون سے اپنا معاملہ درست رکھنا چاہتا ہے کہ
ہمین انکے ہاتھ مین دیدے تو ہم اسے ہرگز ایسا نہ کرنے دینگے یہہ
سنکر خلیفہ نے اپنا ارادہ فسخ کیا اور ایک قلیل سا تحفہ بھیجدیا کہ
جسکی کچھہ وقعت نہ تھی ہلاکو خان کو یہ دیکھ کر غصہ آیا اور کہنے لگا یا تو
خلیفہ میرے پاس آئے اور یا ان تینون مین کسی ایک کو بھیجدے یا
وزیر کو یا دوات دار کو یا سلیمان شاہ کو تو خلیفہ نے انکے پاس خیالی کیبواسطے
کہلا بھیجا مگر انہون نے اسکے کہنے کا کچھہ خیال نہ کیا تب اسنے ابن الجوزی
اور ابن محی الدین کو بھیجا مگر ان کے جانے سے کچھہ فایدہ اسکے واسطے
نہ ہوا اور اسکے بعد کے حالات لکھنے کی کچھہ ضرورت نہین ہے اب
ہرگاہ کہ ہمارا کلام یہان تک پہونچ چکا تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم
اپنے اس مضمون کو ابن العلقمی وزیر کے بعض فضایل کے تذکرہ پر ختم
کرین جنہین ابن الطقطقی اپنی تاریخ مین لکھتا ہے اسکا بیان ہے کہ مستنصر
اور اسکے وزیرون کا زمانہ ختم ہوگیا اسکے بعد اسکا بیٹا ابو احمد عبد اللہ
مستعصم بادشاہ ہوا اور سنہ ۶۴۰ھ مین انکی بیعت ہوئی اور یہ آخری
خلیفہ ہے مستعصم ایک مرد نیک دیندار اور نرم مزاج اور خلیق
شخص تھا زبان اور خواہش نفسانی دونون اعتبار سے عفیف تھا
قرآن اسکو حفظ تھا اور نہایت شیرین خط لکھتا تھا اور اخلاق اسکے
نہایت خوب اور نرم تھے رعب اسکا کچھہ نہ تھا مگر اسکی رائے اور تدبیر
بہت کمزور تھی قوت بھی یعنی سیاست اسکی بھی نہایت کمزور تھی
امور سلطنت سے بالکل بے خبر تھا ہر شخص کو اسکے پاس جانے اور

الرای بل عندنا ما نشک به فی اسلامه و ایمانه باللہ و نبیه محمد صلی اللہ علیه و اله وسلم ان صح خبر السائح النصرانی مارکوپولو و قد اورده فی رحلته المشهورة التی نقلت حالا من اللغة اللاطینیة الی الانگلشیه وکان هذا الرجل فی عصر المستعصم و کان خصیصا بالقان الکبیر ارغوخان و حاصل الخبر ان هذا المستعصم کان فی بدایة حاله یبغض النصاری و یکرههم اشد الکراهة ثم بدا له ذات یوم انه وقف علی ایة فی الانجیل معناها انه ما من امرء یکون فی قلبه حبة خردل من الایمان الا وانه یقوی علی خرق العادات والاتیان بالمعجزات فاستحشد النصاری الذین کانوا ببغداد ذو جمعهم ذات یوم و عرض علیهم هذه

اسکو مجبور کرنے کی جرات تھی دلون مین اسکی کچھ ہیبت نہ تھی اور اصل حقیقت سے اطلاع نہین ملتی تھی اسکا وقت گانا سننے اور مسخرون کے ساتھ بازی کرنے مین کٹ جاتی تھی کبھی کبھی کتب خانہ مین بیٹھتا تھا لیکن اصلاح کا اوس سے کچھ فایدہ نہ اوٹھا سکتا تھا اسکے مقربین اسپر حاوی تھے اور سب جاہل اور رذیل تھے مگر اسکا وزیر مویدالدین محمد بن العلقمی کہ وہ بڑے مرتبہ کے آدمیون مین تھا اور بڑا زیرک و فرزانہ لوگون مین اسکا شمار تھا لیکن اسکا ہاتھ بالکل بندھا ہوا تھا اور اسکی بات مانی نہ جاتی تھی صبح و شام اپنی معزولی و ماخوذی کا منتظر رہا کرتا تھا اور خلفا کی عادت تھی کہ اپنے اولاد و اقارب کو وہ بند رکھتے تھے اور یہی عادت رہی مستنصر کی آخر زمانہ تک رہی جب مستعصم خلیفہ ہوا تو اوسنے اپنے انکو مطلق العنان کر دیا ایسی ایک امیر کبیر ابو العباس احمد تھا جسے عوام ابو بکر کہتے ہین حالانکہ یہ غلط ہے لوگون نے درحقیقت اسکا نام اسوجہ سے ابو بکر رکھ دیا تھا کہ جب محلہ کرخ لوٹا گیا تو یہ فعل اسی کی طرف منسوب ہوا تھا اور بعضونکا خیال ہے کہ اسی کے اشارہ سے یہ واقعہ ہوا تھا مین کہتا ہون کہ جب محلہ کرخ نے جو اس خلیفہ کو نیک و متدین بتایا ہے اس سے ہم متفق نہین بلکہ ہمارے پاس ایسے وجوہ ثابتہ جن سے ہمین اسکے اسلام مین اور ایمان بہ خدا و رسول مین شک ہے اگر مارکوپولو سیاح نصرانی کی خبر سچ ہے جو اسنے اپنے سفر نامہ مین درج کی ہے اور یہ سفر نامہ اصل لاطینی زبان مین انگریزی مین ترجمہ ہوا ہے اور یہ مارکوپولو ہمعصر مستعصم کا تھا اور ارغون خان بادشاہ ترک کا مقرب تھا اور خلاصہ اس خبر کا یہ ہے کہ ابتدا مین مستعصم کو نصاری سے سخت دشمنی تھی اور بہت شدت سے نفرت تھی ایک روز اسنے انجیل مین ایک آیت دیکھی جسکا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کے دل

الآية وسألهم ايمانكم بها ما لو اكلنا
نومن بذلك قال فهل يستطيع احد منكم
ان يزيل هذا الجبل الذي قبالة البلد
من مقامه قالوا يمكن ولكن انظرنا الى
مدة معدودة قلت غاب عني مقدارها
ولعله كان اسبوعا او مادون ذلك و
ليس يحضرني كتاب ماركو في هذه الساعة
وجملة القول ان الخليفة اعطاهم ذلك
وانظرهم وقال لهم انه ان لم يقع الامر
كما تدعون لاقتلنكم اقبح قتلة و
لافعلن كذا وكذا فرجع النصارى
الى مساكنهم مهمومين مذعورين خاشعين
يبتهلون في ذلك الى الله عز وجل و الى
سيدنا المسيح عيسى ابن مريم عليهما
السلام حتى تراى المسيح عليه السلام لواحد
منهم في المنام يامره بطلب اسكاف
كان في البلد نصراني له عين واحدة
يلتمسون منه ان يامر الجبل بالتحرك
والزوال عن موضعه ثم استيقظ الرجل
واخبرهم عن هذا المنام فاخذوا يطلبون
هذا الاسكاف حتى وجدوه وكان
من قصة هذا الاسكاف انه كان له
حانوت يبيع فيه النعال فاتته امرأة

مین رائی کے دانہ برابر بھی ایمان ہوگا وہ خرق عادت
اور معجزات کے دکھانے پر قادر ہوگا تو مستعصم نے نصاری
بغداد کو بلوایا اور خاص روز انکو جمع کیا اور وہ آیت
انکو دکھائی اور اونسے پوچھا کہ اس آیت پر تمہارا
ایمان کیسا ہے انہون نے جواب دیا کہ ہم سب کا اس پر
ایمان ہے تب اس نے کہا کہ ممکن ہے کوئی ایسا ہے جو اس
پہاڑ کو جو شہر کے سامنے ہے اپنی جگہ سے ہٹا دے انہون
نے کہا کہ ممکن ہے لیکن آپ ہمین اتنے روز کی مہلت دیجئے
مین کہتا ہون کہ مجھے ٹھیک تعداد یاد نہین ہے اور نہ اصل
سفرنامہ اسوقت میرے پاس موجود ہے مگر شاید ایک ہفتہ
یا اس سے کچھ کم کی مدت تھی غرض خلیفہ نے منظور کیا
اور انہین مہلت دی مگر ساتھ اونکے یہ بھی کہا کہ اگر جیسا
تم دعوی کرتے ہو ویسا نہ ہوا تو یقین جانو کہ مین تم سب کو
بہت بری طرح قتل کرونگا اور یہ کرونگا اور وہ کرونگا
غرض وہ عیسائی نہایت متفکر اور رنجیدہ خائف ترسان
اپنے اپنے گھرونکو واپس آئے اور خدا سے اور حضرت عیسی
علیہ السلام سے دعائین مانگتے رہے یہان تک کہ انہین
سے ایک نے حضرت عیسی علیہ السلام کو خواب مین دیکھا
کہ حضرت فرماتے ہین کہ اس شہر مین ایک واحد العین موچی
رہتا ہے اسے تلاش کرو اور اس سے درخواست کرو
اسکے حکم سے پہاڑ ٹل جائیگا جب یہ شخص جاگا تو اس نے
لوگون سے وہ خواب بیان کیا تو وہ لوگ موچی کو تلاش
کرنے لگے یہان تک کہ وہ مل گیا اور اسکا قصہ یہ تھا کہ اسکے

آتش فساد مشتعل ہے جلد فوج آنا چاہیے کیونکہ طرفداران محمد علی مرزا کسی طرح پابندی قانون و قواعد نہیں کرتے ۔
دو دستہ فوج دو توپ مشین والی اور کوہی توپونکو حکم ہوا ہے کہ استرآباد بھیجی جائے اور ایک دستہ فوج و توپ
بادفروش جائے اور ایک دستہ فوج جانب مشہد روانہ ہو۔

جس سے معلوم ہوا کہ صوبہ مازندران جو روسی فوج سے کچھ خالی تھا وہان بھی اس بہانہ سے فوج بھیجدی گئی
جسکے مطلب یہ ہوئے کہ طہران کو ہر طرف سے محاصرہ کرلیا ہے ۔ یہ حالت تو روس کی ہے کہ وہ ہر طرف سے بڑھا آتا ہے۔
دولت ایران کی یہ نزاکت ہے کہ مجلس شکست ہو چلی ۔ اتنے علما پھانسی ہو چکے ۔ اسطرح سے روس ہر طرف سے
بڑھا آرہا ہے ۔ مگر وزرا سلطنت اسکو خلاف روابط حسنہ سمجھتے ہین کہ کسی قسم کی پروتست کرین روس کی بیجا
تعدیون پر کوئی مخالفت کرین مسٹر سوشٹر کا بیان ہے کہ "زمام ایران سات ایرانیون کے ہاتھ مین ہے" مگر یہ زمام صرف
اس غرض سے ہے کہ جس طرح ہو سکے دوسرے فریق کو زک پہونچے ۔

عام قاعدہ یہ ہے کہ دو فریق ہوتے ہین جو چاہتے ہین اپنی بات اونچی کرین مگر ایرانی لیڈر کچھ روس کے طرفدار ہین
کچھ انگریز کے ہر فریق یہ چاہتا ہے کہ دوسرے کی بات نیچی ہو وہ زک کھائے ۔ اس کشمکش مین ایران کی جان ہے
وزیر خارجہ [illegible] تو اسکو دولت لازوال سمجھتا ہے کہ روس ایسے دشمن سے دوستی ہوگی ۔ اب وہ جو چاہے
آپ اوسکی خاطر کو ہر طرح قبول کر رہے ہین ۔ اگرچہ لاکھوں بلکہ کروڑوں مخلوق خدا تباہ ہو ۔ یہانتک کہ مسلم ایران
نکل جائے ۔

مگر دیگر مدبران سلطنت کو وہ سب خطرے پیش نظر ہین جو اس روسی مداخلت سے ہونیوالا ہے کیونکہ انگلستان کی
پالیسی ہمیشہ سے یہی رہی ہے کہ روس و انگریز کی سرحد ملنے نہ پائے جسکے لئے کابل کو سالانہ لاکھوں روپیہ دیا جاتا ہے
کہ وہ قوت کیساتھ بیچ مین حد فاصل رہے ۔

ایران چونکہ خود پوری قوت کی سلطنت تھی اسلئے پورا اطمینان تھا ۔ اب روسی مداخلت نے ایران کو اسطرح
کمزور کیا انقلاب سلطنت چین سے تبت منگولیا پر روسی اثر پڑ رہا ہے ۔ اب مدبران سلطنت کو بے چینی ہو رہی ہے
کہ روس اپنی خاندانی وصیت کو پورا کیا چاہتا ہے کہ سونے کی چڑیا ہندوستان کو ہاتھ لگاؤ ۔
۵ جنوری کو لندن مین پرشین کمیٹی کا ایک شاندار جلسہ منعقد ہوا جسمین طبقات عالیہ لندن کا مجمع
تھا اور بہت سے ایرانی بھی شریک تھے ۔ بقول ٹمس لندن تین ہزار کا مجمع تھا ۔ اس جلسہ کی غرض یہ تھی
کہ روس کی مداخلت بیجا پر مخالفت کیجائے ۔ مسٹر سر ٹامسن مارکلے ممبر دار العلوم لندن اسکے میر مجلس تھے

پر اسٹنگ نے نہایت پر زور تقریر کی کہ قدیم پالیسی کو کسی طرح ترک نہ کرنا چاہیئے وزیر خارجہ کو اب وزارت سے علیحدہ ہونا چاہیئے۔

مسٹر بلنٹ نے اخبار مانچسٹر گارڈین کو جو چٹھی لکھی ہے اوسکے بعض فقرات یہ ہین "انگلستان کا فرض ہے کہ وہ ایران کی آزادی کیلئے نہ صرف روس سے بگاڑ پیدا کرے۔ بلکہ اگر ضرورت ہو تو وہ اُس کیلئے لڑنے مرنے پر بھی تیار ہوجائے۔ ہمکو ایک قوم کی حیثیت سے صاف طور پر کہدینا چاہیئے کہ روس کی بدنام کن کارروائیون مین ہم اُسکا ساتھ نہین دیسکتے ہمین سر ایڈورڈ گرے کی اس ناپاک پالیسی کو ترک کردینا چاہیئے کہ ہم یورپ کی قزاق قومون کے ساتھ اتحاد کرلین اور اعلان کردینا چاہیئے کہ ہم ایران کے مددگار ہین۔ گوکہ اس کا انجام یہ ہو کہ روس سے ہمین جنگ کرنی پڑے۔ مردانہ حالت اختیار کرنے مین ہمین ادنی نقصانون کی پروا نہین کرنی چاہیئے روس کی فوج ایسی زبردست نہین ہے کہ ہم اُسکا مقابلہ نہ کرسکین۔ علاوہ برایں ایران کی سرحد پر ترکی ہمارا ساتھ دیگا۔ اور اس طرح مدت کے بعد ہماری نیکنامی عود کر آئیگی۔ بچون کو بھیڑیون کے آگے پھینکدینا بزدلون کی پالسی ہے جو ہماری گذشتہ ناموری کے خلاف ہے۔ اس پالسی پر ہمارے وزیر خارجہ نے جنون کی حد تک عمل کیا ہے۔ اب ہمین قدیم جرأت کا اظہار پھر کرنا چاہیئے۔ اگر ہم ایسا نہ کرینگے تو اپنے ملک کی بربادی کے ہم خود ذمہ دار ہونگے" ہم ان تمام انصاف پرست اور رنیکدل انگریزونکے ممنون ہین اور امید کرتے ہین کہ برطانیہ ایران کی آزادی پر کمر بستہ ہوجائیگی۔

نتیجہ اس شور وغل کا یہ ہوا کہ مسٹر اسکوتھ وزیر اعظم نے ہوس آف کامنز مین کہا کہ ایران کے متعلق گورنمنٹ کی پالیسی مین کوئی تغیر نہین ہوا اسکا مدعا ایک طاقتور ویسی حکومت قایم کرنا اور روس سے سمجھوتے کی نگہداشت ہے جو ایران خود ہمارے فوائد اور دنیا کیلئے ضروری ہے۔

روس نے بہت سی سپاہ ایران سے واپس طلب کرلی ہے۔ انگلستان کو بتایا گیا ہے۔ کہ تمام روسی سپاہ کی مراجعت کا مسئلہ نہ صرف زیر غور ہے بلکہ عمل بھی ہو رہا ہے۔ مسٹر اسکوتھ نے کہا کہ تجوزہ قرض مین روس ایک لاکھ پونڈ اور گورمنٹ ہند پچاس ہزار اور انگلستان پچاس ہزار پونڈ مجموعی ایک لاکھ پونڈ) ایران کو دیگا موثر انتظامات وقیام امن کیلئے قرض ضروری تہا۔ بعد مین اس سے زیادہ مالی امداد دینے کی ضرورت واقع ہوگی" ایرانی فوج نے کرمان شاہ مین سالار الدولہ کی لشکر کو شکست دی۔ سالار الدولہ مع رفقا بھاگ گیا۔

مگر قرض منحوس کی بیچ پھر لگی رہی جسکے واسطے یہ سب فساد ہا کیونکہ اصلی وجہ یہی ہو کہ بڑی سخت شرائط پر جو استقلال ایران کا بیخ کن تھا روس۔ انگلستان مشترک قرضہ ۴ لاکھ پونڈ دینا چاہتا تھا۔ جسے ایران کی مجلس شوری نے نامنظور کیا تھا۔ اب ہزارون کی خونریزی پر پھر وہی قرض پیش کیا جاتا ہو۔ لیکن بجا ۴ لاکھ ۲ لاکھ۔ کیونکہ اتنے لوگونکے مارے جانے پر ضرورت مین ضرور کمی ہوگی خدا رحم کرے۔

اب ہمارا فرض کیا ہو وہی خدا سے دعا کرنا گورنمنٹ کے اپنی فرزندکو نہایت دردبھری آواز سے پہچانا مالی امداد کرنا روس۔ انگریز ملکر دو لاکھ پونڈ دے رہے ہین جسکا ۳۰ لاکھ روپیہ ہوا۔ کیا ہندوستان کے مسلمان یہ رقم نہین فراہم کرسکتے۔ دیکھئے وطن۔ پیسہ اخبار وکیل نے لاکھون روپیہ اپنی قوم سے لیا اور سلطنت روم تک پہونچایا۔ کیا ۷ کرور مسلمان اپنے ایرانی بھائیونکو ایک ایک آنہ دیکر ۳۰ لاکھ کی رقم نہین پوری کرسکتے۔

اگر سلطنت ایران سے ہمدردی نہین تو کیا اون مظلومین تبریز سے بھی ہمدردی نہوگی جنکی ہزارون عورتین بچے نان شبینہ کو محتاج ہین۔

ایرانی ہلال احمر نے دفتر اعانت کھولدیا ہو۔ مرزا احمد صاحب تاجر اصفہانی ۱۸ عذرا اسٹریٹ کلکتہ کے نام روپیہ بھیجو اور رسید باضابطہ حاصل کرو۔

فلسفہ پیش قدمی روس۔ روس نے بھی آخر پردہ کھولدیا اور اپنے ظلم و ستم کے لئے ایک فلسفہ نکالا جو نہایت قابل غور ہو۔

اخبار نوک لندن جو لبرل فرقہ کا معزز اخبار ہو پردہ کیساتھ گویا وزیر خارجہ روس کی طرف سے لکھتا ہو

چھ برس (ابتدائے مشروطیت ایران سے) ہوتے ہین کہ دولت عثمانیہ نے بارہ ہزار کلو میٹر خاک ایران پر قبضہ کرلیا۔ ایرانی پارلیمنٹ ہزار شور و غل کرتی رہی۔ مگر ترک نے ایک نسنا۔ اور جتنے جنگی درے تھے بہ استثناء درہ قطور جو معاہدہ برلن کے رو سے قبضہ ایران مین تھا۔ کل درونپر ترکون نے قبضہ کرلیا جو سرحد روس پر تھا اور نہایت مہم موقع جنگ پر تھا یہ درے ممالک شرقی و غربی ایران مین نہایت سرسبز و شاداب تھے دریاے ارومیہ کی تین طرف بہی عثمانیون نے قبضہ کرلیا۔ تجارت کی تمام راہین بندکردین حتی کہ مال انگلستان بھی جو بندر طرابزون سے جاتا تھا بند کردیا۔

ترکی کا لشکر نے درے جو اس فاصلہ پر تھا ہر وقت سے سیکڑون میل دور دن کے طے کرنے پر مل سکتے تھے۔ اب بھی چھ ماہ کی مسافت سے سکتے ہین جو بہت سے سرسبز و شاداب ملک پر بہ آسانی قبضہ کرسکتی ہے

اگرچہ ترکونکی غرض ملک گیری اور غارت نہین ہی کیونکہ بہت سی شاداب جگہون پر قبضہ نہین کیا ہی مگر فوجی نقشہ سے یہ وہ مقامات ہین جس سے نہایت آسانی سے سرحد روس پر حملہ ہو سکتا ہی بعد ازان ارض روم کی فوجین نہایت سہولت سے پہونچ سکتی ہین اور غرض ترکون کی اس سے صرف یہی ہی کہ سرحد روس پر حملہ کرے جسکی تصدیق اوس کمیشن سے بھی ہو چکی جسنے موسم بہار مین جاکر اسکی تحقیقات کی تھی درہ قسطور پر جو ترکون نے ابتک قبضہ نہین کیا سو اس وجہ سے کہ اوس معاہدہ پر تمامی دول کی دستخط تھی اگر ترکی اوسپر قبضہ کرتا تو خوف تہا کہ کل دول مخالفت پر آمادہ ہون۔ باینہمہ ترکون نے اوس درہ کو بھی بیکار کر دیا کہ قریب اوسکے بیرذخان مین اپنی فوج رکھی ہی جو بہت جلد اسپر قبضہ کر سکتی ہے بوقت ضرورت۔

اس تحریر سے معلوم ہوا کہ روس اس فساد کا باعث سلطنت عثمانی کو بتا رہا ہی جسنے ابتدائی مشروطیت مین نہایت سخت حملہ کیا کہ ایرانی زمین پر قبضہ کر لیا جسپر پہلے بھی اصلاح مین بحث ہو چکی ہی اور جو اس اعتبار سے واقعی بھی ہی کہ مسلمانوں پر جو آفت آئی مسلمانوں سے۔ اگر مسلمانون مین اتفاق ہو تو آج بھی اس مری حالت پر وہ بہت کچھ کر سکتے ہین جسکا نقشہ [illegible]

مگر روس نے یہ نہ بتایا کہ ترکی نے اگر قبضہ کر لیا تھا تو اوسمین کتنے آدمی مارے گئے کیا بے قصور بوڑھے بچے عورتین بھی ماری گئی تھین۔

روس کے جو مظالم اوپر لکھے گئے اوسپر شاہجہان کی دو [illegible] کا قتل کیا جانا سب [illegible] ہے

کیا روس ترکی قبضہ مین تھا [illegible] عام [illegible] کی شہادت کو بھی [illegible]

روس ایسی صدہا [illegible]

یہ سچ ہی کہ ہمارے [illegible] ایران کے قبضہ کیا جسپر روس نے بحث پیش [illegible] ترکی [illegible] تو روس نے کہا کہ ہمکو بھی حق سیاست ایران پر حاصل ہے [illegible] ترکون کو [illegible] مطمئن کر دیا [illegible] نہین کہ اسلامی دنیا مین کیا ہو رہا ہی

کابل سے بھی [illegible] نے استعفا [illegible] مضبوط کرنے لگا [illegible] سلمان [illegible] نویسون [illegible] سیکہ [illegible] ہوئی

علمای فرنگی محل نے پانچہزار طرابلس مین توبھیجا مگر ایران کو اس قابل نہ سمجھا کہ صرہی بھیجتے۔ علمای شیعہ جو مالدار ہین وہ مسلم یونیورسٹی مین پانچسو دیتے ہین اور ایران کو ایسا مستطیع جانتے ہین کہ اوسکی اعانت حرام۔

روسی فلسفہ کا جواب قونسل خانہ عثمانی نے دیدیا ہو کہ وزیر خارجہ ایران سے معاہدہ کیا ہو کہ اسکا تصفیہ بذریعہ ایک کمیشن کردیا جائیگا جو ایرانی۔ عثمانی افراد سے مرکب ہوگا۔

ایران نے بھی اس عثمانی قبضہ سے زیادہ مخالفت نہ کی جو ایک طرح روسی قبضہ کا جواب ہو کہ جبتک تم اپنی فوج نہ ہٹاؤگے ہم بھی نہ ہٹائینگے۔

نور نقوی

جناب ایڈیٹر صاحب ادام اللہ وجودکم باطلع القران۔ بعد سلام مسنون اسلام آنکہ جنابنے اصلاح مین سلسلہ حالات ائمہ معصومین علیہم السلام شروع کیا لیکن غالباً اور ضروری مضامین کی وجہ سے اسکو بند کرنے پر مجبور ہوئے۔ مین جناب کو ایک حدیث امام ہمام ابی الحسن العسکری علیہ السلام روحنا فداہ کی سناتا ہون جس سے آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے علمی کمالات پر کافی روشنی پڑتی ہو علامہ مجلسی علیہ الرحمۃ بحار الانوار جلد ۱۴ کتاب السماء والعالم مین کافی سے حدیث ذیل نقل فرماتے ہین۔

عن علی بن ابراهیم عن علی بن محمد القاسانی عن سلیمان بن حفص المروزی عن ابی الحسن العسکری علیه السلام قال اذا انتصف اللیل ظهر بیاض فی وسط السماء شبه عمود من حدید تضیء له الدنیا فیکون ساعة ثم یذهب ویظلم فاذا بقی ثلث اللیل ظهر بیاض من قبل المشرق فاضاءت له الدنیا فیکون ساعة ثم یذهب فیکون وقت صلوة اللیل ثم یظلم قبل الفجر ثم یطلع الفجر الصادق من قبل المشرق قال ومن اراد ان یصلی صلوة اللیل فی نصف اللیل فذالک له۔

خلاصہ یہ کہ نصف شب کہ اول وقت نماز شب کا ہو اوسوقت یہ علامت ظاہر ہوتی ہو کہ ایک قسم کی سفیدی آسمان کے وسط مین ظاہر ہوتی ہو جو نماز شب اسوقت پڑہنا چاہتے ہین اونکے واسطے یہ علامت ہو اب سوال یہ ہو کہ ہم آنکھ نے یہ سفیدی آجتک محسوس بھی کی ہو۔ اس روشنی کا انکشاف علمائے فرنگ کا حق تھا جنہون نے دوربین کے تحقیقی کمالات سے [illegible] روشنی کو محسوس ہی کرلیا چنانچہ [illegible] مین

لکھتے ہین جو حسب ذیل ہے۔

جناب من میں نے آپکے اخبار مین اس مضمون کا خلاصہ پڑھا جو نواب وقار الملک نے علیگڈہ گزٹ مین شایع کیا ہو۔ خلاصہ دیکھکر ہی مین نے یہ رائے قائم کرلی ہو کہ نواب صاحب نے تقسیم بنگال کی منسوخی کے متعلق ہندوستان کے مسلمانون کے خیالات کو مبالغہ سے بیان کیا ہو۔ اس مین کلام نہین کہ منسوخی کی خبر سے مسلمانو کو کسی قدر مایوسی اور حیرت ضرور ہوئی تھی۔ لیکن یہ منسوخی چونکہ ہمارے عدل پسند نیکدل اور مہربان طبیعت شہنشاہ کی مرضی سے ہوئی ہو۔ اسلئے ہم مسلمانون نے اُسے عام طور پر تسلیم کیا اور اسکی نسبت لب پر شکوہ تک نہ لائے۔ مسلمانون مین ایک قومی خوبی ہو جسپر ان کو ناز ہو وہ یہ کہ ان کا مذہب انہین یہ سکھاتا ہو کہ وہ اپنے حکمرانون کی مرضی کو بلا چون وچرا تسلیم کرین مسلمانون کو جو پہلا بدنصیب دن پیش آیا۔ وہ دن تھا جبکہ طلحہ۔ زبیر اور معاویہ نے خلیفہ حضرت علی کے حکم خلاف سرکشی کی۔ انکی اس باغیانہ حرکت کی سزا کے طور پر بصرہ کے نواح مین میدان صفین مین ... ہزار مسلمانون کا خون بہایا گیا کیا نواب وقار الملک ان سچے تاریخی واقعات سے انکار کرسکتے ہین اور کیا وہ ہندوستان کے مسلمانونکو معاویہ کے نقش قدم پر چلنے کی تعلیم دینا چاہتے ہین ؟ میری رائے مین ایک مسلمان کے نزدیک یہ سب سے بڑا گناہ ہو کہ وہ ایسے فرمانروا کے احکام اور فیصلون کے خلاف سرکشی کرے جو ہمارے موجودہ شہنشاہ جیسے انصاف پسند نیکدل اور شریف فرمانروا کی طرف سے صادر کئے جائین۔

میری عاجزانہ رائے مین نواب صاحب نے عاقلانہ طور پر نوجوان مسلمانون مین یہ نقصان دہ خیال پیدا کیا ہو کہ ان کو تقسیم بنگال کی منسوخی کے خلاف اظہار ناراضگی کرنے کا حق حاصل ہو۔

اور اگر آپکی رائے یہی ہو تو کیا آپ یہ کہہ سکتے ہین کہ گورنمنٹ کو حق حاصل نہین ہو کہ جب چاہے کسی رعایت کو منسوخ کردے یا واپس لے لے۔ حضور وائسرائے ہند نے اپنے اس مراسلہ مین جو تقسیم بنگال کی منسوخی کے متعلق ہو۔ صاف الفاظ مین بیان کردیا ہو کہ منسوخی کی تجویز مین مسلمانون کے فوائد کا پورا لحاظ کیا گیا ہے۔ کہ منسوخی کی بدولت مسلمانون کو کسی قسم کا نقصان نہین پہنچے گا۔ کیا نواب صاحب کے پاس کوئی ایسی وجہ ظاہر کرنیکے لئے ہو کہ جو اطمینان حضور وائسرائے ہند نے دلایا ہو وہ غلط ہو؟ مسلمانون کی شکایت بشرطیکہ در اصل ان کو کوئی شکایت ہو۔ تو وہ ایسی ہی خیالی شکایت ہو جیسی کہ بنگال کے ہندوؤنکو تقسیم بنگال سے پیدا ہوئی تھی۔ یا یون کہو کہ مسلمانون کی شکایت یہ ہو کہ چونکہ بنگال کے مسلمانون وہان کے ہندون کیساتھ

میدان مقابلہ مین اترنے کی قابلیت نہین رکھتے۔ اسلئے انکو صوبہ بنگال مین رہنے کے لئے مجبور نہین کرنا چاہئیے
اس دعوی کی بنا پر مسلمان ایک قدم آور بڑھا سکتے ہین۔ وہ یہ کہ مسلمان خواہش رکھتے ہین کہ چونکہ وہ
ہندوستان کے غیر مسلمانون کیساتھ میدان مقابلہ مین اترنے کی قابلیت نہین رکھتے۔ اسلئے انکو علیحدہ ایک صوبہ
دیدیا جائے جس مین وہ رہین سہین۔ کاروبار اور ملازمت کرین اور اس طرح وہ مقابلہ کی ضرورت سے
آزاد کردیئے جائین۔

نواب صاحب وقار الملک نے جو یہ مشورہ اپنے ہم مذہبون کو دیا ہے کہ وہ اپنی حقیقی یا فرضی شکایات کے
متعلق پولیٹیکل جدوجہد شروع کردین اسکو ناجائز اور قابل ملامت ظاہر کرنیکے لئے مجھے کافی مضبوط الفاظ
نہین ملسکتے اگر ہندوستان کے مسلمانون نے [illegible] پر عمل کیا تو [illegible] مین [illegible]
اور [illegible] کا اثر ہوگا۔ جو خیالات آپ نے ظاہر کئے ہین اگر ان کا اظہار کسی غیر [illegible] کی طرف سے ہوتا
جیسے کہ کلکتہ کے مشہور [illegible] تو مجھے کوئی [illegible] ہوتی لیکن وہ نواب صاحب سے جیسے عالی پایہ شخص
کی طرف سے کئے گئے ہین۔ جو نہ صرف علیگڈھ کالج کے [illegible] سکریٹری بلکہ قوم کے لیڈر اور قائم مقام ہین
آپ کو عام پبلک ایسا ہی سمجھتی ہے اسلئے مجھے سخت حیرت ہوتی ہے۔ ان خیالات سے جو نقصان قوم کو پہنچ سکتا
ہے اسکی کوئی حد نہیں اور اسکے خیالات سے سخت پریشانی ہوتی ہے۔

افسوس [illegible] خیالات بطور [illegible] کے اس [illegible] آپ بجائے خود [illegible] ہین۔
[illegible] دستہ [illegible]
دی ہے جسپر سرسید مرحوم خود نہایت سختی اور [illegible] عمل کر رہے تھے [illegible] عمل پیرا ہونیکے وہ
زندگی بھر اپنے مسلمان بھائیون کو بھی ہدایت کرتے رہتے کیونکہ ابصاحب بتا سکتے ہین کہ مسیحی پالیسی پر
عمل کرنے سے مسلمان [illegible] رہے ہین۔ اگر [illegible] تو پھر اس راستہ سے منہ موڑنے کیلئے ان کو
کیون ترغیب دیجاتی ہے؟ یہی وہ طریقہ ہے اگر اس [illegible] ذرا بھی نلی ہوجائے تو مسلمانون کو ایک ایسی حالت
کا سامنا ہوگا جسپر مسلمانون کو آگے چلکر آٹھ آٹھ آنسو بہانے پڑینگے۔ جدا کرسکے ہم موجودہ مسلمانون مین سے اور
ہماری نسل مین سے کسی کو وہ مصیبت خیز دن دیکھنا نصیب ہو۔ کیا نواب صاحب مسلمانون کیلئے پولیٹیکل جد
وجہد کی کوئی حد مقرر کرسکتے ہین اور کیا آپ اس امر کی کوئی ضمانت دیسکتے ہین کہ مسلمان آپکی پالیسی پر عمل
اختیار کرتے رہینگے اور کیا مسلمانون مین ایسے لوگ پیدا ہونگے جو اس ملک کے امن کے ویسے ہی سخت

ائمہ ہدیٰ کو اپنی طرف منسوب کرلیا۔

سچ تو یہ ہو کہ اسوقت جو حالت تنزل کی اسلام مین ہو رہی ہو وہ سب اسی فرقہ صوفیہ کیوجہ سے اسلام ذلیل ہو رہا ہو دکیھو جس طرف سے اسلام و بانی اسلام پر صدہا اعتراضات کی بھرمار ہو رہی ہو کوئی کہتا ہو کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا۔ کوئی کہتا ہو کہ معاذ اللہ خاکش بدہانش بانی اسلام شارع علیہ السّلام شہوت پرست وہوا و ہوس نفسانی مین مبتلا تھے۔ اسلام کو اس درجہ بدنام اسی فرقہ نے کیا ہے۔ منتقم حقیقی انکو جلد امام عصر عجل اللہ ظہورہ کا ظہور فرمائے کہ ظلم وکفر سے زمانہ معمور ہو گیا ہے۔ راقم ایک سیاح

زائرین کو مژدہ جناب شیخ محمد کاظم صاحب تاجر کاظمین اطلاع دیتے ہین کہ اونکے وکیل کے تار سے معلوم ہوا کہ بصرہ کا قرنطینہ جو زائرین کو ۵ روز کا ہوتا تہا وہ بصرف سعی گورنمنٹ ترکی موقوف ہو گیا زائرین جلد قدم شوق بڑہائین۔

مہاراجہ چہتاری کی بے مثل فیاضی ریاست چہتاری علاقہ بندیل کہنڈ مین ہے جناب میر معصوم علی صاحب ۵ اپریل ۱۵ء لکھتے ہین۔ فرخ آباد سے ایک مومنہ نے درخواست بھیجی کہ ہماری لڑکی کی شادی ہے کوئی سامان نہین صرف دس بیس آدمیونکے کہانے کا بندوبست مطلوب ہے۔

حضور مہاراج بہادر نے مبلغ سو روپیہ بذریعہ منی آرڈر بھیجدیا۔

یون تو ہزارون لاکھون روپیہ نام ونمود کی جگہ دیا جاتا ہو مگر ایک غریب بیوہ کی معمولی درخواست پر توجہ شاید اپنی آپ ہی نظیر ہو خداوند عالم ایسے مجسم خیر رؤسا کی ہمت دو وقار مین یوماً فیوماً ترقی دے۔

التقریظات اخبار مشرق گورکھپور کو سال بھر سے ہم حرف بحرف دیکھتے ہین اور اس نظر سے کہ کہین تعصب دربردہ بھی کرتے ہین یا نہین۔ مگر الحمد للہ آجتک کوئی فقرہ ایسا نہ ملا لہذا تمام ہندوستان مین یہی ایک اخبار ایسا ہے جسکو خالص اسلامی اخبار کہہ سکتے ہین۔ ورنہ اور جتنے ہین وہ یا سنی ہین یا شیعہ۔

لکھائی چھپائی کاغذ تو ایسا ہے کہ کوئی مقابلہ نہین کرسکتا۔ ہندو مسلمان مین بھی تفریق نہین چاہتا۔ اڈیٹر اسکے جناب حکیم برہم صاحب ہین معمولاً ۱۶ صفحہ ہوتا ہے ہفتہ وار۔ سالانہ للعہ

اتحاد مرادآباد بھی اب ہفتہ وار ہے۔ اغراض ومقاصد نام سے ظاہر ہے۔ قابل قدر پرچہ ہے اگر قوم اسکی قدر کرے تو واقعاً اتحاد کرکے چھوڑے۔ میر مجاہد حسین صاحب جو مرادآباد سے طلب فرمائے سالانہ سے

و مشائخ عظام حضرت محبوب سبحانی غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی۔ حضرت نظام الدین اولیا۔ حضرت شاہ محمد حفیظ اللہ صاحب محمدی صفی پوری حضرت اوستادی و مولائی شاہ محمد خادم صفی صاحب محمدی صفی پوری قدس سرہ العزیز غرض کہ سب کے سب ہی حضرات موجود ہیں اور میں سب حضرات سے دست بوس ہوا۔ تو حضرت اوستادی و مولائی حضرت شاہ محمد خادم صفی صاحب قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ آج ہم سب مشائخ عرش پر اس غرض سے جمع ہوئے ہیں کہ تمھارے لڑکے جمال احمد کا عقد محمد صفی کی چھوٹی لڑکی سے پڑھیں۔ چنانچہ عقد پڑھا گیا اور جناب اوستادی و مولائی قدس سرہ نے مجھے مبارکبادی۔ اتنے میں آنکھ میری کھل گئی۔

اب محمد صفی صاحب یہ حال سنکر سخت پریشان ہوئے کہ میں کروں تو کیا کروں۔ اگر اپنے سالے کے یہاں بلہور میں نہیں کرتا تو فساد ہوتا ہے۔ اور اگر بلہور میں کرتا ہوں تو حضرات مشائخ عرش پر عقد پڑھ چکے ہیں اون کی ارواح مقدسہ کو صدمہ پہونچتا ہے اور ادھر جناب شاہ صاحب کو بھی ملال ہوتا ہے۔ اسی حیص بیص میں تھے کہ ماہ ذیحجہ محمد صفی صاحب کے سالہ بلہور ضلع کانپور سے صفی پور تشریف لائے۔ اور عقد کیواسطے اصرار کیا کہ اسی مہینہ میں عقد کر دیجئے۔ اب محمد صفی صاحب پریشان ہوئے اور اونہوں نے تمام قصہ رویائے صادقہ عرش پر عقد ہو جانیکا بیان کر کے کہا کہ اب میں مجبور ہوں اور آپ کے یہاں نہیں کر سکتا۔ زہے نصیب اوس شخص کے کہ جسکی لڑکی کا عقد حضرت محبوب سبحانی محی الدین عبدالقادر جیلانی غوث اعظم و دیگر مشائخ عظام قدس سرہ العزیز پڑھیں۔

سالہ صاحب یہ سنکر حیران ہو گئے اور بہت کچھ واویلا کیا اور دھمکی بھی دی کہ میں نالش کرونگا۔ لیکن عقد عنقریب جمال احمد شاہ صاحب کیساتھ ضرور ہوگا۔ اب میں آپ سے رخصت ہوتا ہوں پھر کبھی جو حالات معلوم ہونگے عرض کرونگا۔

(نوٹ) خاندان نبوت پر بعد وفات جناب سرور کائنات اشرف الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو مصائب غصب خلافت وغیرہ گذرے وہ اظہر من الشمس ہیں کتب تواریخ و سیر فریقین حالات سے بھری ہیں۔ ابتدا غصب خلافت حقہ سے ہوئی۔ انتہا معرکہ کربلا پر ہوئی۔ ایک سبب ہے معجزات حضرت ختمی مرتبت والطاہرین علیہم السلام تھے وہی خلااس فرقہ صوفیہ کو کھلے اونہوں نے کل معجزات

دشمن ہون جیسے دوسری قومون مین پیدا ہو چکے ہین -

نواب صاحب مسلمانون کو اپنے قومی حقوق کی حفاظت کا مشورہ دیتے وقت یہ امر نظر انداز کر گئے ہین - کہ مسلمان تعداد مین تہوڑے ہین - اور وہ مختلف قسم کے اسباب مین محصور ہین - آپ یہ بہی نظر انداز کر گئے ہین کہ مسلمانون کی ہستی اس ملک مین انگریزی راج کے استحکام پر منحصر ہے - کیا نواب صاحب نے یہ خیال کر لیا ہے کہ نیک دل انگریزی گورنمنٹ کو کن مشکلات کا سامنا ہوگا - اگر مسلمان تحریک لیڈران مین شامل ہو جائین - [illegible] نظر انداز کر گئے ہین کہ رعایا [illegible] رعایت کا اس سے واپس لے لینا انگریزی گورنمنٹ [illegible] ارشد ہے

اصلاح - [illegible] صحیح لکھا [illegible] آپ [illegible] کون مسلمان ایسا ہوسکتا ہے جو معاویہ طلحہ و زبیر کے طریقہ کو اختیار کر سکتا ہے خدا نے فتنہ و فساد کو قتل سے بدتر فرمایا ہے لہذا عام مسلمانون پر لازم ہے کہ گورنمنٹ [illegible] کوشش کرین اور ان [illegible] خیالات [illegible]

بان ہمدردانہ انداز [illegible] اپنے حقوق کا مطالبہ مذموم نہین ہے مگر کسی ناجائز دباؤ کا ڈالنا یا خیال کرنا [illegible] ہے -

عرش پر عقد ہو گیا | قصبہ صفی پور ضلع اوناؤ مین مشائخین صوفیہ خاندان چشتیہ بہت ہین چہ سات درگاہ و خانقاہ ہین جو موجودہ مشائخین صفی پور مین اسوقت جناب شاہ خلیل احمد صاحب محمدی چشتی زندہ ناموری کشف و کمالات مین نادر روزگار ہین آپکے فرزند [illegible] شاہ جمال احمد صاحب کی اہلیہ انتقال ہو گیا ہے [illegible] دوسرے عقد کی فکر [illegible] چنانچہ خاندان مین ایک صاحب محمد شفیع یا محمد صفی صاحب نامی [illegible] دو صاحبزادیان ہین اور دونون کی نسبتین [illegible] محمد شفیع یا صفی صاحب سے اونکی چھوٹی لڑکی کا [illegible] عقد [illegible] کے واسطے کہا تو انہون نے عذر کیا کہ حضرت وہ تو اپنے ماموں کے ہان ملیح آباد مین منسوب ہو چکی ہے - مین مجبور ہون -

ہفتہ ہی عشرہ کے بعد جناب شاہ صاحب کو رویائے صادقہ ہوا اور جناب منشی محمد ولایت علیخان صاحب محمدی صوفی چشتی سے بیان کیا کہ شب کو مینے خواب مین دیکھا کہ عرش معلی پر رسول اکرم

مسلم گزٹ لکھنؤ عرصہ سے ایک زبردست پولیٹکل اخبار کا خواہان تھا جس کمی کو اسنے پورا کر دیا لیکن عربیہ
مثل انجم آتش تعصب کا بھڑکانیوالا نہو ہ نمبر تک تو ہمنے تمام اندیشون سے پاک پایا آیندہ خدا جانے۔
مولوی وحید الدین صاحب سلیم اسکے اڈیٹر ہین جنکا قلم بہت زوردار ہے علیگڈہ پارٹی کے آدمی ہین جنکا نام
اخباری دنیا مین معزز رہچکا ہے شیعہ سنی کی نزاعات کو چھوڑکر ملک مین ترقی کی بہت گنجایش ہے۔
اڈیٹر صاحب سنی ہین مینیجر صاحب شیعہ معلوم ہوتے ہین جس سے امید بندھتی ہے کہ شیعہ و سنی مین ملاپ
ہو لیکن طریقہ ؏ سے کام لین۔
اگرچہ آب و ہوائے لکھنؤ عموماً اخبار کے ناموافق ہے۔ مگر عنوان اخبار کہہ رہا ہے کہ ہونہار ہوگا اگرچہ شیعہ گزٹ کا
جواب نہو جواب تک نہین ہے سالانہ ؏ سید میربان صاحب مینیجر مسلم گزٹ لکھنؤ سے طلب کیجیے۔
الشہید۔ انجمن تذکرۃ المعصومین فیروزپور نے یہ رسالہ ثبوت تعزیہ داری مین نہایت خوبی سے لکھوا کر
شایع کیا ہے جناب ابوالصفا مولوی احمد علی صاحب امرتسری اسکے مصنف ہین
جہاد وید مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اڈیٹر اہلحدیث و مسلمان نے یہ ایک نیا رسالہ لکھا ہے جسمین جہاد
کا ثبوت وید سے دیا ہے اگرچہ سناتن دہرمیون نے بھی بمقابلہ آریہ ایسے چند رسالے نکالے ہیں ہم خوش ہین کہ اس
رسالہ مین تہذیب کا کچھ خیال رکھا گیا ہے۔ قیمت ۲؍
طریقۃ الصلوٰۃ جناب مولوی سید شریف حسین صاحب مترجم تنزیہ الانبیا نے یہ رسالہ طریقہ نماز مین
لکھا ہے جو نہایت مفید ہے دفتر البرہان لاہور سے طلب فرمائے۔
ثمرۃ المکاشفہ جناب ڈاکٹر میر زیرک حسین صاحب نے مکاشفات یوحنا وغیرہ کو نہایت خوبی سے لکھا ہے جسمین
ہر ہر مکاشفہ کی تطبیق ائمہ اہل ایمان اور خلفائے مدعیان اسلام سے کی گئی ہے جناب سید فدا عباس صاحب تاجر
تحت لفظ خوان دہلی سے ملسکتی ہے۔ قیمت درج نہین ہے۔
افسوس کہ جناب شیخ غلام محمد صاحب وکیل و اڈیٹر وکیل امرتسر نے ۲۸ فروری کو عارضہ دملہ الکبد
لاہور کے اسپتال مین انتقال کیا بیشک وہ قوم کے ہمدرد تھے جبتک وکیل کو وہ لوٹ کرتے رہے غنیمت
تھا مگر جب سے مولوی حمید اللہ عمادی اسکے اڈیٹر ہوئے پورا تعصبی اخبار بن گیا مگر نہ معلوم اڈیٹر صاحب نے
شہید قوم کا کس مناسبت سے خطاب دیا حالانکہ نہ قوم نے انکو شہید کیا نہ وہ قوم کیلیے شہید ہوے نہ
اور کسیطرح شہید ہوے جگر مین پھوڑا نکلا جان بحق ہوئے پھر یہ خطاب کیسا۔

مگر مولوی ثناءاللہ صاحب نے تو اور بھی کمال کیا کہ جنگ اٹلی میں جو ایک عرب بدو کا بکرا مارا گیا تو اوسکو بھی شہید کا خطاب دیا۔

لکھتے ہیں "اور اٹالیونکے ایک بکرے کے شہید کرنیکا جناب نے نام تک نہ لیا" جب شہادت کی یہ ارزانی ہو تو پھر جسکو چاہیے شہید قوم بنائے۔

شیخ صاحب نے اپنے مرض کی کیفیت بیچ اخبار وکیل نہ ہونے پر کہا تھا۔ ہم اسکو قومی خیانت سمجھتے ہیں کہ اپنے ذاتی حالات سے اخبار کے اوراق بھرے جائیں۔

مگر افسوس اب وہی اخبار وکیل صرف جناب شیخ صاحب ممدوح کا صرف مرثیہ بن گیا ہے جس سے کسقدر حق تلفی ہوتی ہے۔ کاش اڈیٹر صاحب موجود جو بدعات محرم کے مصنف ہیں اپنی ایمانداری پر غور کرتے کہ شہید میت کے غم تو وہ بدعات سمجھاتے تھے اور اپنے ولی نعمت کے ماتم وہ ایسا ضروری جانتے ہیں کہ تین چار نمبر نکل چکے مگر آپکا دل نہیں بھرا۔ کیوں نہو رسول اللہ کا مردہ تو تین روز تک نہ اوٹھایا گیا اور خلیفہ اول و دوم کا جنازہ مسجد میں لایا گیا جو مکروہ ہے یا حرام۔

حاسد مدعیان ہمدردی اسلام | نہایت افسوس ہے کہ جو لوگ مدعی حمایت اسلام ہیں وہی حاسد کی بدولت مبتلائے خانہ جنگی ہیں۔ اڈیٹر وطن۔ اڈیٹر زمیندار سے لڑ رہے ہیں جو اونکا ہم مذہب اور ہم وطن ہے۔ بازہ البشیر۔ الندوہ مین علیحدہ جم رہی ہے۔ یہ سب نتیجہ ہے اوسی ناجائز خلافت کا جس سے اہلبیت رسول محروم کئے گئے کہ جہاں کسی نے ترقی کی دوسرا حسد کرنے لگا۔

اب بتاؤ اصلاح کے مذہبی مناظرات اچھے ہیں یا اٹلی ذاتی و نفسانی منازعات جس سے کسی فریق کو نہ مذہبی فائدہ ہوتا ہے نہ اوسکے ناظرین کو۔

ہندو محمڈن ایسوسی ایشن | نواب سراج الدین احمد صاحب نے اس نام کی ایک انجمن قایم کی ہے جو تقسیم بنگال منسوخ ہو گئی ہے مناسب ہے دونوں قومونکے لیے ایسی تجاویز وضع کریں جس سے ... درمیان دوستی اور خلوص کے تعلقات ہوں اور تمام اختلافات رفع دفع ہو جائیں دیکھو مگر افسوس یہ تجویز بالکل بعد از وقت ہے۔ اس سے ... طرف تو گورنمنٹ پر دباؤ ڈالتے ہیں۔ دوسری طرف ہندوؤں کی ... ہمت ... اونسے چادری ... کا نام ہے۔ اصلاح تو مدت سے فریاد کر رہا ہے کہ ہندوؤں سے ناحق بلا وجہ نزاع

مناسب نہین انکو سب سے میل کرکے رہنا چاہیئے خدا کرے اب بھی سمجھین اور عقل سے کام لین۔
مگر ہان نہ گورنمنٹ پر دباؤ ڈالین۔ نہ غیرون سے بذلت و خوشامد پیش آئین۔ بلکہ اپنی قومی قوت
کو ترقی دیں۔ ہندو و مسلمان کے اختلاف سے بڑھکر شیعہ و سنی کا اختلاف ہے جس سے ہم روز بروز
ضعیف ہو رہے ہین مگر آجتک کسی دردمند اسلام کو اسکی ضرورت نہ محسوس ہوئی کہ اس خانگی
اختلاف کو رفع کرین نواب وقار نواز جنگ بہادر نے ایک دفعہ ہمت بھی کی تو اہلحدیث نے وہ
لے دے کی کہ پناہ بخدا۔ ہمدردان اسلام غور کرو۔

نماز منبع فساد | آپکو یاد ہوگا کہ گذشتہ نمبر مین دیکھا تھا کہ اہلحدیث نے لکھا تھا "ہندوستان مین مختلف قومون
کی آبادی ہے مگر انکے باہمی تعلقات ایسے کچھ مضبوط ہین کہ کیا ایک ان مین بگاڑ ہونا مشکل ہے مگر دو سبب ان مین
ایسے ہین کہ ہر سال کہین نہ کہین انہی کے سبب لڑائی فساد ہو جاتا ہے ایک ان مین سے تعزیہ ہے دوسرا گائے کشی
ملاحظہ ہو مورخہ ۱۲ محرم۔

اسکے بعد آپنے گورنمنٹ کو صلاح دی ہے کہ "اہل اسلام کے چند علما شیعہ سنی کو اگر ایک ہی قوم سمجھا جاوے تو دونون
مین سے منتخب کرکے ایک انگریز عربی دان کے ماتحت ایک کمیشن بٹھادے کہ وہ بحث کرے تعزیہ اسلام مین مذہبی
رسم ہے اگر ہے تو جاری رہے نہین تو بند ہو اسی طرح گاؤکشی کا مسئلہ ہندو پنڈتان کے سپرد کیا جاوے اور ایک انگریز
ممبر سنسکرت دان بھی ان مین شریک رہے"

یہ ہے آپکی راے تعزیہ اور گاؤکشی کے متعلق مگر ۱۵ مورخہ فروری سے ایک نئے منبع فساد کی حالت معلوم
ہوئی لہذا اوسکے لئے کمیشن کی ضرورت ہم لکھتے ہین۔

جسقدر مسائل کے خلاف مین طول ہوتا ہے اور باہمی نزاع و فساد تک نوبت بلکہ جنگ و جدل ہوتی ہین
وہ اکثر نماز سے تعلق رکھتے ہین جسقدر مقدمات اہلسنت کے باہمی اختلاف پر ہوے ہین انکی بنا اختلاف
اداے صلوۃ ہے اگر سبکی نماز ایک ہو جاے اور حسب تعلیم باری تعالی اور حسب ارشاد آنحضرت صلوا کما رایتمونی
اصلی یعنی اوسی طرح پر نماز پڑھو جسطرح مجھکو پڑھتے دیکھتے ہو چنانچہ اون قرون مشہود لہا بالخیر مین اسیر جنگ
و فساد کی نوبت نہ آئی صفحہ ۹ کالم ۳

تو کیا اڈیٹر صاحب۔ تعزیہ۔ گاؤکشی۔ نماز کا فیصلہ ایک ہی ساتھ کمیشن کے ذریعہ سے پسند کرتے ہین؟
اگرچہ ہم یہ نہین کہتے کہ آپ مصداق قول خدا الم تر الی الذین یزعمون انہم امنوا بما انزل الیک وما انزل

من قبلک یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت وقد امروا ان یکفروا بہ بن رہے ہین کہ کیا نہین دیکھا اونہین جو گمان کرتے ہین کہ ایمان لائے اوس پر جو نازل کیا گیا تمپر۔ اور تمھارے قبل پر وہ ارادہ کرتے ہین کہ محاکمہ کرین طاغوت کی طرف حالانکہ حکم دیا گیا تھا کہ کفر کرین اوسکے ساتھ کیونکہ جب اول الطواغیت پر ایمان لا چکے تو پھر انپر ایمان لائے ہین آپکو کیا عذر ہوگا۔

مگر کسی کمیشن کے ذریعے سے خلافت کا کیون نہین فیصلہ کراتے جسکی فروعات سے یہ سب امور ہین۔ دیکھئے عداوت اہلبیت طاہرین آپکو کہان پہونچاتی ہے۔

کیا اچھا ہوتا کہ ایک پورا مجمع ہوتا جسمین فریقین باہم مناظرہ کرتے اور ایک یا دو منصف مقرر ہوتے جو طرفین کا مناظرہ سنکر فیصلہ کرتے۔ مگر نہ اڈیٹر اہلحدیث مانینگے۔ نہ اڈیٹر النجم اور یونہی ہمیشہ غل مچاینگے کہ زبانی مناظرہ کرلو۔

تیس چالیس جدید مسلمان | اخبار مسافر مورخہ ۱۳ فروری سے معلوم ہوا کہ ہز ہائنس سر آغاخان کے مرید تیس چالیس آدمی مسلمان ہوگئے جنہون نے اعلان دیا ہے کہ اب ہم ہندو نہین ہین بلکہ خاص شیعہ اثنا عشری اسمٰعیلی فرقہ کے ممبر ہین اب خاص و عام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آئندہ ہمین کوئی شخص ہندو نہ کہے اور نہ لکھے۔ اڈیٹر اہلحدیث ہی انکی تصدیق کرتے ہین۔

آریون نے اس واقعہ سے اپنی قوم کو بیدار کرنا شروع کردیا ہے کیونکہ آغاخانی رکھشا فنڈ پہلے اسی غرض سے قائم کیا تھا کہ روپیہ کے ذریعہ سے مریدان آغاخان کو ہندو بنائین اور جو اسپر بھی ترک مذہب کرے اونہین ہندو سوسائٹی مین طرح طرح کی تکلیفین برداشت کرنی پڑین۔

کیا ہم یہان اون مومنین کا حال بھی لکھ سکتے ہین جو بعد تحقیق مذہب حق قبول کرتے ہین تو اونکے ساتھ اہلسنت کیا برتاؤ کرتے ہین کیسی کیسی تکلیفین ایذا دیتے ہین۔

کیا روسا و امرائے شیعہ نے بھی کبھی اسکا خیال کیا ہے کہ ہمنے اپنے تازہ بھائیون کیلئے کیا سامان کیا ہے۔ حالانکہ اگر ایک معمولی فنڈ بھی اسکا قایم کیا جاتا تو آج ہزارون نہین لاکھون نفوس قبول حق کو آمادہ بیٹھے ہین

وزیر ہند کی تقریر | لارڈ کرو وزیر ہند نے بیان کیا مسلک قدیم انگلستان بالکل اسکے خلاف ہے کہ دولت ایران مین کسی قسم کی مستقل مداخلت کیجائے مقتضائے حکومت ہند بھی یہی ہے لہذا حکومت ہند کی مطلق خواہش نہین ہے کہ ایران مین فوج بھیجی جائے۔ کیونکہ ہندی فوج حفاظت ہند کیلئے ہے۔ م

يخرج الحي من الميت

حصہ ثالثہ

فضل الباری فی تنقید صحیح البخاری

من

تالیفات محی السنة قامع البدعة سیف الاسلام قاطع اعناق الکفرة اللئام ناصر شریعة جدہ خیر الانام فخر الحکماء الالٰهیین ظهیر الملة والدین مولانا السید علی اظہر دامت برکاتہ

جو محض اس غرض سے لکھی گئی کہ تمامی اہل اسلام مین اتفاق ہو اور باہم دیگر کا اختلاف رفع ہو جناب رسالت مآبؐ کی احادیث صحیحہ غیر صحیحہ سے متمیز ہون۔ اتفاقی۔ اختلافی مین فرق نمایان ہو تاکہ اتفاقی حدیثون پر تمامی اہل اسلام عامل ہون اور اختلافی کی تحقیقات کرین اور موضوعات وضعاف سے محفوظ رہین اور اختلاف ونزاع کی بیخ کنی ہو واللہ علی کل شئ قدیر

در مطبع اصلاح کجھوہ ضلع سارن طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد یہ حصہ ثالثہ ہے فضل الباری فی تنقید بخاری کا جو باب من الایمان ان یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ سے شروع ہوتا ہے۔ کیونکہ اسکے قبل کی شرح مع جرح تنقید بخاری حصہ اول و دوم مین درج ہو چکی ہے۔

اصلی غرض تو اس شرح کی یہی ہے کہ مسلمانون مین اتحاد و اتفاق پیدا ہو اور ہر شخص اعلاء کلمۃ اللہ مین مشغول ہو کیونکہ اشاعت قرآن و اتباع رسول اللہ کا اصلی مانع یہی ہے کہ صحیح بخاری و مسلم مین صدہا نہین ہزارہا روایتین مخالف قرآن بھری ہوئی ہین ۔ اسوجہ سے جو لوگ حدیث کے دلدادہ ہین وہ احکام قرآن کو اسی وجہ سے نہین مانتے کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم مین اس کے خلاف روایتین موجود ہین اسلئے قرآن کو یا رسول اللہ کو اگر دیکھتے ہین تو اوسی نظر سے جس نظر سے بخاری نے دکھایا۔

تنقید بخاری نے اسلامی دنیا مین ایک عجیب انقلاب ڈالا ہے کہ عام طور سے خیالات مین انحراف پیدا ہو رہا ہے اور خود علمائے اہلسنت اسکی پردہ کشائی پر آمادہ ہین[۵]۔

اگرچہ صحیح بخاری کی تنقید اوسی وقت سے شروع ہے جسوقت سے اسکی تصنیف ہے۔ مگر صرف اس غرض سے کہ بخاری نے توہین اہلبیت طاہرین کا بہت کچھ مواد جمع کیا ہے سب نے پردہ داری کی

۵ ملاحظہ ہو اخبار اہلفقہ جو خاص امرتسر سے حنفیوں کا معزز اخبار نکلتا ہے اور جناب مولوی عمر کریم صاحب کی کتاب الجرح علی البخاری جس نے نہایت صفائی سے حقیقت بخاری کو عام طور سے واضح کیا ہے ۱۲ اڈیٹر

کام لیا۔

پہلا اعتراض جو بخاری پر کیا گیا ہے یہ ہے کہ کتاب کی ابتداہی خلاف سنت ہے جسکا نام بدعت ہے
علامہ عینی لکھتے ہین ان من الواجب علی مصنف کتاب اومولف رسالۃ ثلاثۃ اشیاء
وھی البسملۃ والحمد والصلوۃ x x ثم ان البخاری لم یات من ھذہ الاشیاء الا بالبسملۃ
صفحہ جلد اول

یعنی ہر مصنف پر واجب ہے کہ تین چیز کو ابتدائے کتاب مین لائے ایک بسم اللہ دوسرے حمد خدا تیسرے
صلوۃ رسول اللہ پر اور بخاری نے بجز بسم اللہ کے اور کچھ نہ لکھا[1]

یہ ایک پرانا اعتراض ہے کہ جو کتاب سنت رسول کی تعلیم کیلئے لکھی جائے اور اوسکا نام صحیح رکھا
جائے۔ اوسکی ابتدا ایک ایسے طریق سے کی جائے جو مخالف سنت ہو تو پھر اوس کتاب سے کیا امید ہوسکتی
ہے۔ گر ہمین مکتب است واین ملا۔ کار طفلان خراب خواہد شد۔

اس اعتراض کے جواب مین محدثین نے اتنی کارروائیاں کین کہ پناہ بخدا۔ بہت سے جواب نکالے
مگر علامہ عینی کلمہ انصاف فرماتے ہین ثم انھم اعتذروا عن البخاری باعذار ھی بمعزل عن
القبول۔

یعنی بہت سے عذرات بخاری کی طرف سے کئے گئے۔ مگر وہ سب ناقابل قبول ہین۔ مگر آخر مین
خود ایک جواب نہایت معقول دیا ہے والاحسن فیہ ما سمعتہ من بعض اساتذتی الکبار
انہ ذکر الحمد بعد التسمیۃ کما ھو داب المصنفین کما ذکرہ فی بقیۃ مصنفاتہ وانما سقط
ذلک من بعض المصنفین فاستمر علی ذلک۔ صـ۱۶

[1] اس بحث کو مولوی عمر کریم صاحب حنفی نے نہایت تفصیل سے لکھا ہے لہذا افادہ ناظرین کیلئے پوری
عبارت درج کیجاتی ہے ملاحظہ ہو الفقہ مورخہ ۵ نومبر ۱۹۰۹ء
"کتاب بخاری کی آغاز امام بخاری نے جو بطریق مسنون نہین کیا ہے۔ یعنی اسکے شروع مین نہ تو حمد لکھا ہے
نہ صلوۃ۔ ہم اسکے متعلق کوئی امر اپنی طرف سے لکھنا نہین چاہتے بلکہ علامہ عینی نے کتاب عمدۃ القاری شرح بخاری
(جلد اصفحہ ۱۵) مین جو کچھ لکھا ہو صرف اُسی کا نقل کردینا کافی سمجھتے ہین اور وہ یہ ہو۔ ذکروا ان من
الواجب علی مصنف کتاب اومولف رسالۃ ثلثۃ اشیاء وھی البسملۃ والحمد لہ و

یعنی احسن جواب یہ ہے جو ہمنے بعض اساتذہ کبار سے سنا ہے کہ بخاری نے بسم اللہ کے بعد حمد خدا بھی لکھا تھا جو عام مصنفوں کا قاعدہ ہے جیسا کہ دیگر مصنفات میں بھی لکھا ہے۔ مگر صاف کرنیوالون سے بعض نے اوسکو حذف کر دیا لہذا اب وہی نقل جاری ہے۔

اس حکایت کی تائید اس سے بھی ہوئی ہے کہ مقدمہ فتح الباری[سلہ] مین ہے۔ انتسخت کتاب البخاری من اصلہ الذی کان عند صاحبہ محمد بن یوسف الفربری فرایت فیہ اشیاء مبیضۃ منہا تراجم لم یثبت بعدہا شیء ومنہا احادیث لم یترجم لہا فاضفنا بعضہا الی بعض ص

یعنی حافظ ابو اسحق ابراہیم بن احمد مستملی کہتے ہین کہ ہمنے اصلی نسخہ صحیح بخاری کا محمد بن یوسف فربری کے پاس دیکھا جس مین بہت سی جگہ پر خالی جگہ چھوڑی تھی کہ بعض جگہ باب تھا مگر حدیث نہ تھی اور بعض جگہ حدیث تھی مگر باب نہ تھا جسپر ہمنے اضافہ کیا بعض کا بعض پر۔

سلہ ملاحظہ ہو اخبار اہلحدیث ۲۱ءام جلد ۲ جوابات مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی ۱۲ ادیمبر

بقیہ نوٹ ص والصلوۃ ومن طریق الجائز اربعۃ اشیاء وہی مدح الفن وذکر الباعث وتسمیۃ الکتاب وبیان کیفیۃ الکتاب من التبویب والتفصیل اما البسملۃ والحمد لہ فلان کتاب اللہ متوج بہما ولقولہ صلے اللہ علیہ وسلم کل امر ذی بال لم یبدا فیہ بذکر اللہ وبسم اللہ الرحمن الرحیم فہو اقطع۔ رواہ الحافظ عبد القادر فی اربعینہ وقولہ علیہ الصلوۃ والسلام کل کلام لا یبدا فیہ بحمد اللہ فہو اجذم رواہ ابوداود والنسائی۔ وفی روایۃ ابن ماجہ کل امر ذی بال لم یبدا فیہ بالحمد اقطع رواہ ابن حبان وابوعوانۃ فی صحیحیہما۔ قال ابن صلاح ہذا حدیث حسن بل صحیح واما الصلوۃ فلان ذکرہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مقرون بذکرہ تعالی ولقد قالوا فی قولہ تعالی ورفعنا لک ذکرک معناہ ذکرت حیثما ذکرت وفی رسالۃ الشافعی رحمہ اللہ تعالی عن مجاہد فی تفسیر ہذہ الآیۃ قال لا اذکر الا ذکرت اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ وروی ذلک مرفوعا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی جبرئیل علیہ السلام الی رب العالمین قالہ النووی فی شرح مسلم ثم ان البخاری رحمہ اللہ لم یات من ہذہ الاشیاء الا بالبسملۃ۔

مگر افسوس یہ نہ لکھا کہ اوس اصلی بخاری مین بھی الحمد تھا یا نہین - کیونکہ یہ جواب تو اوس اعتراض کا دیا گیا ہے کہ بخاری کے ابواب اور احادیث مین رابط نہین تو اگر وہ یہ کہدیتے کہ اوس مین الحمد للہ تھا تو بہت کچھ تسکین ہوجاتی -

لیکن اسپر کسی نے غور نہین کیا کہ اس جواب سے صحیح بخاری کی حقیقت کیا رہ باقی ہے کیونکہ جب اوسمین اسقدر کتر بیونت ہوا کہ کسی نے الحمد اوڑا کسی نے باب بھرا کسی نے حدیث کا جوڑ لگایا تو پھر وہ کتاب کیا ہوئی -

مگر یہ ایک نرالا جواب ہے کہ کسی کاتب نے الحمد کو حذف کردیا کیونکہ کاتبون کا عام قاعدہ یہ ہے کہ وہ

بقیہ نوٹ صفحہ ۱ خلاصہ مطلب اس تقریر کا یہ ہے کہ ہر کتاب کے مصنف پر واجب ہے کہ کتاب کا شروع تین چیز سے کرے ایک بسملہ دوسرا الحمد اور تیسرا صلوۃ - لیکن بسم اللہ اور حمد پس اس واسطے کہ ایک تو قرآن شریف کا آغاز بھی پہلے انہین دونون سے ہے - اور دوسرے یہ کہ حدیث مین آیا ہے کہ جو شئی کہ بغیر ذکر اللہ اور بغیر بسم اللہ کے شروع کی جاتی ہے پس وہ اقطع اور اجذم ہے یعنی ایسی شئی مین خیر نہیں ہے اور اس حدیث کو حافظ عبد القادر نے اربعین مین اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اور ابو عوانہ نے اپنی اپنی صحیح مین روایت کیا ہے اور کہا ابن صلاح نے کہ یہ حدیث حسن ہے بلکہ صحیح ہے اور صلوۃ پس اسکا حکم بھی مثل بسم اللہ اور حمد کے ہے لیکن بخاری نے کتاب بخاری مین ان تینون مین سے سوائے بسم اللہ کے اور کسی سے نہین کیا فقط

پس اس تقریر سے علامہ عینی کے یہ معلوم ہوا کہ امام بخاری نے کتاب بخاری کا آغاز بطریق مسنونہ نہین کیا ہے کہ جس سے اسکا اقطع اور اجذم ہونا لازم آتا ہے -

اس کی بسط کے بعد علامہ عینی ان عذرات کی بہ نسبت جو لوگون نے بخاری کیطرف سے اس خصوص مین کیا ہے لکھتے ہین تو انہما اعتذروا عن البخاری باعذار ہی بمعزل عن القبول یعنی لوگون نے جو عذرات اس حمد و صلوۃ کے نہ لکھنے کے بارہ مین بخاری کی طرف سے پیش کیا ہے وہ کوئی بھی قابل قبول نہین ہے - بعد اسکے علامہ عینی نے ایک ایک عذر کو لکھکر اسکا جواب باصواب دیا ہے جسکو ہم بخوف طوالت یہان نقل نہین کرتے جسکا دل چاہے کتاب مذکور مین دیکھے

الغرض علامہ عینی نے امام بخاری پر اعتراض کو قایم رکھا ہے - اور یہ ثابت کیا ہے کہ امام بخاری کسیطرح اس الزام سے بری نہین ہو سکتے کہ انہون نے کیون کتاب بخاری کا آغاز بغیر حمد و صلوۃ کے کیا اور کیون حدیث صحیح کی مخالفت کی

جس طرح کتاب دی جاتی ہے یا کوئی چیز اوسی طرح نقل کرتے ہیں۔ جیسے کہا جاتا ہے "نقل را چہ عقل" مگر بخاری
کے کاتب جدید وضع کے تھے جو دیباچہ ہی کو اوڑا گئے اور وہ لکھوانے والا نہ معلوم کس دماغ کا تھا جو اوس نے
پہلا صفحہ بھی نہ دیکھ لیا کہ اوسے معلوم ہوتا کاتب صاحب نے یہ حرکت کی ہے کہ کتاب کا دیباچہ ہی اوڑا دیا۔ اور
اوسی مطابق نقل کا سلسلہ چلا۔

اگر روایت سرقہ بخاری پر نظر کی جائے جو تنقید بخاری حصہ اول صفحہ ۱۳ میں درج ہو چکی ہے تو نہایت واضح
طور سے معلوم ہو سکتا ہے کہ چونکہ بخاری نے اس کتاب کو علل علی بن مدینی سے بطور سرقہ تصنیف کیا تھا
اسلئے خطبہ نہ لکھ سکے کیونکہ ابھی تو وہ کتاب مسودہ ہی تھی کہ پیام اجل آ پہونچا۔

اور چونکہ مولوی وحید الزمان صاحب نے خود روح بخاری سے سنا ہے کہ فلاں باب ہمارا باندھا ہوا نہیں
ہے لہذا صحیح بخاری کو بھی مثل خلافت خلیفہ اول سمجھ لینا چاہیئے جو نہ بقاعدہ نص درست ہے نہ بقاعدہ
استخلاف نہ بقاعدہ اجماع اور بیہودہ خلافت چل گئی اوسی طرح بخاری کی صحت کو سمجھنا چاہیئے کہ گو کسی قاعدہ
سے درست نہو مگر مان لی گئی۔

حق یہ ہے کہ کتاب بخاری کچھ ایسا مجموعہ لطائف ہے کہ جسقدر اس میں غور کیا جائے حقیقت کھلتی
جاتی ہے ابن حجر لکھتے ہیں ذکر الفربری انه سمع منه تسعون الف و انه لم یبق من یرویه غیره
کہ صحیح بخاری کو خود بخاری سے نوے ہزار (۹۰ ہزار) آدمیوں نے سنا تھا مگر اب بجز فربری اون میں سے کوئی باقی
نہ رہا۔

مگر نہ معلوم آخر اون لوگوں کو طاعون ہو گیا یا سب [illegible] جنگ میں مارے گئے جو بجز فربری کوئی
راوی نہ باقی رہا کیونکہ نوے ہزار راویوں میں سے [illegible] کا باقی رہ جانا نہایت عجیب ہے۔

مگر خداوند عالم رحمت کاملہ اپنی نازل کرے [illegible] علی بن شہر آشوب علیہ الرحمہ پر
جو علمائے شیعہ سے تھے اور [illegible] اپنی کتاب المثالب
میں لکھتے ہیں ثم انه جاء الی بغداد فقال له احمد بن حنبل [illegible] کتابک و رواته
اکثرهم خوارج فلم یسمع احد منه فخرج مع الفربری [illegible] فلهذا
روایته لیس الا عن الفربری [illegible] عن الخوارج فقال
انهم ثقات لا یکذبون [illegible]

یعنی بخاری جب بغداد مین آئے تو امام احمد بن حنبل نے کہا تمنے اپنی کتاب کا نام صحیح کیون رکھا۔ حالانکہ اکثر راوی اسکے خارجی ہین امام احمد بن حنبل کے اس کلام نے یہ اثر کیا کہ پھر کسی نے بخاری سے اون کی صحیح کو نہ سنا تب فربری سے یہ قرار کیا کہ ہر روز ایک کراس (جزو) جسے صحیح کا سنا کرو ایک دانق (سکہ) ہم دیا کرینگے۔ اسی وجہ سے بخاری کی روایت صرف فربری سے ہے پھر جب بخارا گئے تو وہانکے قاضی نے پوچھا تمنے خوارج سے کیون روایت کی تو کہا کہ وہ سب ثقہ ہین جھوٹھ نہین بولتے۔ اسکے بعد سے قاضی نے اونکو حبس کیا۔

اگرچہ ہم علامہ ابن شہر آشوب علیہ الرحمہ کی توثیق طبقات المفسرین شمس الدین تلمیذ سیوطی اور لسان المیزان ابن حجر عسقلانی اور بغیۃ الرعاۃ سیوطی سے لکھکر دکھا سکتے ہین کہ یہ کیسے عالم شیعہ جلیل القدر تھے کہ خود علمائے اہلسنت ان کے مداح ہین۔ مگر بخیال طول نہین لکھتے کیونکہ مقصود دوسرا ہے۔

مسلم کے روایت نہ کرنے کی وجہ اس روایت سے آپکو یہ بھی معلوم ہوگا کہ مسلم نے جو اپنی صحیح مین ان سے کوئی روایت نہین لی اوسکی بھی غالبًا یہی وجہ ہو کہ انکی ناصبیت مشہور ہوچکی تھی سب نے ان سے روایت لینا ترک کر دیا تھا۔ اس خوف سے ان کی روایت صحیح مسلم مین نہ لی کہ مثل صحیح بخاری۔ صحیح مسلم بھی متروک ہوگی جیسے ابن حجر ایک جگہ تو یہ لکھتے ہین قلت

وقد انصف مسلم فلم یحدث فی کتابہ لا عن ھذا ولا عن ھذا ص۴۹۲ مقدمہ

یعنی مسلم نے انصاف کیا جو اپنی کتاب صحیح مین نہ روایت بخاری لکھا نہ روایت ذہلی (جس سے بخاری سے جھگڑا ہوا)

دوسری جگہ یہ لکھتے ہین لکن مسلم فرق اکثر کتابہ فی کتابہ وتجلد فیہ حق الجلادۃ حیث لم ینسبہ الیہ ص۵۰۵

یعنی مسلم نے بڑی دلیری یہ کی کہ کتاب صحیح بخاری کے اکثر حصہ کو اپنے صحیح مسلم مین لے لیا مگر بخاری کی طرف نسبت نہ کی۔

جس سے پھر اوسی واقعہ کی تصدیق ہوتی ہے جو حکایت تصنیف بخاری مین پہلے مذکور ہوا کہ علی بن المدینی سے اس کتاب کو ترتیب دیا۔ کیونکہ جب خود مسلم نے حیات بخاری مین

کارروائی کی جبکہ اون کی کتاب مرتب ہو چکی تھی ۔ تو پھر بخاری کی چوری اور سینہ زوری پر کیا تعجب ہوسکتا ہے ۔

اب دوسرا مزہ دار قصہ سنئے کہ دعوی تو یہ کیا جاتا ہے کہ بخاری نے صحیح کو مسجد الحرام میں تصنیف کیا سولہ برس میں جیسے ابن حجر لکھتے ہیں یدل علیہ قولہ انہ اقام فیہ ست عشرۃ سنۃ فانہ لم یکن بمکۃ ھذہ المدۃ کلھا ص۴۸۹

کہ بخاری نے سولہ برس تک تو کبھی بھی مکہ میں نہیں قیام کیا جس سے وہ دعوی غلط ہوا ۔

رہا ابن حجر کی یہ تاویل ابتدائے تصنیف اور ترتیب ابواب تو مسجد الحرام میں ہوئی ۔ اور تخریج احادیث اپنے شہر میں کرتے تھے یا دوسرے شہروں میں ۔ تو اسکا جواب دوسری روایت میں موجود ہے ان البخاری حول تراجمہ بین قبر النبی ومنبرہ وکان یصلی لکل ترجمۃ رکعتین ص۴۸۹

یعنی ابن عدی نے جماعت مشایخ سے روایت کی ہے کہ بخاری نے اپنی کتاب کے کل ترجموں کو (باب) درمیان قبر رسول اور منبر لکھا اور ہر ترجمہ کیلئے دو رکعت نماز پڑھتے تھے ۔

اب کہئیے کس پر ایمان لائیگا سولہ برس مکہ میں رہ کر لکھنا ۔ یا مدینہ میں رہ کر لکھنا اور ہر ترجمہ پر دو رکعت نماز پڑھنا یا ہر حدیث پر دو رکعت نماز پڑھنا جیسا کہ طبقات شافعیہ علامہ سبکی جلد ۲ میں ہے قال الفربری قال لی محمد بن اسمعیل ما وضعت فی الصحیح حدیثا الا اغتسلت قبل ذالک وصلیت رکعتین ۔

یعنی فربری بخاری سے راوی ہے کہ ہر حدیث کے درج صحیح کرنے پر پہلے غسل کرتے اور دو رکعت نماز پڑھتے ۔

اب فربرائی جہان کے محمد بن یوسف فربری راوی بخاری ہیں مقدمہ فتح الباری میں ہے ۔

قال وراق البخاری رایتہ استلقی ونحن بفربر فی تصنیف کتاب التفسیر وکان اتعب نفسہ فی ذالک الیوم فی التخریج فقلت لہ انی سمعتک یقول ما اتیت شیئا بغیر علم فما الفائدۃ فی الاستلقاء فقال اتعبت نفسی الیوم وھذا ثغر خشیت ان یحدث حدث من امر العدو واحببت ان استریح واخذ اھبۃ فان غافصنا العدو وکان بنا حراک ص۴۸۷

التماس اور ابلاغ

بخدمت جمیع شیعیان امیر المومنین مخصوصاً والیان ریاست (ادام اللہ ملکہم) وامرا ورؤسا یہ خادم قوم التماس کرتا ہے کہ ہماری قوم خوجہ اگرچہ نام کو مسلمان مگر عقائد اور افعال مشرکین اور نصیری اور ہنود کے تھے - قریب پچاس برس سے بفضل خدا مذہب حقہ شیعہ کی بعضون کو ہدایت ہوئی اس سے حقیر کو اپنی قوم کو ہدایت کرنیکا شوق ہوا لہذا سنہ ۱۲۹۹ھ مین اُنیس برس کے سن سے اپنی قوم کو وعظ و نصیحت کرنا شروع کی اور سنہ ۱۳۱۱ھ سے وعظ و نصائح کے واسطے فضائل و مصائب و معجزات وغیرہ مین مذہبی ماہواری رسالہ مسمی بہ "راہ نجات" گجراتی زبان مین جاری کیا - الحمد للہ کہ بتصدق ائمہ ہدی اور برکت علماء دین مومنین کی دعا سے خدا نے یہ دن دکھایا کہ جابجا مدرسے مسجدین امام بارے بنا ہوگئے اور ہوتے چلے جاتے ہین نو برس سے اس حقیر نے ہدایت فنڈ جاری کیا ہے مومنین شادی و غمی وغیرہ کے موقعون پر حسب مرضی خود رقم دیتے ہین پہلے بیس پچیس روپیہ ماہوار کی آمدنی تھی مگر اب بحمد للہ دو سو روپیہ ماہوار کی ہے اور ہدایت کیلئے ہادیوں مدرسوں معلمون کو قریب دو سو روپیہ ماہوار خرچ ہوتا ہے یہ چندہ بذریعہ رسالہ راہ [illegible] آتا ہے [illegible] مین [illegible] کا [illegible] اس [illegible] یہ فنڈ قائم نہیں [illegible] اسکی زندگی اس حقیر کی حیات تک [illegible] ہے لہذا البعض [illegible] کی خواہش ہے [illegible] ہدایت [illegible] قائم [illegible] اور ہم سے کم اگر بیس پچیس ہزار روپیہ جمع ہوجا [illegible] اور اسکی حلال آمدنی سے ہدایت کا کام کیا جائے [illegible] مدت [illegible] جاری رہیگا -

اس فنڈ کو مینے چار سال سے سات ٹرسٹی مقرر کرکے انکے حوالہ کیا ہے اور یہ حقیر منیجر ہے جس کام مین ایک ٹوٹے قلم سے امداد کرنے کا اجر کوہ احد کے برابر سونا راہ خدا مین خرچ کرنیسے زیادہ ہے اُس مین اکثر لوگ سو دو سو کی رقم نہین دیتے اور دین کی کمر توڑنے والے کامون مین ہزارون لاکھون دیدیتے ہین یہ دشمن [illegible] چند ایسے لوگون کے خوش کرنے اور اُنسے تعریف کرانے کو دیتے ہین جنکی عزت خدا اور رسول کے سامنے کچھ بھی نہین مفت روپیہ برباد کرکے وبال آخرت مول لیتے ہین

اور جس کام مین خدا و رسول و ائمہ خوش ہون تعریف کرین جنت الفردوس مین حور و قصور ملین اس کام مین دینا بہت ناگوار ہوتا ہے اور نہین دیتے -

لہذا ابتک یہ فنڈ قائم نہین ہوا امید کہ آپ حضرات توجہ فرماکے اس فنڈ کے قائم کرنے کیلئے حسب حیثیت اپنی کوئی رقم عنایت کرین تاکہ ایسے عظیم ثواب کے کام کو قائم کرنے سے مددگار ہون آپکے اسمائے مبارک دفتر خدا مین درج ہون اس حقیر کو ہندوستان کے اکثر علمائے دین اور عتبات عالیات کے بعض علما جانتے ہین اُنکے ذریعہ سے بھی آپ بھیج سکتے ہین - یہ حقیر احمد آباد گجرات سے ۱۲ برس بعد اپنے وطن بھاؤنگر کاٹھیاوار رہنے کیلئے آیا ہے خط و کتابت میرے نام سے ہو - پتہ مین میرے بھاؤنگر بخط انگریزی کافی ہوگا -

الملتمس حاجی غلام علی ولد حاجی اسمعیل

رعایت ماہ ربیع الاول

چونکہ ماہ ربیع الاول تاریخ ولادت باسعادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے لہٰذا جو بزرگ اس
ماہ متبرک میں خریدار اصلاح و الشمس ہونگے اون سے مع تنقید بخاری بجائے سہ ہر صرف ہے لیا جائیگا۔
اور حسب ذیل کتابیں صرف عہ میں ملینگی علاوہ محصول ڈاک

تصحیح تاریخ۔ تاریخ الاذان ۔ عقل و تہذیب الحدیث ۔ ارسال الیدین عہ
کل عہ بذریعہ منی آڈر آنا چاہیے ورنہ محصول ڈاک ویلو کیا جائیگا ۔

تنقید بخاری حصہ اول بالکل نایاب تھا مگر اس خیال سے کہ اکثر مومنین طالب ہوتے
ہیں دوبارہ چھپوانے کا سامان کیا گیا ہے پیشگی عہ آنے پر یہ حصہ بقدر محصول ڈاک ویلو ہوگا

الشمس کی کامل ۸ جلدیں بہت کم رہ گئی ہیں صرف اس ماہ متبرک کی رعایت سے
فی جلد ۲ کے حساب سے مل سکتی ہے ورنہ آیندہ فی جلد عہ کے حساب سے ملیگی ہر جلد مجلد ہے۔

جدید **خریداران الشمس** کو یہ حق حاصل ہے کہ جلد اول الشمس بجائے ۲ عہ پر طلب فرمائیں۔

فلسفہ شہادت ۔ تحقیق صوم عاشورا ۔ خریداران اصلاح کو مفت ملیگا مگر صرف
ایک رسالہ ۔ محصول ڈاک عنایت کریں تو بہتر ورنہ صرف کارڈ طلب کافی ہے۔

تقدیس القرآن حصہ اول ۔ **کشف الظلمات** حصہ اول جواب آیات بینات بحث
فدک ۔

حصہ اول **اشیارق** حصہ اول جس میں تحریف قرآن کی نہایت دلچسپ بحث ہے صرف اون
دو دن کیلئے صحیح چھپوائی گئی ہے جو بوجہ نادری **الشمس** ماہ ۔ نہیں خرید سکتے اگر آپنے جلد طلب کیا
تو شل التشفی ۔ تبصرۃ الشائل ۔ رسالہ دعویہ کتابیں بھی نایاب ہو جائینگی۔

المشتہر منیجر اصلاح کھجوہ بازار بندی ضلع سارن

اطلاع ضروری ۔ خریداران اصلاح ۱۳۳۲ھ کے نام سلسلہ جلد ۱۸ دوبارہ چھپوا کر بذریعہ ویلو
روانہ کیا جاتا ہے ۔

اصلاح

نمبر ۱۲ | بابت ماہ ذی الحجۃ الحرام سنہ ۱۳۳۰ھ | جلد ۱۵

فہرست مضامین

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن میں شائع ہوا

اعانت ایران۔ اصلاح ماہ مئی للعہ اس تحویل میں دکھا چکے ہیں بعدہ شیعہ کانفرنس پٹنہ میں جناب
میر تجمل حسین صاحب وکیل یا جناب مرزا الصدق علی صاحب رئیس نے مبلغ عہ دیا تھا اس میں شک ہے
۳۰ نومبر کو مبلغ ۱۰۰ عہ ضلع سیتاپور سے آیا محرر نے غلطی سے نام نہ لکھا کہ دستخط پڑھی نہیں جاتی لہذا امید ہے کہ
دونوں صاحب مطلع کرینگے کہ آئندہ نمبر میں اسکی توضیح کی جائے مع میزان سابق جملہ للعہ دفتر اصلاح میں
جمع ہے کیونکہ جو خطوط میں نے روانہ کئے تھے اونکا جواب نہیں آیا۔ اوسکا انتظار ہے۔

شکریہ معاونین اصلاح۔ سب سے پہلے تو جناب مولوی سید ایوب حسین صاحب صیغہ دار تحصیل دیودرگ
کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے مبلغ عہ اعانت دفتر اصلاح میں باین تفصیل مرحمت کیا جناب مولوی ہادی حسن صاحب
سابق صدر مدرس جالنہ بلا اظہار نام عہ اگرچہ میری اصلی خواہش یہی ہے کہ جہانتک ہو سکے اعانت اصلاح بذریعہ
توسیع اشاعت کیجائے مگر چونکہ دفتر رسال کی واپسی ویلو سے نہایت زیر بار رہتا ہے اور بہت سے نادار شائقین کے نام اصلاح
مفت جاری رہتا ہے اور کتابیں بھی بکثرت مفت دیجاتی ہیں لہذا اس قسم کا عطیہ بھی بکمال شکریہ قبول کیا جاتا ہے۔
خدا کرے کہ مومنین ان رسایل کی ضرورت پر غور کریں کیونکہ خدا علیم ہے اگر خیال ترویج دین حق نہوتا تو جن صعوبتوں
سے سامنا رہتا ہے اوسکے مقابلہ میں ان پرچوں کا بند کر دینا زیادہ مرغوب تھا۔

حسب ذیل حضرات نے خریدار بہم پہونچا کر دفتر کی اعانت کی جو اصلی اعانت ہے جزاہم اللہ خیرا۔
اگر مجالس عشرہ محرم میں ہر برادر ایمانی اسکی کوشش کرے کہ دوسرے بھائی کو خریدار بنائے تو ایک اہم فرض ادا ہوگا
کیونکہ اصلاح والشمس جو خدمت قوم کر رہا ہے وہ آپکے پیش نظر ہے۔ اسامی گرامی معاونین اصلاح حسب ذیل ہے۔
جناب سید غلام حسین صاحب شیرازی کربلائی جناب منشی باقر علی صاحب جناب سید انور علی صاحب کالج علیگڑھ
جناب مرزا محمد عباس صاحب بلرامپور ۲، ۳۔ جناب فضل حسین صاحب (علاوہ سابق) اور ۲۲۲ جناب سید ولی حسین صاحب
جناب شاہزادہ محمد سلطان صاحب جناب خلیفہ سید محمد ہاشم صاحب پٹیالہ جناب مولوی سید محمد حسن صاحب وکیل گیا۔
جناب چودھری منشی کرم الٰہی صاحب جناب سید محمد علیشاہ صاحب جناب ڈاکٹر سید اکبر علی شاہ صاحب
جناب منشی جعفر حسین صاحب آنخاقانی منزل جناب بابو وزیر محمد صاحب از میرٹھ بذریعہ منی آرڈر
ہمدردان اصلاح سے امید ہے کہ عید غدیر تک کم سے کم دو دو خریدار ضرور عنایت فرمائینگے۔

اطلاع ضروری۔ نمبر نومبر کو والشمس روانہ ہو چکا ہے اور انشاء اللہ نمبر دسمبر بھی روانہ ہوگا۔
مگر خریداران الشمس کوشش کریں تو محرم تک سو خریدار ضرور عنایت کرینگے۔

تبصرۃ الایمان

اسوقت ضروری خیال فرماکر عالی جناب مولوی سید محمد مہدی صاحب دام ظلہ نے یہ کتاب نہایت کوشش و محنت سے تالیف فرمائی۔ یہ کتاب ۵ الکتب عربیہ و فارسی کا خلاصہ ہے اس کتاب مین وجود ذیجود رسالتمآب و ائمہ علیہم الصلوۃ والسلام کو خصوصاً ظہور صاحب الامر علیہ السلام کو کتب عیسائیہ و براہمہ و اسلامیہ سے منفصل ثابت کیا ہے اور انجیل و زبور و توریت و وید سے تمام پیشین گوئیون کی اصل عبارت مع ترجمہ اردو و حوالہ صفحہ و سطر مفصل تحریر فرمائی ہے۔ جناب **صاحب الامر** علیہ السلام کے ابتدائی حالات بوراثت خوارق عادات۔ نوادر امور جو حضرت سے صادر ہوے۔

حضرت کے سفرا کے نام معمر لوگون کے نام وحالات۔ اور جو جو بزرگوار حضرت کی زیارت سے مشرف ہو کر فیض یاب ہوے اون سب کے نام وحالات و قصص۔ علامات ظہور **خروج سفیانی و دجال** جو جو حضرات رجعت فرمائینگے سب کے نام۔ حال معاد۔ اور اور بہت سے حالات مفیدہ مفصل و مشرح تحریر فرمائے ہین۔ الحق یہ کتاب ایسی زبردست و پرزور تالیف ہے کہ جسکا مثل اسوقت روے زمین پر نہین۔ اور فی الحقیقت اون معلومات کا ذخیرہ جمع کیا گیا ہے جو آجتک کسی کتاب مین نہوگا۔ ۲۰×۲۶ تقطیع خوشخط جلی قلم۔ سفید کاغذ۔ ۵۰۰ صفحہ پر سٹیم پریس مین چھپکر تیار ہوئی قیمت صرف عہ جو قریب لاگت و محنت کے برابر ہے تمام حضرات اردو خوان اس سے مستفید ہون اور بہت جلد طلب فرمائین ورنہ طبع دوم کا انتظار کرنا ہوگا۔ اس حقیر کو دعا سے یاد فرماتے رہا کرین۔

مصنفات جناب میر سجاد حسین صاحب مناظر

تقریر دلپذیر صفحہ ۲۰۰ کتب اہلسنت جماعت سے ثابت کیا ہے کہ سنی کوئی مذہب نہین ہے صرف دو مذہب ہین شیعہ و خارجی۔ قیمت ۸/

دُرِ بے بہا۔ ۱۲ صفحہ بجواب اہلسنت جناب امیر المومنین علیہ السلام کا ایمان بدلیل خاص بہ مقابلہ خوارج ثابت کیا ہے دوسری کتاب اسکے مقابلہ کی نہین قیمت ۸/

اصل الحقیقت برد الحقیقت شیخ احمد حسین صاحب رسوا کا جواب ہے۔ ۲۰۰ صفحہ مین بے مثل کتاب ہے قیمت ۸/

المشتہر

غلام عباس منیجر امامیہ ایجنٹ محلہ لوہاری منڈی لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

نمبر ۱۲ | بابت ماہ ذیحجۃ الحرام ۱۳۳۰ھ | جلد ۱۵

عید اضحیٰ عید غدیر عید مباہلہ مبارکباد

اطلاع ضروری

(۱) الحمد للہ کہ اصلاح جلد ۱۵ آج تمام ہوا جن حضرات کو کوئی نمبر نہ ملا ہو طلب فرمالین بہ استثنا ۲ کہ اب دفتر مین کوئی نہین رہا

(۲) سال آیندہ کیلئے اصلاح کے جلد ۱۶ ابتاریخ ۱۵ محرم ۱۳۳۱ھ عام طور پر علما کا دیلو روانہ ہوگا اگر کسی کو عذر ہو یا انکار ہو تو براہ کرم بذریعہ کارڈ مطلع فرمائین مگر نمبر خریداری ضرور تحریر فرمائین۔

(۳) جو حضرات مع تنقید بخاری سے یا صرف عنایت فرماتے ہین۔ اُسی حساب سے ویلو روانہ ہوگا۔

(۴) جو حضرات نمبر سے خریدار ہوے ہین اون کے نام سے ویلو جائیگا۔

(۵) چونکہ وقت کافی ہے لہذا اگر برادران ایمانی چندہ بذریعہ منی آرڈر عنایت فرمائین تو نہایت شکرگذار ہونگا۔ کیونکہ ویلو کی روانگی مین نہایت دقت ہوتی ہے۔ بہت سے ویلو غائب ہوجاتے ہین بہت دیر مین وصول ہوتے ہین۔ جس سے پرچہ رکا رہتا ہے۔

معروضات ضروریہ

اصلاح ۱۱ مین بھی اسکی اطلاع دیچکا ہون کہ ۱۲ بذریعہ ویلو جائیگا جو ممکن تھا کہ ۱۵ ذیحجہ کو ویلو روانہ کرتا۔ مگر چونکہ اکثر خریدار اصلاح نادار و غربا ہین اور زیادہ تر عزادار امام مظلوم لہذا قبل از محرم ویلو کرنا نامناسب سمجھا گیا اور ہمیشہ اسی خیال سے محرم کا پرچہ ویلو نہین جاتا۔ بلکہ ۱۲ ویلو جاتا تھا۔ مگر پندرہ برس کے تجربہ نے بتادیا کہ یہ طریقہ بالکل خطرناک ہے جس سے ہمیشہ دفتر کو نقصان اوٹھانا پڑتا ہے کیونکہ ۲۰۰ ویلیکر ۱۲ واپس دیتے ہین جس سے باقی جلدین ہمیشہ ناقص ہوجاتی ہین لہذا یہ قاعدہ بدل دیا گیا اور بعد محرم نمبر ۱ کی روانگی ویلو قرار پائی۔

ہان افسوس ہے کہ ۲۰۰ ویلو دن کی واپسی سے دفتر اس سال بھی اس قابل نہ رہا کہ کوئی انعامی رسالہ شایع کرسکے۔ مگر قوم توجہ کرے تو ممکن ہے کوئی نیا انعامی رسالہ شایع ہوجائے بشرطیکہ کم سے کم ہر شخص ایک خریدار ضرور عنایت کرے۔

التماس دعا۔ گذشتہ نمبر مین ہمنے ناسازی مزاج جناب والد علام فخر الحکما دام ظلہ کی نسبت کچھ مختصر اشارہ کیا تھا جسپر قوم نے نہایت بےچینی سے استفسار مزاج کیا اور اپنا ... ظاہر کیا لہذا گذارش ہے کہ جناب ممدوح دام ظلہ دو سال سے علیل چلے جاتے تھے مگر کبھی اس طرف توجہ نفرمایا ۱۵ رمضان سے داہنے ہاتھ کے انگوٹھے مین کیفیت حذر کی پیدا ہوئی دو مرتبہ بجلی لگائی گئی اوسکے بعد سے جھنجھنی کی کیفیت پورے ہاتھ مین پیدا ہوئی۔ موقع شیعہ کانفرنس مین ڈاکٹری امتحان کیا گیا تو معلوم ہوا کہ عارضہ خطرناک فالج یا کیسہ ہے جس سے کل عصاب کمزور ہوگئے ہین یہ نتیجہ ہے دماغی محنت کا جناب ماموں ڈاکٹر سید علی حسن صاحب اسسٹنٹ سرجن دام ظلہ کا علاج ہورہا ہے جو فن ڈاکٹری مین نہایت کامل ہین۔ پرہیز کی سخت تاکید ہے۔ دماغی محنت کی سخت ممانعت ہے مومنین سے التماس دعا ہے کیونکہ اگر خدانخواستہ کچھ خلاف امیدبات ظاہر ہوئی تو پھر سب آرزوؤن کا خاتمہ ہے۔

تنقید بخاری اسیوجہ سے نمبر ۱۱ مین شایع ہوئی نہ ۱۲ مین جسکا نہایت درجہ افسوس ہے۔ مگر خدا نے چاہا تو اسکا سلسلہ بند نہوگا کیونکہ یہ ایک نہایت ضروری چیز ہے۔

آپکو یاد ہوگا مینے قوم سے اپیل کی تھی کہ اگر سلسلہ تنقید بخاری کو آپ ضروری خیال کرتے ہین تو

چندہ اصلاح بجائے ۲ کے ۳ سے کردیا جائے کہ ہر مہینہ مین کم سے کم ۶۴ صفحہ اسکا رہے کیونکہ کتاب بہت طولانی ہے۔ مگر افسوس صرف ۲۲ آدمی اسپر آمادہ ہوے جنہون نے بجاے ۲ کے ۳ چندہ دیا اور ہمنے اسکو خلاف مروت سمجھا کہ بعض اشخاص کو جائے بعض کو نہ جائے لہذا عام طور پر اصلاح کے ساتھ تنقید بخاری شایع ہوتی رہی۔ مگر ۴۸ صفحہ سے زیادہ نہو سکا۔

بعض اہل الرّاے کی راے ہوتی ہے کہ کتاب مسلسل کا سلسلہ اصلاح کیساتھ مناسب نہین۔ لہذا اگر آپ حضرات کی مرضی ہو تو اس سلسلہ تنقید بخاری کو بجاے۔ اصلاح۔ الشمس کیساتھ شایع کرین جسکے کل مضامین بصورت کتاب ہوتے ہین اور اوسکا چندہ بجائے ۲ تین روپیہ کردیا جائے۔

ہان جن لوگون نے عہ کا اضافہ منظور کیا اونکے لئے یہ سامان کیا جائے کہ بقیہ اجزا یعنی صفحہ ۶۰ کے بعد کے اجزا چھپوا کر اونکے پاس روانہ کیا جائے کہ کتاب اون کی مکمل ہو جائے۔ اور جن لوگون نے اسکا چندہ خاص طور پر نہین دیا ہے اونکو بقیمت دیا جائے۔

مگر یہ سب امور زیر تجویز ہین قوم کی راے کا انتظار ہے۔ کیونکہ بعض رائین جہان ایسی ہین۔ وہان بہت سے افراد اسکے بھی خواہان ہین کہ یہ سلسلہ اصلاح ہی کے ساتھ جاری رہے لہذا کثرت راے پر اسکا تصفیہ رکھا گیا ہے۔

ان سب ترددات کا باعث صرف وہی کمی اشاعت ہے کہ موجود اشاعت سے کسی طرح اخراجات اسکے پورے نہین ہوتے اور ہماری خواہش یہ ہے کہ اصلاح بجائے ۴۸ صفحہ کے ۸۰ صفحہ ہو جاوے۔

قومی مذاق گو ہمیشہ بدلتا رہتا ہے ایک زمانہ تھا کہ تحفہ اثنا عشریہ کے جوابات جب شایع ہوے تو ہاتھون ہاتھ نکل گئے منتہی الکلام کے جواب مین استقصاء الافحام اس کثرت سے فروخت ہوئی کہ شاید ہی اب کوئی نسخہ ملے۔

خود دفتر اصلاح کی ذوالفقار حیدر دو جلد مکرر چھپی۔ جلد ثالث کا ایک نسخہ نہین رہا۔ کنز مکتوم بھی مکرر چھپی تشفی۔ تبصرۃ السائل۔ جواب شر کا اب وجود نہین۔

ایک زمانہ وہ تھا اور اب یہ زمانہ ہے کہ صدہا کتابین چھپی ہوئی سڑ رہی ہین۔ ہزار تصنیف کا اعلان دیا جاے کوئی اثر نہین۔ حالانکہ یہ وہ کتابین ہین کہ تحقیقات کا خزانہ کہیئے۔ چھپائی کاغذ مین خاص اہتمام کیا گیا ہے قیمت نہایت ارزان رکھی گئی ہے اور جنسے کسی کتاب کی قیمت زاید نہین مگر

کوئی قدر نہین ۔

ان حالات سے سمجھا گیا کہ کتابون کا مذاق نہین رہا اخبار بینی کا شوق ہے وطن پیسہ اخبار زمیندار وغیرہ کی اشاعت ہزارون سے زیادہ ہے ۔ مگر ہماری قوم کا نہ معلوم کیا مذاق ہے ۔ اخبار **المومنین** لکھنؤ سے کس زورون سے شایع ہوا ۔ اخبار امامیہ بمبئی کس طرح نکلا ۔ مگر سب خواب عدم مین گئے حال مین لاہور سے **وقت** مرادآباد سے **اتحاد** لکھنؤ سے **آل انڈیا شیعہ گزٹ** نکلے جو سب ہفتہ وار تھے یا دہ روزہ مگر سب مرحوم ہوے ۔

رسالون مین **گوہر شہوار** ۔ **الحکم** لکھنؤ سے نکلے اور مرحوم ہوے اور انتصار الشریعہ ۔ روشنی ۔ تہافۃ الفلاسفہ کا کہین وجود نہین ۔ اب شیعون مین ایک صرف **اثنا عشری** دلی ہفتہ وار ہے یا **اصلاح** ۔ **الشمس شیعہ** کھجوہ کے ماہوار ۔ **البرہان** لاہور سے نکلتا ہے مگر ان مین سے بھی کوئی اخبار ایسا نہین جو اطمینانی زندگی بسر کرتا ہو ۔ بلکہ سب اپنے نام پر رو رہے ہین ۔

اصلاح کی اشاعت پہلے ۲۵ سو تھی اب شاید نصف یا کچھ زیادہ ہو ۔ **الشمس** کو سات برس ہوگئے مگر تین سو بھی مستقل خریدار نہین ۔

جہان نیا سال شروع ہوتا ہے اڈیٹران اخبار خوش ہوتے ہین کہ اب آمدنی کا وقت آیا روپیہ آئیگا کام چلے گا باقی دارون کا بقایا ادا ہوگا نیا انتظام ہوگا ۔

مگر اصلاح کے لئے یہ زمانہ بھی مصیبت کا ہوتا ہے کیونکہ بجائے آمدنی یہی خیال ہوتا ہے دیکھئے آج کونسا پرانا رفیق جدا ہوتا ہے کہان سے ویلو واپس آتا ہے تین چار مہینے اسی امید و بیم مین گذرتے ہین ۔

سنی اخبار خصوصاً اہلحدیث مضامین حقہ کا تو جواب نہین دیسکتے ۔ مگر اس قومی اپیل کو از راہ شماتت ضرور نقل کرتے ہین اور از راہ تفاخر لکھتے ہین کہ ہمارے ویلو تو نہین واپس آتے یہ دوسرا ظلم ہے کہ ہم فریاد بھی نہ کرسکین ۔

قوم کے تغافل کا یہ حال ہے کہ تین تین مہینہ سے اعلان دیا جاتا ہے فلان نمبر ویلو جائیگا جسکو انکار ہو یا عذر مطلع کرین مگر جواب ندارد کارڈ لکھا جاتا ہے جواب نہین ملا ۲ تو خوش خوش لیلیا ہے ویلو گیا تو واپس ۔ وجہ دریافت کی جاتی ہے تو جواب لکھنے کی قسم ۔

وجہ اجرا ۔ یہان بیساختہ یہی سوال ہوتا ہے کہ پھر ان سب مصیبتون پر ان رسالون کے اجرا کی

ضرورت کیا ہے ایکدم بندکر دو کہ تم بھی آرام پاؤ۔ قوم بھی آرام پائے۔

مگر اس سوال کا جواب کچھ تو آپکو **قومی مراسلات** سے ملیگا جو اسی نمبر مین شایع ہو رہا ہے کچھ سیرت انبیا و رسل و ائمہ **طاہرین** سے کہ قریش حضرت سے کہہ رہے ہین کہئیے ہم آپکو پادشاہ بنا دین جس حسین لڑکی سے کہئیے عقد کر دین جس قدر مال کہئیے جمع کر دین۔ آپ ہمارے بتون کی مذمت سے باز رہین مگر حضرت ہین کہ ایک طرف پتھر کھاتے ہین۔ ایک طرف کوڑہ کرکٹ ڈالا جاتا ہے۔ انواع و اقسام کی اذیتین دی جاتی ہین مگر آپ ہدایت خلق سے باز نہین آتے۔

جناب امام حسینؑ کا واقعہ تو ہر روز آپ سنتے ہین کہ کیسی اذیتین دی گئین جو ابتداے حضرت آدمؑ سے آجتک کسی پر نہ گذرین۔ مگر حضرت نے ہدایت خلق کیلیے سب تکلیفین گوارا کین۔ پھر ہم ان حضرات کے اتباع کا دعوی کرکے کیونکر اوس طریقہ کو چھوڑ سکتے ہین۔

ہجوم نواصب۔ اگرچہ آپ بھی بذات خاص واقف ہین کہ آجکل نواصب و خوارج کس زور سے ہجوم کر رہے ہین کونسا مسئلہ ہے شیعونکا جسپر وہ منہ نہین آتے۔ کونسا اخبار ہے جسمین وہ ائمہ اطہار کی شان مین وہ غلیظ و گندہ الفاظ نہین استعمال کرتے جسے آپ معمولی رذیل کیلئے بھی پسند نہین کرتے۔ اور مسائل کو جانے دیجیے جس مین پھر بھی کچھ نہ کچھ اون کی غرضین شامل ہین [illegible] امام مظلوم کو لیجیے کہ اسکے محو کرنے مین کسقدر کد ہے کوئی اخبار کوئی رسالہ ایسا نہین ہوتا جسمین اسکی طعنہ زنی نہو۔ اہلحدیث تو یزید کا قدیم ٹھیکہ دار ہے جو ہر سال ممانعت تعزیہ داری کا اشتہار [illegible]۔ مرزائی جماعت مین **خادم حسین** بہیروی نامی ایک ایسا شخص ہے جسنے مستقل رسالے [illegible] شایع کئے۔ بدر۔ الحکم۔ **تشحیذ الاذہان** تو خاص قادیانی پرچے ہین جسمین دل آزار تحریرین اوسکی نکلتی ہین۔ مگر اہلحدیث **النجم** بھی باوصف اختلاف مذہب نہایت شوق سے اوسکی تحریرونکو شایع [illegible] ہین۔

مگر ہماری بےحسی ایسی ہے کہ صدہا مرتبہ اعلان دیا گیا **فلسفہ شہادت**۔ تحقیق صوم عاشورا مفت ملتا ہے منگا کر دیکھیے اور مانعین عزاداری کو دکھائیے مگر اسپر بھی کوئی توجہ نہین [illegible] اصلاح ۱۱ مین اعلان کیا گیا کہ کچھ سرمایہ فراہم ہونے سے دو تین رسالے اور شایع ہو سکتے ہین مگر کسی کو ہمت نہوئی۔

مضامین اصلاح پر یہ اعتراض بہت درست ہے کہ اکثر مضامین ناتمام رہتے ہین مگر اوٹیر ہی جانتا ہے
کہ کیا باعث ہوتا ہے جو ایک مضمون خون جگر سے لکھا جاتا ہے اور پھر اوسکا سلسلہ ترک کر دیا جاتا ہی۔
با اینہمہ البلاغ المبین کا سلسلہ اس نمبر مین ختم کر دیا گیا جو اس قابل ہے کہ قوم اسکو مکرر چھپوا کر مفت
تقسیم کرے بدعت اہلسنت ۔ قتل الحسین کا مضمون ناتمام ہے جسکا سلسلہ آیندہ بھی جاری رہیگا
انتظام آیندہ مین ارادہ ہے کہ مضامین کا عنوان بھی کچھ بدلا جائے ۔ اخلاقی ۔ تمدنی مطالب پر
کچھ زیادہ توجہ کی جائے حسن ظاہری مین ترشوانے کا بھی انتظام کیا جائے مگر یہ سب اوسوقت ہوسکتا
ہے جب قوم بھی متوجہ ہو۔

اجلاس شیعہ کانفرنس

بمقام پٹنہ ۱۸ - ۱۹ - ۲۰ اکتوبر کو بفضلہ بخیر و خوبی انجام کو پہونچا ۔ ہز ہائنس نواب رامپور دام اقبالہ کے کسالت مزاج سے
البتہ پہلا اجلاس صبح کو نہ ہوسکا ۱۱ بجے سے شروع ہوا جسمین آپکی افتتاحی تقریر نہایت پر اثر تھی ۔
مسئلہ تعمیم و تخصیص کا جھگڑا جو دو سال تک رہا اس دفعہ جناب نجم العلما دام ظلہ صدر نشین کانفرنس
کی بدولت عملاً اس خوبصورتی سے طے ہوا کہ اجلاس اول کے صدر ہز ہائنس نواب رامپور رہے
اجلاس دوم کے صدر نشین جناب نواب حاج الحرمین سید الطاف حسین خان صاحب رضوی اجلاس سوم
و چہارم کے صدر جناب نواب سید اکبر علی خانصاحب عرف چھوٹے نواب صاحب ۔ اجلاس پنجم
کے صدر جناب پرنس غلام محمد صاحب بہادر شاہزادہ خاندان میسور پر یہ جلسہ تمام ہوا۔
وکیل نے اس جلاس کی اس کارروائی کو بہت پسند کیا ہے "صبح کو کانفرنس کی طرف سے ایک
ضروری اعلان تقسیم کیا گیا جسکے آخر کا اقتباس حسب ذیل ہے" بکمال عجز دنیاز عرض ہے کہ ہر جگہ
قومی بزرگونکو علاوہ میرے سنی بھائی بحیثیت مہمان و مہتمم و ہندو حضرات بحیثیت مہمان ذیعین۔
تشریف رکھینگے اور ہم لوگ اسی طرح ایک دوسرے سے شیر و شکر کی طرح ملے جلے زندگی بسر
کرتے ہین "
مگر آجتک ہمکو کسی سنی جلسہ سے اسکی نظیر نہین ملتی کہ اسی طرح اونہون نے شیعونکو ملایا ہو ۔ شیعہ تو نہ
سنی سے مخالفت کرنا چاہتے ہین نہ ہندو سے ۔ بلکہ سب کے ساتھ یکسان شریفانہ برتاو کرتے ہین ۔ لیکن اسکا
کیا علاج کہ سنیونکو کسی طرح ہمارا وجود ہی نہین گوارا ۔

ہز ہائنس نواب رامپور دام اقبالہ پریسیڈنٹ کانفرنس کے پریسیڈنشل ایڈریس سے حسب ذیل فقرات کو وکیل نے نمایان جگہ دی ہے" اور باہمی اختلافات کو جہانتک ممکن ہو رفع کیا جاے ہر گروہ اپنی تمامتر قوت دوسرے گروہ کی مخالفت مین صرف کرتا ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ جو باتین قوم کیواسطے مفید اور ضروری ہین وہ اُٹھی جاتی ہین۔ وہی قوت اگر قوم کی ترقی کیلئے صرف کیجائے تو یقیناً بہت کچھ ہوسکتا ہے ان تمام تجاویز کو عمل مین لانے کیلئے یہ امر اشد ضروری اور مثل بنیاد کے ہے کہ پہلے مسلمانون کے دونو بڑے گروہ شیعہ وسنی مین اتحاد واخلاص کی ترقی کے وسائل بہم پہنچائے جائین جیسا کہ مین پہلے بھی بعض موقعون پر ظاہر کرچکا ہون"

ہز ہائنس کا یہ پریسیڈنشل ایڈریس اگرچہ تمامتر نہایت پرمعنی اور شاندار تھا مگر وکیل نے ان فقرات کو خاص طور پر نمایان کیا ہے مگر ہز ہائنس کے حسب ذیل فقرات سے اون پر کچھ نہ اثر کیا جو جناب ممدوح فرماتے ہین" قومی کالج یا اسلامی یونیورسٹی کے متعلق اگر کچھ باہمی شکایات یا قابل اصلاح امور ہین تو اسکا تدارک یہ نہین ہے کہ قومی مجالس مین وہ باتین مشہور ہون آپکا پمفلٹ دیکھنے کے بعد مینے نواب اسحٰق خانصاحب سے ان امور کا تذکرہ کیا تھا انہون نے وعدہ کیا ہے کہ عنقریب ان باتونکو باہمی طور سے طے کرلینگے۔

یہ وہ فقرات ہین کہ اگر اڈیٹر صاحب وکیل کچھ بھی غور کرتے تو سر بگریبان ہوتے کہ ہمارا تو انکے ساتھ یہ سلوک ہے کہ ادنی سے لیکر اعلیٰ تک اونکے ساتھ یہ برتاو کرتے ہین۔ اور اونکا یہ سلوک ہے کہ علیگڈہ جس مین نصف سے زیادہ ہمارا مال لگا ہے۔ وہان اس طرح ہماری حق تلفی کی جاتی ہے کہ ہم روتے روتے تھک گئے اور اونکو خبر تک نہ ہوئی۔

ہز ہائنس کے درجہ کو خیال کیجئے کہ خود والی ملک ہین اور گورنمنٹ مین کسدرجہ اونکا اعزاز ہے اون سے نواب اسحٰق خانصاحب وعدہ کرتے ہین۔ ورنہ سکرٹری شیعہ کانفرنس کا تو جواب دینا بھی نواب وقار الملک نے نہ گوارہ کیا جسپر مجبور ہوکر سکرٹری صاحبنے وہ پمفلٹ شایع کیا۔

اب حضور نواب رامپور دام اقبالہ کو کہان اتنی فرصت کہ وہ بار بار یاد دہی کرین۔ اور نواب اسحٰق خان صاحب ادہر متوجہ ہون غضب خدا کا جب ہمارے مذہبی ارکان کبھی علیگڈہ کالج مین خیال نہ کیا جائے۔ ہمکو اذان نماز مین بھی آزادی نہ ملے۔ تو اور کیا امید ہوسکتی ہے۔

افسوس یہ ہے کہ اب وقت نہین جگہ نہین جو ہم زیادہ لکھ سکین۔ مگر یہ سمجھ رکھنا چاہیئے کہ علیگڈہ کالج ہو

یا امام باڑہ ہوگی جہان جہان ہمارے حق تلفی ہو رہی ہے اوسکے ذمہ وار ہمارے امرا رؤسا ہین جو انمین گھس گھس کر اپنی قومیت کو محو کر رہے ہین محض خوشامد اور طلب نام و نمود مین اپنی قومیت کو فنا کر رہے ہین ۔

جنگ بلقان | آجکل اخبارون مین اسکے حالات نہایت زور شور سے گشت لگا رہے ہین کہ جبل اسود، سرویہ بلغاری سلطان روم سے برسرپیکار ہین ۔ یہ جنگ اواخر اکتوبر سے شروع اور آجتک جتنی لڑائیان ہوئین اون سب مین یہی غالب ہے کسی جنگ مین سلطان کی فتح نہین معلوم ہوتی ۔ ان وکیل مورخہ ۶ نومبر لکھتا ہے ۱۱ اکتوبر کو قرۃ قولات پر یونانیون سے جنگ ہوئی جس مین یونانی بھاگ کھڑے ہوئے ۔ تغوسینہ سے دیتہ سپاہ جبل اسود نے بھی منہ کی کھائی اور بہت سے مقتولین و مجروحین کو میدان جنگ مین چھوڑ کر فرار ہو گئے ۔
مگر روٹر کے تار جسقدر شایع کئے اونسے ابھی تک عیسائیون ہی کی فتح ظاہر ہو رہی ہے جس سے ہر مسلمان کا دل خون ہو رہا ہے آپکو یاد ہوگا کہ اصلاح کے کسی گذشتہ نمبر مین ہم عیسائی پادریون کے مقولے نقل کر آئے ہین جسمین کس طرح کی آمادگی ظاہر کی گئی ہے کہ مسلمانونکو دنیا سے نیست و نابود کر دینا چاہیئے ۔
ان خرابیونکی اصلی وجہ وہ سیاسی غلطی ہے جو انجمن اتحاد و ترقی نے پارلیمنٹ قائم کرتے وقت دکھائی کہ تمام رعایا کو مساوی حقوق دیئے جس سے عیسائی رعایا بھی مسلمانون کی طرح فوج مین بھرتی کئے گئے نتیجہ یہ ہوا کہ اب جو فوج ان عیسائی سلطنتونکی مخالفت مین ترکی کیطرف سے جاتی ہے تو عیسائی فوج پہلے ہی حملہ مین بھاگ کھڑی ہوتی ہے جس سے ایک طرف فریق مخالف کی فتح ہوتی ہے تو دوسری طرف مسلمان فوجین بھی پسپا ہو جاتی ہین کیونکہ یہ عام قاعدہ ہے فوج کا پیر اوکھڑا تو پھر اوکھڑا ۔
دوسری خرابی یہ ہوئی کہ اسوقت اٹالیونسے صلح کر لی جس سے بہت سے ارکین سلطنت خصوصاً عرب ترکی سے ناراض ہو گئے جس سے اور بھی اون سلطنتونکو موقع ملا کہ چڑھ دوڑین کیونکہ طرابلس مین ۱۳ ماہ سے جنگ جاری تھی اور ترکی کا کچھ زیادہ خرچ نہین ہوتا تھا ۔ مگر ترکی نے صلح کر کے طرابلس کو چھوڑ دیا جس سے بہت سے ارکین سلطنت مخالف ہو گئے ۔
تیسری خرابی یہ ہوئی کہ وزیر اعظم غازی مختار پاشا نے غالباً اسی صلح طرابلس کی وجہ سے صدارت سے استعفا دیدیا ۔ اور کامل پاشا وزیر اعظم مقرر ہوئے جو بقول وکیل نہایت خائن اور دشمن ملک ہے جو پہلے ۱۹۰۸ء مین وزیر اعظم ہوا جو مشرقی رومیلیہ کو بلغاریہ کے ساتھ ملانیکا باعث ہوا پھر ۱۹۰۸ء مین انجمن اتحاد و ترقی کی بدولت اسکو وزارت ملی اور سال بھر بعد استعفا پر مجبور ہوا ۔ (بقیہ صفحہ ۱۵)

البلاغ المبین

(سلسلہ کیلئے ملاحظہ ہو)

ظاہر کر رہے ہیں کہ کون ہے جو ہماری وزارت قبول کرتا ہے جو ہمارا بھائی اور وزیر اور خلیفہ ہوگا جس سے حضرت کا کمال تیقن ظاہر ہے کہ یہ امر ضرور کامیاب ہوگا ہم ہر طرح مظفر و منصور رہونگے اگر آپ دعائے حضرت موسیٰ اور قول رسول اللہ میں غور کرینگے تو آپکو خود معلوم ہوگا کہ حضرت موسیٰ کو گو تیقن کامیابی ضرور تھا مگر ضرورت تھی دعا کی کہ جناب احدیت میں عرض کرین کہ خداوندا یہ باتین مجھے عنایت فرما۔

بخلاف رسول اللہ کہ آپکا تیقن اسدرجہ پر تھا کہ دعا کی ضرورت نہ تھی کیونکہ دعا وہاں کی جاتی ہے جہاں کوئی امر حاصل نہو اور یہاں وہ بات حاصل تھی لہذا دعا نہیں فرمایا بلکہ کہا ایکم یوازرنی کہ کون ہماری وزارت کرتا ہے جسکو یہ باتین حاصل ہونگی۔

دعائے حضرت موسیٰ مین سب باتین تھین مگر دعائے خلافت نہین ہے کہ ہمارے بعد ہمارے بھائی کو یہ بات بھی حاصل ہو کہ وہ خلیفہ اور حکمران ہون۔

بخلاف ارشاد رسول کے کہ اس جملہ خلیفتی سے آپ اسکا بھی اثبات کرتے ہین کہ جو ہمارا وزیر و شریک امر ہوگا وہ ہمارے بعد زندہ بھی رہیگا اور خلافت بھی پائیگا۔

جس کا یہ رمز بھی ہوسکتا ہے کہ چونکہ رسالت حضرت موسیٰ منقطع ہونیوالی تھی اس لئے خلافت کی استدعا نہ کی جس سے فی الجملہ دوام سلسلہ کا شبہہ ہوتا ہے بخلاف رسول اللہ کہ آپکا علم الیقین شاہد تھا کہ یہ سلسلہ الی یوم القیمہ باقی رہیگا لہذا اخوت و وزارت کے ساتھ خلافت کو بھی ثابت کیا جو مقتضی حیات خلیفہ بعد وفات نبی ہے اور مقتضی دوام سلسلہ۔

اس سے بڑھکر کونسا معجزہ ہوسکتا ہے کہ صرف دو جملوں سے اسلام کے تمامی مستقبل کو ظاہر فرما دیا۔

غالبًا یہی باعث ہے کہ خداوند عالم نے حضرت کے اس معجزہ کو ان الفاظ سے بیان فرمایا جسکے لئے خاص سورہ نازل فرمایا کہ یہ معجزہ مشتبہہ نہونے پائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم - الم نشرح لک صدرک و وضعنا عنک وزرک الذی انقض

ظہیرک ورفعنالک ذکرک فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا فاذا فرغت فانصب والی ربک فارغب۔

اے (محمدؐ) کیا ہمنے تمھارا سینہ نہین کھولا اور تمسے بوجھ تمھارا نہین اوتارا جس نے تمھاری پیٹھ کو توڑ دیا تھا۔ اور تمھارا ذکر بلند کیا مزد مشکل کے ساتھ آسانی ہے مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔ جب فارغ ہو تو نصب کر۔ اور اپنے رب کی طرف رغبت کر۔

دیکھیے شان فخر الانبیا کہ حضرت موسیٰ نے جن باتون کا سوال کیا تھا اور خدا نے فرمایا تھا قد اوتیت سؤلک یاموسیٰ تمھاری دعا قبول کی گئی۔ اونھین باتون کو خداوند عالم بلا سوال عطا فرماتا ہے اور سورہ احسان مین ذکر فرماتا ہے کہ یہ باتین تمکو ہمنے از خود عطا کین۔

جس سے ثابت ہوا کہ آیہ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی حضرت کا وعدہ سعد جناب امیرؑ کے ساتھ اول روز اعلان نبوت مطابق وحی و حکم خاص باری تعالیٰ تھا۔

اب ان آیات کو واقعہ اعلان نبوت و اثبات خلافت جناب امیرؑ سے ملایئے تو معلوم ہو لفظ بلفظ مطابق ہے دعائے حضرت موسیٰ مین اشرکہ فی امری ہے یہان ایکا مددینی فی علی امری ہے دعائے موسیٰ مین دنیا ہے۔ اس واقعہ مین بھی یہ وا شرکنی ہے دعائے موسیٰ مین اشدد بہ ازری ہے الم نشرح مین وضعنا عنک وزرک ہے ۔ ۔ یث مین انا وزیرک ہے اور وزیری دعائے موسیٰ مین ھارون اخی ۔ ۔ ۔ ہے ۔ ۔ بھی اگر کوئی نہ سمجھے تو اوس سے خدا سمجھے۔

دعائے حضرت موسیٰ مین نہ ذکر وصایت ہے اور نہ ذکر خلافت کیونکہ حضرت ہارون کی وفات قبل وفات موسیٰ مقدر تھی۔ مگر حضرت نے یہان اثبات وصایت و خلافت فرمایا کیونکہ آپکو معلوم تھا جناب امیرؑ بعد آپکے زندہ رہینگے۔

دعائے حضرت موسیٰ مین واشرکہ فی امری ہے کہ میرے بھائی کو میرے امر مین شریک کر اوسکی تصدیق جناب امیرؑ مین ملاحظہ فرمایئے کہ کس طرح خدا نے جناب امیرؑ کو شریک کیا ہے۔ کہ جناب امیرؑ کو قبل از بعثت اپنی کفالت مین لیا اور ہر طرح حضرت کے شریک حال رہے۔ بقول اہل سنت حضرت دوشنبہ کو مبعوث برسالت ہوئے سشنبہ کو جناب امیرؑ نے اظہار

ایمان فرمایا حضرت کو اعلان نبوت کا حکم ہوا تو کل اہتمام اس کا جناب امیرؑ سے متعلق فرمایا
کہ ایک صاع گندم لاؤ۔ ایک ران بزغالہ۔ ایک قدح شیر۔ سبکو جاکر بلا لاؤ۔ دو دو روز یہ
خدمتیں جناب امیرؑ نے انجام دیں۔ اس سے بڑھکر کون سا مصداق اشدکم فی امری۔
ہوسکتا ہے کہ قبل اظہار نبوت وخلافت جناب امیرؑ شریک کئے گئے۔

اسی امرکو شاہ ولی اللہ صاحب اس طرح ظاہر کر رہے ہیں صفحہ

واصل دراعتبار این اوصاف سہ نکتہ است نکتہ نخستین آنکہ نفوس قدسیہ انبیاء در غایت
صفا و علوی فطرت آفریدہ شدہ است و در حکمت الٰہی بہمان صفا و علوی فطرت مستوجب
وحی گشتہ اند و ریاست عالم بایشان مفوض شدہ قال اللہ تعالیٰ اللہ اعلم حیث یجعل
رسالتہ و از میان امت جمعے ہستند کہ جوہر نفس ایشان قریب بجوہر نفوس انبیاء مخلوق شدہ
و این جماعہ در اصل فطرت خلفائے انبیاء اند در امت مثال آنکہ آئینہ و آہن از آفتاب اثرے
قبول میکند کہ خاک و چوب و سنگ را میسر نیست این فریق کہ خلاصہ امت اند از نفس قدسیہ
پیغامبرؐ بوجہے متاثر می شوند کہ دیگر آنرا میسر نمی آید و آنچہ از آنحضرت فرا گرفتہ اند لبہا دست
دل فرا گرفتہ اند گویا دل ایشان آن چیزہا را اجمالاً درک کردہ بود و کلام آنحضرت بشرح و
تفصیل آن معانی اجمالی نمود و بعد از ایشان جماعہ دیگر اند پایہ بپایہ فرود تر تا آنکہ نوبت
عوام مسلمین آمد پس خلافت خاصہ آنست کہ این شخص چنانکہ خود ظاہر حال بہترین مسلمین شود
بحسب نسخ طبیعی کہ مراتب مستعد ذات افراد بنی آدم است در صفا و علوی فطرت
الامثل فالامثل نیز بہترین امت باشد تا ریاست ظاہر شد وصل ریاست باطن گردد۔

اس تحقیق پر ہم کسی حاشیہ کا اضافہ نہیں چاہتے دیکھ یہ پوچھتے ہیں کہ اس تحقیق کے مصداق
جناب امیرؑ ہو سکتے ہیں یا دوسرا کوئی بھی۔ کیونکہ قرابت نسبی تو ایک ایسی بدیہی چیز ہے کہ معمولی
شخص بھی یہی سمجھتا ہے جو سگا ہو یا ایک بھائی ہیں ہے قریبی دوسرے ہیں بھی ہو گی جو حقیقی
باپ میں شریک ہیں وہی جیسے ہیں تو ہو گی الا ماشاء

پھر کیونکر ممکن ہے کہ جو شخص خاتم الانبیاء سید المرسلین جواد حسن کا اقرب قریب ان صفات سے
محروم ہوا اور دو لوگ اس سے بہرہ مند ہوں جنکو کسی طرح یہ قربت نہو۔

اسی لئے تو خدا نے پہلا حکم جو اعلان نبوت کا دیا تو آیہ وانذر عشیرتک الاقربین و رھطک منھم المخلصین سے جیسا کہ بخاری مین ہے کیونکہ اقربین مین کوئی خصوصیت نہوتی تو ہرگز اونکی تخصیص نہ فرماتا۔ پس یہ تخصیص خود بتا رہی ہے کہ وہی لوگ نفوس قدسیہ انبیا سے اقرب ہین علو فطرت و صفائے طینت مین۔

اسی لئے جب حضرت نے اس حکم کی تبلیغ فرمائی تو جناب امیر کی نسبت فرمایا انت اخی ووصی ووارثی وخلیفتی فیکم جسمین لفظ اخی کی تقدیم بتا رہی ہے کہ جناب امیر وہی بزرگ ہین جنکا جوہر نفس اقرب ہے جوہر نفس رسول سے اور حضرت محض حکم خدا و رسول ہی سے خلیفہ رسول نہین ہین بلکہ بحسب وضع طبعی و خلقت فطری بھی رئیس مسلمین ہین تاکہ ریاست ظاہری و باطنی دونو جمع ہوجائے۔

شاہ ولی اللہ صاحب دوسرا نکتہ فرماتے ہین نکتہ دوم آنکہ خلیفہ حقیقی پیغامبر مثل نے است کہ نائی آنرا بردہان خودمی نہد بجہت بلند گردانیدن آواز و مانند آن وانشاء نغمہ و تعیین نغمت آن راجع است بنائی ہمچنان آنچہ تقاسیم رحمت الٰہی نصیب پیغامبر گشتہ و پیغامبر قبل از مباشرت آن برفیق اعلیٰ پیوستہ بوجہے از وجوہ سببیۃ وانابتہ آن معانی را بدست خلفا اتمام ساختہ اند و بحقیقت آن ہمہ راجع است بہ پیغامبر و ایشان بمنزلہ جوارح پیغمبر شدہ اند لاغیر پس خلافت خاصہ آنست کہ از خلیفہ کارہائے کہ نصیب آنحضرت است و منسوب بایشان است در قرآن و حدیث قدسی بدست وی سرانجام شود و آنحضرت انابت او را تصریحاً و تلویحاً مرات کثیرہ اظہار فرمودہ باشند تا انچہ کارہا در جریدہ اعمال حضرت پیغامبر مرقوم گردد وایشان شرف وساطت حاصل نمودہ باشند لاغیر۔

اس نکتہ مین شاہ صاحب رسول اللہ اور خلیفہ مین وہی نسبت بتا رہے ہین جو بانسری بجانے والے اور بانسری مین ہے کہ نہ بانسری بغیر بجانے والے کے بول سکتی ہے نہ بجانے والا بغیر بانسری کے بجا سکتا ہے۔ یا جس طرح قلب و دماغ محتاج دست و بازو کے ہین کہ نہ ہاتھ پیر بغیر قلب کام کرسکتے ہین نہ قلب بغیر ہاتھ پیر کے۔

تو اب دیکھنا چاہیئے کہ یہ تمثیل رسول اللہ اور جناب امیر پر صادق آتی ہے یا غیر پر۔ کیونکہ سب سے

پہلے تنہائی کی آواز کو دیکھنا چاہیے جسکی اوس نے ابتدا کی ہے کہ وہان کون اوس کا سننے والا ہے۔ یا عجب و دماغ کے اوس فعل کو جسکی ابھی ابتدا ہوئی ہے۔ کیونکہ بعد اتمام کام تو بہت سے جو اوس بن جاتے ہین۔ خصوصاً جنکو اوس سے نفع پہونچے۔

دیکھئے سب سے ابتدائی کام رسول اللہ کا یہی ہے کہ آپ پر حکم انذر عشیرتک الاقربین نازل ہوا اپنے قرابت والے قبیلہ کو بلا کر ڈراؤ کہنے کو تو بہت آسان ہے مگر غور فرمائیے کتنا مشکل ہے کہ وہ قوم جسنے نہ سارے عرب کو بلکہ تمامی قریش کو اپنا محکوم بنایا ہے جسکی عزت نے کیسے کیسے سرکشون کو مطیع و منقاد بنایا ہے۔

اوسکی نسبت ایک ایسے شخص کو حکم دیا جاتا ہے جو وقت ولادت سے یتیم ہے کہ نہ سر پر باپ ہے نہ مان۔ نہ بھائی ہے نہ بہن۔ نہ فرزند نہ اولاد۔

حکم بھی کیا ہے دینی حکم کہ خدائے وحدہ لاشریک لہ کی پرستش کرو۔ ہمکو خدا کا رسول مانو۔

یہ ہے پہلی آواز جسکے لئے شاہ صاحب نے رسول اللہ کو نائی بنایا (بانسری بجانیوالا) اور جناب امیر نے (بانسری) ہین جس سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ اگر جناب امیر نہ ہوتے تو ہرگز رسول اللہ کی آواز بلند نہ ہوتی کیونکہ خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ تو ہو نہین سکتا کہ خود رسول اللہ دعوت کنندہ ہون اور خود جاکر لوگون کو بلاتے پھرین خود ہی لوگون کو کھلانے بیٹھین۔ خود ہی کھانا پکائین خود ہی دودھ لائین۔

بلکہ ضرور ہے کہ جو رسول خدا ہو وہ ایک طرف عظمت و جبروت خداوندی کو دکھائے کہ اپنی جگہ بیٹھا رہے اوسکا جو ہاتھ پیر ہے وہ کام کر رہا ہے کہ ایک طرف کھانا تیار کرتا ہے دوسری طرف لوگونکو بلاتا ہے کہ ہمارے آقا نے طلب کیا ہے۔

اب دیکھو کہ جو شخص خدائے جبار و قہار کی طرف دعوت کر رہا ہے اگر اوسکو پہلے ہی مایوسی ہو جائے کہ ہماری آواز کسی طرح نہ سنی جائیگی تو کیا اوسکی ہمت بڑھ سکتی ہے ہرگز نہین۔ لہذا خدا نے اوسی کے دل مین القا کیا جو رسول اللہ کا ہاتھ پیر بنا تھا کہ سب سے پہلے اپنے آقا کی آواز پر لبیک۔ کہے تاکہ قلب اطہر رسول متردد نہ ہو اوسکو اس کی ندامت نہ اوٹھانی پڑے کہ ہماری آواز کسی نے نہ سنی۔

اسی لئے رسول اللہ نے محض اس اجابت دعوت کے صلہ مین آپکو وہ مرتبہ دیا جو حضرت ہارون کے سلئے

حضرت موسیٰ نے دعا کی تھی بلکہ اوس سے زیادہ ۔
دیکھئے جو سلسلہ نبی و وصی کا خدا نے آج قایم کیا ہے کہ وصی اپنے آقا اور نبی کا دست بازو بنا ر
وہی سلسلہ رحلت رسول اللہ تک قایم رہا کہ کوئی کام بغیر مشارکت وصی و خلیفہ انجام ہی نہین پاتا ۔
سب سے اہم واقعہ ہجرت ہے کہ حضرت کو حکم ہو رہا ہے اپنا وطن مکہ چھوڑ کر مدینہ چلے جاؤ حالانکہ
صدہا بلکہ ہزارہا صحابہ ہو چکے ہین مگر کوئی ایسا نہین ہے کہ رسول اوسکو اپنے بستر پر سولائین کہ کفار کو معلوم
ہو رسول اللہ موجود ہین بھاگے نہین ۔
اس مہم کو بھی اوسی نے انجام دیا جو خلیفہ و جانشین رسول ہے جو خلافت کی پہلی عملی کارروائی ہے کہ
کہ بہ اطمینان تمام اون برہنہ ہزار تلواروںکے سایہ مین سو رہے جو اسلئے علم ہوئی تھین کہ رسول اللہ ص پر
یکبارگی حملہ آور ہون تاکہ پھر بنی ہاشم کو اسکا موقع نہ مل سکے کہ ہزار قبیلون سے رسول اللہ ص کے
خون کا انتقام لے سکین ۔
یہ وہ خلیفہ اور مثیل رسول اللہ ص ہے جسکے وجود نے سوتے کسی کو نہین شبہ کیا ۔ جسکے
دام تزویر سے رسول اللہ ص نے فراغت پائی اور غار ثور مین پہونچ گئے ۔ بلکہ وہ بار غار بھی شبہ
مین پڑگئے اور آپکو رسول اللہ ہی سمجھنے لگے جو بعد کو زبردستی خلیفہ بنائے گئے ازالۃ الخفا مین ہے
قال ابن عباس وشری علی نفسہ تلبس ثوب النبی ص ثم نام مکانہ قال ابن عباس
وکان المشرکون یرمون رسول اللہ ص فجاء ابوبکر رض وعلی ع نائم قال وابو بکر یحسب
انہ رسول اللہ ص فقال یا نبی اللہ فقال لہ علی ع ان نبی اللہ قد انطلق نحو بئر میمون
فادرکہ قال فانطلق ابوبکر فدخل معہ الغار قال وجعل علی ع یرمی بالحجارۃ کما
کان نبی اللہ وھو یتضور وقد لف راسہ فی الثوب لا یخرجہ حتی اصبح ثم کشف عن
راسہ فقالوا انک للئیم کان صاحبک لا یتضور ونحن نرمیہ وانت تتضور و
وقد استنکرنا ذلک
کہا ابن عباس نے کہ حضرت علی ع نے بیچ ڈالا اپنا نفس (آیہ ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء
مرضات اللہ کی طرف اشارہ ہے) اور پہن لیا لباس رسول ۔ اور سو رہے حضرت کی جگہ پر کہا ابن
عباس نے کہ مشرکین پتھر مارتے تھے رسول اللہ پر آئے ابوبکر اور حضرت علی ع سوتے ہوئے تھے تو ابوبکر

نے اس خیال سے کہ آنحضرت سوئے ہین کہا۔ یا نبی اللہ۔ حضرت علیؑ نے کہا کہ رسول اللہ تو جانب
بیر میمون تشریف لیگئے ہین چلے جاؤ۔ ابوبکر ادہر گئے اور حضرت کے ساتھ غار مین داخل ہوئے
اور یہان حضرت علیؑ پر پتھر برسانے لگے جس طرح رسول اللہؐ پر برساتے تھے۔ حضرت علیؑ اپنا سر
چادر سے چھپائے ہوئے تھے صبح تک منہ نہ کھولا اور پتھر برسنے سے آپ بیچین ہو رہے تھے
جب صبح ہوئی تو حضرت علیؑ نے اپنا سر کھولا۔ کفار نے کہا تم صاحب ملامت ہو کیونکہ ہمارے صاحب
تو ہمارے پتھر مارنے سے بیچین نہین ہوتے تھے اور تم بیچین ہوتے تھے اسی سے ہمکو شک ہو رہا تھا
اگر ابوبکر صاحب کو اس معیت غار سے کوئی فضیلت حاصل ہوئی تو وہ بھی جنابؑ کی بدولت
کہ حضرت ہی نے فرمایا آنحضرت جانب غار تشریف لیگئے ہین تم بھی چلے جاؤ۔ ورنہ خدا و رسول نے
تو انکو اس قابل ہی نہ جانا تھا کہ اس راز سے انکو مطلع کرین۔ بلکہ بروایت درمنثور رسیوطی۔
حضرت نے تو انکو کافر سمجھ کر اور جلدی کی تھی کہ کہین پہونچ نہ جائے مگر ہمکو اوس سے یہان بحث
نہین بلکہ صرف یہ دکھانا ہے کہ جو معاہدہ خلافت کا جناب رسالتمآب اور جناب امیرؑ مین ہوا تھا
اوسکو کس طرح عملی جامہ پہنایا گیا ہے۔

کہ بحکم خدا حضرتؐ نے مکہ چھوڑا اور بحکم خدا اپنی جگہ جناب امیرؑ کو سلایا ہے کہ جو چادر رسول اوڑہے تھے
وہی چادر جناب امیرؑ اوڑھے ہین جو پتھر رسول اللہ پر پڑتا تھا جناب امیرؑ پر پڑتا ہے اور حضرت
برداشت کر رہے ہین اور اپنے آقا کے آرام کی فکر کر رہے ہین کہ ایک خدمت گار کو یہان سے بھیجتے
ہین اگرچہ آگے چلکر وہ یار غار۔ مار غار رہا۔

دوسرا واقعہ اسکے ساتھ ہی حضرت کی روانگی کا ہے غار ثور سے جسکی ساری خدمتین جناب
امیرؑ نے انجام دین اونٹ خریدنا دلیل کا مقرر کرنا جو ایک مشرک تھا۔ کھانے پینے کا سامان کرنا شب کے
وقت روانہ کرنا۔ ابوبکر کے لئے بھی اوسی طرح اونٹ وغیرہ لیا گیا جو کسی رئیس کے غلام و خادم
کے لئے لیا جاتا ہے۔

غور کیجئے شاہ صاحب نے جو تعریف خلافت خاصہ بیان کی ہے کہ رسول اور خلیفہ رسول مین
وہی نسبت ہوتی ہے جو بانسری اور بانسری بجانے والے مین ہوتی ہے وہ یہان صادق آتی
ہے یا خلفائے ثلثہ مین۔

تیسرا واقعہ اسکے بعد جواہم وقایع سے ہے وہ جناب امیرؑ کا مکہ معظمہ مین قیام کرنا ہے اور لوگون کی امانتین ادا کرنا اور پھر حرم محترم رسول کو لیجانا جنمین آپکی پیاری دختر جناب فاطمہ زہرا تھین اور آپکی واجب التعظیم چچی اور دیگر عوراتکہ رسول اللہؐ ان سبکو چھوڑکر تنہا تشریف لیگئے ہین اور جناب امیرؑ تنہا مکہ مین مہمات رسول کو انجام دیرہے ہین ـ

مدعیان اسلام اگر انصاف پسند ہوتے توصرف اسی واقعہ پرغور کرتے تو قدر جناب امیرؑ معلوم ہوتی کہ کفار کی وہ یورش ہوئی تھی کہ رسول اللہؐ ایسا شخص ایک ساعت نہ ٹھہر سکا شبا شب تنہا مکہ سے نکل گئے ـ اور جناب امیرؑ آپکی جگہ پرتنہا اس اطمینان سے سوے کہ ہزارون تلوار برہنہ مین آپکو کسی طرح کا خوف وہراس نہ تھا ـ

رسول اللہؐ غار مین پوشیدہ ہین جناب امیرؑ لوگونکو اون کی امانتین دیرہے ہین ـ

رسول اللہؐ کو جناب امیرؑ سوار کرکے مدینہ بھیج رہے ہین ـ اور بعدہ باطمینان تمام اونٹونکا انتظام کررہے ہین اور اعزاے رسول کو لیجارہے ہین جسکی نسبت مورخ کامل لکھتا ہے صفحہ جلد ۲

واما علی فانہ لما فرغ من الذی امرہ بہ رسول اللہؐ ھاجر الی المدینۃ فکان یسیر اللیل ویکمن النھار حتی قدم المدینۃ وقد تفطرت قدماہ فقال النبیؐ ادعوا الی علیاً قیل لایقدر ان یمشی فاتاہ النبی واعتنقہ وبکی رحمۃ لما بقدمیہ من الورم وتفل فی یدیہ وامرھا علی قدمیہ فلم یشتکھما بعد حتی قتل ـ

یعنی حضرت علیؑ جب اون احکام کی تعمیل سے فارغ ہوے جسکا حکم رسول اللہؐ دیگئے تھے تو مدینہ کی طرف ہجرت کیا شبکو چلتے اور دن کو پوشیدہ ہورہتے ـ یہانتک کہ وارد مدینہ ہوئے اور آپکے دونو قدم پاش پاش ہوگئے تھے حضرت نے حکم دیا کہ بلاؤ علیؑ کو تو لوگون نے کہا کہ مشی پر قادر نہین ہین پس خود حضرت تشریف لائے اور معانقہ کیا اور از راہ رحمت رونے لگے اور اوس تکلیف سے جو آپکے قدمونکو ورم سے پہونچا تھا ـ اوسکے بعد لعاب دہن مبارک لگایا جسکے بعد پھر کوئی شکایت آپکو نہ ہوئی یہانتک کہ شہید ہوئے ـ

کیا یہ واقعات معمولی ہین ـ کیا اس سے عملی ثبوت خلافت جناب امیرؑ کا نہین نکلتا کہ جو معاہدہ رسول اللہؐ مین اور آپکے خلیفہ مین بعد اعلان نبوت ہوا تھا اوسکی اس طرح تعمیل ہورہی ہے کہ پھر

کسی اندھے کو بھی اسمین شک نہ رہے کہ جناب رسالتمآب رسول خدا ہین اور جناب امیرؑ خلیفۂ رسول
کہ جو کام رسول اللہ کر رہے ہین اوسکا اتمام اوسکی تکمیل جناب امیرؑ کے ہاتھون ہو رہی ہے ۔
اگر حدیث و تاریخ کوئی چیز ہے تو پھر اس مین شک ہی نہین رہتا کہ جسطرح نبوت رسول اللہؐ ثابت ہے
اوسی طرح خلافت جناب امیرؑ بھی کیونکہ اعلان نبوت کے روز سے کوئی کام ایسا ہوا ہی نہین جسکا
تعلق نبوت و رسالت سے ہو کہ بغیر جناب امیرؑ انجام پایا ہو خواہ جنگ بدر و احد و خیبر و خندق ہو خواہ
صلح حدیبیہ کہ رسول اللہ اوس مین جنگ کرنیوالے ہین جناب امیرؑ فاتح رسول اللہؐ صلح کرنیوالے ہین
جناب امیرؑ اوسکے کاتب ۔
اگر خیال طول نہوتا تو ہم بہت سے واقعات لکھتے مگر صرف فتح مکہ پر ہم آپکو توجہ دلاتے ہین کہ دیکھیے
اوسکی کیا حالت ہے ۔ مگر قبل اسکے کہ کارہی و خلیفہ کو لکھین ایک واقعہ خلیفہ دوم لکھنا مناسب ہے ۔
جو بعد کو خلیفہ بنائے گئے اور نہ معلوم کیا کچھ اون کی بیچ سرائی مین گیت گائی جاتی ہے مدارج
النبوۃ مین ہے ۲۵
و پیش از در آمدن امر فرمود عمر بن الخطاب بمحو کردن صور انبیا و ملئکہ کہ کفار در دیوارہا خانہ کعبہ کشیدہ
بودند پس ہمہ را محو کرد عمر الا صورت ابراہیم و اسمعیل را کہ نگاہداشتہ بودند در دست ہریک تیر قمار
آنرا نیز فرمود کہ محو کنند این قوم بید الستند کہ پیغمبران ہرگز قمار نباختہ اند پس دلو آب طلبید بدست خود
آن دو صورت را بشست ۔
دیکھیے یہ عمر بن الخطاب ہین جو سب سے بڑے مخالف کفار و بت پرستی کہے جاتے ہین مگر خود عہد رسول
مین یہ حالت ہے کہ جب بیرون خانہ کعبہ کی تصویرون کے محو کرنیکا حکم دیا جاتا ہے تو صرف اس خیال
سے کہ حضرت ابراہیم و اسمعیل عرب کے بزرگون سے تھے ۔ اون تصویرون کو نہ مٹایا کہ آخر خود
رسول اللہؐ نے پانی منگا کر اپنے دست مبارک سے دھویا ۔ کیا ایسے شخص کی نسبت کوئی کہہ سکتا
ہے کہ انکے دل مین ایمان نے گھر کیا تھا ؟ یہ اسلام لائے تھے ۔ حکم رسول کو واجب التعمیل سمجھتے
تھے ۔ محبت کفر ان کے دل سے نکل گئی تھی ؛
غور کیجیے تو اس سے بڑھکر کیا کفر کی محبت ہو سکتی ہے کہ رسول اللہؐ فتح مکہ فرما رہے ہین بتون کی صورتون
کے محو کرنیکا حکم دے رہے ہین مگر عمر صاحب ہین کہ تمام انبیا و ملئکہ کی تصویرون کو تو مٹاتے ہین مگر کفار

کی خاطر سے نہ حضرت ابراہیمؑ کی تصویر محو کرتے ہین نہ حضرت اسمٰعیل کی نہ اون تیرون کی تصویر مٹاتے ہین جو کفار نے بنائی تھی ۔

اب آئیے جناب امیرؑ کی اوس خدمت کو ملاحظہ کیجیے جس سے شاہ صاحب کے اس قول کی تصدیق ہو کہ خلیفہ مثل جارحہ رسول ہوتا ہے مدارج النبوۃ مین ہے صفحہ ۲۵۶ جلد ۲

ودر بعض از کتب سیر مذکور است کہ بتے چند بزرگ در موضعی بلند نہادہ بودند کہ دست بآنہا نمی رسید ودر بعض روایات آمدہ کہ بت بزرگ ایشان بود کہ ہبل نام داشت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ وکرم وجہہ بعرض رسانید کہ یا رسول اللہ پا ے مبارک را بر کتف من بنہ واین اصنام را فرود آرم آن سرور فرمود یا علی ترا طاقت بر داشت بار نبوت نیست تو پائے بر کتف من نہ واین کار بکن علیؑ امتثالاً للامر پائے بر کتف رسول اللہ نہاد وآنرا فرو گرفت درین حالت حضرت از وے پرسید کہ خود را چگونہ می یابی گفت یا رسول اللہ چنان می بینم کہ حجب مکشوف شدہ گویا سر من بساق عرش رسیدہ است وہرچہ دست دراز می کنم بدست من می آید ۔ حضرت فرمود اے علیؑ خوشا وقت تو کہ کار حق می کنی وحبذا حال من کہ بار حق می کشم ۔ آوردہ اند کہ چون علیؑ بتان را بر زمین انداخت وقطعہ قطعہ ساخت وخود را از دوش آن حضرت بر زمین زد ودر روایتے آمدہ کہ خود را از نزدیکی کعبہ بنید خت از جہت ادب شفقت بر آنحضرت وچون بر زمین افتاد تبسمے نمود رسول از وی پرسید کہ چہ چیز ترا بخندہ آوردہ گفت آنکہ خود را ازچنین جائے بلند میند اختم وہیچ الم بمن نرسید آنحضرت فرمود چگونہ الم بتو رسید وحال آنکہ بردارندہ تو محمدؐ باشد وفرود آرندہ تو جبرئیل صلعم

یہ واقعہ آپکو بتا رہا ہے کہ رسول اور خلیفہ مین کیا نسبت ہے کہ جہان رسول کا ہاتھ نہین پہونچتا وہان خلیفہ اون کا کام کر رہا ہے ۔ خود حضرت تو الگ ہے گھوڑے اونٹ ۔ آدمی پر سوار ہو چکے ہین مگر یہ شرف خلیفہ رسول ہی کو ملا ہے کہ دوش رسول پر سوار ہون ؎

ہان یہ بھی سمجھنے کی بات ہے کہ خود جناب امیرؑ نے حضرت کو بت شکنی پر توجہ دلائی تھی ورنہ حضرت کے صحابہ مین تو زیادہ تر وہی لوگ تھے جن کا ان بتون سے ایسا عشق تھا کہ حکم صریح رسول پر بھی اون کو اٹھانا نہ چاہتے تھے ۔

یہ واقعہ محض اس غرض سے لکھا گیا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھا تھا پس خلافت خاصہ اینست که از خلیفه کارہای که نصیب آنحضرت است ومنسوب بایشان است در قرآن عظیم وحدیث قدسی بدست وی سرانجام شود وآنحضرت انابت او را تصریحاً وتلویحاً مرات کثیرہ اظہار فرمودہ باشند تا آنہمہ کارہا در جریدہ اعمال حضرت مرقوم گردد۔

جسکی تصدیق اس سے بڑھکر یا بمقابل اسکے ناممکن ہے کہ خود آنحضرت اپنے فرش مبارک پر سوار کرکے بتونکو گرا رہے ہیں اور فرماتے ہیں ای علیؑ خوشا وقت تو کہ کار حق می کنی وحبذا حال من کہ بار حق می کشم پھر فرماتے ہین چگونہ الم تو رسد وحال آنکہ بردارندہ تو محمدؐ باشد وفرود آرندہ تو جبرئیل۔

ہاں حضرت نے جو پہلے خلیفہ دوم کو حکم دیا تھا اوس کی وجہ بھی ظاہر ہوگئی کہ حضرت نے محض اتمام حجت کیلئے تاکہ خلائق کو شبہہ نہ رہے اور سبکو معلوم ہوجائے کہ اس شخص کے دل مین نہ اسلام ہے نہ یقین صادق عمر کو حکم دیا تھا کہ صورت انبیا وملئکہ کو محو کرین جس کو اونھون نے اس طرح انجام دیا کہ حضرت ابراہیمؑ واسمعیل کی تصویر کو نہ محو کیا۔ حالانکہ بنص ابن ہشام حضرت نے مخصوص اسی تصویر کو دیکھکر حکم محو دیا تھا ان رسول اللہ دخل البیت یوم الفتح فرای فیه صور الملئکة وغیرهم فرای ابراهیم علیه السلام مصوراً فی یده الازلام یستقسم بها فقال قاتلهم الله جعلوا شیخنا یستقسم بالازلام ما شان ابراهیم والازلام ما کان ابراهیم یهودیا ولا نصرانیا ولکن کان حنیفا مسلما وما کان من المشرکین صہ ۲۴۳ جلد ۲

کہ جب حضرت داخل خانہ کعبہ ہوئے تو ملئکہ وغیرہ کی صورتون کو دیکھا اور حضرت ابراہیم کی تصویر مین تیر پانسے قمار دیکھا جسپر حکم دیا کہ یہ صورتین مٹادی جائین۔ مگر حضرت عمر کے قلب کے اسکو نہ گوارا کیا کہ حضرت ابراہیم کی وہ تصویر محو کی جائے جسے کفار نے اپنی تائید کفر کیلئے طیار کیا تھا۔

بہرحال شاہ ولی اللہ تیسرا نکتہ لکھتے ہین نکتہ سیوم آنکہ خلافت امر خطیر است ونفوس بنی آدم مجبول بر اتباع ہوا وشیطان در بنی آدم جاری است مجری الدم۔ چون خلافت

برائے تحقیقے مستقر شود احتمال دارد کہ جور پیش گردد و از مقاصد خلافت نہادن صریح بعمل آرد
و ضرر این **خلیفہ** در امت مرحومہ اشد باشد از ضرر ترک استخلاف وے و این احتمال کثیر الوقوع
است نمی بینی کہ **بادشاہان** ہمہ الا ماشاء اللہ درین مہلکہ گرفتار شدہ اند و می شوند تا وقتیکہ
این احتمال برانداختہ نشود بوعدہ الہی یا باوصافی کہ نزدیک حصول آن با جور نہادن
ممتنع عادی گردد و ظن فعل بعدل و قیام خلیفہ بامر ملت بظہور رسد استخلاف و ہمچنین
شخص خیر محض نباشد و نفوس بنی آدم باقامت او اطمینان پیدا نکند و کسیکہ **مرشد**
خلایق گردد و مربی ایشان در علم ظاہر و باطن محتمل کہ در علم و حال خود غلط کردہ باشد
و دیگران بعض قرائن متمسک شدہ ہمان غلط را رواج دادہ باشند و ما احسن ما قیل ؎
اے بسا ابلیس آدم روی ہست × پس بہر دستی نشاید داد دست + تا اعتماد بر علم و حال شخصی
بحدیث مستفیض صادق **مصدوق و اشارات** او حاصل نشود کار ناتمام است
پس خلافت کاملہ ہمانست کہ وثوق بصاحب آن داشتہ باشیم **بنص شارع** و اشارات او
و خلافت عامہ آنکہ بمجرد تعداد [illegible] خلیفہ و علم او اکتفا کنیم صد ۱ ازالۃ الخفا

خلاصہ اس تقریر طویل و بسیط کا یہ ہے کہ خلافت کاملہ وہی ہے جس مین شارع ع نے
نص کیا ہو۔ اور ظاہر ہے کہ **نص** وہی ہے جس مین دوسرا احتمال پیدا نہ ہوسکے۔
تو کیا بجز جناب امیر اور ائمہ طاہرین دوسرا کوئی **خلیفہ** ہوسکتا ہے جنکی خلافت۔ اخوت و
وراثت **وزارت** پر حضرت [illegible] نص کیا جس روز اپنی نبوت کا اعلان کیا۔

اور مولوی ثناء اللہ صاحب نے بھی اقرار کیا ہے کہ خلیفہ منصوص مقدم ہوتا ہی خلیفہ منتخب پر۔
افسوس تو اسکا ہے کہ اہلسنت عموماً اور شاہ صاحب خصوصاً باتین تو اچھی نکالتے ہین مگر عمل نہین
کرتے کیونکہ خود فرماتے ہین خلافت [illegible] منتظر ہے۔ مگر [illegible] اس پر عمل نہین۔ کیونکہ خود صحیح بخاری
مین [illegible] کا قول ہے بیعت ابی بکر کانت فلتۃ [illegible] کہ بیعت ابوبکر ناگہانی تھی
یا ایک فتنہ پھر فرماتے ہین فمن بایع رجلا علی غیر مشورۃ من المسلمین فلا یتابع
ہو و الذی بایعہ تغرۃ ان یقتلا صد ۱۱۲۷
یعنی جو شخص بلا مشورہ کسی کی بیعت کرے نہ تو اسکی متابعت کی جائے نہ اوسکی جسکی بیعت

کی گئی بخوف اسکے کہ دونو قتل کئے جائین۔ تو اب اس خلافت کو صحیح سمجھنا یا درست جاننا کسقدر حق کے خلاف ہے۔

فرماتے ہین نفوس بنی آدم مجبول بین ایقاع ہوا و ہوس پر اور شیطان مثل خون کے آدمی کے بدن مین دوڑتا ہے۔ کیسا صحیح جملہ ہے۔ کیونکہ اگر اتباع ہوا و ہوس اور تسلط شیطان کا اثر نہوتا تو حکم خدا و رسول کے خلاف کیون خلیفہ مقرر کیا جاتا۔ نص کی مخالفت کرکے اجماع پنچایتی کا کیون رواج ہوتا جسکا آخری نتیجہ خلافت یزید ہے۔

پھر فرماتے ہین جب کوئی خلیفہ ہوجاتا ہے تو اسکا احتمال ہوتا ہے کہ مقاصد خلافت مین تہاون صریح عمل مین لائے اور ضرر اس خلیفہ کا ترک استخلاف کے ضرر سے زیادہ ہو اور یہ احتمالی کثیر الوقوع ہے جیسا کہ بادشاہون مین دیکھا جاتا ہے کہ قریب قریب سب ہی اس مہلکہ مین گرفتار ہین الا ماشاء اللہ

تو اب دیکھنا چاہیئے کہ خلافت ثلثہ سے یہ سب مضرتین پیدا ہوین کہ نہین کیونکہ اصلی غرض بعثت انبیا اجرائے دین حق ہے۔ اور خلافت کی غرض استحفاظ دین ہے۔ دیکھئے اوس مین کیسی ناکامی ہوئی کہ محض اس خلافت ثلثہ کی بدولت آج دین اسلام کا کوئی حکم ایسا نہین ملتا جس مین اختلاف در اختلاف نہو۔

تو پھر بتائیے آپکا یہ قول انپر صادق آیا کہ نہین "مضر این خلیفہ در امت مرحومہ اشد باشد از ضرر ترک استخلاف دے" کیونکہ رسول اللہ صلعم نے تو انہین مصالح پر نظر کرکے۔ اوسی روز خلیفہ مقرر کیا تھا جس روز اپنی نبوت کا اعلان کیا۔ پس اگر وہی خلیفہ تسلیم کرلیا جاتا اور سب اوسی کے مطیع و منقاد بن جاتے تو نہ جنازہ رسول تین روز تک بے گور و کفن رہتا نہ امت مین اختلاف اسقدر پیدا ہوتا۔ جس سے آج اہل اسلام اس ذلت و خواری مین مبتلا ہین کہ ہمسیر یہود ہو رہے ہین۔

کیون صاحب جب آپ اس احتمال کو کثیر الوقوع ۔ تے ہین اور تمامی سلاطین کو اسمین مبتلا فرماتے ہین تو خلفائے ثلثہ کو کس قاعدہ سے اوس سے مستثنیٰ کرتے ہین کیونکہ جس طرح دیگر سلاطین بلا حکم خدا و رسول بادشاہ بنتے ہین اور ظلم کرتے ہین اوسی قاعدہ سے تو آپکے خلفا بھی بادشاہ ہوئے

توسبکو لیک قاعدہ مین لانا اور تین کو مخصوصاً خارج کرنا بالکل دیانت کے خلاف ہے حالانکہ سب ایک رنگ مین رنگے ہوئے ہین ۔

پھر فرماتے ہین کہ جب تک یہ احتمال وعدہ الٰہی سے یا اون اوصاف کے مرتفع نہو جائے جسکے بعد ظن قوی عدل و قیام خلیفہ بامر ملت ظہور ہو۔ ایسے شخص کا خلیفہ بنانا خیر محض ہوگا اور نفوس بنی آدم کو اطمینان نہ حاصل ہوگا ۔

غور فرمایئے کسقدر آپکے مضر ہے کیونکہ خلفائے ثلثہ نہ عہد رسول مین اس اطمینان کے قابل تھے نہ بعد وفات آنحضرت کیونکہ اگر کسی طرح وہ قابل ہوتے تو حضرت ضرور اون کو خلیفہ مقرر کرتے یا کوئی عہدہ متعلق بہ احکام شریعت اونکو دیتے ۔ لہذا معلوم ہوا کہ انکا تقرر بالکل خلاف خیر محض ہے بلکہ شر محض ہے ۔

آخر مین آپنے اقرار کیا کہ چلیک حدیث مستفیض صادق مصدوق سے اعتماد اوسکے عدل و حال پر حاصل نہو کارنا تمام ہے پس خلافت کاملہ وہی ہے کہ نص شارع ۔ اور اشارات سے اوس کے وثوق حاصل ہو "

تو اب دیکھیے کہ حدیث مستفیض (مشہور) کیسی کوئی حدیث صحیح بھی ایسی ہے جس سے کسی طرح نص یا اشارہ بھی انکے جواز خلافت پر نکلتا ہو ۔

نص و اشارہ کیساخود خلیفہ دوم فرما رہے ہین ان لم استخلف فما استخلف من ھو خیر منی جس نے تمامی دعوی ہائے نص و اشارہ کو اوڑا دیا پھر صحیح بخاری کا جملہ بیعۃ ابی بکر کانت فلتۃ + فمن بایع رجلاً علی غیر مشورۃ المسلمین نے اجماع اور شوری کو بھی اوڑا دیا کہ نہ اجماع ہوا نہ مسلمانون سے مشورہ ۔

پھر خلیفہ اول کا وقت وفات یہ کہنا کہ کاش رسول اللہ ص سے ہم یہ پوچھے ہوتے کہ خلافت کسکا حق ہے ۔ اس مین انصار کا بھی حق ہے کہ نہین ۔ ہر طرح کے دعوی نص و اشارہ کو باطل کرتا ہے کتاب الامامۃ والسیاسۃ مین ہے صـ۳۱ـ

واما اللاتی کنت اودانی سالت رسول اللہ ص عنھن فلیتنی سالت لمن ھذا الامر من بعدہ فلا ننازعہ فیہ احد ولیتنی سالت ھل للانصار فیھا من حق ۔

یعنی کاش رسول اللہ سے ہم دریافت کرتے کہ حضرت کے بعد کون خلیفہ ہوگا کہ پھر کوئی نزاع نہ کرتا اور کاش پوچھتے کہ اس مین انصار کا حق ہے کہ نہین۔
کیا جس شخص پر کچھ بھی نص یا اشارہ ہوتا تو وہ ایسا کہہ سکتا ہے کہ کاش ہم رسول اللہ سے اسکو دریافت کرتے اور خلیفہ دوم کی نسبت تو خود مولوی شبلی صاحب اپنی مشہور کتاب الفاروق مین لکھتے ہین۔
اور فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ اگر تین چیزون کی حقیقت بتا جاتے تو دنیا اور مافیہا سے زیادہ عزیز ہوتی خلافت۔ کلالہ۔ ربا۔ چنانچہ ان تمام واقعات کو محدث عماد الدین بن کثیر نے صحیح حدیثون کے حوالہ سے اپنی تفسیر قرآن مین نقل کیا ہے ص ۳۳۲ حصہ دوم
جس سے اسقدر تو یقیناً معلوم کہ کسی طرح حکم رسول خواہ بنص ہو خواہ بہ اشارہ ان کی نسبت نہ تھا اور اسکے ساتھ وہ حکمرانی کرتے رہے اور جسقدر چاہا ظلم کیا اور شریعت رسول کو منقلب کیا۔
اب اسکے مقابل مین اوس خلیفہ رسول کے کلام کو ملاحظہ فرمائیے جسے آنحضرت نے بروز اعلان نبوت خلیفہ مقرر کیا تھا کہ آجتک یہ اشعار حضرت کے دیوان مین موجود ہین ؎

لقد علم الاناس بان سہمی ٭ من الاسلام یفضل کل سہم ٭ و احمد النبی اخی و صہری
علیہ اللہ صلی و ابن عمی ٭ و انی قائد للناس طرا ٭ الی الاسلام من عرب و عجم
و قاتل کل صندید رئیس ٭ و جبار من الکفار ضخم ٭ و فی القرآن الزمہم ولائی
و اوجب طاعتی فرضاً بعزم ٭ کما ہارون من موسی اخوہ ٭ کذلک انا اخوہ و ذاک اسمی ٭ لذلک اقامنی لہم اماما ٭ و اخبرہم بہ بغدیر خم ٭ فمن منکم یعادلنی بسہمی ٭ و اسلامی و سابقتی و رحمی ٭

یعنی تمام آدمیوں کو معلوم ہے کہ ہمارا حصہ اسلام مین سب کے حصون سے بڑھا ہوا ہے ٭ احمد نبی ہمارے بھائی اور سسر ہین اور ابن عم ہین جنپر خدا کی صلوات ہے ٭ اور مین سب کا قائد کھینچنے والا ہون طرف اسلام کے عرب ہون یا عجم ٭ اور قاتل ہون ہر سردار و ہتر کا کفار بزرگ سے جسکا ترجمہ علامہ میبذی نے شرح دیوان مین اس طرح نظم کیا ہے ؎ از خلق جہان پایہ من بیشتر است
در علم و عمل مایہ من بیشتر است ٭ جاہل کہ زنجبت بد گمر دگوش ٭ دودیدہ او خطر من بیشتر است۔

پھر فرماتے ہین اور قرآن مین خدا نے میری ولایت کو فرض کیا ہے (قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی) اور واجب کیا ہے میری اطاعت کو بعزم (دل بر کار نہادن) جیسا کہ ہارون موسیٰ کے بھائی تھے ۔ اسی طرح ہم حضرت کے بھائی ہین اور یہی میرا نام ہے ۔ اسی لئے ہمکو انکا امام مقرر کیا ۔ اور اسکی خبر دی خم غدیر مین ۔ تو اب کون تمسے ایسا ہے جو ہمارے حصہ کی برابری کرے اسلام ۔ اور سبقت اور قرابت مندی مین ۔

یہ اشعار ہین جناب امیر کے جو دیوان حضرت مین موجود ہین اور علامہ میبذی نے اسکی شرح کی ہے اور علماے اہل سنت کو اسکا اقرار ہے کہ حضرت ہی کے کلام کا مجموعہ ہے ۔

تو اب آپ ہی غور فرمایئے اس سے بڑھکر کونسا نص ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ کا نص صریح بہ اسناد صحیح کتب اہلسنت مین موجود ہے ۔ جناب امیر اپنے اشعار آبدار مین ان نصوص صریحہ کو یاد فرماتے ہین ۔ مگر جب ابوجہل نے معجزۂ شق القمر اپنی آنکھ سے دیکھکر نہ مانا تو ان لوگون کے انکار و استبداد پر کیا تعجب ہے ۔ حالانکہ ابوجہل کو اسکا یقین تھا کہ ہم اس انکار کی بدولت داخل جہنم ہونگے جیسا کہ ہوا اور یہ لوگ تو خلیفہ ہی بنے تھے تمامی ممالک اسلامی ان کے زیر اثر تھا ۔

دیوان جناب امیر ایک مشہور کتاب ہے جو آجکل کورس مین داخل ہے اوسکی نسبت کشف الظنون مین ہے دیوان علی بن ابی طالب رضہ وقد شرحہ الحسین بن معین الدین المیبذی الترمذی المتوفی سنۃ سبعین وثمان مائۃ بالفارسیۃ ۔

حضرت نے جو خلافت جناب امیر پر بروز اعلان نبوت نص کیا ہے اوسکو خود شاہ ولی اللہ صاحب بھی پیش از ہجرت آنحضرت با او معاملت منتظر الخلافت بجا آوردند کہ یکے از لوازم خلافت خاصہ است لکھا ہے صفحہ ۲۵۲

جیسا کہ سابقاً مذکور ہوا پھر لکھا از انجملہ آنکہ چون کفار قریش مجتمع شدند بر ایذاے آنحضرت و ہجرت از مکہ بمدینہ تصمیم یافت بحضرت مرتضی فرمود بر فراش آنحضرت بخسپید و رداے مبارک آنحضرت بالاے خود بپوشید صفحہ ۲۵۳

صفحہ ۲۵۳

از انجملہ آنکہ چون درمیان اصحاب مواخات واقع شد آنحضرت حضرت مرتضی را برادر خود خواندند

از انجملہ آنکہ در مشہد بدر نصیب حضرت مرتضی از سوابق اسلامیہ اوفی و اوفر بود ۔

از انجملہ آنکہ آنحضرت صلعم حضرت مرتضی را بحضرت فاطمہ تزویج فرمود و درین ضمن تشریف عظیم و تعظیم فخیم کرامت فرمود ص۲۵۴

جس مین شاہ صاحب حضرت کی یہ حدیث بھی لکھتے ہین قد انکحتک احب اهلبیتی الی کہ اے فاطمہ مینے تمکو اوس سے عقد کیا ہے جو ہمارے تمامی اہل بیت مین سب سے زیادہ احب ہے۔

وازانجملہ آنکہ در مشہد احد فضائل عظیمہ نصیب او آمد۔ یہ وہی جنگ احد ہے جسمین خلفائے ثلثہ اور کل صحابہ نے فرار کیا تھا۔ قال ابن هشام حدثنی اهل العلم ان ابن ابی نجیح نادی مناد یوم احد لا سیف الا ذوالفقار ولا فتی الا علی الکرار۔ وازانجملہ آنکہ در روز خندق چون دلیران کفار قریش از خندق عبور کردند و بمقابلہ مسلمین قایم شدند حضرت مرتضی با عمرو بن عبدود مبارزت نمود و او را بجہنم فرستاد۔

وازانجملہ آنکہ در بیعت رضوان حاضر بود و نامہ صلح بردست وے مکتوب شد قال ابن اسحق وکان هو کاتب الصحیفة۔ و ہم درین سفر با مرتضی معاملہ **منتظر الخلافت بجا آوردند**

خرج النسائی والحاکم واللفظ للنسائی عن علی رض قال جاء النبی صلعم اناس من قریش فقالوا یا محمد انا جیرانک وحلفائک وان من عبیدنا قد اتوک لیس لهم رغبة فی الدین ولا رغبة فی الفقه انما فروا من ضیاعنا واموالنا فارددهم الینا فقال لابی بکر ما تقول فقال صدقوا انهم لجیرانک وحلفائک فتغیر وجه النبی صلعم ثم قال لعمر ما تقول قال صدقوا انهم لجیرانک وحلفائک فتغیر وجه النبی صلعم ثم قال یا معشر قریش واللہ لیبعثن اللہ علیکم رجلا منکم قد امتحن اللہ قلبه للایمان ولیضربنکم علی الدین او یضرب بعضکم قال ابوبکر انا هو یا رسول اللہ صلعم قال لا قال عمر انا هو یا رسول اللہ قال لا ولکن ذلک الذی یخصف النعل وقد اعطی علیا نعلا یخصفها ص۲۵۶

یعنی حضرت نے اس سفر مین بھی جناب امیر کے ساتھ معاملہ منتظر الخلافہ کیا کہ کچھ لوگ قریش سے حضرت کی خدمت مین حاضر ہوئے اور کہا ہم آپکے ہمسایہ و حلیف ہین اور یہ غلام ہمارے بھاگ کر آپکے پاس آئے ہین جنکو نہ دین سے مطلب ہے نہ فقہ سے ہمارا کھیت اور مال چھوڑ کر

بھاگ آئے ہین آپ ہمکو واپس کر دین حضرت نے ابو بکر سے پوچھا کیا کہتے ہو کہا۔ یہ سچ کہتے ہین سب آپکے حلیف و ہمسایہ کے لوگ ہین حضرت کا چہرہ اس سے متغیر ہوا۔ پھر عمر سے پوچھا۔ عمر نے بھی کفار کی تصدیق کی جس سے حضرت کا چہرہ متغیر ہوا اور فرمایا اے گروہ قریش قسم خدا کی وہ تم پر ایسے شخص کو بھیجے گا جسکے قلب کا امتحان کیا ہے ایمان کے لئے اور وہ تمکو دین پر باریگا یا بعض کو باریگا۔ ابو بکر نے کہا یا حضرت کیا وہ شخص ہم ہونگے حضرت نے فرمایا نہین۔ عمر نے کہا ہم ہونگے۔ حضرت نے فرمایا نہین۔ بلکہ وہ شخص یہ ہوگا جو نعل مین پیوند لگا رہا ہے اور دیا تھا حضرت علیؑ کو نعل کہ پیوند لگائین۔

اس واقعہ کو شاہ صاحب بھی معالات منتظر الخلافہ سے قرار دیتے ہین جسکے یہ مطلب ہیں کہ اس سے معلوم ہوا حضرت آپکو اپنا خلیفہ و جانشین ظاہر کر رہے ہین یا امیدوار خلافت بنا تے ہین۔ مگر افسوس اپنے خلفائے ثلثہ کے لئے کوئی واقعہ ایسا نہین لائے جس سے سمجھا جائے کہ حضرت اونکو بھی کسی طرح مستحق خلافت قرار دیتے ہین۔

نہین نہین بلکہ اس حدیث مین تو نص صریح موجود ہے کہ حضرتؐ نے اون کی اہلیت خلافت سے نفی صریح فرمایا کیونکہ جب ابو بکر نے کہا کہ انا یا رسول اللہ کہ مین وہ شخص ہون تو حضرتؐ نے نہایت وضاحت سے فرمایا لا یہی جواب عمر کو بھی دیا کہ لا۔

پھر یہ کس درجہ کی معاندت خدا اور رسول ہے کہ حضرت جسکے استحقاق خلافت کی نفی صریح فرماتے ہین وہ تو اس طرح خلیفہ رسول بنایا جائے کہ اہلسنت کو کسی طرح اوس مین تردد ہی نہو۔ اور جس شخص پر روز اعلان نبوت سے ایسا نص کیا جا رہا ہے کہ پھر شک ہی نہو۔ اور اس طرح معاملہ منتظر الخلافہ کیا جا رہا ہے کہ سبکو معلوم ہو یہی خلیفہ جائز رسول ہین۔ اوسکے ساتھ یہ سلوک ہو کہ وہ خلافت سے محروم کیا جائے اور جب خلافت ملی بھی تو اس طرح کی مخالفت کی جائے کہ وہ موت کو حیات پر ترجیح دے اور آج تک اہلسنت اوس کی خلافت کے بصدق دل قایل نہون اور ہزار دن حجتین پیدا کرین یہانتک کہ ازالۃ الخفا لکھی جائے جسکا نام بقول صاحب قول مستحسن ازالۃ الخلافہ عن خاتم الخلافہ ہے۔

ہم نہین سمجھتے آخر یہ کس قسم کے مسلمان ہین اور کیونکر دعوی اسلام کر سکتے ہین جب برابر حضرتؐ

مخالفت خدا و رسول کر رہے ہین کہ حضرت تو روز اعلان نبوت سے آپکی خلافت کا اعلان کر رہے ہین اور ابوبکر و عمر کی قابلیت کی نفی مگر وہی خلیفہ بنائے جاتے ہین اور ایسے خلیفہ کہ حکم خدا و رسول سب اون کے سامنے معطل کر دیئے جائین۔

زیادہ تعجب تو شاہ ولی اللہ صاحب سے ہے کہ ابتدا مین تو وہ تین نکتے بیان کئے تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ بالکل راہ حق پر آجائینگے۔ مگر محبت خلفائے ثلثہ مین ایسا سرشار ہو گئے کہ نہ آپنے پہلی تحقیقات کو خیال کیا نہ ان تحقیقات کو جو روایات صحیحہ سے لکھ رہے ہین۔ حالانکہ اگر ذرہ برابر بھی انصاف کرتے تو خلافت ثلثہ کو بالکل تسویل شیطانی قرار دیتے کیونکہ خود لکھ چکے ہین ؎

اے بسا ابلیس آدم روی ہست + پس بہر دستی نباید داد دست رو حضرت این خلیفہ در امت مرحومہ اشد باشد از حضر ترک استخلاف دے۔

پھر لکھتے ہین از انجملہ آنکہ در غزوہ خیبر در فتح حصن از حصون درنگ واقع شد رایت بدست حضرت مرتضی دادند و بانجانب روان ساختند فتح آن حصن بر دست او متحقق گشت۔

قال محمد بن اسحق حدثنی بزید بن سفیان عن ابیه عن سلمه بن الاکوع قال بعث رسول اللہ ابا بکر برایة الی بعض حصون خیبر فقاتل و رجع ولم یکن فتح و قد جهد ثم بعث من الغد عمر فقاتل ثم رجع ولم یکن فتح وقد جهد فقال رسول اللہ لاعطین الرایة غدا رجلا یحب اللہ و رسوله و یحبه اللہ و رسوله کرارا و غیر فرار لا یرجع حتی یفتح اللہ علی یدیه قال یقول سلمه فدعا علیا وهو ارمد العینین فتفل فی عینیه ثم قال خذ هذه الرایة فامض بها حتی یفتح اللہ علیه قال یقول سلمه فخرج بها یهرول هرولة وانا خلفه نتبع اثره حتی رکز رایته فی رخم من حجارة تحت الحصن فاطلع الیه الیهود من راس الحصن قال ومن انت قال انا علی بن ابیطالب قال یقول الیهود علوتم وما انزل علی موسیٰ او قال فما رجع حتی فتح اللہ علی یدیه

اس روایت مین قابل غور یہ ہے کہ حضرت نے پہلے ابوبکر کو علم دیا اور بے نیل مرام واپس آئے بعد عمر صاحب اس دم دعویٰ سے گئے اور وہ بھی محروم آئے تب حضرت نے فرمایا کل ہم

ایسے شخص کو علم دینگے جو خدا و رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا و رسول اوس کو دوست رکھتے ہین جو کرار ہے نہ فرار ہے فتح کئے ہوئے واپس نہ آئیگا۔

جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ جو لوگ پہلے گئے تھے وہ ان صفات سے معرا تھے نہ وہ خدا و رسول کو دوست رکھتے تھے نہ خدا و رسول اون کو دوست رکھتے وہ فرار تھے نہ کرار۔

اب اس سے بڑھکر کونسا اشارہ ہوسکتا ہے کونسا نقص جس مین حضرت ان دونون کی ناقابلیت کو ظاہر فرما رہے ہین کہ ایک قلعہ ان سے نہین فتح ہوسکتا تو اور کیا ہوسکتا ہے کیونکہ فرار کی صفت بھی تو لگی ہوئی ہے۔ اسی وجہ سے شاید یہ لوگ اپنے عہد کی لڑائیون میں بھی کبھی شریک ہوئے۔

اسکے ساتھ حضرت اون کا دشمن خدا و رسول ہونا اور خدا و رسول کا اون کا دشمن ہونا بھی بتا رہے ہین مگر اہل سنت ایسے ہین کہ نہ سابق والی روایت پر غور کرتے ہین جس مین نے ان کی ناقابلیت ثابت کی نہ اس روایت پر۔

اسکے بعد شاہ صاحب عمرۃ القضا کا ایک واقعہ لکھتے ہین کہ دختر حضرت حمزہ کے بارے مین جناب امیر و حضرت جعفر طیار و زید مین اختلاف ہوا وقال لعلی انت منی و انا منک۔

ازانجملہ آنکہ چون بانصاری نجران قصد مباہلہ مصمم شد آنحضرت صلعم حضرت مرتضیٰ و زہرا و حسنین را برای مباہلہ حاضر ساختند اخرج الترمذی عن سعد بن ابی وقاص قال لما نزلت هذه الایة ندع ابنائنا و ابنائکم و نساءنا و نسائکم الایہ دعا رسول اللہ صلعم علیاً و فاطمہ و حسنا و حسینا فقال اللھم ھؤلاء اھلی۔ ازانجملہ آنکہ چون غزوہ فتح مقرر شد آنحضرت حضرت مرتضیٰ را با جماعۃ روان فرمودتا مکتوبے کہ حاطب بن بلتعہ نوشتہ بود از دست حامل آن باز گیرند باز چون از سعد بن عبادہ کہ صاحب رایت بود کلمہ صادر شد کہ ناپسند خاطر مبارک افتاد رایت را از وے گرفتند و بحضرت مرتضیٰ دادند قال محمد بن اسحق فزعم بعض اهل العلم ان سعداً حین وجہ داخلا قال الیوم یوم الملحمہ الیوم یستحل الحرمہ فسمعہا رجل من المہاجرین عمر بن الخطاب

فقال یا رسول اللہ اسمع ما قال سعد بن عبادہ فانا اخاف من ان یکون فی قریش صولہ فقال رسول اللہ لعلی بن ابیطالب خذ الرایۃ منہ فکن انت تدخل بہا صفحہ ۲۵۷

یہ روایت بھی اس لحاظ سے زیادہ قابل غور ہے کہ سعد بن عبادہ انصاری کو حضرت نے علمدار بنا کر فتح مکہ میں روانہ کیا ہے تو انھوں نے کہا آج روز قتال عظیم ہے آج خانہ کعبہ کی بے حرمتی ہوگی۔ تو بعض مہاجرین نے یہ کلمہ عمر کو سنوا دیا انہوں نے فوراً حضرت سے عرض کیا کہ سعد بن عبادہ ایسا کہتے ہیں خوف ہے کہ کہیں قریش پر قہر و حملہ نہو۔ تو حضرت نے جناب امیر سے فرمایا تم علم لے لو اور تم ہی لیکر داخل ہو۔

سعد بن عبادہ بڑے مرتبہ کے صحابی ہیں رئیس انصار ہیں انہوں نے اگر یہ جملہ کہا کہ آج قتال عظیم ہوگا۔ تو حق بجانب تھا کیونکہ آج آٹھ برس سے حمایت و نصرت رسول میں ہزاروں زحمتیں اوٹھا چکے ہیں سینہ جوش انتقام سے مملو ہے۔ مگر خلیفہ دوم کو تو دیکھئے جو بڑے دشمن کفار کہے جاتے ہیں اگر یا تو ان کے پیاسے ہیں صلح حدیبیہ میں کیا جوش دکھا چکے ہیں کہ حضرت کی نبوت ہی میں شک ہوگیا مگر یہاں کیسی محبت کفار قریش کی غالب آگئی کہ جب سعد سے وہ کلمہ سنا تو ضبط نہ کر سکے اور رسول ایسے کریم و رحیم سے جا کر مدعی ہوے۔

مگر اس پر بھی حضرت نے نہ اونکو اس قابل سمجھا کہ علم دین نہ اس لائق کہ رایت ہدایت حوالہ کریں بلکہ اپنے خلیفہ و جانشین جناب امیر کو دیا اور فرمایا کہ تم ہی لیکر یہ علم داخل ہو۔

ابھی ایک واقعہ دیکھ آئے ہیں کہ کفار قریش نے جو حضرت سے کہا تھا کہ ہم آپکے حلفا و جیران سے ہیں ابو بکر عمر دونوں نے قول کفار کی تصدیق کی تھی تو حضرت کو ایسا غضب ہوا کہ چہرہ متغیر ہوا۔ یہاں پھر وہی حمایت کفار دکھا رہے ہیں۔

از انجملہ آنکہ آنحضرت خالد بن ولید را بطرف بنی خذیمہ فرستادہ بود و وے جماعتہ از اسیران آنجا را بغیر احتیاط بکشت برائے تدارک این خلل در عقب او حضرت مرتضی را فرستادند۔

ثم قام رسول اللہ فاستقبل القبلہ شاہراً یدیہ حتی انہ لیری ما تحت منکبیہ و یقول اللہم انی ابرء الیک مما صنع خالد ثلث مرات صفحہ ۲۵۸

اس مین دیکھنا ہے کہ خالد بن ولید ویسا صحابی ہے جیسا کہ خلفائے ثلثہ تھے۔ اوس کی بے اعتدالی کے اصلاح کیلئے حضرت نے نہ ابوبکر کو بھیجا نہ عمر کو جو بقول اہل سنت زیادہ تجربہ کار اور ہوشیار تھے بلکہ جناب امیر کو بھیجا جسکو حضرت نے اس طرح انجام دیا کہ حضرت خوش ہوے اور خالد پر تبرا فرمایا۔

مگر عمر صاحب ہین کہ بوقت رحلت فرماتے ہین اگر خالد بن ولید زندہ ہوتے تو ہم اون کو خلیفہ کرتے پھر اور خلفا کے مستحق تبرا ہونے مین کیا عذر ہو سکتا ہے۔

ازانجملہ آنکہ در غزوہ حنین چون ہزیمت گونہ بمسلمین رو داددی رضہ دران حالت ازجماعۃ ثابتان بود۔

ازانجملہ آنکہ چون آنحضرت صلعم متوجہ غزوہ تبوک شد برای تعہد حال سال خود حضرت مرتضی را در مدینہ گذاشتند و در ضمن آن تشریف عظیم کرامت فرمودند + اخرج البخاری + خرج الی تبوک واستخلف علیا فقال اتخلفنی فی الصبیان والنساء قال الا ترضی ان تکون منی بمنزلۃ هارون من موسیٰ الا انہ لیس نبی بعدی۔

یہ وہی حدیث منزلت ہے جس مین حضرت نے جناب امیر کو بمنزلہ ہارون قرار دیا ہے حضرت موسیٰ سے بروایت درمنثور حضرت اس سفر مین اس قصد سے تشریف لیجا رہے تھے کہ شام مین قیام فرمائیں مختلف الفاظ سے حضرت نے جناب امیر کو اس مین اپنا خلیفہ فرمایا اور کہا ان المدینۃ لا تصلح الا بی او بک۔

وازانجملہ آنکہ در سال نہم حضرت ابوبکر صدیق را امیر حاج ساختند و وے رضی اللہ عنہ روا چون آن شد اوائل سورہ برات نزول یافت و آنحضرت صلعم بجہت تبلیغ آن حضرت مرتضی را امر فرمودہ در عقب حضرت صدیق فرستادند ۲۵

اس واقعہ مین جس قدر افترا سے کام لیا گیا ہے اوس کی حد نہین کیونکہ سب جانتے ہین فتح مکہ سنہ ۸ھ مین ہوا اور یہ واقعہ سنہ ۹ھ کا ہے ابھی تک بہت سے کفار بوجہ معاہدہ اوسی طرح آزاد تھے جس طرح پہلے آزاد تھے پھر امیر حاج مقرر کیا جانا اور بعد روانگی ابوبکر سورہ برات نازل ہونا یہ سب بالکل لغو ہے ملاحظہ ہو تفسیر درمنثور سیوطی صفحہ ۲۰۹ جلد ۳

واخرج عبد اللہ بن احمد بن حنبل فی زوائد المسند وابو الشیخ وابن مردویہ عن علی رض قال لما نزلت عشر آیات من براءۃ علی النبی م دعا ابا بکر لیقرأها علی اھل مکہ ثم دعانی فقال لی ادرك ابا بکر فحیثما لقیتہ فخذ الکتاب منہ ورجع ابو بکر فقال یا رسول اللہ نزل فیّ شئی قال لا ولکن جبرئیل جاءنی فقال لن یودی عنك الا انت او رجل منك

(۲) عن انس قال بعث النبیؐ ببراءۃ مع ابی بکر ثم دعاہ فقال لا ینبغی لاحد ان یبلغ ھذا الا رجل من اھلی فدعا علیاً فاعطاہ ایاہ

واخرج ابن مردویہ عن سعد بن ابی وقاص ان رسول اللہ بعث ابا بکر رض ببراءۃ الی اھل مکۃ ثم بعث علیاً رض علی اثرہ فاخذھا فکان ابو بکر رض وجد فی نفسہ فقال النبی یا ابا بکر انہ لا یودی عنی الا انا او رجل منی۔

(۱) یعنی عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ جب سورہ برات کی پہلی دس آیتین نازل ہوین تو حضرت نے ابوبکر کو بلا کر دیا کہ جا کر اہل مکہ کو سنائین پھر ہمکو بلا کر کہا کہ جلد ابوبکر سے جا کرے لو جہان ملاقات ہو اون سے وہ آیتین لے لو اور پھر آئے ابوبکر اور کہا کہ یا رسول اللہ م کیا کوئی آیتہ ہمارے بارہ مین نازل ہوئی ہے حضرت نے فرمایا کہ نہین مگر جبرئیل مین آئے اور کہا تمھاری طرف سے یا تو تم خود ادا کرسکتے ہو یا وہ شخص جو تمسے ہو۔

(۲) ابن ابی شیبہ احمد۔ ترمذی نے روایت کی ہے انس سے کہ حضرت نے سورہ برات دیکر ابوبکر کو۔ روانہ کیا۔ پھر بلا لیا اور کہا اسکی تبلیغ نہین کرسکتا مگر وہ شخص جو ہمارے اہل سے ہو پس بلایا علیؑ کو اور دیا اون کو۔

(۳) ابن مردویہ نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کی ہے کہ حضرت نے ابوبکر کو اہل مکہ کی طرف سورہ برات لیکر بھیجا پھر بھیجا حضرت علیؑ کو اون کے پیچھے پس لیا علیؑ نے اون سے سورہ برات کو اور گویا کہ غصہ ہوئے ابوبکر حضرت نے فرمایا اے ابوبکر اس کی تبلیغ نہین کرسکتا مگر مین یا وہ شخص جو مجھسے ہو۔

اب ہم نہین سمجھتے کہ شاہ صاحب کو اس قدر جھوٹ بولنے سے کیا فائدہ ملا جو یہ لکھا کہ حضرت نے ابوبکر کو امیر حاج بنا کر بھیجا تھا اوس کے بعد سورہ برأت نازل ہوا۔ حالانکہ وہ اسی سورہ کی تبلیغ کے لئے بھیجے گئے تھے جس سے وہ معزول کئے گئے اور جناب امیرؑ بھیجے گئے۔ اور ابوبکر پھر آئے۔ دل مین غصہ ہوئے۔ حضرتؐ سے پوچھا کیا کوئی آیہ ہمارے بارے مین نازل ہوا ہے۔

ان سب روایتون کے ساتھ شاہ صاحب کی یہ تقریر اگر کذب و افترا نہین تو کیا ہے حالانکہ بہت سی روایتون سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوبکر کے ساتھ عمر بھی واپس آئے ہین۔

اگر کچھ بھی شاہ صاحب مین عقل سلیم کا مادہ ہوتا تو وہ سمجھتے یہ معزولی ابوبکر کی سورہ برأت کی تبلیغ سے محض اس غرض سے تھی کہ تمامی اہل اسلام کو معلوم ہو۔ یہ اس کام کے لائق بھی نہین ہین۔ کیونکہ اس مین صرف چند آیات سورہ برأت کی تلاوت کرنی تھی پس جب یہ اس خدمت کے لائق بھی نہ سمجھے گئے تو بھلا خلافت کے کب قابل ہو سکتے تھے۔

بہرحال شاہ صاحب اسکے بعد لکھتے ہین وازانجملہ آنکہ آنحضرت حضرت مرتضیٰ را بجہت اخذ خمس از خالد بجانب یمن فرستاد و خالد را معزول ساخت درین ضمن بتردد حضرت مرتضیٰ حصنی از حصون آن ناحیہ مفتوح شد و درین اثنا حضرت مرتضیٰ را با بعض مردم خالد ملالے پیدا شد و آن مردم شکایت وی رضی اللہ عنہ بعرض اقدس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم رسانید و وی صلی اللہ علیہ وسلم درحق مرتضیٰ تلطفات بے پایان ظاہر فرمود و مردم را از گلہ او زجر و منع نمود اخرج الترمذی عن البراء قال بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم جیشین وامّر علی احدھما علی بن ابیطالب وعلی الاخر خالد بن الولید وقال اذا کان القتال فعلیؑ قال فافتتح علی حصنًا واخذ منہ جاریۃ فکتب معی خالد کتابًا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یشی بہ قال فقدمت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقرأ الکتاب فتغیر لونہ ثم قال اتری فی رجل یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ قال قلت اعوذ باللہ من غضب اللہ ومن غضب رسولہ انما انا رسول فسکت قال ابو عیسیٰ حدثنا عبد الرحمن بن معمر عن سلیمان بن محمد بن کعب عن

عمته زینب وکانت عند ابی سعید الخدری قال اشتکی الناس علیاً فقام خطیباً
فقال ایها الناس لا تشکوا علیاً فانه خشن فی ذات الله او فی سبیل الله و چون
آنحضرت صلی الله علیه وسلم حضرت مرتضی را حاکم یمن گردانیدند آداب قضا تعلیم فرمودند و دعا
نمودند که قضا بروی فتح شود و اخرج احمد عن علی رضی الله عنه قال بعثنی النبی صلی
الله علیه وسلم فی الیمن قاضیاً فقلت تبعثنی الی قوم وانا حدیث السن ولا علم
لی بالقضاء فوضع یده علی صدری فقال ثبتک الله وسددک اذا جاءک الخصمان
فلا تقض للاول حتی تسمع من الآخر فانه اجدر ان یبین لک القضاء قال
فما زلت قاضیاً وفی روایة فما اعیانی قضاء بین اثنین و از انجمله آنکه آن حضرت صلعم
چون قصد حجة الوداع فرمودند وی رضی الله عنه در یمن بود و از انجا اراده حج نمود و پیش آنحضرت
صلی الله علیه وسلم رسید و احرام را باین مضمون منعقد ساخت که اهللت بما اهل به رسول الله صلعم و با هدی
کثیر قدوم نمود و جناب نبوی صلی الله علیه وسلم او را رضی الله عنه با خود در هدی شریک ساختند
اخرج مسلم عن عبد الله بن الحارث الکندی قال شهدت رسول الله صلی الله علیه
وسلم فی حجة الوداع واتی البدن فقال ادعوا لی ابا حسن فدعی له علی رض فقال
له خذ باسفل الحربة واخذ رسول الله صلعم باعلاها ثم طعنا بها البدن فلما فرغ
رکب بغلته واردف علیاً و چون از حجة الوداع مراجعت فرمودند در غدیر خم خطبه خواند
متضمن اظهار فضائل حضرت مرتضی رض اخرج الحاکم وابو عمر وغیرهما وهذا لفظ الحاکم
عن زید بن ارقم لما رجع رسول الله صلعم من حجة الوداع ونزل غدیر خم امر
بدوحات فقممن قال کانی قد دعیت فاجبت انی قد ترکت فیکم الثقلین۔
احدهما اکبر من الآخر کتاب الله تعالی وعترتی فانظروا کیف تخلفونی فیهما فانهما
لن یفترقا حتی یردا علی الحوض ثم قال ان الله تعالی عز وجل مولای وانا ولی
کل مومن ثم اخذ بید علی رض فقال من کنت ولیه فهذا ولیه اللهم وال
من والاه وعاد من عاداه۔
و از انجمله آنکه چون آنحضرت صلعم ازین عالم بعالم اعلی انتقال فرمودند حضرت مرتضی با جمیع

منصوصہ ثابت کردین اور کی توہین کہتا ہون ۔ مین تو ضرور مان لونگا" ملتہ جلد ۹ مورخہ ۱۹ صفر ۱۳۴۰ھ

حدیث غدیر ہان شاہ صاحب نے آخر مین حدیث غدیر کو بہت مختصر لفظون مین لکھا ہے مگر اہل اسلام کیلئے اوتنی ہی روایت کافی ہے کہ حضرت جب حجۃ الوداع سے پھرے ہین اور غدیر خم مین [illegible] رحلت دنیا شاک [illegible] صاف [illegible] کیے تو خطبہ مین فرمایا کہ گویا [illegible] ہے اور [illegible] اجابت کی [illegible] تم لوگ دو ثقل چھوڑے ہین جو [illegible] ایک کتاب [illegible] دوسرے عترت اہلبیت تو دیکھو میرے بعد تم [illegible] ہو کیونکہ یہ دونو جدا نہونگے یہانتک کہ حوض کوثر پر میرے پاس نہ آئین پھر فرمایا کہ خدا میرا مولا ہے ۔ اور [illegible] ولی ہون [illegible] حضرت نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا جسکا مین ولی ہون [illegible] ولی ہین جسکو [illegible] صاحب یعنی حاکم قبول کرچکے ہین) خدا دوست رکھ اوسکو جو علیؑ سے دوستی رکھے اور دشمن رکھ اوس کو جو علیؑ سے دشمنی رکھے ۔

اب اس سے بڑھکر کونسا نص ہوسکتا ہے کہ پہلے تو مثل قرآن تمامی اہلبیت [illegible] کو رہنما ہادی امت بنایا عموماً اور پھر جناب امیرؑ کا خصوصاً ہاتھ پکڑکر کسی [illegible] شبہ [illegible] یہ فرمایا کہ جسکا مین ولی ہون اوسکے ولی علیؑ ہین

اگر اہل معرفت غور کرین تو حضرت کا یہ فرمانا کہ اللہ میرا مولی ہے ۔ اور مین [illegible] ولی ہوں ۔ اور جسکا مین ولی ہون اوسکے علیؑ ولی ہین صاف بتا رہا ہے کہ جو نسبت ولایت و حکومت خدا کو حضرت کی نسبت حاصل ہے وہی حضرت کو تمامی مومنین سے حاصل ہے اور جو حقوق حکومت حضرت کو حاصل ہین وہی جناب امیرؑ کو ۔ تو اب اس سے بڑھکر کونسا نص ہوسکتا ہے کیونکہ حقوق خلافت بھی محدود ہین جو جناب امیرؑ کو قبل سے حاصل تھے ۔ اب اوس سے بالاتر وہ مرتبہ مرحمت کیا جو خود حضرت کو جناب رب العزت حاصل تھا کہ ادنی مخالفت رسول سے انسان کافر ہوجاتا ہے ۔

اسی طرح جناب امیرؑ کو وہ مرتبہ خاصہ عطا ہوا کہ نہ صرف مخالفت سے بلکہ ترک محبت سے انسان کافر ہوجاتا ہے جیسا کہ خود شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہین عن ابی ذر قال ما کنا نعرف المنافقین

بہ تہنیت ولایت کشادند چون مردم ازین امر فارغ گشتند امہات المومنین بفرمودہ آنحضرت نزد علیؑ رفتہ او را تہنیت گفتند از جملہ اصحاب عمر بن خطاب گفت خوشا حال تو ای علیؑ کہ صباح کردی مولای من و مولای جمیع مؤمنین و مومنات -

کیا اسکے بعد بھی اس کے اتصال خلافت میں کسی کو عذر ہوسکتا ہے کہ تمامی اہل اسلام جوق جوق مبارکباد دینے آتے ہیں - یہانتک کہ مردوں کے بعد ازواج مطہرات بھی آئی ہیں اور مبارکباد دی ہے -

اس روایت کے راوی صرف صاحب روضۃ الصفا ہی نہیں ہیں - بلکہ امام احمد بن حنبل پھر اون کے فرزند عبداللہ بن احمد - اور عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ عبسی - ابو العباس نسوی - عبد الملک خرگوشی - ابو اسحق نیشاپوری - اسمعیل معروف بہ ابن السمان - عبدالکریم سمعانی - موفق بن احمد - عمر بن محمد یوسف بن قز علی سبط ابن الجوزی - محب طبری - ابراہیم بن محمد - محمد بن عبداللہ جمال الدین زرندی - ابن کثیر - علی بن شہاب الدین ہمدانی - احمد بن علی مقریزی - ابن الصباغ - علاء میبذی - اصیل الدین واعظ - محمود بن محمد - محمد بن عبدالرسول برزنجی - مرزا محمد بن معتمد خان بدخشی - محمد صدر عالم - محمد بن اسمعیل بن صلاح الامیر - جو شیخ نواب صدیق حسن خان صاحب ائمہ اہلحدیث سے ہیں - ملاحظہ ہو عبقات الانوار صفحہ ۲۳۲ جلد ۴

ان سب نے تصریح کی ہے کہ خلیفہ دوم نے بھی مبارکباد دی ہے -

دوسرے اسی حدیث غدیر کے ساتھ بروایت ابن عقدہ جناب رسالتمآب نے فرمایا اوحی الی فی علی انہ امیر المومنین و سید المسلمین و قائد الغر المحجلین کہ وحی کی گئی ہے ہماری طرف کہ علی میر المومنین ... و سید المسلمین و قائد الغر المحجلین ہیں ... - ابو سعید مسعود بن ناصر سجستانی کی روایت بھی یہی ہے -

تیسرے اوس شان کو بھی ملاحظہ فرمایئے کہ حضرت نے بروز عید غدیر قبل ارشاد حدیث خود اپنے دست مبارک سے جناب امیر کے فرق مبارک پر عمامہ باندھا ہے -

اس روایت کو سلیمان بن داؤد - عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ - احمد بن منیع بغوی - احمد بن حسین بن علی بیہقی - محب الدین طبری - ابراہیم بن محمد حموینی - محمد بن یوسف زرندی - ابن الصباغ مالکی - سیوطی - جمال الدین عطاء اللہ بن فضل اللہ محدث - علاء الدین

منقی۔ محمود بن علی سمعانی قادری۔ احمد بن محمد قشاشی سب نے روایت کی ہے ملاحظہ ہو۔
عبقات الانوار ص۳۰۲

مگر ہم یہاں صرف روایت محب الدین طبری نقل کرتے ہیں ملاحظہ ہو ریاض النضرہ فی مناقب العشرہ ص۲۱۷ جلد ۲

ذکر تعممه ایاه بیده عبد الاعلی بن عدی النہروانی ان رسول اللہؐ دعا علیا یوم غدیر خم فعممه والقی عذبة العمامة من خلفه۔

یعنی عبد الاعلی بن عدی نہروانی راوی ہے کہ حضرت نے جناب امیرؑ کو بروز غدیر خم بلا کر اپنے دست مبارک سے عمامہ باندھا اور ایک حصہ اس کا جانب پشت لٹکا دیا۔

دیکھئے یہ وہی ترکیب ہے جو سلاطین زمانہ اپنے جانشین کے سر پر تاج رکھتے ہیں اور تخت حوالہ کرتے ہیں کیونکہ رسول اللہ کا تاج تو عمامہ تھا اور تخت وہی زمین کا فرش۔

چوتھے یہ حدیث وہ ہے جس سے خود جناب سیدہ نے بمقابلہ شیخین استدلال فرمایا ہے۔ جیسا کہ علامہ شمس الدین محمد جزری اسنی المطالب میں لکھتے ہیں عن ام کلثوم بنت فاطمه بنت النبی عن بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت انسیتم قول رسول اللہؐ یوم غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولاہ وقوله انت منی بمنزلة هارون من موسی هکذا اخرجه الحافظ الکبیر ابو موسی المدینی فی کتابه المسلسل بالاسماء کما فی العبقات ص۳۰۱

یعنی جناب سیدہ نے فرمایا کیا تم لوگ بھول گئے قول رسول جو بروز خم فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ اور انت منی بمنزلة ہارون من موسیٰ۔

پانچویں چھیالیس علمائے اہل سنت نے اس روایت کو لکھا ہے کہ خود جناب امیرؑ نے اس حدیث غدیر پر گواہی طلب کی ہے ہم یہاں صرف ملا جامی کی شواہد النبوۃ کی عبارت نقل کرتے ہیں ملاحظہ ہو ص۱۶۸

از انجملہ آنست کہ روزے بر جماعت در مجلس می گفت کہ کیست از شما کہ از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شنیدہ است کہ گفتہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ گواہی دہد ۔ دوازدہ تن از انصار حاضر بودند گواہی

واندیکے دیگر کہ آنرا از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شنیدہ بود اما گواہی نداد حضرت امیر کرم اللہ وجہہ فرمود کہ اے فلان تو چرا گواہی ندادی باآنکہ تو ہم شنیدہ گفت من نیز شنیدہ ام والا فراموش کردہ ام امیرؑ دعا کرد خداوندا اگر این شخص دروغ می گوید سفیدی بر بشرہ وی ظاہر گردان کہ عمامہ آنرا نپوشاند راوی گوید کہ واللہ من آن شخص را دیدم کہ سفیدی بر میان دو چشم وے پیدا آمدہ واز انجملہ آنست کہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ گفتہ است کہ من در آن مجلس باشش آن حاضر بودم ومن نیز از ان جملہ بودم کہ شنیدہ بودم اما گواہی ندادم وآنرا پنہان داشتم خدائے تعالی روشنائی چشم مرا ببرد وگویند کہ ہمیشہ بر فوت آن شہادت اظہار ندامت می کرد واز خدائے تعالی آمرزش می خواست واز انجملہ آنست کہ روزے بر بالائے منبر گفت انا عبد اللہ واخو رسول اللہ ووارث نبی الرحمۃ ونکح سیدۃ نساء اہل الجنۃ منم سید اوصیا وخاتم اوصیا منم ہر کہ غیر از من این دعوی کند خدائے تبارک وتعالی ویرا ببدی گرفتار گرداند مردے از ان مجلس گفت کہ کیست کہ از وی خوش نیاید کہ گوید انا عبد اللہ واخو رسول اللہ از جائے خود برخاستہ بود کہ ویرا جنونے وفسادے در دماغ واقع شد چنانکہ پاے ویرا گرفتند واز مسجد بیرون کشیدند بعد ازان از قوم وے پرسیدند کہ ہرگز ویرا این عارضہ بودہ است گفتند نے ۔

یہ تین واقعہ آپکے سامنے پیش ہین ایک تو جناب امیرؑ کا اپنے اشعار آبدار کو بمقابلہ اشرار پیش کرنا جس مین اسی حدیث غدیر خم سے استدلال کیا ہے۔ دوسرے جناب سیدہؑ کا استدلال کرنا تیسرے جناب امیرؑ کا اپنی خلافت کے زمانہ مین اس حدیث پر گواہی لینا جسپر بہت سے صحابہ نے کتمان شہادت کیا اور مبتلائے عذاب ہوے۔ حالانکہ نہ انکو خلافت ملی تھی نہ اسکی امید تھی مگر حق کو مخفی ہی کیا جسپر کوئی برص مین مبتلا ہوا کوئی اندھا۔ تو پھر خلفائے ثلثہ کے کتمان حق پر کیونکر تعجب ہو سکتا ہے۔

یہ امر کہ صحابہ نے بوقت ادائے شہادت کتمان حق کیا اور مبتلائے مصائب دنیوی ہوے ۔ ایسا ہے کہ بہت سے علمائے اہلسنت نے لکھا ہے چنانچہ تاریخ ابن کثیر مین ہے فقام الا ثلثۃ لم یقوموا فدعا علیہم فاصابتہم دعوتہ۔ یعنی سب نے گواہی دی مگر تین آدمیون نے جنپر حضرت علیؑ نے بددعا کی اور وہ بددعا ان پر پڑی۔

کنز العمال مین ہے فتشہدوا دکتم قوم فما فنوا من الدنیا حتی عموا وبرصوا الکہ سے

لوگون نے گواہی دی اور کچھ لوگون نے چھپایا جو مرنے کے قبل اندھے ہوئے اور برص
اسد الغابہ مین ہے قال ابو اسحق وحدثنی من لا احصی ان علیا انشد الناس
فی الرحبۃ من سمع قول رسول اللہ ص من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال
والاہ وعاد من عاداہ فقام نفر فشھدوا انھم سمعوا ذلک من رسول
اللہ ص وکتم قوم فما خرجوا من الدنیا حتی عموا واصابتھم آفۃ منھم
یزید بن ودیعہ وعبد الرحمن بن مدلج اخرجہ ابو موسی کما فی اسد الغابہ
ص ۱۳۲

یعنی کہا ابو اسحق نے کہ بیشمار لوگون نے بیان کیا کہ حضرت علی ع نے رحبہ مین لوگون کو قسم دیا
کہ جس نے حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کو سنا ہو وہ بیان کرے تو بہت سے
لوگون نے گواہی دی اور بہت سے لوگون نے چھپایا جو دنیا سے نہ گئے جب تک اندھے
نہ ہوے یا کوئی دوسری آفت نہ آئی جس مین یزید بن ودیعہ اور عبد الرحمن بن مدلج
بھی تھے۔

افسوس کہ اڈیٹر النجم نے اس عبارت کے ترجمہ کو ترجمہ اسد الغابہ سے بالکل اڑا دیا ملاحظہ
ہو ص ۳۷ جلد ۷

اب ہم اس مضمون کو ایک روایت مودۃ القربی پر ختم کرتے ہیں جو حضرت عمر سے منقول
ہے ملاحظہ ہو ص ۱۷

وعن عمر بن الخطاب قال نصب رسول اللہ ص علیاً علما فقال من کنت
مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ واخذل من
خذلہ وانصر من نصرہ اللھم انت شھیدی علیھم و قال کان فی
جنبی شاب حسن الوجہ طیب الریح فقال لی یا عمر لقد عقد رسول اللہ
عقدا لا یحلہ الا منافق فاحذر ان تحلہ قال عمر فقلت یا رسول اللہ
انک حیث قلت فی علی کان فی جنبی شاب حسن الوجہ طیب الریح قال
نعم یا عمر انہ لیس من ولد آدم لکنہ جبرئیل اراد ان یوکد علیکم ما قلتہ

فی علیؑ۔

یعنی عمرؓ کہتے ہین کہ جب حضرت نے یہ حدیث من کنت مولاہ فرمائی تو ہمارے پہلو مین ایک جوان خوشرو خوشبو کھڑا تھا اوس نے کہا اے عمرؓ آج رسول اللہ نے وہ گرہ لگائی ہے کہ نہ کھولیگا اوس کو مگر منافق تو ڈرا اے عمرؓ کہین تو ہی وہ شخص نہو عمرؓ نے اس واقعہ کو حضرت سے بیان کیا تو حضرت نے فرمایا کہ وہ جبرئیل امین تھے جنھون نے یہ اس غرض سے کہا کہ تاکید کرین ہمارے قول کی۔

کیا اس روایت کو بھی دیکھکر مولوی ثناء اللہ صاحب ایمان نہ لائینگے اور اب بھی اس کا یقین نہ کرینگے کہ حضرت نے خلافت پر جناب امیرؑ کے نص کیا تھا اور عمرؓ و ابوبکرؓ نے اوس کو باطل کرکے خود متصدی خلافت ہوئے۔

یہی تو وجہ ہے کہ آخر امام غزالی نے صاف صاف کہدیا جیسا کہ سر العالمین مین ہے وہ مطلب یہی لکھا یسفرت الحجۃ وجہہا و اجمع الجماہیر علی متن الحدیث عن خطبتہ یوم غدیر خم باتفاق الجمیع وھو یقول ص من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقال عمر بخ بخ لک یا ابا الحسن لقد اصبحت مولائی و مولا کل مومن و مومنۃ ھذا تسلیم و رضی و تحکیم۔ ثم بعد ھذا اغلب الھوی بحب الریاسۃ و حمل عمود الخلافۃ و عقود البنود و خفقان الھوی فی قعقعۃ الرایات و اشتباک ازدحام الخیول و فتح الامصار سقاھم کاس الھوی فعادوا الی الخلاف الاول فنبذوہ وراء ظھورھم و اشتروا بہ ثمنا قلیلا فبئس ما یشترون ولما مات رسول اللہ ص قال قبل وفاتہ ایتونی بدوات و بیاض لازیل عنکم اشکال الامر و اذکر لکم من المستحق لھا بعدی قال عمر دعوا الرجل فانہ لیھجر و قیل یھذ و فاذا بطل تعلقکم بتاویل النصوص فعد تم الی الاجماع و ھذا منقوض ایضا فان العباسؓ و اولادہ و علیا و زوجتہ و اولادہ لم یحضروا حلقۃ البیعۃ و خالفکم اصحاب السقیفۃ فی مبایعتنا الخزرجی۔

یعنی حجت ظاہر ہوگئی جمہور نے متن حدیث پر اجماع کیا کہ حضرت نے بروز غدیر من کنت مولاہ

غلی مولاہ فرمایا۔ اور عمر نے کہا مبارک ہو مبارک ہو کہ صبح کی آپنے اس حالت مین کہ ہمارے مولا ہوے اور تمامی مومنین و مومنہ کے یہ صاف صاف اقرار ہے اور تسلیم و رضا و قبول حکومت اسکے بعد حب ریاست و طمع خلافت نے غلبہ کیا اور حمل علم خلافت اور عقود بنود (علم کبیر) اور علم کے پھر پرون کے ہواؤن مین اوڑنے اور اشتباک ازدحام خیول و فتح امصار نے اون کو کاس ہوا پلا دیا جس سے پھر وہ پہلے خلاف کی طرف عود کر گئے (آیہ) پس ڈالا پس پشت اور خرید لیا اوس سے ثمن قلیل کیا برا ہے جو خریدا اونہون نے اور جب حضرت نے وفات پائی تو قبل رحلت فرمایا لاؤ دوات اور کاغذ کہ اشکال امر کو زائل کر دین اور بیان کرین اوسکو جو مستحق ہے بعد میرے۔ تو عمر نے کہا چھوڑ دو اس شخص کو کہ ہذیان کہہ رہا ہے۔ پس جب تمھارا تعلق تاویل نص سے باطل ہو چکا تو اجماع پر جھکے حالانکہ وہ بھی باطل ہے کیونکہ عباس اور اون کی اولاد اور حضرت علیؑ اور اون کی زوجہ و اولاد نہین حاضر ہوے حلقہ بیعت مین۔ اور خود اصحاب سقیفہ نے مخالفت کی کہ مبایعہ خزرجی چاہا (سعد بن عبادہ)

آپ جانتے ہین یہ امام غزالی کون شخص ہین علامہ سیوطی کتاب التنبئہ بمن یبعثہ اللہ علی راس کل مائۃ مین فرماتے ہین۔ قال بعض اکابر العلماء الجامعین بین العلم الظاہر و الباطن لو کان بعد النبیؐ نبی لکان الغزالی وانہ یحصل ثبوت معجزاتہ ببعض مصنفاتہ۔

یعنی بعض اکابر علما نے کہا جو علم ظاہر و باطن کے جامع ہین کہ حضرت کے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو غزالی ہوتے اور اون کے معجزات کا ثبوت خود اون کی بعض مصنفات سے ظاہر ہے۔

علامہ محمد بن طلحہ شافعی مطالب السئول مین فرماتے ہین وصار ذلک الیوم عید او موسما لکونہ وقتاً خص فیہ رسول اللہ بھذہ المنزلۃ العلیۃ و شرفہ بھا دون الناس کلھم ص۵۶ مطبوعہ لکھنؤ۔

یعنی یہ روز عید غدیر (۱۸ ذیحجہ) روز عید و موسم قرار پایا کیونکہ یہ وہ روز ہے کہ حضرت نے جناب

امیرؑ کو اس روز یہ منزلت عالی اور شرف خاص عنایت کیا جو غیر کو نہین ملا۔
پھر لکھتے ہین فیکون معنی الحدیث من کنت مولاہ او ناصرہ او وارثہ او عصبتہ او حمیمہ او صدیقہ فان علیّاً منہ کذالک وھذا اصرح فی تخصیصہ لعلیّ بھذہ المنقبۃ العلیۃ وجعلہ لغیرہ کنفسہ بالنسبۃ الی من دخلت علیہم کلمۃ من التی ھی للعموم بما لم یجعلہ لغیرہ ولیعلم ان ھذا الحدیث ھو من اسرار قولہ تعالیٰ فی آیۃ المباھلۃ قل تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم ونسائنا ونسائکم وانفسنا وانفسکم والمراد نفس علیّ علی ما تقدم فان اللہ جل وعلا لما قرن بین نفس رسول اللہ ص وبین نفس علی وجمعھما بضمیر مضاف الی رسول اللہ اثبت رسول اللہ ص لنفس علیّ بھذا الحدیث ماھو ثابت لنفسہ علی المومنین عموما فانہ اولی بالمومنین وناصر المومنین وسید المومنین وکل معنی ممکن اثباتہ مما دل علیہ لفظ المولی لرسول اللہ فقد جعلہ لعلی وھی مرتبۃ سامیۃ ومنزلۃ شاھقۃ ودرجۃ علیۃ ومکانۃ رفیعۃ خصصہ بھا دون غیرہ فلھذا صار الیوم یوم عید وموسم وسرور لاولیائہ مؐ
کہ معنی حدیث یہ ہے کہ حضرت فرماتے ہین ہم جس کے ساتھ اولی ہین۔ یا ناصر ہین۔ یا وارث ہین یا عصبہ یا حمیم یا صدیق۔ تو علیؑ بھی اوس کے نسبت ویسے ہی ہین۔ اور یہ صریح ہے اس بارہ مین کہ حضرت علیؑ مخصوص ہین اس منصب عالیہ کے ساتھ اور حضرت نے جناب امیرؑ کو غیر کے لئے بمنزلہ اپنی نفس کے قرار دیا کیونکہ کلمہ من (من کنت مولاہ) عموم کیلئے ہے تو جو لوگ اس عموم کے تحت مین داخل ہین اون سب کے لئے جناب امیرؑ کو وہی رتبہ حاصل ہے جو جناب رسالتمآب کو تھا۔

جاننا چاہیئے کہ یہ حدیث اسرار آیہ مباہلہ قل تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم ونسائنا ونسائکم وانفسنا وانفسکم سے ہے کیونکہ مراد انفسنا سے نفس علیؑ ہے جیسا کہ پہلے مذکور ہوا۔ کیونکہ خدا نے نفس رسول اور نفس علیؑ کو جمع کیا ہے اور ایک ضمیر متکلم لاسے ہین جو مضاف ہے رسول اللہ ص کی طرف۔

توحضرت نے جناب امیرؑ کیلئے بھی اونہین باتونکو ثابت کیا ہے جو حضرت کیلئے بہ نسبت عموم مومنین ثابت ہے کیونکہ وہ حضرت اولی بالمومنین۔ ناصر المومنین۔ سید المومنین ہین۔ توجس معنی کا اثبات لفظ مولی سے رسول اللہؐ کیلئے ممکن ہے حضرت نے اون سب باتون کو ثابت کیا ہے جناب امیرؑ کیلئے۔ اور وہ مرتبہ سامیہ و منزلۂ شاہقہ اور درجہ علیہ و مکانۂ رفیعہ ہے جسکو حضرت نے مخصوص کیا ہے جناب امیرؑ کے ساتھ۔ اسلئے یہ روز عید و موسم و سرور ہے اولیاء کیلئے۔

اب اس سے بڑھکر کونسی تصریح ہو سکتی ہے نص خلافت کے لئے کہ حضرت نے صرف خلافت ہی پر نص نہین کیا۔ بلکہ جو مراتب و مدارج حضرت کو منجانب اللہ حاصل تھے اون سب کو جناب امیرؑ کیلئے ثابت کیا ہے۔ اور خود حضرت نے نہین ثابت کیا بلکہ خداوند عالم نے کیونکہ یہ تو تشریح ہے آیہ کریمہ انفسنا و انفسکم کی۔

علامہ یوسف بن قزعلی سبط ابن الجوزی تذکرہ خواص الامہ مین لکھتے ہین ودل علیہ ایضاً قولہ الست اولی بالمومنین من انفسہم و ھذا نص صریح فی اثبات امامتہ و قبول طاعتہ وکذا قولہ و ادر الحق معہ حیث دار فیہ دلیل علی انہ ماجری خلاف بین علی و بین احد من الصحابۃ الا و الحق مع علی وھذا باجماع الامۃ کما فی العبقات ص ۲۵۷

یعنی حضرت کا الست اولی بالمومنین فرمانا نص صریح ہے اثبات امامت اور قبول طاعت جناب امیر مین اسی طرح حضرت کا یہ فرمانا وادر الحق معہ حیث دار دلیل ہے اسکی کہ حضرت مین اور دیگر صحابہ مین جو اختلاف ہوا اون سب پر جناب امیرؑ حق پر تھے بہ اجماع امت۔

اگر یہ سب تحریرین بھی پسند خاطر نہ ہون تو اپنے امام مولوی محمد اسمٰعیل شہید کی تحریر کو ملاحظہ فرمایئے جو اپنے رسالہ مین لکھتے ہین جس مین بیان حقیقت امامت ہے۔

و از انجملہ است ثبوت ریاست یعنی چنانکہ انبیاء اللہ را بہ نسبت امت یک نوعی از ریاست ثابت است کہ بملاحظہ ہمان ریاست ایشان را امت این رسول میگویند و این رسول را رسول این امت و در ریاست از امور دنیویہ ہم تصرف رسول در ایشان جاری است کما قال اللہ تعالی النبی اولی بالمومنین من انفسہم و در مقدمات اخرویہ ہم ثابت قال اللہ فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید و جئنا

بلٹ علی ھو لاؤ شہید۔

ہمچنین امام راہم در دنیا و آخرت مثل این ریاست بہ نسبت مبعوث الیہم ثابت است قال النبی الستم تعلمون انی اولیٰ بالمومنین من انفسہم قالوا بلی فقال اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ وقال اللہ تعالیٰ ویوم ندعوا کل اناس بامامہم وقفوھم انہم مسئولون۔ قال النبی انہم مسئولون عن ولایۃ علی کما فی العبقات ص ۲۷۹

اب نہ معلوم مولوی ثناء اللہ صاحب ان تصریحات صریحہ کو دیکھکر بھی کیونکر نہ ایمان لائینگے کیونکہ احادیث صحیحہ متواترہ صریحہ کے ساتھ علماء اہلسنت کی تصریحیں بھی تو پیش کر دی گئیں کہ حضرت نے جناب امیرؑ کی خلافت پر نص صریح فرمایا جسمین کسی کافر کو بھی شک نہیں ہو سکتا۔

آخری دو نص

اب ہم دو نص اور ظاہر کرتے ہین جسکو شاہ ولی صاحب نے نہین لکھا صحیح بخاری مین ہے لما اشتد بالنبی وجعہ قال ایتونی بکتاب اکتب لکم کتابا لا تضلوا بعدہ قال عمر ان النبی غلبہ الوجع وعندنا کتاب اللہ حسبنا فاختلفوا وکثر اللغط قال قوموا عنی ولا ینبغی عندی التنازع

کہ حضرت نے اپنے مرض موت مین فرمایا کہ لاؤ ہم لکھدین ایسی کتاب کہ اوسکے بعد گمراہ نہو عمر نے کہا کہ حضرت پر درد کا غلبہ ہے کتاب خدا ہمکو کافی ہے۔ پس اختلاف کیا اور گفتگو زیادہ ہوئی تو حضرت نے فرمایا دور ہو جاؤ ہمارے پاس نزاع مناسب نہین ہے۔

اسکی شرح مین ابن حجر فرماتے ہین وقیل بل اراد ان ینص علی اسامی الخلفاء بعدہ حتیٰ لا تقع بینہم الاختلاف ص ۱۰۶ اجلد ۱

کہ حضرت نے چاہا تھا نص کرین اپنے مابعد خلفا پر کہ پھر ان مین کسی طرح کا اختلاف نہو۔

اور شرح ۱۰ پارہ مین لکھتے ہین قیل ھو تعیین الخلیفۃ بعدہ ص ۱۰۱

یعنی حضرت نے چاہا تھا کہ تعیین خلیفہ کو اپنے بعد لکھدین وصمم عمر علی الامتناع اور عمر نے مصمم ارادہ کر لیا تھا امتناع کا کہ حضرت کو لکھنے نہ دین۔

پارہ ۱۸ ولما وقع منہم الاختلاف ارتفعت البرکۃ کما جرت العادۃ بذلک عند وقوع التنازع والتشاجر ص ۱۰۱

یعنی جب صحابہ نے تعمیل حکم مین اختلاف کیا تو برکت اوٹھ گئی جیسا کہ عادۃ اللہ جاری ہے وقت تنازع و تشاجر

آپ خود غور کر لیجئے کہ حضرت کس پر نص کتابی کرنا چاہتے تھے جس سے عمر صاحب نے اسقدر مخالفت

کی اور ہمیشہ کیلئے برکت اوٹھ گئی اختلاف امت میں پیدا ہوگیا۔

دوسرا نص

اب دوسرا نص ملاحظہ ہو مدارج النبوۃ میں ہے ص۱۱۵

وتمامی ازواج را وصیت کرد بعد ازاں فرمود برادرم علیؑ را بیارید علیؑ بیامد بر بالین آنحضرت نشست و سر مبارکش را بر زانوی خویش نہاد وآں سرور فرمود ای علیؑ فلاں یہودی پیش من چندیں مبلغ دارد کہ از وی برای تجہیز لشکر اسامہ بقرض گرفتہ بودم زنہار کہ حق اورا از ذمہ من ادا کنی و فرمود ای علیؑ تو اول کسے خواہی بود کہ بر لب حوض کوثر بمن برسی و بعد از من مکروہات بتو خواہد رسید باید دل تنگ نشوی و صبر کنی۔ و چوں بہبینی کہ مردم دنیا اختیار کنند باید کہ تو آخرت را اختیار کنی۔ و در روایتی آنکہ فرمود دوات وصحیفہ بیارتا برای تو وصیتی بنویسم علیؑ گوید ترسیدم کہ من نرسانم کہ من اسباب کتابت را مہیا سازم آنحضرت از دنیا نقل کند ومن بدولت وصیت وی نرسم گفتم کہ یا رسول اللہ ہر وصیتے کہ می خواہی بکن کہ من یاد گیرم فرمود الصلوۃ ما ملکت ایمانکم و در روایتی آنکہ فرمود اللہ اللہ فیما ملکت ایمانکم البسوا ظہورہم واشبعوا بطونہم و لینوا لہم القول علیؑ رض گوید کہ حضرت با من سخن می گفت وآب دہن وی بمن میرسید پس حال بر وی متغیر شد و زبان از پس پردہ بیطاقتی می نمودند و من نیز تحمل وی نداشتم کہ ویرا بہ آن حال ببینم گفتم ای مادر باب و عباس آمد و با یکدیگر ویرا بخوابانیدم ذکر ندا کلمہ فی روضۃ الاحباب۔

دیکھیے یہ آخری وقت کی وصیت ہے جسمیں نص خلافت بھی ہے کیونکہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے جہاں تک ... میں جو قرض ہوا تھا اوسکی ادا کاری بذمہ خلیفہ ہے پس اگر جناب امیرؑ کو خلیفہ منصوص بنانا حضرتؐ مقصود نہوتا تو اسکی کیوں وصیت فرمائی کہ تمنے جو فلاں یہودی سے لشکر اسامہ کیلئے قرض لیا ہو تو اوسکو تم ضرور ضرور ادا کر دینا۔ اگر جناب امیرؑ کو خلیفہ نہیں مقرر کیا تھا تو گویا حضرت کی پوری ... اگی کہ جب تک زندہ رہے اس طرح جنگی ملکی خدمتیں لیتے رہے کہ ہر لڑائی میں حضرت ہی کو ... بھیجتے ... اور مرتے وقت یہ کسر نکالی کہ عمر بھر اوس یہودی کا قرضہ ادا کرتے رہیں کیونکہ خلافت تو دوسرے ... حق تھا۔

اگر اہل اسلام غور کریں تو حضرت کی یہ وصیت آخری کہ کلام کی طاقت نہیں آب دہن منہ سے جاتی ...

اور وصیت کئے جا رہے ہیں بتا رہی ہو کہ حضرت کے خیال میں بھی دوسرا کوئی خلیفہ تھا ہی نہیں
کیونکہ یہ تو خیال نہیں ہو سکتا کہ حضرت نہ جانتے ہوں ہمارے بعد کیا ہوگا۔ حالانکہ اسی تقریر میں فرما رہے
ہیں کہ جب اور لوگ دنیا کو اختیار کریں تو تم آخرت کو اختیار کرنا۔ صبر کرنا۔ ولتنگ نہونا۔ لہذا معلوم
کہ حضرت نے جو معاہدہ بروز اعلان نبوت فرمایا تھا اوس معاہدہ کو حقیقۃً تا دم مرگ انجام دیا کیونکہ آپکو
یاد ہو گا مسند احمد بن حنبل کی حدیث گذر چکی ہے کہ حضرت نے فرمایا تھا من یقضی عنی دینی
ویقضی مواعیدی ویکون معی فی الجنۃ ویکون خلیفتی فی اھلی مدے
کہ کون ضامن ہو ہمارے دین کا اور پورا کریگا ہمارے وعدہ کو۔ تو ہمارے ساتھ جنت میں اور
خلیفہ ہوگا ہمارے اہل میں۔ تو یہ اوسی معاہدہ روز اول کی تکمیل ہے کہ روح نکلتے نکلتے حضرت
اپنا خلیفہ و جانشین ظاہر کر رہے ہیں کیونکہ جو خلیفہ اہل ہوتا ہے وہی تو خلیفہ عام بھی ہوتا ہی۔
خصوصاً جب حضرت فرما چکے ہیں ہمارے بعد تمہاری طرف خصوصاً ہو اور تمام عالم کی طرف عموماً
تو خلیفہ بھی آپکے اہل سے خصوصاً ہوگا اور تمام عالم کیلئے عموماً۔
اب ہم اس تحریر کو یہین تمام کرتے ہیں اور خدا سے امید کرتے ہیں کہ تمام عالم کیلئے یہ رسالہ مؤ
موجب ہدایت ہو اور مولوی ثناءاللہ صاحب اڈیٹر اہلحدیث کیلئے خصوصاً۔ کیونکہ وہ کر چکے ہیں
"آپ جناب امیر علی مرتضیٰ کی خلافت منصوصہ ثابت کر دیں۔ اور کی۔ تو میں کہتا ہوں میں
ضرور مان لونگا"
لہذا حسب وعدہ اگر آپ حق کو قبول کریں اور عید غدیر کو اس کا اعلان کریں
تو کیا عجب ہے اور اگر یہ نہ منظور ہو تو اس پوری تحریر کو جو بابت ماہ شعبان سے شروع
ہے اپنے پرچہ میں مسلسل شایع کر دیں خواہ جواب کے ساتھ ہو یا بلا جواب جو
اجرت طبع طلب فرمائینگے حاضر کرونگا۔ واجرکم علی اللہ۔
اڈیٹر النجم بھی اگر زندہ ہوں تو اون سے بھی یہی امید ہے کہ پورے مضمون کو مسلسل
شایع کریں۔
وما علی الرسول الا البلاغ واللہ یعلم ما تبدون وما تکتمون۔
رسول کا کام تو صرف پہونچانا ہو اور خدا جانتا ہے جو ظاہر کرتے ہو یا چھپاتے ہو۔

عقاید اہل سنت نمبر ۲

مینے اپنی قبل کی تحریر مین بیان کیا ہے کہ سنیون کے عقیدے مین جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیات مین کسی کو اپنا خلیفہ نہین کیا اور نہ قرآن مجید کو جمع کیا۔ چونکہ مذہب اہلسنت فی الحقیقت کوئی مذہب نہین ہے اور نہ اوسکی بنا کسی اصول پر قایم ہے اس لئے اہلسنت کے عقائد بھی بے اصول ہین۔ اون کا اگر کوئی اصول ہے تو صرف یہ ہے کہ خلفائے ثلثہ اور بنی امیہ کی غاصبانہ اور ظالمانہ کارروائیون پر پردہ ڈالنا یا اون کو اس رنگ مین ظاہر کرنا کہ چشم ظاہر بین مین بدنمانہ معلوم ہون۔ اس پردہ پوشی و رنگ آمیزی مین اگر خدا و رسول کی توہین بھی ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہین۔ بارہ سو برس سے یہ فرقہ برابر لگاتار کوشش کرتا چلا آتا ہے کہ خلفائے ثلثہ و بنی امیہ کے عیوب کو چھپائے اور فضائل اہلبیت علیہم السلام کو لوگون کے دلون سے محو کر دے لیکن یہ بہت بڑا معجزہ ہے اہلبیت نبوت علیہم السلام کا کہ جسقدر یہ لوگ کوشش بلیغ کرتے ہین اوسی قدر اونکو ناکامی نصیب ہوتی ہے۔ دوستداران خلفائے ثلثہ کو ہمیشہ سلطنت و دولت کا زور رہا اور شیعیان علیؑ بن ابی طالب علیہ السلام ہمیشہ مظلوم و بے یار و مددگار رہے۔ سادات کا قتل عام ہوتا رہا۔ شیعیان حیدر کرار علیہ السلام مثل گوسفندان قربانی ذبح کئے گئے۔ کسی شخص کی مجال نہ تھی کہ فضائل اہلبیت علیہم السلام زبان پر لا سکے۔ مگر باوجود اس قدغن اور اس ظلم و ستم کے فضائل و محامد اہلبیت رسالت مثل آفتاب درخشان روشن ہوتے رہے اور مظالم خلفائے ثلثہ و بنی امیہ ظاہر تر و واضح تر ہوتے گئے۔

پہلے بہ طمع دولت و سلطنت حقوق آل محمدؐ غصب کئے گئے۔ اوسی دولت و سلطنت کے استحکام و بقا کیلئے برابر حق سے چشم پوشی کی گئی اور خاصان خدا کے ساتھ انواع و اقسام کے ظلم و ستم کئے گئے۔ مگر اب تو نہ وہ سلطنت ہے نہ وہ دولت ہے اب مذہب دنیا طلبی کا ذریعہ نہین رہا۔ پہلے دین بیچکر لوگ دنیا حاصل کرتے تھے۔ اب دین کے بیچنے سے دنیا نہین حاصل ہوتی۔ اب اہلسنت مین جو صاحبان علم ہین اون کو چاہیئے کہ حق سے چشم پوشی نکرین

اور اپنے ساتھ کروڑہا بندگان خدا کو گمراہ [illegible] آزادی و تحقیق کا ہے۔ اب کج
بحثیون سے کام نہین چلتا۔ اور نہ اس بیسوین صدی مین [illegible] کام [illegible]
اب ہر شخص کو چاہیے کہ حق کی تحقیق کرے [illegible] آزادی [illegible] حق [illegible]
ہے۔

سنیون نے اسقدر حق سے تمرد کی کہ خلفائے ثلثہ کو خلیفہ [illegible] بنا دیا۔ حضرت رسول صلعم نے کسی کو اپنا خلیفہ مقرر ہی نہین کیا [illegible] رسول ہوا۔ مگر جو لوگ صاحب فہم ہین وہ اسکو [illegible] خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جتنے انبیا گذرے ہین سبنے اپنی حیات [illegible] مقرر کیا پھر نبی آخر الزمان صلوات اللہ علیہ وآلہ نے کیون ایسا نہ کیا۔ وہ اس قاعدہ [illegible] سے کیون مستثنی ہوے کون سی وجہ لاحق ہوئی کہ اونہون نے کسی کو اپنا وصی مقرر نہ کیا۔ اسکا ثبوت [illegible] پر ہے بادشاہان دنیا مین بھی یہ رسم قدیم سے جاری ہے کہ [illegible] اپنا ولی عہد مقرر کرتا ہے۔ اکثر اہل دول کا یہ دستور ہے کہ اپنی زندگی مین بذریعہ وصیت کے اپنی جائداد کا انتظام کر جاتے ہین کہ آیندہ کوئی جھگڑا نہ پھیلے۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ نبی آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی حیات مین نہ اپنے دین کی استحکام و اشاعت کا کوئی بندوبست کیا اور نہ اوس سلطنت کا جو بذریعہ جہاد کے حاصل ہوئی تھی۔ اور نہ کتاب خدا کو مجتمع کر گئے۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اون کی وفات کے بعد خلافت کا جھگڑا پھیلا۔ اون کی ذریت تباہ و برباد ہوئی اور رفتہ رفتہ اسلام مین تہتر فرقے ہوگئے۔ اب سنیون کے عقیدہ کا یہ لازمی نتیجہ ہے کہ نبی آخر الزمان علیہ السلام (معاذ اللہ) نہایت غافل تھے۔ اور اللہ تعالی نے بھی اپنے رسول پر اس بارے مین کوئی وحی نہین کی۔ خدا و رسول دونون نے ایکسان غفلت کی (معاذ اللہ) نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور کتاب خدا بے ترتیبی سے جمع کی گئی اور جو کچھ اوس مین کانٹ چھانٹ کی گئی۔ خود سنیون کی کتابین اوسکی شاہد ہین۔ اہلسنت اس پیرایہ مین خلفائے ثلثہ کا مظلمہ (معاذ اللہ) خدا و رسول کے سر ڈالتے ہین۔ یہ ایسی ابلہ فریبی کی باتین ہین کہ جہلا دھوکے مین آجاتے ہین لیکن صاحب عقل اسکو ہرگز قبول نہ کریگا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی حجت اپنے بندوں پر تمام کر دی ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ کوئی بات ناتمام رہ گئی ہو جسوقت اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی کے یہ آیت اپنے رسول پر نازل کی ۔ وانذر عشیرتک الاقربین۔ تو حضرت نے چالیس بنی عبدالمطلب کی دعوت کی اور بعد الطعام کے فرمایا کہ تم میں سے کون ہے جو دعوت اسلام میں میری اعانت کرے۔ اور میرا وزیر و **وصی وخلیفہ** ہو۔ سب خاموش رہے۔ صرف حضرت علیؑ بن ابی طالب علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ میں آپ کی اعانت کرونگا حضرت نے فرمایا کہ تو میرا وزیر و وصی وخلیفہ ہے۔ دیکھو قبل اسکے کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلائق کو دین اسلام کیطرف دعوت کریں حضرت نے بحکم خالق اکبر اپنے بھائی علیؑ کو اپنا **وصی** وخلیفہ مقرر کیا۔ یہ پہلی تقرری تھی وصی وخلیفہ کی جو مقابلہ کفار اس طرح عمل میں لائی گئی۔

جب دین اسلام اچھی طرح سے پھیلا اور لاکھوں آدمی دائرہ اسلام کے اندر داخل ہو گئے اور کار رسالت قریب بہ اختتام پہنچا تو اسکی ضرورت ہوئی کہ استخلاف کی کارروائی بار دیگر اہل اسلام کے مقابلہ میں جن میں مومنین و منافقین سب شامل تھے عمل میں لائی جائے۔ چنانچہ جب حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری حج بیت اللہ کیلئے مکہ معظمہ تشریف لیگئے تو وہاں سورہ الم نشرح نازل ہوا۔ سنی بھی مقر ہیں کہ یہ سورہ مکی ہے مگر اوسکے ساتھ دعوی کرتے ہیں کہ قبل ہجرت نازل ہوا حالانکہ خود سورہ کی عبارت سے اونکے دعوی کا بطلان ہوتا ہے نصب کے معنی بھی کچھ ایسے ایسے بیان کرتے ہیں جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ دیدہ و دانستہ حق کو چھپاتے ہیں۔

جسوقت سورہ الم نشرح نازل ہوا تو حضرت [illegible] باہم پس و پیش کرتے تھے [illegible] کرتے تھے کہ مبادا منافقین کوئی فتنہ برپا کریں یہانتک کہ حج سے فارغ ہو کر حضرت واپس تشریف لیچلے جب مقام غدیر خم میں پہنچے تو آیہ بلغ بطور تاکید کے نازل ہوا۔ وہ آیت یہ ہے۔ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس۔ اس آیت کی عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ اسکے قبل جو حکم اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے پاس بھیجا ہے اوسکی ابتک تعمیل نہیں ہوئی ہے۔ اوسکی تعمیل کیلئے اللہ تعالیٰ تاکید

فرماتا ہے اور وہ حکم کسی ایسے امر اہم کی نسبت ہے کہ اگر اوسکی تعمیل نہوئی تو تبلیغ رسالت ہی نہوئی یعنی اس وقت تک حضرت نے تبلیغ رسالت کے فرائض جس قدر انجام دیئے ہین بالکل بیکار ہو جائینگے۔ اور چونکہ حضرت اوسکی تعمیل مین خائف وہراسان ہین اسلئے اللہ تعالی اپنے حبیب کو تسکین دیتا ہے کہ تم خوف نہ کرو ہم تمھاری حفاظت کرنیوالے ہین جب یہ آیت نازل ہوئی حضرت نے اوسی موضع غدیر خم مین قیام فرمایا اور حکم دیا کہ پالانہائے شتر کا ممبر بنایا جائے اور حضرت اوس ممبر پر تشریف لیگئے اور ایک لاکھ بیس ہزار مسلمانون کے سامنے آپنے ایک طولانی خطبہ ارشاد فرمایا اور اثنائے خطبہ مین حضرت علی بن ابی طالب علیہ السّلام کا ہاتھ پکڑکر اتنا بلند کیا کہ سفیدی بغل حضرت کی نمایان ہوئی اور فرمایا من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ جب یہ رسم استخلاف ادا ہوچکی تو کل مسلمین نے حضرت امیر المومنین علیہ السّلام کو مبارکباد دی اور مبارکباد دینے والون مین سب سے اول حضرت عمر تھے۔ اسکے بعد اللہ تعالی نے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ نازل فرمایا۔ تاریخ اسلام مین واقعۂ غدیر خم نہایت عظیم الشان واقعہ ہے۔ اسکی عظمت شان اسی سے ثابت ہے کہ جس وقت اللہ تعالی اپنے حبیب کو حکم تاکیدی بھیجتا ہے تو فرماتا ہے۔ وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ۔ اور جب موافق حکم باری تعالی رسم استخلاف ادا ہوجاتی ہے تو بطور مبارکباد کے فرماتا ہے الیوم اکملت لکم دینکم الخ مگر سنیون کے تعصب اور ہٹ دھرمی کی بھی داد دینا چاہیئے۔ جو جو آیات قرآنی یا حدیثین جن سے جناب امیر المومنین علیہ السّلام کا وصی رسول ہونا ثابت ہوتا ہے اون کی ایسی تاویل رکیک فرماتے ہین کہ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ غاصبان حقوق آل محمدؐ کی محبت نے اون کی چشم بصیرت کو بالکل کور کردیا ہے۔ حدیث من کنت مولاہ مین بھی لفظ مولا کے عجیب معنی بیان کرتے ہین جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دیدہ و دانستہ حق سے انحراف کرتے ہین۔

اسکے بعد حضرت نے مدینہ طیبہ مین نزول اجلال فرمایا اور کچھ عرصہ کے بعد علیل ہوئے زمانۂ علالت مین بی بی عائشہ و بی بی حفصہ اور اون دونون کے پدران بزرگوار حضرت ابوبکر و حضرت عمر اور اونکے ہواخواہان اس کوشش مین لگے کہ بعد حضرت صلعم کے خلافت

کو خاندان رسالت سے نکال لین۔ حضرت نے ان کا رستا ینکو سمجھا اور چاہا کہ ایک وصیت نامہ بھی تحریر کردین اور اس غرض سے کاغذ وقلم دوات طلب کیا مگر حضرت عمر اس رمز کو سمجھ گئے اور مانع ہوئے۔ اور جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی آخری وصیت تحریر کرنے سے باز رکھا۔ اسی دینا طلبی کا نتیجہ یہ ہوا کہ بعد وفات سید الانبیا علیہ التحیۃ والثنا اسلام مظلوم ہوگیا اور جبتک قایم آل محمد عجل اللہ فرجہ ظہور نفرما ئین اسی حالت مظلومیت مین رہیگا۔ اللہ تعالی نے یہ طرح سے اپنی حجت اپنے بندون پر تمام کردی۔ اب اگر وہ لوگ جو کور باطن ہین جنکے دلون پر مہر کی ہوئی ہے اور آنکھون پر پردے پڑے ہوئے ہین حق کی تلاش نہ کرین اور لکیر کے فقیر بنے ہوئے اپنے آبا واجداد کے طریق باطل پر اڑے رہین تو اس مین خدا اور رسول پر کیا الزام ہے۔ فقط　　　الراقم سید محمد حسن از گیا

ظہور امام اسکا سبب در

فاضل اڈیٹر البرہان لاہور نے اس عنوان سے ایک قابل قدر تحریر شروع کی ہے۔ مگر بڑا ست ہوا ونکو یہ ہوا کہ خادم حسین کو انھون نے شیعہ سمجھا ہے چنانچہ البرہان ۲ مین لکھتے ہین "اگر کوئی غیر مذہب یا سنی دوست خرد کا یہ مضمون لکھتا تو ہمکو اتنا تعجب نہوتا جو اس شخص کی تحریر سے ہوا ہے جو یقیناً شیعہ ہے۔ اور جو غالباً ہر روز نہین تو کم سے کم مہینے مین ایکدفعہ یا کم سے کم سال مین ایک مرتبہ ضرور امام کے جلد ظاہر ہونیکی زبانی دعا کرتا ہوگا اور جس کی تحریر بتلا رہی ہے کہ عالم مجتہد نہین تو ملا ضرور ہے کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ مخالف کی تحریر کا اتنا اثر نہین پڑتا جتنا اپنے کی تحریر کا پڑتا ہے خصوصاً اس صورت میں جبکہ وہ عالم کہلاے۔"

اصلی خرابی یہی ہے کہ آپنے اس شخص کو یقینی شیعہ سمجھا ہے حالانکہ اصل مین نہ وہ شیعہ ہے نہ سنی بلکہ مرزائی ہے اور عداوت اہلبیت اسکی گھٹی مین پڑی ہے جیسا کہ اڈیٹر انجم کی قطع یقینی ہے۔

اصلاح مین بہت سے مضامین اسکے جواب مین نکل چکے ہین ملاحظہ ہو اصلاح ۱۲ جلد ۱۲ بعنوان "بدر قادیانی اور شیعہ" اس تحریر مین خادم حسین مذکور کا نام نہین ظاہر کیا گیا کیونکہ ہم اسکو قابل تخاطب نہین سمجھتے۔

اس تحریر کا جواب تو خادم حسین سے تو نہو سکا لیکن اڈیٹر اہلحدیث نے کچھ لکھا تھا جسکے جواب مین اصلاح نمبر ۳ جلد ۱۰ سے کلمۃ الانصاف کا سلسلہ شروع ہوا۔

اصلاح نمبر ۲ جلد ۱۴ سے بعنوان **الوان قادیانی** ایک سلسلہ شروع ہوا جسمین خادم حسین کا نام مکرر آیا ہے اگرچہ اس زمانہ مین جتنے سنی اخبار ہین قریب قریب وہ سب خارجی ہین۔ مگر خادم حسین اور اڈیٹر النجم کو خصوصیت کے ساتھ اہلبیت سے خاص عداوت ہے۔

الوان قادیانی مین بھی اسکی اوس تحریر کا جواب ہے جو اخبار بدر قادیان مین اس شخص نے چھپوایا تھا اور نہایت دریدہ دہنی سے جناب صاحب الامر علیہ السلام کے وجود اور بقا سے انکار کیا تھا

یہ خادم حسین کچھ عرصہ سے کلکتہ مین مقیم تھا جہاں مکرمی شیخ اکرام حسین صاحب سے برابر مناظرہ ہوتا رہا اور دفتر اصلاح مین اکثر خطوط شیخ اکرام حسین صاحب کے آیا کرتے۔

یہ تحریر خادم حسین کی جو پیسہ اخبار مین چھپی تردید اسی کی ہے جو پہلے اپنے کو خادم حسین بہیروی لکھا کرتا۔ اور اب اس نے کلکتہ سے وہ تحریر شایع کیا۔

اڈیٹر صاحب البرہان خود لکھتے ہین کلکتہ کے مجہول الحال خادم حسین کے اس مضمون سے ہوئی ہے" پھر نہ معلوم اوسکو شیعہ اور ہمارا کہان سے لکھدیا حالانکہ وہ پکا ناصبی اور مرزائی ہے چنانچہ خود رسالہ تشحیذ الاذہان کے اڈیٹر جو مرزا صاحب قادیانی کے فرزند مین لکھتے ہین ناظرین کو معلوم ہے کہ تشحیذ مین ایک سلسلہ مضامین مذاہب [illegible] کے عقائد کے متعلق شروع ہوا ہے اسی سلسلہ مین یہ مضمون ہمارے دوست [illegible] خادم حسین صاحب [illegible] جو ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے [illegible] جلد ۷

غرض یہ سمجھنا کہ خادم حسین شیعہ ہے بالکل غلطی ہے بلکہ مرزائی ناصبی ہے جواب اسکا وہی ہے جو تمام خوارج کا جواب ہے۔

اصلاح [illegible] جلد [illegible] رحمہ اللہ لکھا تھا جسمین پوری بحث اسکی موجود ہے۔ بعنوان الوان قادیانی ہے جو جلد ۱۴ مین شایع ہوا۔

خادم حسین کا مضمون جو پیسہ اخبار مین شایع ہوا تھا اوسکی ہمکو مطلق اطلاع نہ تھی۔ مگر بعض بزرگان ملت [illegible] توجہ کرنی پڑی تو البرہان نمبر ۹ جلد [illegible] مین یہ مضمون ملا جسکی اصلیت ظاہر کیگئی

یہ عرض ہے کہ جہانتک کوشش ہوسکتی گی کرکے اپنے فرض سے سبک دوش ہونگا مگر التماس ہے کہ مین ایک
سیلح ہون جہانتک میرا خیال ہے ہماری قوم معززین تو اخبارات سنی مثل پیسہ اخبار۔ زمیندار۔
وطن وغیرہ سے زیادہ دلچسپی رکھتے ہین مگر شیعہ پرچات یا اخبار اثنا عشری کیا مجال جو خرید کرین
اس آپ یہ [illegible] ایئے کہ غربا بیچارے جو گذر معاش بھی بمشکل کرسکتے ہین اون سے کہانتک امید اشاعت
کیجا[illegible] مگر یہ ضرور کہتا ہون کہ لبیک کہتا ہوا غربا مومنین کا فرقہ آپکو ضرور ملیگا۔ اگر معززین اپنے
مذہب کی طرف توجہ فرماوین تو ضرور یہ پرچے بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھے جاوین۔ مین نہایت
[illegible] کرتا ہون کہ ایک شیعہ صاحب [illegible] کرزن گزٹ دیکھا ان سے جب وجہ دریافت کی گئی تو
[illegible] سکوت [illegible] فرمایا اب آخری التماس ہے کہ جہانتک ہوسکیگا اشاعت مین کوشش کرونگا۔
(۲) [illegible] ۵۰۰۴ [illegible] ضلع مرادآباد سے لکھتے ہین۔ خداوند عالم آپکو
[illegible] ایسے پر آشوب زمانے مین بند ہو تو یہ اندھیر نہین ہے تو اور کیا ہے
[illegible] سے کہ چل رہا ہے اُسکی اصلاح کیا قرآن مجید کی **اصلاح** سے کم ہے۔
[illegible] پانچ خریدار [illegible] سے پیدا کرون یہان تو پانچ آدمی معمولی پڑھے لکھے بھی
[illegible] موجود [illegible]۔ ہان البتہ پہلے سال بنے تھے۔ دوسرے سال سے ہے اب چار روپیہ چندہ
[illegible] کیلئے تیار ہون سال تمام پر للعہ وی پی کی اجازت ہے۔
(۳) [illegible] شرف حسین صاحب ۵۸۲۲ سلطانپور کیارتی ضلع سیتاپور سے لکھتے ہین۔ مین رسالہ
اصلاح [illegible] مناسب جانتا ہون کیونکہ اوس سے ہم ایسے جاہلونکا واقف
ہونا [illegible] مقصود ہے اور یہ بہت بڑا کار خیر ہے پروردگار عالم بتصدق ائمہ معصومین علیہم
السلام آپکو جزائے خیر عطا فرمادے اور مقاصد دینی و دنیوی برلادے آمین ثم آمین۔ بخدا مجکو بہت
[illegible] ہے اور کوشش کرتا ہون مگر مجبوری ہے کہ یہان دو ہزار مردم شماری مین صرف مین اکیلا ہون مگر یہی
رسالکی بدولت کامیاب ہون اور کوئی آنکھ نہین ملاسکتا موقعہ ایسا ہے کہ خریدار ہم نہین پہونچا سکتا
ہون مجبور رہون۔
۵۰۶۴
(۴) جناب سید حسن شاہ صاحب راولپنڈی سے لکھتے ہین۔ سلام علیکم۔ آپنے جو امتحان مین کامیابی حاصل
کی ہے۔ کمال خوشی ہوئی ہے۔ نہایت قوم کو آپکی اس کامیابی کا فخر ہے۔ اگر آپ قوم کی سرپرستی پر کمر بستہ

بقیہ صث اب یہ تیسری مرتبہ وزیر اعظم بنا ہے جس سے خیال ہوتا ہے کہ پھر سلطان عبد الحمید خان معزول سریر آرائے سلطنت ہون کیونکہ سابق پہلے سالونیکا مین یہ محبوس تھے۔ اور اب اسلامبول مین لائے گئے ہین اور کامل پاشا وزیر اعظم بنائے گئے کیونکہ عہد عبد الحمید خان مین بھی اسی کامل پاشا نے پارلیمنٹ کو شکست کیا تھا۔

وکیل بھی کامل پاشا کو غدار کہتا ہے کہ آج ہم اسے دولت عثمانیہ کا سب سے بڑا ذمہ دار عہدہ دار دیکھتے ہین جو ترکی کے لئے یقیناً بہت بڑی مصیبت ثابت ہوگا!!

خدا ہی جانتا ہے ان اسلامی سلطنتون کا کیا حشر ہونیوالا ہے شیر و خورشید ایران تو خرس روس کے سامنے ادن بھیڑیون کی طرح جکڑ بند پڑا ہے جو قصا بون کیطرف بنظر حسرت دیکھتے ہین۔ مراکو کو فرانس ہضم کر چکا طرابلس کو ایطالی لے ہی ہو چکا۔ ایک سلطنت ترکی باقی تھی جسکی یہ حالت ہے خدا رحم کرے

کالج علیگڈھ اور شیعہ

جناب اڈیٹر صاحب۔ سلام علیکم۔ آج ایک تحریر ناچیز ارسال خدمت کرتا ہون امید ہے کہ جناب اس تحریر ناقص کو براہ مہربانی اپنے پرچہ کے کسی گوشہ مین جگہ دیکر بندہ کو ممنون فرمائینگے۔ اور قوم کو اس حالت سے جو شیعہ طلبا کی ایم اے او کالج مین ہے آگاہ فرما دینگے۔ امید کہ تحریر کی غلطی کو درست فرما کر اسکو ضرور شایع فرما دینگے

(ایم۔ اے۔ او کالج علیگڈھ مین شیعون کی حالت اور ان کی حقوق تلفی)

ایم اے۔ او کالج علیگڈھ سے تمام حضرات اہل اسلام واقف و آگاہ ہین یہ وہ کالج ہے جسکو ہر مسلم اپنا کالج کہنے کا مستحق ہے۔ اس مین ظاہرا شیعہ و سنی کا فرق نہین ہے۔ مگر نہین یہ تفریق تو تبلیغ رسالت سے چلی آرہی ہے۔ یہ کیون دور ہوگی۔ افسوس ہے کہ ہم ابتک اس قدیم ظلم و جور کے مظلوم جس مین خلفائے عباسیہ و بنی امیہ و شاہان مغلیہ وغیرہ کے عہد حکومت مین گرفتار رہے۔ ہمارے ائمہ معصومین علیہم السلام کی شہادت ہو گئی مگر ہمارے دشمنون کی تسکین نہوئی۔ ہمارے نام و نشان کے دشمن ہی بنے رہے اسوقت مین جبکہ گورنمنٹ انگلشیہ کی سلطنت ہے اور شیر و بکری ایک گھاٹ مین پانی پیتے ہین ہر شخص آزاد ہے۔ افسوس صد افسوس ہماری حالت زار کہ ہم اسی قدیم بلا مین مبتلا ہین۔ اور کہین کو جانے دیجیے۔ اسی مسلمانون کے کالج کو ملاحظہ فرمائیے کہ ہماری کیا حالت ہے۔ ہمارے لیڈران قوم ہمارے

حقوق تلفی کا احساس نہین فرماتے کالج مین چندہ دینے مین توسبھون سے سبقت لیجاتے ہین مگر پھر خبر نہین لیتے کہ آخر اس روپیہ سے ہماری قوم کو کچھ فائدہ پہنچتا ہے یا نہین - دیکھیے ایک معمولی بات ہے کہ کالج مین سنی طلباء کے لئے مسجد و امام ہر بورڈنگ مین موجود ہے نماز کی حاضری کے لئے مانیٹر صاحب بھی ہین غیر حاضری پر جرمانہ ہوتا ہے لیکن ہم ہین کہ کوئی پوچھنے والا نہین - کمرہ پر نماز پڑھنے کا حکم ہے صرف کالج مین البتہ ایک مسجد ہے جس مین ہملوگون کو بھی نماز کی اجازت ہے مگر افسوس ان طلباء کی حالت پر جو دور کے بورڈنگ مین رہتے ہین اور نماز جماعت مین نہین [illegible] سکتے - یہ ایک ایسی معمولی بات ہے کہ جسکا انتظام بہت آسان ہے اگر ہمارے لیڈران قوم ذرا توجہ کرکے سکرٹری صاحب سے یہ طے کرلین کہ شیعہ طلبا کو کالج کے قریب ہی جگہ ملے تو کوئی ہرج نہوگا کیونکہ صرف بارہ تیرہ طلبا ایسے ہین جو دور کی بورڈنگ مین ہین - اس سے شیعہ و سنی کی تفریق بورڈنگ مین نہوگی کیونکہ ہملوگ کچھ علحدہ بورڈنگ نہین چاہتے - کمرہ نماز پڑھنے کے حکم سے اکثر پابندی نہین ہوسکتی - لہذا اس معاملہ کو جلد طے کرنا چاہیے اپریل مین جب جگہین کالج کے قریب کے بورڈنگ مین خالی ہون شیعون کو بلائین - اب اور حقوق تلفیون کو سنیے - جنگ طرابلس کے لئے یہان [illegible] چندہ جارہا ہے جو عمدہ کھانا بند کرنیکی بچت سے روپیہ اکٹھا ہوتا ہے طرابلس بھیجا جاتا ہے - کل سے گوشت بھی بند ہوگیا اور اب اسکا روپیہ بلقان والون کی امداد کے لئے جائیگا - خدانخواستہ ہملوگ ٹرکی کے دشمن نہین ہین - مگر انسان پہلے اپنے گھر مین چراغ جلاتا ہے تب مسجد مین جلاتا ہے - ایران کی حالت اس سے کہین زیادہ نازک اور خراب بھی اور ہے - ٹرکی مین تو خدانخواستہ مشہد مقدس کی طرح گولہ باری نہین ہوئی پھر کیا وجہ ہے کہ ایرانیون کی مدد نہ کیجائے - ایرانی تو مسجدون مین پناہ گزین اور وہان شہید کئے جائین مگر ہمارے سنی بھائیون کے کانون پر ذرا جون نہ رینگے - اگر ایرانی اور شیعہ قابل امداد نہین ہین تو بہتر ہے مگر ہمارا روپیہ تو وہ عنایت فرمادین تاکہ ہم اسی سے اپنی قوم کی امداد کرین - مگر جناب سے کون سنتا ہے فغان درویش - انکے مددگار کالج مین موجود ہین جو چاہین کرسکتے ہین - ہمارا کون ہے - نہین نہین ہمارے مددگار تو ماشاء اللہ بہت ہین مگر خدا ان کے دلون کو ہماری امداد کی طرف معطوف کرے - ہمارے مددگار آنریبل سید امیر علی و ہز ہائی نس سر آغا خان ایسے ہین - اگر یہ لوگ چاہین تو ہم بھی کالج مین اپنے حقوق کو پا دین - اگر یہی لوگ ہماری مدد نہ کرینگے تو پھر کیا دوسرے مدد کرینگے - امید کہ

انشاء اللہ شیعہ طلبا کی نماز جماعت کا انتظام اپریل تک ضرور بالضرور ہو جائیگا۔ شعر کیا کہوں حال درد پنہانی۔ وقت کوتاہ قصہ طولانی۔ والسلام مع الاکرام ۔ راقم آثم فصاحت۔

اصلاح یہ مضامین تو طشت از بام ہو چکے ہین اس کی صحت مین عذر ہی نہین شیعہ کانفرنس کی طرف سے پمفلٹ شایع ہو چکا ہے نواب اسحق خان صاحب سکریٹری علیگڈہ کالج نے باہمی طور پر تصفیہ کا بھی حضور پر نور نواب رامپور دام اقبالہ سے وعدہ کر چکے ہین۔

مگر ہمارے خیال مین یہ سارا قصور اون بزرگان شیعہ کا ہے جو آنکھ بند کر کے چندہ دیئے جاتے ہین اور اون کی دوستی پر مٹے جاتے ہین ورنہ سنی بزرگون نے جہان چندہ دیا ہے اپنی قوم کی تخصیص کر دی ہے لہذا ضرورت ہے کہ آنریبل راجہ علی محمد خانصاحب محمود آباد اور جناب نواب فتح علی خان بہادر سی آئی ای اور دیگر بزرگان قوم اس مادہ پر مخصوصاً توجہ کرین تو ممکن ہے کچھ صورت نکلے۔

نوٹس بنام اڈیٹر النجم زمانہ آپکے اضلال کا ختم ہو چکا خود آپکی قوم نے بھی آپکی خارجیت و ناصبیت کو معلوم کر لیا۔ الشمس کی سات جلدین آپکے جواب مین مکمل ہو چکین صرف دو نمبر باقی ہین۔ کذاب اعظم کا بھی آپکو خطاب مل چکا ہے۔ لہذا اگر تحریری مناظرہ کا شوق ہے تو مضامین اصلاح و الشمس کا جواب دیجیے۔

النجم کی بلند پروازی۔ اصلاح ۱۲ جلد ۱۵ ۔ سرقۃ البخاری ۱۳ ، ۱۲ ، ۵ ۔ النجم کی دلیری ۵ بیادہی کذاب اعظم۔ مراسلات النجم ۹ ، ۱۰

پھر الشمس ۱۰ جلد کا النجم کی لن ترانی۔ ایضاً ۹۷ پھر الشمس ۹۹ کذاب اعظم پھر الشمس ۱۰

ان سب مضامین مین آپکی پوری عبارت بجنسہ نقل کی گئی ہے اور آپکا وعدہ ہے کہ مین بھی پوری عبارت اسی طرح نقل کر کے جواب دونگا لہذا یا تو ان سب جوابون کا جواب الجواب عنایت کیجئے یا اعلان فرمایئے کہ ان سب کا جواب نہین ہو سکتا۔

اور اگر زبانی مناظرہ کا شوق ہے اور میری یہ شرط کہ ایک جوڑہ حکمین کا ساتھ لایئے جسمین ایک عالم علمائے اہلسنت سے ہو اور ایک بافہم ہندو آپکے نزدیک ناممکن ہو جیسا کہ النجم ۱۲ مین ظاہر کیا تو بسم اللہ آپکو ایک ماہ کی مہلت دیجاتی ہے جس طرح چاہے تشریف لایئے اور اپنے ساتھ اڈیٹر اہل حدیث کو بھی لایئے۔ اور اگر ایک ماہ کی مہلت بھی کافی نہو تو سال بھر کی مہلت دیجاتی ہے مگر باین شرط کہ قبل از وقوع مناظرہ لیک حرف بھی اسکے

متعلق نہ آپ النجم مین لکھین نہ مین اصلاح و الشمس مین ۔

بلکہ فریقین کی تحریر بعد از مناظرہ شایع ہوگی دیکھیے اب کون سی راہ آپ اختیار کرتے ہین ۔

عجائب ڈاکخانہ ۔ اصلاح ۹ مین ہم ایک ویلو کو لکھ چکے ہین کہ ۲۰ جولائی ۱۹۱۱ع کو روانہ ہوا جو ۲۹ جولائی ۱۹۱۲ع کو وصول ہوا ۔ اب نیا لطیفہ سنئے ۔

۱۱۱ جناب سید محمد کاظم صاحب رئیس و زمیندار بجگرامہ تحصیل بٹالہ ضلع گرداسپور کے نام ۵ مارچ کو ویلو گیا ۴ نومبر کو وصول ۔ ۱۸۲ جناب نواب سید اعجاز حسین صاحب دہلوی کو ۲۳ مارچ ویلو گیا ۔ وصول ۴ نومبر ۔ ۴۴۶ جناب سید جمو حسین صاحب افسر مال بسی ریاست پٹیالہ کے نام ۱۱ دسمبر ۱۹۱۱ع کو ویلو گیا جو ۲ نومبر ۱۹۱۲ع کو وصول ہوا ۔

ایسے حال مین آپ خیال کر سکتے ہین دفتر اصلاح کہانتک قصوروار ہے اور کیا کر سکتا ہے ۔

اخبار مسرت آثار ۔ ۶ ذیقعدہ کو جناب مولوی سید محمد نصیر صاحب سلمہ اللہ خلف الصدق جناب صدر المحققین ناصر الملۃ والدین دامت برکاتہ مع والدہ ماجدہ اپنی اور برادران و خواہران سلمہم اللہ بغرض تحصیل علم روانہ کربلائے معلی ہوئے خدا کرے کہ دولت علم و کمال سے مالا مال ہو کر جلد مع الخیر و العافیہ معاودت فرمائے وطن ہون ۔

جناب حجۃ الاسلام مولانا السید حامد حسین صاحب طاب ثراہ نے تصنیف کتاب مستطاب استقصاء الافحام اور مجلدات عبقات الانوار سے جو حق اپنا خدا و رسول پر قایم کیا ہے اوس سے امید ہے کہ یہ خاندان عالیشان ابد الآباد حامیان و انصار دین مین محسوب ہوگا ۔ اور انشاء اللہ ہمراہیان رکاب برکت انتساب حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام ہونگے ۔ خدا کرے اب بھی حضرات لکھنؤ سمجھین کہ آپنے عبقات الانوار کا سلسلہ ناحق اس طرح بند کیا ہے کہ حق کی بڑی حق تلفی ہو رہی ہے اب سے بھی اگر جناب ناصر الملۃ دام ظلہ العالی کو مہلت دین تو بقیہ جلدین مرتب ہو سکین جنکا نظیر ملنا محال ہے ۔

۲۴ ذیقعدہ کو الحمد للہ ہم رست مسجھلے مون جناب سید ظہور حسین صاحب دام ظلہ زیارت عتبات عالیات و مشہد مقدس سے مشرف ہو کر مع الخیر دارد وطن مالوف ہوئے والحمد للہ تخمیناً سال بھر کربلائے معلی مین مقیم رہے اور تین ماہ مشہد مقدس مین کل واقعات مشہد آپکے سامنے گذرے ۔ مظالم ظالمان اور اہل خراسان کی بیدینی اور بیحسی کو اپنی آنکھون سے دیکھا ہے ذکر سے قلب انسان خون ہو جاتا ہے کہ یہ ساری بلا و ہین لوگونکی لائی ہوئی ہے جو بڑے بڑے عمامے سر پر رکھے ہوے لوگونکو گمراہ کر رہے ہین ۔

خوشخبری لائلپور حسب تحریر جناب سید ایوب علی شاہ صاحب معلوم ہوا کہ پنجاب مین یہ شہر نوآباد ہے جسکو آباد ہوئے ۱۹ سال گذرے ہین ۔ اسمین نہ شیعونکی کوئی مسجد تھی نہ امام باڑہ جناب حکیم سید محمد شاہ و ملک جہتر الدین نے اپنی متفقہ کوشش سے ایک قطعہ زمین تیرہ سو کو اس غرض سے خریدا ہے اگر مومنین کچھ ہمت کرین تو امام باڑہ و مسجد طیار ہو سکتا ہے حکیم سید محمد شاہ سکرٹری انجمن سادات بنی فاطمہ متصل تالاب مویشیان لائلپور سے خط و کتابت کرین ۔

مال قربانی جناب نواب مظفر علیخان صاحب رئیس جانسٹھ ضلع مظفر نگر سکرٹری سید فنڈ شیعہ کانفرنس ۔ قوم سے

حضرات شیعہ کو خوشخبری

ہمنے وہ قرآن شریف جسکے حاشیہ پر تفسیر خلاصۃ المنہج جناب ملا فتح اللہ صاحب کاشانی رح کا اردو ترجمہ ہے اور متن مین جناب مولوی سید علی صاحب مجتہد لکھنوی کا اردو ترجمہ ہے کا غذ ایسا ہے کہ کسی نے نہین لگایا پہلے سب کا ہدیہ عسہ تھا اب بہت سے علما و مومنین کی تحریک سے نقصان اوٹھا کر یکمشت ہدیہ لینے والے کو عہ روپیہ بھیجی جائیگا اور جو صاحب دس دس پارہ طلب فرماوینگے اونکو عسہ روپیہ علاوہ محصول پر اور جو پانچ پانچ پارہ طلب کرینگے انکو عسہ روپیہ علاوہ محصول پر بھیجا جائیگا علاوہ انکے جوشن کبیر و صغیر مترجم قول فیصل حمائل تعویذی ذریعۃ النجاۃ جلد اول و دوم اربعین فی فضائل امیر المومنین بھی اس دفتر سے ملسکتی ہے۔ المشتہر سید صفیہ حسین مالک مطبع نو الہی آگرہ

فقیری چٹکلے

ہماری دوائین اپنی عجائب تاثیرات کی وجہ سے مشہور آفاق ہو چکی ہین روزانہ فرمائشین چلی آ رہی ہین اگر آپکا بھی دل چاہے تو منگا کر تجربہ کیجیے۔ عرشی چورن قبض بد ہضمی کمی اشتہا وغیرہ جملہ امراض معدہ مین خصوصاً جگر و طحال کا مادہ علاج ہے ہضم صحیح کیساتھ خون صالح پیدا کرکے قوت جماع بڑھاتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۔ عہ

کایا پلٹ ۔ ماہ مین اسکے عجیب و غریب کرشمے استعمال کرنیوالے دیکھ رہے ہین ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہی ہین قیمت ۔۔ اگولیونکی ۔

قاطع جریان ۔ ناپاک مرض جریان کا شرطیہ علاج آزمانا شرط ہے۔

المشتہر فقیر محمد صالح رضوی محلہ علی نگر پالی ضلع گیا۔

خضاب نادرہ

تقریباً ایکہزار خطوط خضاب مذکورہ بالا کی تعریف مین میرے پاس پہونچ چکے ہین جنکا خلاصہ انشاء اللہ علحدہ شایع کیا جاویگا بلا ابرا و استر محض یک جز دمعہ ی اد بالونکو چمکدار سیاہ کر دینے اور وقت اور تکلف بچا لینے کی سبب سے عام طور پر لوگون نے خضاب نادرہ کو پسند فرمایا ہے محض اس خیال سے کہ اگر قبل تجربہ ایک شیشی پر خرچ کرنے مین پس و پیش کرینگے نمونہ کی شیشی قیمتی ۸ر و مرکز تیار کرلی ہے تاکہ محض ۸ر مین خضاب نادرہ کی اصلیت ظاہر ہو جاوے۔

المشتہر سید محمد ناظر کاشی پھر انہ بنارس سٹی۔

پتھر کا کوئلہ

یہ بھی لوازم زندگی سے ہو ۔ [illegible] پکانے ۔ [illegible] لگانے انجن مین دینے کی سخت ضرورت ہے لہذا ہمنے کمپنی محض اس غرض سے قایم کی ہے کہ اپنی قوم کو نفع پہونچایا جاوے [illegible] لوگ لیتے ہین وہ کفایت ہم نہین [illegible] آپکا کام چلتا ہے [illegible] تفصیل [illegible] منگا لیجا تا ہے۔ پتہ [illegible]

[illegible] المشتہر [illegible] ضلع [illegible]

ہر علم وفن کی کتابین علی الخصوص مرثیہ مجلد اور متفرق اور قلمی مرثیہ مشاہیر لکھنؤ کے تصنیف شدہ اور تعویذات کا بہت ذخیرہ موجود ہے جو فہرست طلب کرنے سے معلوم ہوسکتا ہے۔

راقم سید سجاد علی رضوی تاجر کتب چوک لکھنؤ۔

حدیث

- ینابیع المصائب مستند روایتون کی کتاب جناب مولانا سیدناصر حسین صاحب قبلہ کی دستخطی۔ ۶ر
- ترجمۃ المصائب پہلی پانچوین تیسری جلد ۴ر
- نور المجالس مواعظ وربط مصائب قابل دید ۸ر
- مجالس الشیعہ مشہور کتاب مولوی محمد تقی صاحب ۴ر
- تحفۂ یوسفیہ جناب قبلہ وکعبہ مولوی محمد حسین صاحب کی تصنیف ۵۵ مجلسین ہر مجلس آیت قرآنی سے شروع عہ
- خلاصۃ المصائب مشہور کتاب ہے۔ ۱۲ر
- ترجمہ اردو خصائص حسینؑ حدیث کی بےمثل کتاب عہ
- ترجمہ لہوف حال واقعات امام حسینؑ ۴ر
- بحار الانوار اردو حال جناب سیدہ وامام حسنؑ ۶ر
- کارآمد ذاکرین چہاردہ معصومین کی مجلسین عہ

ماتم ونوحہ جات

- مخزن ماتم اسمین نوحہ اور ماتم اور سواریان جو ہمراہ علم اور دلدل کے پڑھتے ہین۔ ۴ر
- سفینۂ ماتم بیاض انجمن مہدیہ حلقہ کے ماتم ۲ر
- انتخاب ماتم اسمین گرہ بند ماتم حلقہ کے ہین۔ ۲ر
- فغان غم لکھنؤ کے مشہور شاعر جناب ذاخر کا کلام ۱ر
- چمنستان ار ذخیرۂ ذاخر ۲ر
- سحاب ماتم اسمین ۳۰ نوحہ مصنفہ زکیہ بیگم صاحبہ ۲ر
- مجموعۂ ماتم المعروف بذخیرۂ غم اسمین ۲۵ نوحہ ہین ۲ر
- نجم ماتم ۱۴ نوحہ ہین نواب بہادر حسین خان انجم ۱ر
- مطلع غم مصنفہ جناب تشفی تاریخوار نوحہ ہین ۲ر
- نشتر ماتم سید رضی صاحب بن شمس العلما نوحہ وماتم ۱ر
- رونق ماتم نوحہ جات خاندان انیس ۴ر

- مرقع ماتم لطافت برادر کلان جناب فصاحت ۲ر
- گنجینۂ ماتم شاہزادہ انجم قدر بہادر ۱ر
- چمن حزن درحال عزیزان امام معصومینؑ۔ ۲ر
- واقعات نوحہ جات عادل ہر امام کے واقعات ۴ر
- چشمۂ کوثر ۲۵ نوحون کا مجموعہ ہے۔ ۲ر
- بیاض طاہرہ۔ موافق بشارت ہر امام کے نوحہ ۲ر
- عزائے حسینؑ منقبت نوحہ جات مرثیہ جدید ۲ر
- بحر مغفرت بی شیرین صاحبہ واقعات نوحہ جات ۲ر
- نخل ماتم مجالس نظم ونثر مرزا جعفر علی صاحب فصیح کی تصنیف ۱۲ر
- تحقیق الہدی فی مجالس سید الشہداء ۸ر۔ زبدۃ المصائب عہ
- سفینۃ الشہداء ۸ر اعظم المطالب۔ آیات درشان علیؑ ۴ر
- ذائقۂ ماتم عرف چہل مجلس عہ۔ مشارق الانوار در معجزات ۸ر
- ینبوع المعجزات معجزات جناب امیرؑ ۴ر
- شعرائے نامی کے قصائد اردو ۱۲ر قصائد فارسی۔ ۱۲ر
- مجموعۂ مراثی اسمین چھوٹے چھوٹے مرثیہ تحت اللفظ سوزخوانی کے قابل ۶ر
- مجموعہ مراثی مرزا فصیح چھاپہ کہنہ عہ۔ براہین غم جلد اول جناب عشق ۱۲ر
- مراثی میر انیس مرحوم جلد اول عہ دوم عہ سوم ۱۱ر چہارم ۱۲ر پنجم ۱۲ر ششم عہ
- مراثی میر مونس مرحوم چھ جلد ہر جلد کی قیمت عہ
- سلام خاندان انیس ۸ر رباعیات انیس ۳ر رباعیات دبیر ۲ر
- تحفۃ العوام سندی آقا حسن صاحب ہ
- تحفۃ العوام جدید سبط حسین صاحب عہ
- دستخطی جناب سید آقا حسن صاحب قبلہ تعقیبات نماز پنجگانہ جیبی ۳ر
- بعثت سورہ جیبی۔ ۳ر اعمال مستحبہ ماہ رمضان جیبی ۳ر
- اعمال عاشورا ۳ر
- تعویذات جوشنین ۱ر بازوبند ام الصبیان ۲ر
- دعائے الامان ۱ر
- دعائے نور کلان۔ ۱ر

بینظیر کتابین

البدر التمام یعنی علامہ ہبۃ الدین شہرستانی نجفی دام ظلہ کی جدید و لاجواب تصنیف الہیئۃ والاسلام کا اردو ترجمہ جناب مولینا المولوی سید محمد ہارون صاحب مدظلہ یہ ایسی عجیب و غریب کتاب ہے جسنے تمام بلاد یورپ مین غیر مسلمین پر اسلام کی صداقت و حقیت اور اسکا سرچشمہ جمیع علوم ہونا ثابت کردیا ہے اس کتاب مین ہیئت قدیم و جدید کے مسائل پر محققانہ بحث کی گئی ہے آیات و احادیث اور اقوال اہلبیت علیہم السّلام سے مطابقت کی گئی ہے اسلام کے برخلاف فلاسفہ قدیم کے جملہ اعتراض کو رد کرکے ثابت کردیا گیا ہے کہ ہیئت کی سچی تعلیم اسلام ہی نے دی ہے اور ہیئت جدید جسکی تحقیقات پر اہل یورپ کو بڑا ناز ہے اوسکو اسلام اور اوسکے اوصیاء کرام اب سے تیرہ سو برس پہلے بیان کرچکے ہین جبکہ نہ یہ آلات تحقیق ایجاد ہوئے تھے نہ علوم کی ایسی ترقی تھی اس فن کی پہلی اور بالکل انوکھی کتاب ہے اور اسلامی تعلیم کے مطابق زمینون اور آسمانون ـ چاند سورج سیارون وغیرہ کی ماہیت و حرکات وغیرہ کی تحقیقات کا بے نظیر ذخیرہ ہے جن حضرات کو علوم جدیدہ کی تعلیم نے اسلام سے بدظن کردیا ہے اونکے لئے یہ کتاب ہادی کا کام دیگی جملہ اہل اسلام خصوصاً طلبہ ضرور ملاحظہ فرمائین اور اپنے احباب کو بھی دکھائین اصل کتاب عربی کی قیمت للعہ روپیہ ہے ہمنے بنظر رفاہ عام صرف عہ فی جلد رکھی ہے چھپائی نہایت نفیس جلد خریدین ورنہ طبع ثانی کا انتظار کرنا پڑیگا ـ

تحفۃ الاتقیا یعنی سید مرتضی علم الہدی علیہ الرحمہ کی کتاب تنزیہ الانبیاء کا اردو ترجمہ جسمین تخطئۃ الانبیا کی رد کرکے دلائل عقلیہ و آیات و احادیث کے ذریعہ سے انبیا علیہم السّلام کو جملہ خطاؤن سے منزہ و معصوم ثابت کیا گیا ہے اصل قیمت عہ رعایتی عہ ـ

طریق الصّلوۃ جسمین تمام واجبی اور مشہور سنتی نمازونکا طریقہ اور اونکے متعلقہ ضروری احکام معہ ترجمہ نماز اس خوبی سے درج ہین کہ کم لیاقت آدمی بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے ایسا مختصر اور جامع مسائل رسالہ نظر سے نہین گذرا ـ قیمت جلد دو آنے (۲ر)

البرہان ـ مذہبی ـ علمی ـ اخلاقی ـ تمدنی ـ تاریخی ماہوار رسالہ تحصیل معارف و تحقیقات کا بہترین ذریعہ ـ سالانہ چندہ عہ نمونہ ۳ر فی پرچہ (نوٹ) عہ کے خریدار کو محصولڈاک معاف ـ عہ کے خریدار کو (۲۰) فیصدی کمیشن بھی ـ عہ کے خریدار کو صرف ۲۰ فیصدی کمیشن محصول بذمہ خریدار ـ

المشتہر منیجر البرہان لاہور ـ بازار حکیمان

البلاغ المبین

(سلسلہ کیلئے ملاحظہ ہو)

ظاہر کر رہے ہین کہ کون تم سے ہماری وزارت قبول کرتا ہے جو ہمارا بھائی اور وزیر اور خلیفہ ہوگا جس سے حضرت کا کمال تیقن ظاہر ہے کہ یہ امر ضرور کامیاب ہوگا ہم ہر طرح مظفر و منصور ہون گے اگر آپ دعائے حضرت موسی اور قول رسول اللہ مین غور کرینگے تو آپکو خود معلوم ہوگا کہ حضرت موسیٰؑ کو گو تیقن کامیابی ضرور تھا مگر ضرورت تھی دعا کی کہ جناب احدیت مین عرض کرین کہ خداوندا یہ باتین مجھے عنایت فرما۔

بخلاف رسول اللہؐ کہ آپکا تیقن اسدرجہ پر تھا کہ دعا کی ضرورت نہ تھی کیونکہ دعا وہان کی جاتی ہے جہان کوئی امر حاصل نہو اور یہان وہ بات حاصل تھی لہذا دعا نہین فرمایا بلکہ کہا ایکم یوازرنی کہ کون ہماری وزارت کرتا ہے جسکو یہ باتین حاصل ہونگی۔

دعائے حضرت موسیٰؑ مین سب باتین تھین مگر دعائے خلافت نہین ہے کہ ہمارے بعد ہمارے بھائی کو یہ بات بھی حاصل ہو کہ وہ خلیفہ اور حکمران ہون۔

بخلاف ارشاد رسول کے کہ اس جملہ خلیفتی سے آپ اسکا بھی اثبات کرتے ہین کہ جو ہمارا وزیر و شریک امر ہوگا وہ ہمارے بعد زندہ بھی رہیگا اور خلافت بھی پائیگا۔

جس کا یہ رمز بھی ہو سکتا ہے کہ چونکہ رسالت حضرت موسیٰؑ منقطع ہونیوالی تھی اس لئے خلافت کی استدعا نہ کی جس سے فی الجملہ دوام سلسلہ کا شبہہ ہوتا ہے بخلاف رسول اللہؐ کہ آپکا علم الیقین شاہد تھا کہ یہ سلسلہ الی یوم القیمہ باقی رہیگا لہذا اخوت و وزارت کے ساتھ خلافت کو بھی ثابت کیا جو مقتضی حیات خلیفہ بعد وفات نبی ہے اور مقتضی دوام سلسلہ۔

اس سے بڑھکر کونسا معجزہ ہو سکتا ہے کہ صرف دو جملون سے اسلام کے تمامی مستقبل کو ظاہر فرما دیا۔

غالبًا یہی باعث ہے کہ خداوند عالم نے حضرت کے اس معجزہ کو ان الفاظ سے بیان فرمایا جسکے لئے خاص سورہ نازل فرمایا کہ یہ معجزہ مشتبہ نہونے پائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الم نشرح لک صدرک و وضعنا عنک وزرک الذی انقض

ظہرك و رفعنا لك ذكرك فان مع العسر يسرا ان مع العسر يسرا فاذا فرغت فانصب والى ربك فارغب۔

اے (محمدؐ) کیا ہمنے تمھارا سینہ نہین کھولا اور تمسے بوجھ تمھارا نہین اوتارا جس نے تمھاری پیٹھ کو توڑ دیا تھا۔ اور تمھارا ذکر بلند کیا مرد مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔ مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔ جب فارغ ہو تو نصب کر۔ اور اپنے رب کی طرف رغبت کر۔

دیکھیے شان فخر الانبیا کہ حضرت موسیٰ نے جن باتون کا سوال کیا تھا اور خدا نے فرمایا تھا قد اوتیت سؤلك یا موسیٰ تمھاری دعا قبول کی گئی۔ اونھین باتون کو خداوند عالم بلا سوال عطا فرماتا ہے اور مورد احسان مین ذکر فرماتا ہے کہ یہ باتین تمکو ہمنے از خود عطا کین۔

جس سے بفحوائے آیہ وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی حضرت کا وعدہ۔ عہد جناب امیرؑ کے ساتھ اول روز اعلان نبوت مطابق وحی و حکم خاص باری تعالیٰ تھا۔ اب ان آیات کو واقعہ اعلان نبوت و اثبات خلافت جناب امیرؑ سے ملائیے تو معلوم ہو لفظاً لفظاً مطابق ہے۔ دعائے حضرت موسیٰ مین اشرکہ فی امری ہے یہان ایکم یوازرنی علی امری ہے دعائے موسیٰ مین وزیرا ہے۔ اس واقعہ مین بھی یوازرنی ہے دعائے موسیٰ مین اشدد بہ ازری ہے الم نشرح مین وضعنا عنك وزرك ہے۔ حدیث مین انا وزیرک ہے اور وزیری دعائے موسیٰ مین ھارون اخی۔ یہان اخی ہے۔ اب بھی اگر کوئی نہ سمجھے تو اوس سے خدا سمجھے۔

دعائے حضرت موسیٰ مین نہ ذکر وصایت ہے اور نہ ذکر خلافت کیونکہ حضرت ہارون کی وفات قبل وفات موسیٰ مقدر تھی۔ مگر حضرت نے یہان اثبات **وصایت و خلافت** فرمایا کیونکہ آپکو معلوم تھا جناب امیرؑ بعد آپکے زندہ رہینگے۔

دعائے حضرت موسیٰ مین و اشرکہ فی امری ہے کہ میرے بھائی کو میرے امر مین شریک کر۔ اوسکی تصدیق جناب امیرؑ مین ملاحظہ فرمایئے کہ کس طرح خدا نے جناب امیرؑ کو شریک کیا ہے۔ کہ جناب امیرؑ کو قبل از بعثت اپنی کفالت مین لیا اور ہر طرح حضرت کے شریک حال رہے۔ بقول اہل سنت حضرت دوشنبہ کو مبعوث برسالت ہوئے سہ شنبہ کو جناب امیرؑ نے نماز

ایمان فرمایا حضرت کو اعلان نبوت کا حکم ہوا تو کل اہتمام اس کا جناب امیرؑ سے متعلق فرمایا کہ ایک صاع گندم لاؤ۔ ایک ران بزغالہ۔ ایک قدح شیر۔ سبکو جاکر بلا لاؤ۔ دو روز یہ خدمتین جناب امیرؑ نے انجام دین۔ اس سے بڑھکر کون سا امر مصداق اشرکہ فی امری۔ ہوسکتا ہے کہ قبل اظہار نبوت وخلافت جناب امیرؑ شریک کئے گئے۔

اسی امر کو شاہ ولی اللہ صاحب اس طرح ظاہر کررہے ہین صو

واصل درا عتبار این اوصاف سہ نکتہ است نکتہ نخستین آنکہ نفوس قدسیہ انبیاء درغایت صفا وعلوی فطرت آفریدہ شدہ است ودر حکمت الٰہی بہمان صفا وعلوی فطرت منسوب بوحی گشتہ اند وریاست عالم بایشان مفوض شدہ قال اللہ تعالیٰ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ وازمیان امت جمعے ہستند کہ جوہر نفس ایشان قریب بجوہر نفوس انبیا مخلوق شدہ واین جماعۃ در اصل فطرت خلفائے انبیا اند درامت مثال آنکہ آئینہ وتہین از آفتاب اثرے قبول میکند کہ خاک وچوب وسنگ را میسر نیست این فریق کہ خلاصہ امت اند از نفس قدسیہ پیغامبر بوجہے متاثر می شوند کہ دیگر آنرا میسر نمی آید وانچہ از آنحضرت فرا گرفتہ اند بشہا دت دل فرا گرفتہ اند گویا دل ایشان آن چیزہا را اجمالاً درک کردہ بود وکلام آنحضرت بشرح د تفصیل آن معانی اجمالی نمود وبعد از ایشان جماعۃ دیگر اند پایہ بپایہ فرو دتر تا آنکہ نوبت عوام مسلمین انداین خلافت خاصہ آنست کہ این شخص چنانکہ در ظاہر حال رئیس مسلمین شود بحسب وضع طبیعی کہ مراتب استعدادات افراد بنی آدم است درصفا وعلوی فطرت الامثل فالامثل نیز رئیس امت باشد تا ریاست ظاہر ہمدوش ریاست باطن گردد۔

اس تحقیق پر ہم کسی حاشیہ کا اضافہ نہین چاہتے۔ بلکہ یہ پوچھتے ہین کہ اس تحقیق کے مصداق جناب امیرؑ ہوسکتے ہین یا دوسرا کوئی بھی۔ کیونکہ قرابت نسبی تو ایک ایسی بدیہی چیز ہے کہ معمولی شخص بھی یہی سمجھتا ہے جو جو ایک بھائی مین ہے تو ہی دوسرے مین بھی ہوگی یا جو صفتین باپ مین تھین وہی بیٹے مین ہونگی الا ماشذ

پھر کیونکر ممکن ہے کہ جو شخص خاتم الانبیا سید المرسلین ہو اوس کا اقرب قریب ان صفات سے محروم ہو اور وہ لوگ اس سے بہرہ مند ہون جنکو کسی طرح یہ قرابت نہو۔

اسی لئے تو خدا نے پہلا حکم جو اعلان نبوت کا دیا تو آیہ و انذر عشیرتک الاقربین و رھطک منہم المخلصین سے جیسا کہ بخاری مین ہے کیونکہ اقربین مین کوئی خصوصیت نہوتی تو ہرگز اونکی تخصیص نہ فرماتا۔ پس یہ تخصیص خود بتا رہی ہے کہ وہی لوگ نفوس قدسیہ انبیا سے اقرب ہین علی فطرت و صفائے طینت ہین۔

اسی لئے جب حضرت نے اس حکم کی تبلیغ فرمائی تو جناب امیر کی نسبت فرمایا انت اخی و وصی و وارثی و خلیفتی فیکم جسمین لفظ اخی کی تقدیم بتا رہی ہے کہ جناب امیر وہی بزرگ ہین جنکا جوہر نفس اقرب ہے جوہر نفس رسول سے اور حضرت محض حکم خدا و رسول ہی سے خلیفہ رسول نہین ہین بلکہ بحسب وضع طبعی و خلقت فطری بھی رئیس مسلمین ہین تاکہ ریاست ظاہری و باطنی دونو جمع ہو جائے۔

شاہ ولی اللہ صاحب دوسرا نکتہ فرماتے ہین نکتہ دوم آنکہ خلیفہ حقیقی پیغامبر مثل نے است کہ نائی آنرا بر دہان خودمی نہد بجہت بلند گردانیدن آواز و مانند آن و انشا نغمہ و تعیین کیفیت آن راجع است بنائی ہمچنان انچہ تقاسیم رحمت الہی نصیب پیغامبر گشتہ و پیغامبر قبل از مباشرت آن برفیق اعلی پیوستہ بوجہے از وجوہ سببیہ و انابۃ آن معانی را بدست خلفا اتمام ساختہ اند وبحقیقت آن ہمہ راجع است بہ پیغامبر و ایشان بمنزلہ جوارح پیغمبر شدہ اند لا غرض پس خلافت خاصہ آنست کہ از خلیفہ کارہائے کہ نصیب آنحضرت است و منسوب بایشان است در قرآن و حدیث قدسی بدست وی سرانجام شود و آنحضرت اثبات او را تصریحاً و تلویحاً مرات کثیرہ اظہار فرمودہ باشند تا ہمہ کارہا در جریدہ اعمال حضرت پیغامبر مرقوم گردد و ایشان شرف وساطت حاصل نمودہ باشند لا غیر۔

اس نکتہ مین شاہ صاحب رسول اللہ اور خلیفہ مین وہی نسبت بتا رہے ہین جو بانسری بجانے والے اور بانسری مین ہے۔ کہ نہ بانسری بغیر بجانے والے کے بول سکتی ہے نہ بجانے والا بغیر بانسری کے بجا سکتا ہے۔ یا جس طرح قلب و دماغ محتاج دست و بازو کے ہین کہ نہ ہاتھ پاؤن بغیر قلب کام کر سکتے ہین نہ قلب بغیر ہاتھ پیر کے۔

تو اب دیکھنا چاہیئے کہ یہ تمثیل رسول اللہ اور جناب امیر پر صادق آتی ہے یا غیر پر کیونکہ سب سے

پہٹ قنائی کی آواز کو دیکھنا چاہیے جسکی اوس نے ابتدا کی ہے کہ وہان کون اوس کا سننے والا ہے۔ یا قلب و دماغ کے اوس فعل کو جسکی ابھی ابتدا ہوتی ہے۔ کیونکہ بعد اتمام کام تو بہت سے جراح بن جاتے ہین۔ خصوصاً جنکو اوس سے نفع پہونچے۔

دیکھئے سب سے ابتدائی کام رسول اللہ کا یہی تھا کہ آپ پر حکم انذر عشیرتک الاقربین نازل ہوا اپنے قرابت والے قبیلہ کو بلا کر ڈراؤ کہنے کو تو بہت آسان ہے مگر غور فرمایئے کتنا مشکل ہے کہ وہ قوم جسنے نہ سارے عرب کو بلکہ تمامی قریش کو اپنا محکوم بنا لیا ہے جسکی عزت نے کیسے کیسے سرکشون کو مطیع و منقاد بنایا ہے۔

اوسکی نسبت ایک ایسے شخص کو حکم دیا جاتا ہے جو وقت ولادت سے یتیم ہے کہ نہ سر پر باپ ہے نہ مان۔ نہ بھائی ہے نہ بہن۔ نہ فرزند و اولاد۔

حکم بھی کیا ہے دینی حکم کہ خدائے وحدہ لاشریک لہ کی پرستش کرو۔ ہمکو خدا کا رسول مانو۔

یہ ہے پہلی آواز جسکے لئے شاہ صاحب نے رسول اللہ کو نائی بنایا (بانسری بجانیوالا) اور جناب امیر نے (بانسری) ہین جس سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ اگر جناب امیر نہ ہوتے تو ہرگز رسول اللہ کی آواز بلند نہ ہوتی کیونکہ خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ تو ہو نہین سکتا کہ خود رسول اللہ دعوت کنندہ ہون اور خود جا کر لوگون کو بلاتے پھرین خود ہی لوگون کو کھلانے بیٹھین۔ خود ہی کھانا پکائین خود ہی دودھ دوہ لائین۔

بلکہ ضرور ہے کہ جو رسول خدا ہو وہ ایک طرف عظمت و جبروت خداوندی کو دکھائے کہ اپنی جگہ بیٹھا رہے اوسکا جو ہاتھ پیر ہے وہ کام کر رہا ہے کہ ایک طرف کھانا طیار کرتا ہے دوسری طرف لوگونکو بلاتا ہے کہ ہمارے آقا نے طلب کیا ہے۔

اب دیکھو کہ جو شخص خدائے جبار و قہار کی طرف دعوت کر رہا ہے اگر اوسکو پہلے ہی مایوسی ہو جائے کہ ہماری آواز کسی طرح نہ سنی جائیگی تو کیا اوسکی ہمت بڑھ سکتی ہے ؟ ہرگز نہین لہذا خدا نے اوسی کے دل مین القا کیا جو رسول اللہ کا ہاتھ پیر بنا تھا کہ سب سے پہلے اپنے آقا کی آواز پر لبیک کہے تا کہ قلب اطہر رسول متردد نہ ہو اوسکو اس کی ندامت نہ اوٹھانی پڑے کہ ہماری آواز کسی نے نہ سنی۔

اسی لئے رسول اللہ نے محض اس اجابت دعوت کے صلہ مین آپکو وہ مرتبہ دیا جو حضرت ہارون کے لئے

حضرت موسیٰ نے دعا کی تھی بلکہ اوس سے زیادہ۔
دیکھیے جو سلسلہ نبی و وصی کا خدا نے آج قایم کیا ہے کہ وصی اپنے آقا اور نبی کا دست بازو بنا رہے وہی سلسلہ رحلت رسول اللہ تک قایم رہا کہ کوئی کام بغیر مشارکت وصی و خلیفہ انجام ہی نہین پاتا۔
سب سے اہم واقعہ ہجرت ہے کہ حضرت کو حکم ہو رہا ہے اپنا وطن مکہ چھوڑکر مدینہ چلے جاؤ حالانکہ صدہا بلکہ ہزارہا صحابہ ہو چکے ہین مگر کوئی ایسا نہین ہے کہ رسول اوسکو اپنے بستر پر سولائین کہ کفار کو معلوم ہو رسول اللہ موجود ہین بھاگے نہین۔
اس مہم کو بھی اوسی نے انجام دیا جو خلیفہ و جانشین رسول ہے جو خلافت کی پہلی عملی کارروائی ہے کہ کہ بہ اطمینان تمام اون برہنہ ہزار تلواروں کے سایہ مین سو رہے جو اسلئے علم ہوئی تھین کہ رسول اللہ پر یکبارگی حملہ آور ہون تاکہ پھر بنی ہاشم کو اسکا موقع نہ مل سکے کہ ہزار قبیلون سے رسول اللہ کے خون کا انتقام لے سکین۔
یہ وہ خلیفہ اور مثیل رسول اللہ ہے جسکے وجود نے صرف کفار ہی کو نہین مشتبہ کیا جنکے دام تزویر سے رسول اللہ نے فراغت پائی اور غار ثور مین پہونچ گئے۔ بلکہ وہ یار غار بھی شبہہ مین پڑ گئے اور آپکو رسول اللہ ہی سمجھنے لگے جو بعد کو زبردستی خلیفہ بنائے گئے ازالۃ الخفا مین ہے

قال ابن عباس وشری علی نفسہ تلبس ثوب النبی ثم نام مکانہ قال ابن عباس وکان المشرکون یرمون رسول اللہ فجاء ابو بکر و علیؑ نائم قال وابو بکر یحسب انہ رسول اللہ فقال یا نبی اللہ فقال لہ علیؑ ان نبی اللہ قد انطلق نحو بئر میمون فادرکہ قال فانطلق ابو بکر فدخل معہ الغار قال وجعل علیؑ یرمی بالحجارۃ کما کان نبی اللہ وھو یتضور وقد لف راسہ فی الثوب لا یخرجہ حتی اصبح ثم کشف عن راسہ فقالوا انک للئیم وکان صاحبک لا یتضور ونحن نرمیہ وانت تتضور وقد استنکرنا ذلک

کہا ابن عباس نے کہ حضرت علیؑ نے بیچڈالا اپنا نفس (آیہ ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ کی طرف اشارہ ہے) اور پہن لیا لباس رسول۔ اور سو رہے حضرت کی جگہ پر کہا ابن عباس نے کہ مشرکین پتھر مارتے تھے رسول اللہ پر آئے ابو بکر اور حضرت علیؑ سوئے ہوئے تھے تو ابو بکر

نے اس خیال سے کہ آنحضرت سوئے ہین کہا۔ یا نبی اللہ حضرت علیؑ نے کہاکہ رسول اللہؐ تو جانب بیر میمون تشریف لیگئے ہین چلے جاؤ۔ ابوبکر ادہر گئے اور حضرت کے ساتھ غار مین داخل ہوئے اور یہان حضرت علیؑ پر پتھر برسانے لگے جس طرح رسول اللہؐ پر برساتے تھے۔ حضرت علیؑ اپنا سر چادر سے چھپائے ہوئے تھے صبح تک منہ نہ کھولا۔ اور پتھر برسنے سے آپ بیچین ہو رہے تھے جب صبح ہوئی تو حضرت علیؑ نے اپنا سر کھولا۔ کفار نے کہا تم صاحب ملامت ہو کیونکہ تمھارے صاحب تو ہمارے پتھر مارنے سے بیچین نہین ہوتے تھے اور تم بیچین ہوتے تھے اسی سے ہکو شک ہو رہا تھا

اگر ابوبکر صاحب کو اس معیت غار سے کوئی فضیلت حاصل ہوئی تو وہ بھی جناب امیرؑ کی بدولت کہ حضرت ہی نے فرمایا آنحضرت جانب غار تشریف لیگئے ہین تم بھی چلے جاؤ۔ ورنہ خدا اور رسول نے تو انکو اس قابل ہی نہ جانا تھا کہ اس راز سے اونکو مطلع کرین۔ بلکہ بروایت درمنثور سیوطی۔ حضرت نے تو انکو کافر سمجھ کر اور جلدی کی تھی کہ کہین پہونچ نہ جائے مگر ہمکو اوس سے یہان بحث نہین بلکہ صرف یہ دکھانا ہے کہ جو معاہدہ خلافت کا جناب رسالتمآب اور جناب امیرؑ مین ہوا تھا اوسکو کس طرح عملی جامہ پہنایا گیا ہے۔

کہ بحکم خدا حضرتؐ نے مکہ چھوڑا اور بحکم خدا اپنی جگہ جناب امیرؑ کو سلایا ہے کہ جو چادر رسول اوڑھے تھے وہی چادر جناب امیرؑ اوڑھے ہین جو پتھر رسول اللہؐ پر پڑتا تھا جناب امیرؑ پر پڑتا ہے اور حضرت برداشت کر رہے ہین اور اپنے آقا کے آرام کی فکر کر رہے ہین کہ ایک خدمتگار کو یہان سے بھیجتے ہین اگرچہ آگے چلکر وہ یار غار۔ مار غار بنا۔

دوسرا واقعہ اسکے ساتھ ہی حضرت کی روانگی کا ہے غار ثور سے جسکی ساری خدمتین جناب امیرؑ نے انجام دین اونٹ خریدنا دلیل کا مقرر کرنا جو ایک مشرک تھا۔ کہانے پینے کا سامان کرنا شب کے وقت روانہ کرنا۔ ابوبکر کے لئے بھی اوسی طرح اونٹ وغیرہ لیا گیا جو کسی رئیس کے غلام و خادم کے لئے لیا جاتا ہے۔

غور کیجئے شاہ صاحب نے جو تعریف خلافت خاصہ بیان کی ہے کہ رسول اور خلیفہ رسول مین وہی نسبت ہوتی ہے جو بانسری اور بانسری بجانے والے مین ہوتی ہے وہ یہان صادق آتی ہے یا خلفائے ثلثہ مین۔

تیسرا واقعہ اسکے بعد جو اہم و قابل ہے وہ جناب امیر کا مکہ معظمہ میں قیام کرنا ہے اور لوگوں کی امانتیں ادا کرنا اور پھر حرم محترم رسول کو لیجانا جنمیں آپکی پیاری دختر جناب فاطمہ زہرا تھیں اور آپکی واجب التعظیم چچی اور دیگر اعزا رسول اللہ ان سبکو چھوڑکر تن تنہا تشریف لیگئے ہیں اور جناب امیر تنہا مکہ میں مہمات رسول کو انجام دیرہے ہیں ۔

مدعیان اسلام اگر انصاف پسند ہوتے تو صرف اسی واقعہ پر غور کرتے تو قدر جناب امیر معلوم ہوتی کہ کفار کی وہ یورش ہوئی تھی کہ رسول اللہ ایسا شخص ایک منٹ نہ ٹھہرسکا شبا شب تنہا مکہ سے نکل گئے ۔ اور جناب امیر آپکی جگہ پر تنہا اس اطمینان سے سوئے کہ ہزاروں تلوار برہنہ میں آپکو کسی طرح کا خوف و ہراس نہ تھا ۔

رسول اللہ غار میں پوشیدہ ہیں جناب امیر لوگونکو اون کی امانتیں دیرہے ہیں ۔

رسول اللہ کو جناب امیر سوار کرکے مدینہ بھیج رہے ہیں ۔ اور بعدہ باطمینان تام اونٹوں کا انتظام کررہے ہیں اور اعزائے رسول کو لیجارہے ہیں جسکی نسبت اورح کامل لکھتا ہے صفحہ جلد ۲

واما علی فانه لما فرغ من الذی امره به رسول اللہ هاجر الی المدینة فکان یسیر اللیل ویکمن النهار حتی قدم المدینة وقد تفطرت قدماه فقال النبی ادعوا لی علیاً قیل لا یقدر ان یمشی فاتاه النبی واعتنقه وبکی رحمة لما بقدمیه من الورم وتفل فی یدیه وامرها علی قدمیه فلم یشتکهما بعد حتی قتل ۔

یعنی حضرت علی جب اون احکام کی تعمیل سے فارغ ہوے جسکا حکم رسول اللہ دیگئے تھے تو مدینہ کی طرف ہجرت کیا ۔ شبکو چلتے اور دن کو پوشیدہ ہو رہتے یہانتک کہ وارد مدینہ ہوئے اور آپکے دونو قدم پاش پاش ہوگئے تھے حضرت نے حکم دیا کہ بلاؤ علی کو تو لوگوں نے کہا کہ مشی پر قادر نہیں ہیں پس خود حضرت تشریف لائے اور معانقہ کیا اور ازراہ رحمت رونے لگے اوس تکلیف سے جو آپکے قدموں کو ورم سے پہونچا تھا ۔ اوسکے بعد لعاب دہن مبارک لگایا جسکے بعد پھر کوئی شکایت آپکو نہ ہوئی یہانتک کہ شہید ہوئے ۔

کیا یہ واقعات معمولی ہیں ۔ کیا اس سے عملی ثبوت خلافت جناب امیر کا نہیں نکلتا کہ جو معاہدہ رسول اللہ میں اور آپکے خلیفہ میں بروز اعلان نبوت ہوا تھا اوسکی اس طرح تعمیل ہو رہی ہے کہ پھر

نمبر ۲ | بابت ماہ صفر المظفر سنہ ۱۳۳۰ھ مطابق ماہ فروری سنہ ۱۹۱۲ء | جلد ۱۵

ضروری معروضات

(۱) یہ نمبر بھی بلا ویلو اس غرض سے حاضر ہوتا ہی کہ حالات ایران کچھ تفصیل سے لکھے گئے جسپر مومنین کی توجہ نہایت ضروری ہی سر مہتہ فیروزشاہ پارسی بمبئی نے ایکہزار روپیہ ایرانی انجمن ہلال احمر مدینکل اسٹریٹ کلکتہ کو اعانت ایران مین دیا ہی۔ مگر ہائے کسی ہندوستانی رئیس یا نواب کا نام اخبارون مین نہ دیکھا گیا کہ کوئی بڑی رقم اعانت ایران مین دی ہو۔ سر آغا خانصاحب نے شاید پانچہزار دیا ہی۔ مگر سر مہتہ فیروزشاہ مسلمان نہین ہین اوسپر ہزار دیا اور سر آغاخان تو خاص شاہی نسل سے ہین اور تمام خوجون کے امام یا پیشوا مگر یہ ہمت۔

انجمن تذکرۃ المعصومین فیروزپور کا ایک مراسلہ البتہ آیا ہی کہ تمامی مومنین بحساب فی کس عمر اس چندہ مین داخل کرین۔

(۲) چونکہ تنقید بخاری کی اشاعت ۱۲ سے نہایت ضروری ہی لہذا اسکا انتظار رہا کہ قدردانان اصلاح بذریعہ منی آڈر عنایت فرمائینگے۔ مگر افسوس ۲۰ محرم تک مع تنقید بخاری ۱۸ چندے وصول ہوے سالانہ اور بلا تنقید ۲۳ چندے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۳) لہذا ۵ صفر تک اور انتظار کیا جاتا ہی کہ مربیان اصلاح اپنا چندہ بذریعہ منی آڈر عنایت فرمائین کہ دوبارہ یاددہانی کی ضرورت نہو ورنہ ہمارے حاسدین پھر مضحکہ اوڑائینگے۔

(۴) انعامی رسالہ سراج الدین خریداران اصلاح کو جنکا چندہ وصول ہوجاتا ہی مفت بلا قیمت روانہ ہوگا مگر بعد روانگی ویلو پھر یہ انعام نہین مل سکتا جنکو باوجود ادائی چندہ نہ پہونچا ہو طلب فرمالین۔

(۵) ۵ صفر کے بعد ۱۲ ویلو تمام کا روانہ ہوگا جسکے مطلب یہ ہین کہ بلا تنقید بخاری خریدار اصلاح سمجھے

جائینگے لہذا ہمدردان اصلاح جلد اپنا چندہ بذریعہ منی آڈر بھیجین یا لکھین۔

(۶) جناب مولوی سید مرتضی حسین صاحب رئیس جگراؤن خلف جناب شرف العلما مولوی سید شریف حسین خانصاحب مرحوم بغرض ایصال ثواب بروح مرحوم چار نادار کے نام اصلاح جاری کراتے ہین نصف چندہ ممدوح دینگے نصف خریدار کو دینا ہوگا اور چھ کے نام الشمس دو سال کیلئے جاری کرایا

(۷) دفتر اصلاح بھی بغرض ایصال ثواب بروح جناب شریف العلما مرحوم چار خریدار کے نام پر اسی شرط سے اور بغرض ایصال ثواب بروح حجۃ الاسلام آغا خراسانی مرحوم ۲ اصلاح اور ۱۲ الشمس اس شرط پر جاری کرتا ہے کہ نصف چندہ خریدار دے۔

(۸) تقدیس القرآن عن تلبیس الشیطان جسمین آریون کے مشہور اخبار مسافر کا جواب محققانہ مہذبانہ دیا گیا ہے سو نسخے علحدہ چھپوائے گئے ہین کہ جو لوگ الشمس کو نہین خرید سکتے یا نہین دیکھ سکتے وہ بھی اس رسالہ سے مستفید ہون اور دیکھین کہ کیسی خدمت اسلام کی گئی ہے اور کس طرح قرآن کی عظمت دکھائی گئی ہے۔ قیمت ۴؍

(۹) کشف الظلمات بجواب آیات بینات بحث فدک کا پہلا حصہ بھی الشمس سے علحدہ چھپوایا گیا ہے کہ جن لوگونکے دل فقرات آیات بینات سے زخمی ہین اور بوجہ ناداری الشمس کو عام سالانہ پر نہین خرید کر سکتے۔ اسکو علحدہ طلب کرکے مستفید ہون۔ قیمت ۴؍

(۱۰) آخری التماس یہ ہے کہ الشمس ۱۳۳۱ھ جلد ۷ کا پہلا نمبر شایع ہو گیا جو لوگ اصلاح و الشمس دونو کے خریدار ہین وہ اپنا چندہ بذریعہ منی آڈر عنایت فرمائین کہ زیادہ پریشانی ہمکو نہو اور قوم کی خدمت بہ اطمینان کرسکین۔

گذشتہ ماہ ہمنے ۱۲ اصلاح جلد ۱۵ بابت محرم ۱۳۳۱ھ وعدہ کیا تھا کہ ۲۷ ذیحجہ تک شایع ہو گا چنانچہ دو برس مزدوری دیکر چھپوایا بھی گیا مگر اتفاقی وجوہ سے آخری دو پتھر نہ چھپ سکے جسکا باعث تعطیل محرم میں کل ملازمین اپنے وطن چلے گئے۔ اسلئے ۲۲ محرم سے اوسکی اشاعت شروع ہوئی اب خدا نے چاہا تو ہر عربی مہینہ کی ۲۰ تک پرچہ روانہ ہوا کریگا۔ اور الشمس ۵ تک ان تاریخون کے بعد اگر کوئی پرچہ نہ پہونچے تو شکایت کرنا چاہیے۔

روانگی پرچہ مین ہم وہ اہتمام کرتے ہین جو کسی سے نہین ہو سکتا کہ بنفس نفیس ہر پرچہ کو رجسٹر

مقابلہ کرکے جانچ دیتے ہین۔ مگر عجب بدقسمتی ہے کہ تمام سے زیادہ شکایت کے خطوط ہمارے یہان آتے ہین جسکا علاج بجز اسکے کچھ نہین ہے کہ ہر پرچہ روانہ کرین کیونکہ افسران ڈاک کو لکھتے لکھتے ہم تنگ آگئے اور اون سے بھی کوئی انتظام نہو سکا ہمیشہ مایوسانہ جواب آتا ہے۔

فراق الاحبہ۔ نہایت افسوس ہے کہ جناب حکیم سید بادشاہ علی صاحب ضیائی نے ۲۷ محرم کو حیدرآباد مین انتقال کیا۔ مرحوم بڑے ہمدرد اصلاح تھے اور قومی کامون مین خاص دلچسپی تھی۔ آل انڈیا شیعہ کانفرنس لکھنؤ کے بڑے سرگرم ممبر تھے نظم ونثر سے جتنی خدمتین مرحوم نے کی ہین کسی طرح اوسکا شکریہ نہین ادا ہو سکتا۔

آپکی زوجہ محترمہ شہزادی سیدہ بیگم صاحبہ مرحومہ نے بھی ۲۰ ذیحجہ کو وفات کیا مومنین سے التماس دعاے مغفرت ونماز ہدیہ میت ہے خداوند عالم آپکے فرزند ارجمند سید کاظم حسین صاحب سلمہ اللہ کو اس جانکاہ مصیبت مین صبر جمیل کرامت فرمائے۔

جناب سید محمد امام صاحب مرحوم لکروولی ضلع مظفرنگر جناب میر مظہر علی صاحب زائر بیشکار مرحوم ساکن نونہرہ ضلع غازیپور جناب میر شوکت علی صاحب مرحوم رئیس مچھلی شہر ضلع جونپور خاص ہمدردان اصلاح سے تھے جو اس سال راہی جنت ہوئے خداوند عالم انکی مغفرت کرے اور اونکے پس ماندگان کو صبر جمیل عطا کرے مومنین سے دعائے مغفرت والتماس نماز ہدیہ میت ہے۔

دوسرا عاشورہ

آہ پہلے عاشورا سے جسے تیرہ سو برس ہو چلے ابھی تک آنسو ہماری آنکھون کے سوکھنے نہ تھے کہ اس ۱۳۳۰ھ کو نیا عاشورہ قائم ہوا۔

پہلا عاشورہ اگر یزیدیون کے ظلم کا نتیجہ تھا۔ تو یہ عاشورہ روسیون کے ظلم کا ادنی نمونہ ہے جس سے بڑھکر دشمن تمدن۔ حریت آجتک شاید پیدا نہو۔

جناب ثقۃ الاسلام آقا سید عبد اللہ البلادی طاب ثراہ اعظم مجتہدین تبریز کو روس نے عین روز عاشورہ مجمع عام مین پھانسی دیا جنکے ساتھ آٹھ اور علما تھے۔ اب اس سے بڑھکر کونسا ظلم ہو سکتا ہے حالانکہ شریعت اسلام مین رہبان او پادریون کے قتل کی خاص طور پر ممانعت ہے۔

ایک عالم دین کی شہادت بجائے خود ایسی عظیم ہے کہ اگر صدہا سلاطین جور اونکی عوض قتل ہون تب بھی خون بہا نہین ہو سکتا مگر زیادہ افسوس تو اسکا ہے کہ قومیت ایران کا خاتمہ ہو گیا ہزارون نہین بلکہ

لاکھون ایرانی موجود تھے مگر کسی کو غیرت نہ آئی۔ کیا اگر بے سلاح تھے تو ڈھیلے پتھر سے بھی کام نہ لے سکتے تھے۔ ہا ہا اے ایران تیری غیرت کیا ہوئی تیری حمیت کہان گئی تو ایسا بیجان کیون ہو گیا کہ اتنا بڑا خون ایک عالم ربانی اسلام کا ہو جائے اور تو دیکھتا رہے۔

ہان یہ عالم کا خون ہو سید کا خون ہو ضرور اثر دکھائیگا مگر ایرانیت پر جو دھبہ آیا ہو وہ نہ مٹے گا نہ مٹے گا۔

جناب ممدوح مرحوم نے جو آخری خطبہ مین آخری فقرہ فرمایا ہو اوسی پر ہم اس تعزیت نامہ کو تمام کرتے ہین اگرچہ نمیگویم کہ بالکمال ہمت خود را بانہار سانید کہ خون ہای شما با زنان در حفظ این خاک مقدس و ران سرزمین مخلوط شود ولی دو چیزی توانید بانہا مدد نمائید یکے بترک امتعہ روس و دیگرے اعانت مالی و لسانی کہ ہر دو را خدا و رسول و امیر المومنین از اقسام جہاد گرفتہ اند۔ مظفری بوشہر

یعنی ہم یہ نہین کہتے کہ تم اونکے ساتھ جاکر شریک جنگ ہو مگر دو چیز تو ضروری ہو ایک مال روس سے بائیکاٹ کرو۔ دوسرے یہ کہ مال سے زبان سے اونکی مدد کرو کہ خدا و رسول ص و امیر المومنین نے اسکو بھی جہاد کے اقسام مین داخل کیا ہو۔

کیا شیعیان ہند اپنے مجتہد شہید روز عاشور کی اس آخری وصیت کو سنکر اپنے برادران ایمانی کی مالی مدد بھی نہ کرینگے اگر ہمت کیجئے تو ایک روز مین کڑوروں روپیہ جمع کر کے مظلومین ایرانی کی مدد مین بھیج سکتے ہین۔

دفتر اخبار وطن نے ۱۵ جنوری کو دوسری قسط امداد مجروحین طرابلس مین سات ہزار تین سو اڑسٹھ روپیہ بھیجا ہے۔ شیعو پر حیف ہو!

اعظم حوادث اسلامیہ

وفات حجۃ الاسلام آقا محمد کاظم خراسانی طاب ثراہ

آہ صد آہ کس قلم سے ہم اس حادثہ جانکاہ کو لکھین جس نے اسلامی دنیا کو تیرہ و تار کر دیا مسلمانون کی تمام آرزوونکا خون ہو گیا۔ اسلام کی عظیم الشان سلطنت ایران مٹ گئی ایک ہی ناخدائے امت تھا جو کشتی اسلام کا اسوقت لنگر تھا۔ شان ائمہ اطہار اس وجود مقدس سے نمایان تھا۔ دس کرو ر ایرانیون کے دل کا بادشاہ تھا نہین نہین ۲۷ کرو ر مسلمانونکا بے تخت و تاج بادشاہ تھا جسکے ادنی اشارہ پر کڑورو شیعہ سنی جان دینے پر طیار تھے۔

آہ آہ ایسا اسلام کا راہبر۔ عزت اسلام کا محافظ۔ ۲۰ ذیحجہ ۱۳۲۹ھ کو دفعۃً بلا مرض بلا شکایت راہی خلد برین ہوگیا اور ایک عالم کو حسرت و افسوس مین مبتلا کر گیا ۔ اخبار وکیل لکھتا ہے مورخہ ۱۳ جنوری

"ہندوستان کے ہر حلقہ مین یہ خبر نہایت افسوس کیساتھ سنی گئی کہ نجف اشرف کے مجتہد اعظم سرکار شریعتمدار آقا سید محمد کاظم الخراسانی طاب ثراہ نے پچھلے ہفتہ مین وفات پائی۔ ایران مین مجلس شورائے (پارلیمنٹ) کی بنیاد اصل مین مرحوم ہی کی کوششون سے پڑی تھی اور سنیون اور شیعون کے دیرینہ مناقشات کو اسلامی اخوت کی صورت مین تبدیل کرنیوالا انہین کا اعلان اتحاد تھا جس کا ترجمہ پچھلے سال کے فائل مین شایع ہو چکا ہے۔ مرحوم اپنے فضل و کمال و علم و تورع کے لحاظ سے یگانہ زمانہ تھے۔ روشن خیال ضرورت زمانہ شناسی اور ہمدردی قوم و ملت مین ان کی نظیر بمشکل مل سکتی ہے۔ ایسی حالت مین جبکہ روس شمالی ایران پر غاصبانہ پیشقدمی کرکے ایران کی موت و حیات کا مسئلہ چھیڑ رہا ہے ایران سے آقائے مرحوم جیسے مقتدر لیڈر کا مفقود ہوجانا کچھ کم مصیبت انگیز نہین طرابلس مین جنگ شروع ہونے پر انہون نے مظلومان طرابلس کی حمایت کیلئے اسلامی دنیا کو بیدار کرنے کی غرض سے جو اعلان شایع کرایا تھا اس کا اقتباس کسی گذشتہ اشاعت مین درج ہو چکا ہے۔ ایران مین روسی پیشقدمی کو روکنے کیلئے ابھی پچھلے مہینے مین انہون نے حسب ذیل الفاظ مین منادی کرائی تھی :۔

"واضح ہو کہ اس موقعہ پر جبکہ روس تباہی اسلام و مسلمانان مین کوشان ہے جسکا نتیجہ خدانخواستہ یہ ہوگا کہ مسلمانون کی مسجدین کلیساؤن کی صورت مین مسخ ہوکر حضرت امام موسیٰ علی رضا علیہ السلام کی تربت پاک پر روسی فوج کے گھوڑے قدم زن ہونگے اور مسلمانون کی بے گناہ عورتین قید ہوکر روسی سپاہیون کے حلقون سے اپنی عصمت کھو بیٹھین گی۔ اسلام اور مسلمانون کی کمزور حالت پر نظر کرکے کل مسلمانان پر فرض ہے کہ وہ اسلام کی حمایت کرے اور اپنے رویہ سے تمام دیگر اقوام کو نہایت صاف طور پر دکھا دے کہ جبتک ایران کا ایک آدمی بھی زندہ ہے وہ روس کی محکومیت پر جو اسکی اپنی اور اپنی قوم کی ذلت کے مرادف ہے۔ ہرگز ہرگز راضی نہین ہوگا"

اس اعلان کو پڑھکر ناظرین اندازہ کر سکین گے کہ یہ الفاظ کسقدر حمیت اور جوش سے بھرے ہوئے دل سے نکلے ہین لیکن باین ہمہ انکا یہ جوش اُن کو پہلو استدلال سے منحرف ہونے اور اسلام کے پاکیزہ دفاعی [illegible] جنگ سے سر مو تجاوز کرنے نہین دیتا [illegible] کا ثبوت وہ خط ہے جو مرحوم نے وفات سے

چند ہی روز پہلے ثقۃ الاسلام آقا سید عبداللہ البلادی مرحوم کے نام لکھا تھا جنھین حال مین روسیون نے شہید کیا ہے مرحوم کی یہ آخری تحریر تھی جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

"جنوبی ایران کی طرف سے پیشقدمی کرنیوالون کی (یعنی انگریزون کی) پیش قدمی روکنے کے متعلق مین نے کسیقدر تفصیل کیساتھ لکھا تھا۔ چونکہ وہ بظاہر مداخلت بیجا کرنے اور ملک پر قابض ہونیکی نیت سے نہین آئے بلکہ اپنی رعایا کی حفاظت کیلئے فوج بھیجنا ظاہر کرتے ہین۔ ایسی حالت مین جہاد کا حکم صادر کرنا برمحل نہین ہے۔ خصوصًا ایسی حالت مین جبکہ شمالی ہمسایہ (یعنی روس) نے اپنی فوجین ملک کے اندرونی حصہ مین روانہ کردی ہین اور انکی غیر معمولی دست درازیون کا ہمین مقابلہ درپیش ہے۔ تاہم یہ ضرور ہے کہ آپ اپنے علاقہ کے خاص و عام کو بغیر کسی حکم صریح سنانے کے عام پیرایہ مین مطلع کردین کہ وہ کسی طرح انکی اعانت نہ کرین اور جہانتک ممکن ہو اسکے متعلق نفرت کا اظہار کرین جب شمالی ہمسایہ کے پنجۂ ظلم سے مخلصی ہوگی تو جنوب کیلئے بھی صحیح اور باقاعدہ احکام صادر ہونگے۔ روس کے مقابلہ مین ملک و قوم کی حمایت کرنے اور حرکات وحشیانہ کے دفاعیہ بجالانے کیلئے یہ حکم دیا گیا ہے۔ اور بذریعہ مراسلات و پیغامات تار برقی اسکی اشاعت کی گئی۔"

الفاظ خط کشیدہ قابل غور ہین۔ ایران کی نازک حالت کو دیکھو اور پھر اسلام کی مسامحت پر نظر ڈالو کہ صرف اپنے بچاؤ در مدافعہ کا حکم دیا جاتا ہے اور ایسے خطرناک موقع پر بھی انگریزی پیشقدمی کیساتھ کوئی بدظنی نہین پیدا کی۔ مرحوم کی وفات پر جتنا اظہار تاسف کیا جائے کم ہے۔ ایرانیون نے بھی اس ناقابل تلافی نقصان کو جسطرح محسوس کیا ہے چنانچہ معلوم ہوا ہے کہ مرحوم کی خبر مرگ پہونچنے پر عام طور پر قلق و اضطراب پیدا ہوا ماتم داری کیلئے تعطیل کیگئی، ہر قسم کا کاروبار بند رہا۔ دوکانین مسدود رہین۔ اور تمام مسجدون مین عزاداری کی مجلسین منعقد کرکے مرحوم کیلئے دعائے مغفرت کی گئی۔

کاش ہندوستان مین ہمارے علماء زمانہ کی ضرورت اور اپنی مخفی طاقت کو محسوس کرتے اور سوچتے کہ اس نازک وقت مین ان کے کیا فرائض ہین اور اسلام اس وقت ان سے کیسی رونمائی کا خواستگار ہے۔ "اَفَلَا یَتَفَقَّہُوْنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُہَا؟"

حالات وفات جناب مرحوم حبل المتین مین حسب ذیل ہے۔

"روس کے اعلان جنگ اور قبضہ رشت کی خبر جبکہ سرکار حجۃ الاسلام آقا محمد کاظم خراسانی طاب ثراہ اور دیگر علماء نجف اشرف کو معلوم ہوئی تو چند جلسے اسکے ہوئے جسمین تمامی علما شریک تھے کہ مدافعت

ان کی ضروری ہے چنانچہ باتفاق علماء نجف و کربلا و سامرہ یہ رائے قرار پائی کہ شب چہارشنبہ ہشتم ذیحجہ کو پہلے سامرہ جاکر حضرت صاحب الامرؑ سے توسل کرکے دعا کریں اور وہاں سے کربلا و کاظمین ہوتے ہوئے کل علما کی ہمراہی میں روانہ ایران ہوں۔

شب شنبہ ۱۹ کو تمامی علماء سے جو آپکے پاس جمع تھے فرمایا کہ آج شبکو یہین قیام فرمائیے کہ چاہتے ہین آج ہی شبکو بعد نماز تہجد زیارت جناب امیرؑ کو جائیں اور صبح کو مسجد سہلہ چلیں چنانچہ علما نے وہین قیام کیا تمامی اسباب و لوازم سفر محمول و کجاوہ سے مہیا تھے۔ بقیہ حضرات طلاب و اعیان و اشراف جو ساتھ چلنے والے تھے کہ آپکے ساتھ چلکر جام شہادت نوش کریں۔ اس خیال سے رخصت ہوئے کہ اپنے اہل و عیال سے رخصت ہوکر صبح کو حاضر ہو جائینگے۔

جناب آقا حجۃ الاسلام طاب ثراہ نصف شب تک علما و اعیان نجف اشرف سے ہمکلام تھے کہ اپنے فرزند ارجمند آقا میرزا مہدی صاحب سلمہ اللہ کو حکم دیا پس پردہ اہل حرم کو جمع کریں کہ زبانی وصیت وغیرہ جو کچھ کہنا ہے کہدیں چنانچہ آپ مع چند دیگر علما اندر حرسرا تشریف لیگئے اور صبر و شکیبائی کا حکم دیا اور فرمایا کہ ہم چاہتے ہین سبکو علحدہ علحدہ وداع کرلیں کہ صبح کو پھر ممکن نہوگا۔ اور کچھ آرام بھی کرنا ضروری ہے کہ پھر نماز تہجد کیلئے اوٹھنا اور زیارت وداع کیلئے جانا بھی ہے۔

ان کلمات نے عورتوں پر جو اثر کیا وہ کیونکر بیان ہوسکتا ہے کہ ایک شور ماتم قائم ہوا۔ مگر جناب آقا نے بکمال اطمینان انکی تسکین فرمائی اور کہا کہ اگر یہ خیال ہو کہ اسوجہ سے ہم اپنے سفر سے باز آئینگے تو یہ محال ہے کیونکہ اسلام اور دین کا یہی حکم ہے جسکی مخالفت کسی طرح نہین کرسکتے کہ ایسے موقع پر اپنی جان کو دین پر نثار کریں۔

ان کلمات سے اور بھی قیامت قائم ہوئی کہ ہر شخص رونے لگا عورتوں نے کہا کہ پھر آقا میرزا مہدی (فرزند آقا) کو تو چھوڑ جائیے کہ ایک محرم ہی رہے کہ ہمارا کوئی دوسرا محرم نہین ہے۔

اس کلام نے نہ صرف حضار جلسہ پر اثر کیا بلکہ خود جناب آقا بھی رو پڑے مگر اس خیال سے کہیں انکی بے صبری اور نہ بڑھ جائے ضبط کیا اور فرمایا غور تو کرو ہم تمکو نجف اشرف مین چھوڑے جاتے ہین جہان تم ہر طرح امن و امان سے ہو بہت سے ہمارے دوست ایسے ہین جو ہر طرح تمھاری خدمت اور احترام کو حاضر ہین مگر حال جناب امام حسینؑ کو یاد کرو کہ محض احیاء شریعت رسول اللہ کیلئے اونہون نے اپنے اہل حرم کو صحرا مین تنہا چھوڑا جہان ہزارون دشمن تھے اور حضرت کو بخوبی معلوم تھا کہ بعد ہمارے اہل کوفہ کے ہاتھ سے کیسی کیسی مصیبتین پیش آئینگی مگر چونکہ دین کا معاملہ تھا حضرت نے سبکو برداشت کیا۔

ان فقرات سے اور بھی جوش ماتم پیدا ہوا مگر آپنے سبکو سمجھا بجھا کر صبر کا حکم دیا اور فرمایا کہ اگر ہم اس سفر سے پھر کر نہ آئے تو ہمارے وصیت نامہ پر عمل کرنا جو ہمنے علحدہ کاغذ پر لکھ دیا۔

بعدہ تمامی مستورات کو علحدہ علحدہ وداع کیا کوئی ہاتھ کا بوسہ دیتی۔ کوئی سر کا اور روتی جاتین اور کہتین کہ اگر کسی صورت سے ممکن ہو کہ اصلاح امور شرع ہوسکے تو اوسکو اختیار کیجئے اور ہملوگونکو مصیبت فراق مین نہ مبتلا کیجئے

جب آپ اٹھے ہوئے فرمایا اسلام پر یہ نہایت نازک وقت آیا ہے عیسائیوں نے ہر طرف سے ہجوم کیا ہے بغیر اتحاد مسلمین کوئی صورت نہیں ہے جسمیں ہمارا جانا نہایت ضروری ہے اب زیادہ ہمکو تکلیف نہ دو کہ کسالت مزاج تھوڑا سا استراحت کرنا ضروری ہے کہ پھر نماز تہجد کیلئے اوٹھنا ہوگا۔

قریب ۲ بجے کے آپنے استراحت فرمائی اور پھر ۴ بجے اوٹھ بیٹھے اور تمامی علما کو بیدار کیا اور مشغول نماز تہجد ہوے بعد نماز اون سے فرمایا کہ ہمنے بطور راز بعض حضرات سے کہدیا ہے اور اب علانیہ ظاہر کرتے ہین کہ ہمنے اس سفر مین مصمم ارادہ ارادہ کیا ہے کہ کفار اور روسی فوج سے مقابلہ کرین اوسوقت تک کہ وہ مسلمانون سے دست بردار ہون اگر ہم قتل ہون تو اوسی لباس خون آلود مین ہمکو دفن کرنا کیونکہ ہم حضرت حجۃ اللہ کو اس محاربہ مین شریک جانتے ہین اور جو حضرت کے رکاب مین شہید ہو وہ یقیناً شہید ہے اور کل احکام شہید اوسپر جاری ہونگے۔

اگر تم بعد اسکے کوئی دوسرا خیال کرو تو اوس لباس خون آلود کو ہمارے ساتھ قبر مین رکھدینا کہ ہم صحرای قیامت مین اسی کفن خون آلود کیساتھ ان علماء سوء سے شکایت کرینگے جس سے تمامی علما پر رقت طاری ہوئی اسکے بعد آپنے علما موجودین سے فرمایا ہم اپنا حال دگرگون پاتے ہین نہین معلوم کیا ہو رہا ہے۔ اس بیان سے ہلچل پڑ گیا جناب آقا میرزا مہدی صاحب آپکے فرزند جو ابھی سو رہے تھے اوٹھائے گئے اور اطبا بلائے گئے مگر آناً فاناً ضعف بڑھتا گیا کچھ پسینہ آیا ایک فنجان چاء نوش فرمائی جسکے بعد ضعف کا غلبہ ہوا اور قبل از طلوع صبح روح مقدس نے اعلی علیین کی طرف پرواز کیا اور بعد از طلوع آفتاب صحن مقدس نجف اشرف مین مقبرہ علامہ حجۃ الاسلام رشتی مین دفن ہوے انا للہ وانا الیہ راجعون نجف اشرف کی حالت اوسوقت کی بیان نہین ہوسکتی کہ ہزارہا علماے واسلاماہ وادیناہ واشریعتناہ کی آواز بلند تھی۔ الیوم انہدم رکن الدین۔ الیوم غلب الکفار علی المسلمین کی صدا آسمان کو ہلا رہی تھی۔

آٹھ سو طلاب علم اور تمامی علما اور مومنین کا مجمع تھا جناب آقا عبد اللہ مازندرانی نے نماز جنازہ پڑھی اور اوس عالم ربانی کو زیر خاک کیا۔ اسکے بعد علمانے تمامی ولایات مین اس جانکاہ حادثہ کی خبر بذریعہ تار دی کہ ایک ہفتہ مراسم تعزیہ داری کے جاری کرنا ہونگے

اس واقعہ کو انتہا درجہ مصیبت اسلام سمجھنا چاہئیے کہ اب کوئی امید جان بری ایران معلوم نہین ہوتی ہے سرکار آقا میرزا محمد حسن شیرازی طاب ثراہ کے بعد کوئی عالم علمای نجف اشرف سے ایسا مقتدر اور با اثر نہ تھا جسکے احکام کی اطاعت مثل احکام امام وقت کی جاے۔

اکثر حضرات کا خیال ہے کہ جناب حجۃ الاسلام آقا محمد کاظم خراسانی طاب ثراہ کی یہ رحلت بیوقت بھی کسی زہر خورانی سے ہوئی جیسا کہ علامہ حاجی حسن بن ملا خلیل طاب ثراہ کی نسبت بھی یہ شبہہ ہوا تھا کیونکہ دفعتاً بلا مرض اس طرح کی ناگہانی موت ضرور شبہہ ناک ہے۔

یہ خبر وحشت اثر ہمکو شہر [illegible] اوسوقت پہونچی کہ تمامی علما کا مجمع اس غرض سے منعقد ہوا تھا کہ روسی مال کا بائیکاٹ کیا جاوے اسکے متعلق تقریرین ہو رہی تھین کہ [illegible] معمول ہوا اور تمام دفاتر بند کئے گئے تمام دوکانین [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(حصہ دوم)

(الآل والاصحاب)

اس مضمون کی ابتدا جلد ۱۱ اصلاح ۱۳۳۶ھ سے کی گئی تھی پھر جلد ۱۲ ۱۳۳۷ھ میں بھی دو نمبروں تک یہ سلسلہ قائم رہا مگر پھر یہ سلسلہ ترک کر دیا گیا۔ اصلی غرض اس تحریر کی صرف اسقدر ہے کہ صحابہ و اہلبیت طاہرین کے تعلقات پر ایک محققانہ نظر ڈالی جائے جس سے معلوم ہو کہ صحابہ کا سلوک اہلبیت طاہرین کے ساتھ کیا تھا۔

اس مضمون میں جناب امام حسین کو در بارۂ مخالفت یزید تین رائے دی گئی تھی ایک یہ کہ آپ مکہ میں قیام فرما کر یزید سے جنگ کریں جسکی پوری حقیقت اصلاح جلد ۱۱ میں دکھائی گئی۔ دوسری رائے یہ دی گئی تھی کہ آپ مدینہ میں قیام فرمائیں یہ مضمون اصلاح جلد ۱۲ کے دو نمبروں میں شائع ہو مگر ناتمام رہا تیسری رائے یہ تھی کہ آپ جانب ملک یمن تشریف لیجائیں اسپر ابھی تک کچھ لکھا نہیں گیا تھا کہ مضمون ناقص چھوڑ دیا گیا۔

ہمارا ارادہ تھا کہ اسدفعہ بھی دو تین نمبروں تک بمناسبت محرم یہ سلسلہ قائم رہے پھر سال آئندہ کیلئے باقی چھوڑا جائے۔ مگر ایک طرف مومنین کے اصرار نے دوسری طرف منافقین کے شور و غل نے مجبور کیا کہ اس سال یہ سلسلہ پوری طور پر قائم کیا جائے جب تک تمام ہو جائے کیونکہ اس دو سال کے عرصہ میں کہ ۷۵ صفحہ اس مضمون کا شائع ہوا ایک شخص کی آواز بھی بمخالفت اس مضمون کے ہمارے کانوں تک نہیں آئی۔ اہلحدیث۔ وکیل۔ کرزن گزٹ جو تمام دنیا کے متعصبین اخباروں میں مشہور ہیں۔ ان میں سے بھی کسی نے ایک حرف اسپر نہ لکھا۔ مگر ماہ ذیحجہ ۱۳۳۸ھ کے اواخر سے النجم نے اسکی مخالفت شروع کی جسکے تعصب و تیزی سے تمام عالم واقف ہے کہ عداوت اہلبیت طاہرین اسکی گھٹی میں داخل ہے۔

ہمکو اسکی تحریروں کا مطلق خیال نہ ہوتا کیونکہ خود اہلسنت نے اسکی خارجیت و ناصبیت کا اچھی طرح اقرار کر لیا ہے۔ جس سے اب اکثر حضرات اہلسنت اس سے متنفر ہو رہے ہیں اور یہ

خدا نے چاہا تو تمامی اہلسنت اس سے دست بردار ہو جائینگے۔

مگر پھلواری کی ایک تحریر نے جو بنام معشوق علی شایع ہوئی ہے۔ اور مین جانتا ہون کہ ع کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری مین "مجھے زیادہ مجبور کیا کہ اس تحریر کو حد اتمام تک پہونچاؤن۔ کیونکہ اس مضمون نگار نے بڑی قابلیت اسمین صرف کی ہے کہ پانچ سات آدمی خاندان بنی ہاشم سے ایسے نکالے ہین جو بعد معرکہ کربلا زندہ رہے یعنی وہ شہید نہین ہوئے جس سے وہ اپنے صحابہ کے سر سے یہ الزام کم کرنا چاہتے ہین کہ اونہون نے امام حسین کی امداد نہ کی حالانکہ یہ نہین سمجھتے کہ صحابہ کی شرکت صرف اس غرض سے نہین مطلوب تھی کہ وہ حضرت کی امداد مین اپنی جان دیتے۔ بلکہ یہ غرض تھی کہ اون کا وہ اثر جو تمام ملک مین پھیلا ہوا تھا کہ یہ صحابہ رسول ہین۔ حضرت امام حسین کو بہت کچھ ان مصائب سے بچا سکتا تھا کیونکہ جب وہ عوام صحابہ پرست یہ دیکھتے کہ صحابہ رسول حضرت کے ساتھ ہین۔ تو ہرگز حضرت کو اس مصیبت سے نہ شہید کرتے چنانچہ زید بن ارقم۔ انس بن مالک۔ ابو برزہ اسلمی وغیرہ صحابہ کبار اسیوجہ سے چھوڑ دئے گئے کہ وہ صحابی ہین حالانکہ اس واقعہ کے متعلق وہ ابن زیاد و یزید سے بدرشتی پیش آئے تھے۔ [illegible] یہ پانچ سات آدمی بنی ہاشم سے جو باقی رہ گئے اگر حضرت کے ساتھ بھی ہوتے تو نتیجہ یہی ہوتا کہ جس طرح وہ لوگ شہید ہوئے یہ بھی شہید ہو جاتے کیونکہ ان مین کوئی شخص ایسا نہ تھا جسکی عظمت و جلالت جناب امام حسین سے بڑھی ہو۔ تو جن لوگون نے امام حسین کو شہید کیا ادنکو محمد بن حنفیہ و عبداللہ بن جعفر کے شہید کرنے مین کیا دریغ ہوتا۔

اس مضمون کی حقیقت تو آیندہ ظاہر کیجائیگی کہ محمد بن حنفیہ کو خود امام حسین نے اپنا نائب مقرر کرکے حکم قیام مدینہ دیا تھا اور عبداللہ بن جعفر کے ہاتھ جنگ صفین سے زخمی تھے۔ عبداللہ بن عباس آنکھون سے معذور تھے۔ یا ایسے ہی اسباب تھے۔ مگر یہان اسقدر بیان کر دینا کافی ہے کہ خود مدینہ منورہ مین کسقدر صحابہ تھے جنہون نے امام مظلوم کو اس بیکسی مین جانے دیا اور ان صحابہ سے کوئی متنفس بھی شریک امام نہوا۔ اور خدا نے اوسکا یہ معاوضہ دیا کہ نہایت [illegible] ہوتے ہوئے وہ صحابہ مارے گئے۔

کتاب الامامۃ والسیاسۃ مین ہے فبلغ عدۃ قتلی الحرۃ یومئذ من قریش والانصار والمھاجرین ووجوہ الناس الف وسبعمائۃ وسائرھم من الناس عشرۃ آلاف سوی النساء والصبیان ص۳۴۲

یعنی واقعہ حرا مین جو دو سال بعد واقعہ کربلا ۶۳ھ مین ہوا تعداد مقتولین کی قریش و انصار و مہاجرین و وجوہ ناس سے سترہ سو ہے۔ اور انکے علاوہ سائر ناس سے دس ہزار آدمی مارے گئے علاوہ صبیان ونساکے۔

اب آپ ہی انصاف فرمایئے کہ یہ سترہ سو صحابہ اگر امام حسینؑ کے ساتھ معرکہ کربلا مین ہوتے تو کیا آپ گمان کرسکتے ہین کہ وہ حضرت اس بیکسی سے شہید ہوتے۔

ہم سائر ناس سے نہین بحث کرتے جنکی تعداد دس ہزار تھی اور سب کے سب تابعین سے تھے کہ وہ لوگ اگر حضرت امام حسینؑ کیساتھ ہوتے تو اسلام کو کیسا غلبہ ہوتا۔ بلکہ صرف ان سترہ سو صحابہ سے بحث ہر کہ اگر یہی لوگ امام حسینؑ کے ساتھ ہوتے تو کیا کوئی گمان کرسکتا ہے کہ فرزند رسول اس بیکسی سے شہید ہوتا حاشا وکلا ہرگز نہین۔

آپ جانتے ہین کہ ان سترہ سو صحابہ مین بدری کتنے تھے اوسی کتاب الامامۃ مین ہر ذکروا انہ قتل یوم الحرۃ اصحاب النبی ثمانون رجلا ولم یبق بدری بعد ذلک ص۲۴۲

یعنی اصحاب نبی (بدری) اسّی آدمی مارے گئے کہ پھر کوئی بدری اسکے بعد باقی نہ رہا۔

آپ خیال کرسکتے ہین کہ اگر صرف یہی اصحاب رسول جو بدری تھے جنکی تعداد اسّی تھی لشکر امام حسینؑ مین جو کل (۷۲) آدمی تھے شریک ہوتے تو حضرت کا لشکر ۱۵۲ ہوجاتا جس آپ خیال کرسکتے ہین کہ اس آسانی اور اس مصیبت سے وہ امام مظلوم نہ شہید ہوتا۔

اب اسکو بھی سن لیجئے کہ یہ واقعہ حرا ایسے ہی او ر واقعات کیون ہوئے۔ یہ محض من جانب خدا انتقام تھا خون امام حسینؑ کا جسکے معاوضہ مین خدا نے ان صحابہ سے یہ انتقام لیا جیسا کہ روضہ ندیہ مین ہے۔

اخرج فی سیرتہ عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلعم ان جبرئیل

اخبرنی ان اللہ عزوجل قتل بدم یحییٰ بن زکریا علیہما السلام سبعین الفا وھو قاتل بدم ولدک الحسین سبعین الفا قلت ھذا فی الذخائر و فی تذکرۃ الحافظ للذھبی فی ترجمۃ سعید بن جبیر ما لفظہ فی الغیلانیات حدثنا محمد بن سعد احدثنا ابو نعیم حدثنا عبد اللہ بن حبیب بن ابی ثابت عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال اوحی اللہ الی محمد صلعم انی قتلت بیحییٰ بن زکریا سبعین الفا وانی قاتل یا ابن ابنتک سبعین الفا و عبد اللہ خرج لہ مسلم۔ ھ۱۱

یعنی ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا مجھے جبرئیل نے خبر دی ہے کہ خون یحییٰ کے عوض مین خدا نے ستر ہزار آدمیون کو قتل کیا اور تیرے فرزند حسین کے خون عوض مین بھی ستر ہزار قتل کریگا اور دوسری حدیث مین ستر ہزار کا ہے جسکے راوی عبد اللہ ہین جنسے صحیح مسلم مین روایت کی گئی ہے۔

معشوق پردہ زنگاری اس تحریر کو اپنی تحریر کا جواب اجمالی تصور کرے اور تفصیلی جواب انشاء اللہ اصل مضمون الآل والاصحاب مین ملاحظہ کرینگے جس سے وہ اسرار سربستہ کھلینگے کہ پھر دنیا مین ایک انصاف پسند بھی صحابہ پرست نہ رہیگا۔

ہم پہلے چند نمبرون مین بہت سی آیتین لکھ چکے ہین جو ایسی صریح اور واضح ہین کہ اگر انسان ذرہ برابر بھی اون مین تامل کرے تو اوسکو معلوم ہو خدا نے ان صحابہ کی کس طرح مذمت کی ہے اور کس طرح انکے نفاق کو ظاہر کیا ہے پھر کیونکر ممکن تھا کہ جناب امام حسین اونپر اعتماد کرتے اور مدینہ مین قیام فرماتے کیونکہ حضرت نے صرف ان آیات کا نزول ہی بشان صحابہ نہین دیکھا تھا۔ بلکہ وہ حالات بھی آپکے پیش نظر تھے جو رسول اللہ کے ساتھ یہ سلوک کرتے کہ چاہا تھا خود حضرت کو ہلاک کر ڈالین۔

اسی سبب سے رسول اللہ نے ان صحابہ کے بارہ مین ایسی حدیثین فرمائین کہ اگر اونپر کچھ بھی غور کیا جائے۔ نہین غور کی بھی ضرورت نہین صرف خیال کرنا کافی ہے۔ تو مسلمانونکو معلوم ہو دنیا مین ان سے بدتر کوئی نہین۔ کیونکہ اسکو تو معمولی آدمی ہی سمجھ سکتا ہے کہ جس شخص سے

ہدایت امت متعلق ہویا عوام اوسکو اپنا ہادی سمجھین۔ اگر وہ مصدر ضلالت وگمراہی ہو تو کیسا فتنہ پیدا ہوگا۔

رسول اللہ خود ہادی امت تھے حضرت کو بعلم الیقین معلوم تھا اسلام آخر الادیان ہے جو تمامی ملل کا ناسخ ہے اوسکے بقا کا تا روز قیامت خداوند عالم نے وعدہ کیا ہے لہذا ضرور ہوا کہ حضرت اون لوگون کو جو موجب گمراہی ہونگے بتادین۔ اور اون لوگون سے بھی خبردار کردین جنکی متابعت واطاعت پر ہدایت امت کا انحصار ہے۔

رسول اللہ بحکم خدا چاہتے تھے کہ آپکے بعد اسلام کی باگ آپکے اہلبیت اطہار کے ہاتھ مین ہو کیونکہ ہر شخص فطرۃً چاہتا اپنے خاندان کی پیروی واتباع کو نہایت ضروری سمجھتا ہے خصوصاً جبکہ اوسکا بزرگ وحید روزگار اور تمامی مکارم اخلاق کا موجد وبانی ہو جس سے ناممکن ہے کہ اولاد اپنے آباو اجداد کے اوضاع واطوار کو چھوڑدے اگرچہ زمانہ کیسا ہی مخالف ہو خصوصاً جب وہی حق بھی ہو۔

یہی سبب ہے کہ آپ جس قوم وقبیلہ کو دیکھینگے اوسکے اشراف وارذال مین فرق بین معلوم ہوگا کیونکہ جو خاندان شریف سے ہے اگرچہ وہ کسی مصیبت مین مبتلا ہو مگر حتی الامکان اپنے بزرگونکے طرز معاشرت واخلاق کو کبھی نہ چھوڑیگا۔ اور جو ارذال ہوتے ہین وہ اوسی طرز معاشرت کے عادی اور خوگر ہوتے ہین جو اپنی قوم مین دیکھ آئے۔

مگر قرائن سب اسکے جمع تھے کہ آپکا یہ حکم نہ مانا جائے اور اہلبیت کو چھوڑ کر اتباع صحابہ کیا جائے کیونکہ حضرت کو بعلم الیقین معلوم تھا یہ اسی دنیا کی غرض سے اسلام لائے ہین کہ بعد حضرت فائز بحکومت ہون چنانچہ جسروز ابوبکر صاحب نے اسلام ظاہری قبول کیا حضرت کو اظہار اسلام پر مجبور کیا جسپر عتبہ نے نعل پیوند دار سے خوب خبر لی۔ اسی طرح جب عمر صاحب اسلام لائے تو وہی اصرار شروع ہوا جسپر ہر چند فرماتے رہے یا عمر انا قلیلون اے عمر ابھی ہم کم ہین مگر نہ مانا آخر نتیجہ یہ ہوا کہ اوس روز کے اظہار سے حضرت کو تین سال شعب ابوطالب مین محصور رہنا پڑا اور یہ لوگ عیش وآرام مین بسر کرتے۔

یہان مین صرف چند حدیثین صحیح بخاری کی لکھتا ہون جسکی نسبت تمام عالم کو معلوم ہے

کہ اہلسنت اسکو اصح الکتب بعد کتاب الباری صحیح بخاری کہتے ہین کتاب الرقاق باب کیف الحشر
مین ہے کہ حضرت نے فرمایا وانہ سیجاء برجال من امتی فیؤخذ بہم ذات الشمال۔
فاقول یا رب اصحابی فیقول اللہ انک لا تدری ما احدثوا بعدک واقول
کما قال العبد الصالح وکنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم الی قولہ الحکیم
قال فیقال انہم لن یزالوا مرتدین علی اعقابہم صـ۳۳ جلد ۴ مطبوعہ مصر
معنی ومطلب اس حدیث کے واضح ہین کہ حضرت نے فرمایا کچھ لوگ ہمارے اصحاب سے گرفتار
ہو کر بروز قیامت لائے جائینگے جسپر مین عرض کرونگا خداوندا یہ تو میرے اصحاب تھے خداوند
عالم فرمائیگا تم نہین جانتے جو کچھ انہون نے بعد تمہارے کیا۔ اوسوقت مین وہی آیہ پڑھونگا جو
قول حضرت عیسیٰ مین ہے کہ جب تک مین اون مین تھا اونپر گواہ تھا۔ اسپر خطاب باری ہوگا
یہ لوگ تو ہمیشہ مرتد ہوتے رہے۔

اس حدیث کی شرح مین ابن حجر عسقلانی لکھتے ہین کہ حدیث ابوہریرہ مین آیا ہے فاذا زمرۃ
حتی اذا عرفتہم خرج رجل من بینی وبینہم فقال ہلم فقلت الی این قال الی النار
صـ۱۷ جلد ۲۔

یعنی ایک جماعت نکلیگی جب مین اونکو پہچانونگا تو اون مین سے ایک آدمی نکلیگا جو کہیگا کہ آؤ مین
پوچھونگا کہان تو کہیگا طرف دوزخ کے۔ پھر حدیث انس سے لکھتے ہین لیردن علی ناس
من اصحابی الحوض حتی اذا عرفتہم اختلجوا دونی الحدیث وفی حدیث سہل
لیردن علی اقوام اعرفہم ویعرفونی ثم یحال بینی وبینہم وفی حدیث ابی
ہریرۃ عند مسلم لیذادن عن حوضی رجال کما یذاد البعیر الضال انادیہم
الا ہلم یعنی کچھ لوگ ہمارے اصحاب سے ہمارے پاس حوض پر وارد ہونگے جب مین اونکو پہچانونگا
تو ہمارے پاس سے جدا کیے جائینگے۔ اور حدیث سہل مین ہے کہ کچھ قومین ہمپر وارد ہونگی جنکو ہم بھی
پہچانینگے اور وہ ہمکو پہچانینگے پھر جب جانینگے ہمسے اور حدیث ابوہریرہ مین ہے کہ ہماری حوض
سے اس طرح وہ جدا کردیے جائینگے جیسے گم گشتہ اونٹ مین اونکو پکارونگا آؤ آؤ۔ پھر لکھتے
ہین کہ حدیث ابوہریرہ مین ہے انہم ارتدوا علی ادبارہم القہقری [illegible]

اولٹے پیر پھر گئے مرتد ہوئے اور روایۃ سعید بن المسیب مین ہے انک لا علم لک بما احدثوا بعدک فیقال انھم قد بدلوا بعدک فاقول سحقا سحقا ای بعدا بعدا والتاکید للمبالغۃ کہ خطاب باری ہوگا تمکو علم نہین اون باتون کا جو انہون نے بعد تیرے احداث کیا یعنی بدعتین کین پھر کہا جائیگا ان لوگون نے تو بدل ڈالا بعد تیرے تو مین کہونگا دور ہون دور ہون یہ حضرت کا یہ فرمانا بغرض تاکید ہے۔

ان حدیثون سے ایک دیندار مسلمان بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ حضرت نے ان صحابہ کے حالات کو کن واضح الفاظ مین ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ جہنم مین جائینگے۔ یہ لوگ حوض کوثر سے دور کر دئے جائینگے۔ یہ لوگ ہمیشہ مرتد رہے۔ انہون نے حضرت کے بعد بدعتین کین۔ احکام رسول اللہ کو بدلڈالا قرآن کو متغیر کیا۔

اگر اس حدیث کو حدیث قرطاس سے ملائے تو آپکو معلوم ہو حضرت نے اپنی رحلت کے وقت ان سے فرمایا تھا قوموا عنی ہمارے پاس سے دور ہوجاو۔ تو جن لوگونکو حضرت نے اپنے پاس سے دنیا مین جدا کیا۔ وہی بروز قیامت بھی حضرت کے حضور سے نکالے جائینگے۔

پھر ابن حجر لکھتے ہین اور حدیث ابو سعید مین ہے فیقال انک لا تدری ما احدثوا بعدک فاقول سحقا سحقا لمن غیر بعدی یعنی حضرت فرمائینگے برا ہو برا ہو اوسکا جسنے بعد میرے تغیر دیا ہو۔

پھر لکھتے ہین و للطبرانی من حدیث ابی الدرداء فقلت یا رسول اللہ ادع اللہ ان لا یجعلنی منھم قال لست منھم وسندہ حسن یعنی حدیث ابو درداء مین ہے کہ مینے عرض کیا یا رسول اللہ دعا فرمائے کہ خدا ہمکو اون لوگون سے نکرے حضرت نے فرمایا تو اون سے نہین ہے۔

جس سے بصراحت معلوم ہوا کہ صحابہ جو اس حدیث کے سننے والے اور راوی ہین وہ اسکو سمجھتے بھی تھے کہ ہم ہی لوگون سے کچھ صحابہ اسکے مصداق ہین جبھی ابو درداء نے عرض کیا حضرت دعا فرمائے کہ خدا ہمکو اون لوگون سے نکرے جبپر حضرت نے اونکی تسکین فرمائی کہ تم اون لوگون سے نہو گے جس سے بخوبی معلوم ہوا کہ یہ احادیث اونہین صحابہ سے متعلق ہے جو صحابہ عظام کہے

پسر فلان ہون۔ تو مین جواب دونگا کہ نسب تملوگون کا تو مینے پہچانا۔ مگر شاید تملوگون نے ہمارے بعد بدعتین کین اور مرتد ہوئے۔

اس حدیث نے تو ہر طرح کے شک وشبہہ کو باطل کر دیا جس سے معلوم ہوا کہ یہ خطاب حضرت کے انہین صحابہ سے تھا جو آپکے صحابہ کہلا رہے جاتے اونہین سے کچھ لوگ مرتد بنا کر داخل جہنم کئے جائینگے اور وہ عرض کرینگے کہ ہم فلان بن فلان ہین حضرت فرمائینگے ہان مگر تم مرتد ہو گئے۔ بخاری نے اسکے بعد خاص کتاب الحوض لکھا ہے جسکی ابتدا انا اعطیناک الکوثر سے کی ہے صفحہ ۵ جلد ۴ مطبوعہ مصر جسمین متعدد طرق سے اس حدیث کو لکھا ہے انا فرطکم علی الحوض ولیرفعن رجال منکم ثم لیختلجن دونی فاقول یا رب اصحابی فیقال انک لا تدری ما احدثوا بعدک دوسری حدیث ہے لیردن علی ناس من اصحابی الحوض حتی عرفتہم اختلجوا دونی فاقول اصحابی فیقول لا تدری ما احدثوا بعدک پھر دوسری حدیث ہے ان رسول اللہ قال یرد علی رجال من اصحابی فیحلون عن الحوض فاقول یا رب اصحابی فیقول انک لا علم لک بما احدثوا بعدک انہم ارتدوا علی ادبارہم القہقری

ابن حجر عسقلانی ان احادیث کی شرح مین لکھتے ہین قال القرطبی فی المفہم تبعا للقاضی عیاض فی غالبہ مما یجب علی کل مکلف ان یعلمہ ویصدقہ بہ ان اللہ سبحانہ وتعالی قد خص نبیہ محمد ام بالحوض المصرح باسمہ وصفتہ وشرابہ فی الاحادیث الصحیحۃ الشہیرۃ التی یحصل بمجموعہا العلم القطعی اذ روی ذلک عن النبی من الصحابۃ نیف علی الثلاثین منہم فی الصحیحین ما ینیف علی العشرین وفی غیرہما بقیۃ ذلک مما صح نقلہ واشتہرت رواتہ صفحہ ۳۲۱ جلد ۲ فتح الباری

یعنی امام قرطبی مفہم مین لکھتے ہین بتبعیت قاضی عیاض کہ ان حدیثون کے مجموعہ سے جو مشہور صحیح ہین ضرور ہے ہر مکلف پر کہ وہ ایمان لائے اور اسکی تصدیق کرے کہ خداوند عالم نے اپنے رسول کو حوض کوثر عطا کیا ہے جسکی صفت معلوم ہے کیونکہ اس حدیث کے راوی تیس صحابی سے زیادہ ہین جنمین سے بیس صحابی سے زیادہ کی روایتین تو خود صحیح بخاری ومسلم

مین ہین اور باقی دوسری کتابون مین جو بطور صحیح منقول ہین اور رواۃ اوسکے مشہور ہین۔
جس سے بدیہی طور پر آپکو یہ اعتقاد کرنا بھی ضروری ہے کہ بہت سے صحابہ اس حوض کوثر سے محروم ہونگے ۔ وہان سے نکالے جائینگے مرتد کا خطاب اونکو ملیگا اور وہ اصحاب النار سے ہونگے ۔ مگر افسوس قرطبی نے یا قاضی عیاض نے اس اعتقاد حوض کے ساتھ اس عقیدہ کو مسلمانون پر نہ واجب کیا کہ وہ اسکا بھی عقیدہ رکھین کہ اکثر صحابہ اس حوض کوثر سے محروم ہونگے حالانکہ آپنے دیکھ لیا کہ جن حدیثون مین حوض کوثر کا ذکر ہے اونمین یہ بھی بصراحت تمام مذکور ہے کہ صحابہ وہان سے اس طرح نکالے جائینگے جسطرح اونٹ نکالا جاتا ہے ۔
اب یہ سنکر آپکو تعجب ہوگا کہ اہلسنت مین کچھ لوگ ایسے بھی گذرے ہین جنہون نے ان احادیث سے بالکل انکار کردیا ہے چنانچہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہین ۔ وانکرت ذلک طائفۃ من المبتدعۃ واحالوہ علی ظاہرہ وغلوا فی تاویلہ من استحالۃ عقلیۃ ولا عادیۃ تلزم من حملہ علی ظاہرہ وحقیقتہ فلا حاجۃ تدعو الی تاویلہ فخرق مرخرقہ اجماع السلف وفارق مذہب ائمۃ الخلف قلت انکرہ الخوارج وبعض المعتزلۃ وممن کان ینکرہ عبید اللہ بن زیاد احد امراء العراق لمعویہ وولدہ
صفحہ ۲۱۲
یعنی بعض فرقہ مبتدعہ نے انکار کیا ہے اور اسکی تاویل مین بہت مبالغہ کیا ہے حالانکہ اسکے اقرار مین نہ کوئی محال عقلی لازم آتا ہے نہ محال عادی نہ اسکی تاویل کی کوئی ضرورت تھی پس جسنے اس مین تاویل کی اوس نے اجماع سلف وخلف کی مخالفت کی ۔ ابن حجر کہتے ہین کہ منکر اسکے خوارج ہین اور بعض معتزلہ اور منجملہ اون لوگون کے جو اسکا انکار کرتا تھا عبید اللہ بن زیاد ہے جو معویہ اور اوسکے بیٹے یزید کی حکومت سے امیر عراق تھا ۔
عبید اللہ ابن زیاد اس عبارت سے جہان اور باتین معلوم ہوئین وہان یہ بھی معلوم ہوا کہ اہلسنت کے یہان عبید اللہ بن زیاد سے فاسق فاجر ملعون کافر قاتل امام حسین کو بھی یہ عزت دی گئی ہے کہ اوسکا قول یا اوسکی رائے کسی مسئلہ کے اختلافی ہونے مین پیش کیا جائے حالانکہ تمام دنیا کو معلوم ہے کہ قول کسی عالم یا امام کا لیا جاتا ہے نہ کہ ایسے بدمعاشون کا جو مستحق لعنت ہین اور جو بدمعاشونکا قول جسپر تمام عالم کی لعنت ہو

پھر اس حدیث کی شرح مین اگر صحابہ کے بارےمین اختلاف کیا جائے تو آپکو کیا تعجب ہے۔
چونکہ ذوالفقار حیدر جلد دوم وسوم وچہارم مین صرف اس حدیث کی شرح نہایت شرح
وبسط سے لکھی جا چکی ہے لہذا ہمکو یہان نہ دفع شکوک سے بحث ہے نہ اون اوہام سے جو علما
اہلسنت اسکی تاویل مین کرتے ہین تاکہ اپنے خلفائے ثلثہ کو اس حدیث سے نکالین۔ کیونکہ
خود انہین احادیث مین آپ دیکھ چکے ہین کہ صحابہ نے بھی سمجھا کہ ہملوگ انہین داخل ہین جیسے
ابو درداء نے خود رسول اللہ سے عرض کیا یا حضرت دعا فرمائے کہ ہم ان لوگون مین نہ داخل ہون
اور صحیح بخاری مین ہے کان ابن ابی ملیکہ یقول اللھم انا نعوذ بک ان نرجع
علی اعقابنا او نفتن عن دیننا کہ ابن ابی ملیکہ دعا کرتے تھے خداوندا تو ہمکو ان لوگون
نہ کرنا ان سبکے علاوہ خود حضرت نے ان احادیث مین تصریح فرمائی ہے عن ابی الخیر عن
عقبہ ان النبیؐ خرج یوما فصلے علی اھل احد صلوتہ علی المیت ثم انصرف علی المنبر
فقال انی فرط لکم وانا شھید علیکم وانی واللہ انظر الی حوضی الان وانی اعطیت
مفاتیح خزائن الارض او مفاتیح الارض وانی واللہ ما اخاف علیکم ان تشرکوا
بعدی ولکن اخاف علیکم ان تنافسوا فیھا ص۸۸ صحیح بخاری جلد۲ ص۲۱۷ فتح الباری جلد۶
یعنی حضرت نے ایک روز اہل احد پر نماز جنازہ پڑھی پھر منبر پر تشریف لائے اور فرمایا ہم تم سے
سب سے پہلے حوض کوثر پر پہونچینگے اور ہمکو خزانہ ہائے زمین کی کنجیان دی گئی ہین۔ اور قسم خدا
کی ہمکو اسکا خوف نہین ہے کہ تم ہمارے بعد مشرک ہو جاؤگے بلکہ ہمکو صرف اس کا خوف ہے کہ تم
دنیا مین تنافس کروگے یعنی نفسانیت کو راہ دوگے۔
جس سے سارا عمی حل ہو گیا کہ ان احادیث مین اونہین صحابہ کے حالات بیان کئے گئے ہین
جو دنیا کے لئے اس قسم کا ظلم کرینگے جسکو حضرت نے دوسری حدیث مین اس طرح فرمایا ہے کتاب
الرقاق باب ما یحذر من زھرۃ الدنیا والتنافس فیھا قال فابشروا واملوا ما یسرکم
فواللہ ما الفقر اخشی علیکم ولکن اخشی علیکم ان تبسط علیکم الدنیا کما
بسطت علی من کان قبلکم فتنافسوھا کما تنافسوھا وتلھیکم کما الھتھم ص۲۷
یعنی ہمکو اسکا خوف نہین ہے کہ تم پر فقر آئے بلکہ اسکا خوف ہے کہ دنیا تم پر پھیلے جیسا کہ پہلون پر پھیلی اور

تم دنیا مین تنافس کرو جس سے تم ہلاک ہوجاؤ۔

بخاری کی ترکیب موطائے امام مالک سے ایک عجب راز سربستہ کا پتہ لگتا ہے کہ انسان کی عقل ترکیب بخاری مین دنگ ہوجائے کیونکہ ابھی آپنے ملاحظہ کیا بخاری نے یہ لکھا تھا کہ حضرت نے شہدائے احد پر ایک روز (بعد واقعہ) نماز جنازہ پڑھی اور منبر پر جاکر ارشاد فرمایا کہ ہمکو تمھارے شرک کا خوف نہین ہے بلکہ اسکا خوف ہے کہ دنیا مین تنافس کرو مگر موطا سے اوسکی دوسری اصلیت معلوم ہوتی ہے کیونکہ امام مالک باب الشہداء فی سبیل اللہ مین لکھتے ہین مالکؒ عن ابی النضر مولی عمر بن عبید اللہ انہ بلغہ ان رسول اللہ صلعم قال لشہداء احد ھؤلاء اشھد علیھم فقال ابوبکر الصدیق یا رسول اللہ السنا باخوانھم اسلمنا کما اسلموا وجاھدنا کما جاھدوا فقال رسول اللہ بلے ولا ادری ما تحدثون بعدی قال فبکی ابوبکر ثم قال ائنا لکائنون بعدک ۱۲۹۷ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی

یعنی ابی النضر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے شہدائے احد کے بارہ مین فرمایا یہ وہ لوگ ہین جنپر ہم گواہی دیتے ہین تو ابوبکر صدیق نے کہا یا رسول اللہ صلعم کیا ہم لوگ انکے اخوان سے نہین ہین جیسا کہ وہ اسلام لائے ہم بھی اسلام لائے اور جہاد کیا جس طرح ان لوگون نے جہاد کیا حضرت نے فرمایا ہان مگر نہین معلوم تم ہمارے بعد کیا احداث کروگے جسپر ابوبکر نے کہا کیا ہم آپکے بعد زندہ رہینگے۔

اس حدیث سے تو اچھی طرح معلوم ہوا کہ وہ حدیثین جو پہلے مذکور ہوئین اون سے بھی لوگ مراد رہے ہونگے انمین حضرت نے خود ابوبکر صاحب سے بصراحت تمام فرمایا کہ نہ معلوم تم ہمارے بعد کیا احداث کروگے جس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر حدیث بخاری اور یہ ایک واقعہ سے متعلق ہین تو بخاری نے کیا کارروائی کی کہ ذکر ابوبکر کو اس حدیث سے نکال دیا اور اگر یہ دو واقعہ ہے تو یہ اعتراض باقی رہ جائیگا کہ بخاری نے اس حدیث کو کیون نہ لکھا جسکی وجہ غالباً یہ ہوسکتی ہے کہ بخاری نے اس روایت کو چند مرتبہ لکھا ہے کہ آسمان سے ایک ڈول اوترا ہے جس سے جنے لوگونکو پانی پلایا پھر دو مرتبہ ابوبکر نے پھر عمر نے۔ پھر عثمان نے کہ رسی اوسکی ٹوٹ گئی جسکا مقصود یہ تھا کہ ابوبکر کی جلالت رسول اللہ صلعم کے خواب سے ثابت کرین۔

اسوجہ سے بخاری صاحب کو شرم آئی ہوگی کہ پھر کیونکر اوس حدیث کو لکھیں جسمین ابوبکر صاحب پوچھ رہے ہین کہ کیا ہم آپکے بعد زندہ رہینگے۔ کیونکہ اون حدیثون سے علم یقینی ابوبکر کا معلوم ہوتا ہے کہ وہ جانتے تھے بعد حضرت خلافت پائینگے تو پھر کیونکر وہ پوچھ سکتے تھے اور رو سکتے تھے۔

اس حدیث کیساتھ جب آپ اس حدیث کو ملاحظہ کرینگے تو اور بھی تعجب ہوگا کہ یہ لوگ کس دماغ اور کس طبیعت کے تھے کہ جب حضرت نے اتنی بات کو نہ قبول کیا کہ انلوگون کو شہداء احد کا بھائی مانیں تو پھر حضرت انکو اپنا بھائی کیونکر مان سکتے تھے۔

انکار از اخوۃ ابوبکر صواعق محرقہ مین ہے عن انس ان رسول اللہ صلعم قال یا ابابکر لیت نی لقیت اخوانی فقال ابوبکر یا رسول اللہ نحن اخوانک قال لا انتم اصحابی اخوانی الذین [illegible] فوانی واحبونی حتی لانی احب الی احد ہم من ولدہ ہم و والدہ قالوا یا رسول اللہ نحن اخواناً قال لا انتم اصحابی مشتا

یہ بھی عجب قدرت خدا ہے کہ حضرت اوسی شخص سے وہ کلام بھی فرماتے ہین جسکے بارے مین آپکو اس کا خیال ہوتا ہے کہ یہ شخص اسکی مخالفت کریگا یا اسکی طرفداری مین ہماری حدیث رد کی جائیگی چنانچہ آپنے فرمایا اے ابوبکر کاش ہم اپنے بھائیون کو دیکھتے تو ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ ہم ہی لوگ تو آپکے بھائی ہین حضرت نے فرمایا کہ نہین تم ہمارے اصحاب ہو ہمارے بھائی تو وہ لوگ ہین جو ہمکو بے دیکھے ہم پر ایمان لائینگے اور ہمارے تصدیق کرینگے اور اپنی اولاد و مان باپ سے زیادہ دوست رکھینگے۔ لوگون نے کہا یا حضرت کیا ہم آپکے اخوان نہین فرمایا نہین تم تو اصحاب ہو۔

دیکھیے حضرت کا کہنا اس سے ہے ابوبکر سے جنکو تک اہلسنت تمامی صحابہ سے افضل مانتے ہین حالانکہ حضرت نے نہین [illegible] فرمایا کہ تم لوگ اس قابل بھی نہین ہو کہ شہداء احد کے اخوان سے ہو کیونکہ ہمارے بعد بدعتین کروگے مگر واہ رے حیا صدیقی کہ جب حضرت نے فرمایا کاش ہم اپنے بھائیون کو دیکھتے تو سب سے پہلے یہی بول اوٹھے کہ ہم ہی تو آپکے بھائی ہین جسکا مطلب یہ ہے کہ معاذ اللہ آپ کیسی بے عقلی کی بات کرتے ہین کہ ہم آپکے اخوان موجود ہین پھر آپ کون سے بھائیونکے دیدار کی تمنا کرتے ہین۔

پھر حضرت نے صدیق اہلسنت کی تکذیب فرمائی کہ تم تو ہمارے بھائی نہین ہو تم تو صرف اصحاب ہو

کیونکہ بھائی ہمارے تو وہ ہین جو بن دیکھے ایمان لائین او ر ہمکو اپنی اولاد و والدین سے زیادہ دوست رکھین جسکی طرف خداوند عالم اشارہ فرماتا ہے یا ایّھا الذین امنوا لاتتخذوا اٰباءکم واخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان ومن یتولھم منکم فاولئک ھم الظالمون قل ان کان اٰباءکم وابناءکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال اقترفتموھا وتجارة تخشون کسادھا ومسٰکن ترضونھا احب الیکم من اللہ ورسولہ وجھاد فی سبیلہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ واللہ لایھدی القوم الفاسقین سورہ برائت

یعنی اے اہل ایمان نہ بناو اپنے باپ اور بھائیوں کو اپنا دوست اگر وہ پسند کرین کفر کو ایمان پر اور جو اون سے دوستی رکھے گا تملوگون سے یہی لوگ ظالم ہین کہہ تو کہ اگر ہون ما اور باوا اور اخوان و ازواج و قوم قبیلہ او وہ مال جسے تم نے حاصل کیا ہے اور وہ تجارت جسکے کساد کا تمکو خوف ہے اور وہ گھر جسے پسند کرتے ہو یہ سب اگر زیادہ محبوب ہے تمکو خدا او رسول سے اور جہاد کرنے سے راہ خدا مین تو ٹھہرے رہو یہانتک کہ آئے عذاب خدا او رخدا انہین ہدایت کرتا ہے قوم فاسقین کی۔

جس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کو بھی حکم تھا کہ خدا و رسول سے ایسی ہی محبت رکھین کہ ماں باپ و اولاد سے خدا و رسول کی محبت زیادہ ہو۔ مگر صحابہ اس قسم کی محبت نہین رکھتے تھے چنانچہ خود عمر صاحب کا قول صحیح بخاری مین موجود ہے۔

اسیوجہ سے حضرت نے اپنے اون بھائیون کا اشتیاق ظاہر کیا جو اس قسم کی محبت حضرت سے رکھینگے۔ گروہ اہل ایمان ابوبکر کہ اس حدیث کو سن رہے ہین اور پھر اسکے مدعی ہین کہ ہم آپکے بھائی ہین جسپر حضرت نے اس تصریح سے کر رسمہ کر دیا کہ ہرگز تم بھائی نہین ہو بلکہ صرف اصحاب ہو یہان ابن قیم کی تاویل سب سے زیادہ قابل قدر ہے کہ وہ قصہ مواخات مین لکھتے ہین وھذہ الاخوة فی الاسلام وان کانت عامة کما قال وددت ان قد راینا اخواننا قالوا السنا اخوانک قال انتم اصحابی واخوانی قوم یاتون من بعدی یومنون بی ولم یرونی فللصدیق من ھذہ الاخوة اعلی مراتبھا کما لہ من الصحبة اعلی مراتبھا فللصحابة رضی اللہ عنہم الاخوة ھذہ مزیة الصحبة ولاتباعہم بعدہم الاخوة دون الصحبة

صـ ۲۱۳ زاد المعاد جلد اول

یعنی یہ اخوت اسلامی ہے جزء عام ہے جیسا کہ حضرت نے فرمایا دوست رکھتا ہوں کہ مین دیکھون اپنے اخوان کو جبکہ صحابہ نے کہا یا حضرت کیا ہم آپکے اخوان سے نہین ہین آپنے فرمایا تم ہمارے اصحاب ہو اور ہمارے اخوان تو وہ قوم ہے جو بعد میرے آئیگی اور بے دیکھے ایمان لائیگی اور ہماری تصدیق کریگی - پس صدیق کیلئے یہ اخوت بھی اعلی درجہ پر ہے جیسا کہ صحبت اونکی اعلی درجہ پر ہے پس صحابہ کیلئے اخوت و صحبت دونو ہے اور مابعد والون کیلئے صرف اخوت ہے -

تکذیب صریح رسول اب اس سے بڑھکر کیا تکذیب رسول اللہ ہو سکتی ہے کہ حضرت تو اس تصریح سے خود ابوبکر سے فرمائین کاش ہم اپنے اخوان کو دیکھتے جس سے بصراحت تمام ظاہر ہے کہ آپ ان اصحاب کو اپنا بھائی نہین جانتے - اور پھر ابوبکر صاحب عرض کرتے ہین کہ کیا ہم آپکے اخوان سے نہین ہین اور حضرت فرمائین کہ نہین تم اخوان سے نہین ہو بلکہ اصحاب ہو اخوان تو ہمارے وہ ہین جو بے دیکھے ہمپر ایمان لائینگے پھر اور صحابہ کہین کہ ہم آپکے اخوان سے ہین اور آپ فرمائین کہ نہین تم اصحاب ہو -

اور ابن القیم کی یہ زبردستی ہے کہ رسول اللہ ص کی صریح تکذیب کرتے ہین کہ صحابہ کو دونو باتین حاصل تھین اخوت بھی اور صحابیت بھی جسمین ابوبکر کا درجہ سب سے افضل تھا -

اب بتائیے کہ ہم کس پر ایمان لائین قول رسول اللہ ص پر جو اس صراحت سے ابوبکر صاحب و دیگر صحابہ کی اخوت سے انکار کرتے ہین - یا قول ابن القیم پر جو رسول اللہ کی اسطرح تکذیب کرتے ہین کہ ابوبکر کے لئے اخوت و صحبت دو نو ثابت کرتے ہین -

مگر کیا خوب ردکی ہے اپنے قول کی خود کہ خود لکھتے ہین ولو واخی بین المہاجرین کان احق الناس باخوتہ احب الخلق الیہ و رفیقہ فی الہجرۃ و انیسہ فی الغار و افضل الصحابۃ و اکرمہم علیہ ابوبکر الصدیق یعنی اگر حضرت مہاجرین مین اخوت قائم کرتے تو سب سے زیادہ مستحق اسکے ابوبکر تھے جو احب الخلق تھے اور ہجرت مین رفیق - اور [illegible] انیس اور تمامی صحابہ سے اکرم و افضل تھے -

جس سے اسقدر تو یقیناً معلوم ہوا کہ حضرت نے انکو اپنا بھائی نہیں بنایا پھر اسقدر افترا کی کیا ضرورت ہے کیونکہ حضرت کا اخوت قایم کرنا درمیان مہاجرین و انصار اون متواترات سے ہے جس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا جسمین حضرت نے ابوبکر و عمر کو بھائی بنایا او طلحہ و زبیر کو بھائی بنایا اور خود ابن القیم نقل کرتے ہین واتخذ فیھا علیا اخا لنفسہ یعنی حضرت نے جناب امیر کو اپنی نفس کے لئے بھائی مقرر کیا۔

تو اب ان احادیث کے مجموعہ سے ابن القیم اس نتیجہ پر بدیہی طور سے پہونچ سکتے تھے کہ حضرت نے ابوبکر کی اخوت اسلامی سے بھی انکار کیا مگر محبت شیخین نے یہان نہ آنے دیا بلکہ تکذیب رسول پر آمادہ کیا جو محبت شیخین کا لازمی نتیجہ ہے۔

افضلیت غیر صحابہ بر صحابہ یہی وجہ ہے کہ ابو عمر بن عبد البر کی صاحب استیعاب نے اسکی تصریح کردی کہ غیر صحابہ افضل ہوسکتا ہے صحابی سے چنانچہ صواعق محرقہ مین ہے۔

فذهب ابو عمر بن عبد البر الی انہ یوجد فیمن یاتی بعد الصحابۃ من ھو افضل من الصحابۃ واحتج علی ذلک بخبر طوبی لمن رانی وامن بی مرۃ وطوبی لمن لم یرنی وامن بی سبع مرات وبخبر عمر رض قال کنت جالسا عند النبی فقال اتدرون ای الخلق افضل ایمانا قلنا الملئکۃ قال وحق لھم بل غیرھم قلنا الانبیا قال وحق لھم بل غیرھم ثم قال ص افضل الخلق ایمانا قوم فی اصلاب الرجال یومنون بی ولم یرونی فھم افضل الخلق ایمانا ص ۱۲۶

کہ ابو عمر ابن عبد البر لکھتے ہین کہ اس امت سے جو لوگ غیر صحابی ہین اون مین بعض ایسے ہونگے جو افضل ہونگے بعض صحابہ سے جسپر وہ اس سے دلیل لاتے ہین کہ حضرت نے صحابہ کیلئے ایک دفعہ طوبی فرمایا اور غیر صحابہ کیلئے جو بعد حضرت پیدا ہونگے اونکے لئے سات مرتبہ لفظ طوبی فرمایا۔

اور حدیث عمر مین ہے کہ حضرت نے فرمایا جانتے ہو تمامی مخلوقات مین کس کا ایمان سب سے افضل ہے انہون نے ملئکہ و انبیا کا نام لیا حضرت نے فرمایا اونکا حق ہے مگر سب سے افضل ایمان اونکا ہے جو بغیر دیکھے ہمپر ایمان لائے جو ہنوز پیدا نہین ہوئے اصلاب رجال مین ہین۔

اب مسلمانون کو اختیار ہے کہ جس قول کو چاہین قبول کرین قول خدا و رسول پر ایمان لائین

احتراق النجم

بدعات محرم کے عنوان سے النجم ۵ جلد ۲ نے ایک مضمون شائع کیا ہے جو حسب ذیل ہے۔

"بدعت و احداث کی جیسی کچھ ممانعت شریعت اسلامیہ مین ہے کسی مسلمان کو اس سے ناواقف نہ رہنا چاہیئے واقف ہونیکے بعد اس امر کا یقین بہت آسانی سے ہوسکتا ہے کہ شرک و کفر کے بعد مبغوضات الٰہی مین بدعت کے برابر کوئی چیز نہین مگر واحسرتاہ کہ چند روز سے مسلمانون نے وہ بدعت کو عزت دے رکھی ہے جو کسی اعلیٰ درجہ کی عبادت کو بھی نہ نصیب ہوگی یہ محرم کا مہینہ آیا ہے۔ کون ایسی قبیح بدعت ہے جسکا ارتکاب اس زمانہ مبارک مین نہ کیا جاتا ہو کون ایسا مذموم احداث ہے جو ان مقدس دنون مین مسلمانون سے چھوٹ جاتا ہو۔ کیا یہ شرم کی بات نہین کہ نام تو اہل سنت مگر سر سے پاؤن تک غرق بدعت۔ بہت ضروری ہے کہ اہل قلم اپنے مضامین کے ذریعہ سے ان بدعات کے قلع قمع کیلئے ترغیبی و ترہیبی مضامین لکھین۔ واعظین اپنی زبان سے کام لین اور جو جس طریقے سے اثر ڈال سکتا ہو ڈالے۔

اسوقت ایک مضمون اسی موضوع کے متعلق دفتر النجم مین موجود تھا جو درج ذیل ہے۔

غم حسین

عنوان مذکورہ بالا ایک مختصر رسالہ کا نام ہے جس مین چند متفرق مضامین بہ مناسبت مقام جمع کردیئے گئے ہین اور اول و آخر مین مولینا عبداللہ صاحب عمادی (ایڈیٹر تیمس) نے اک مورخانہ لٹریچر لکھکر ان مضامین کی تزئین کردی ہے۔

صاحب مطبع نے اس رسالہ کا نام غم حسین رکھا سبجکٹ یہ قرار دیا کہ (محرم کی بدعتین) اس سبجکٹ کی تفصیل یہ قرار پائی کہ بدعات محرم کی ابتدا کیونکر ہوئی تنقیح بدعات یون ہوئی کہ مسلمانون کے ضعیف کرنیکی غرض سے کیا کیا کوششین عمل مین آئین مولانا نے اس یادگار کو اک ماتمی یادگار بتایا جس سے مسلمانون کو اک اخلاقی سبق حاصل کرنا چاہیئے ہمارے نزدیک اس رسالہ سے بھی تاریخی حیثیت سے کوئی پتا نہین ہے کہ یہ بدعات محرم کی ابتدا کیونکر ہوئی ہان مولینا کی عبارت صنعت تلمیح سے مزین ضرور ہے جس سے کوئی تحقیقی ثبوت پیدا نہین کرسکتے کہ ان بدعات نے

س صدی اور کس سنہ میں نمود حاصل کی۔ نواصب۔ خوارج۔ روافض کے جو فرقے بنے اونسے واقعات شہادت سے کوئی تعلق نہ تھا۔

اصلاح۔ سب سے قابل قدر مضمون اڈیٹر کا نوٹ ہے جو اس بابت میں لکھا گیا۔ مگر افسوس کہ اوس بدعت پر نہیں روتے جو روز وفات رسول قایم کی گئی کہ جنازہ رسول کو بے غسل و کفن چھوڑکر بدعت پرستی کیلئے سقیفہ میں گئے اور خلاف حکم خدا و رسول خلیفہ بنایا۔ اگر بدعت کے معنی یہی ہین کہ جو امر سنت رسول کے خلاف ہو۔ وہ بدعت ہے۔ تو اس سے بڑھکر کونسی بدعت ہو سکتی ہے جو سب بدعتون کی ماں ہے۔

مصائب کربلا۔ مصائب محرم سب تو اسی بدعت سے پیدا ہوے۔ کیونکہ جب مسلمانوں نے دیکھا کہ وہ مقدس بلشائیں صحابہ ایسی اعلی بدعت کے مرتکب ہوے کہ جنازہ رسول کو بے غسل و کفن چھوڑ کر چلے گئے بلکہ یزیدیون نے سوچا کہ اگر ہم فرزند رسول کو دیدہ و دانستہ شہید کر ڈالین تو کیا ہوگا۔

خلیفہ اول کے بلا حکم رسول خلیفہ بننے سے یہ جرات دلائی کہ معویہ یزید مروان بھی خلیفہ بنے جنپر لعنت رسول بہ اتفاق فریقین مسلم ہے۔

پھر کیا تھا خلیفہ اول نے اگر نعش رسول کو بے غسل و کفن چھوڑا تھا خانہ جناب سیدہ کو جلایا تھا۔ تو معویہ نے جناب امیر سے جنگ کیا امام حسن کو زہر دیا حضرت عائشہ کو جو نہ کے حسن پوش چاہ مین گرایا۔ قبور شہدا احد کو اوکھڑوایا۔ یزید نے امام حسین کو دن دوپہر بھوکھا پیاسہ معرکہ کربلا مین شہید کرایا۔ مدینہ منورہ مین قتل عام کرایا مسجد رسول مین گھوڑا گدہا بندھوایا۔ ہزارون کنواری لڑکیون کا جو صحابہ کی بیٹیان تھین ازالہ بکارت کرایا جس سے ہزارون حرامزادے پیدا ہوئے خانہ کعبہ کو جلوایا۔

اسی لئے اسقدر تاکید مذمت بدعت کی احادیث مین وارد ہے کہ جہان بدعت کی ایجاد ہوئی پھر وہ سلسلہ کبھی بند ہوگا۔ مگر ہائے ان مدعیان اسلام نے نہ مانا اور خلافت کی وہ بدعت قائم ہوئی کہ اب جو کام ہوگا وہ بدعت خواہ نماز ہو خواہ روزہ خواہ حج کیونکہ سب کا ماخذ وہی لوگ ہین جو لیڈر سے بدعتی تھے۔

یہی وجہ ہے کہ ہم اعمال شیعہ کو اور اعمال اہلسنت کو ایک ترازو مین تولو تو صاف

معلوم ہوگا ایک طرف بدعت ہے ایک طرف سنت ۔ دفتر اصلاح نے رسالہ وضو ۔ الجمرہ ۔ تاریخ الاذان ارسال الیدین ۔ البسملہ شایع کرکے دکھا دیا کہ اہلسنت کا جو کام ہے وہ بدعت شیعوں کا جو عمل ہے وہ مطابق سنت ۔ یہانتک کہ اشاعت رسالہ واخبار مین بھی دونو فریق کے وہی فرق ہے جو سنت و بدعت مین ہوتا ہے کہ صدہا نہین بلکہ ہزارہا رسالہ شیعہ نے مفت بلا قیمت شایع کیا کیونکہ غرض اونکی ترویج دین ہے ۔ سنی اخبار نویسون نے خواہ انجم ہو یا اہلحدیث آجتک اسکی جرءت نہ کی کہ کوئی رسالہ مفت تقسیم کرے ۔ کیونکہ انکی غرض اصلی دینا ہے ۔ اسیوجہ سے مولوی ثناء اللہ صاحب جو کوئی اشتہار بھی ممانعت تعزیہ داری مین شایع کرتے ہین تو بقیمت جو یزید کی یادگاری ہے ۔

کیا خوب لکھتے ہین اڈیٹر صاحب "کیا شرم کی بات نہین کہ نام تو اہلسنت مگر سر سے پاؤن تک غرق بدعت" مگر وہ غریب کرین تو کیا کرین کیونکہ ابتداءً بنیاد ہی بدعت پر ہے اگر بدعت نہوتی تو یہ مذہب ہی کیون پیدا ہوتا کیونکہ حکم خدا و رسول سے اسلام تو برادفت شیعہ دنیا مین آیا تھا رسول اللہ کے انتقال ہوتے ہی وہ اسلام بدل دیا گیا اور اہلسنت کی ایجاد ہوئی ۔ مگر یہ لقب نہین پڑا تھا اسکے ایجاد کا سہرہ معویہ کے سر بندھا جسنے جناب امام حسنؑ سے خلافت لیکر یہ نام رکھا اہل سنتہ الجماعۃ ۔

اڈیٹر صاحب اگر آپکو اسلام کی ہمدردی ہے بدعت سے مسلمانونکو بچانا چاہتے ہین تو خلافت خلفائے ثلثہ کے بدعت ہونے کا اعلان دیجئے تمام دنیا سے پھر بدعت کی بیخکنی ہو جاتی ہے ۔ محرم کے متعلق جو بدعتین ہین وہ بھی اسکے ساتھ ہی ختم ہو جاینگی ۔

کیونکہ صرف خلفائے ثلثہ کی بدولت یزید کو یہ عزت دی گئی ہے کہ اہلسنت مین وہ نبی مانا گیا ۔ اور اب غلام احمد قادیانی کی نبوت کا اعلان ہو رہا ہے ۔ دوسری طرف عزرا حیرت کو معراج ہو رہی ہے ۔ تیسری طرف عبد اللہ تماپوری جو بقول بدر جولاصہ ہے مدعی الہام ہو رہا ہے

زمین چون نہ گیرد قرارے چنین ۔۔۔ و زیر سے چنین شہریارے چنین

غم حسین کی نسبت جو نامہ نگار نے لکھا ۔ اگرچہ مولوی عبد اللہ عمادی کے سمجھنے کو کافی ہے ہمارے نزدیک اس رسالہ بھر مین تاریخی حیثیت سے کوئی پتہ نہین ہے کہ یہ بدعات محرم کی ابتدا کیونکر ہوئی

پھر یہ معلوم اسکا نام بدعات محرم کیون رکھا گیا۔

یہ وہی رسالہ ہے جسکا جواب اصلاح مین القول الجمیل فی رد بدعات الوکیل کے نام سے دو تین نمبر تک نکلا پھر وہ سلسلہ موقوف ہوگیا کیونکہ غم حسینؑ کی نسبت اڈیٹر وکیل کا منشا ایک زبردست مضمون اصلاح کے ساتھ شایع ہو رہا تھا جو نہایت ضروری تھا۔

(۲) پھر لکھتے ہین "اب ہمکو اس بحث مین زیادہ حصہ لینا نہین چاہیئے ہمکو اپنا آسمکٹ غم حسینؑ رکھنا چاہیئے اور ہم اپنے بھائی سنیون سے یہ درخواست کرین کہ جن بدعات کو ماتم حسینؑ اور غم حسینؑ مین ایجاد کیا ہے وہ درحقیقت اک منافقانہ لباس مین ہے غم حسینؑ اور ماتم حسینؑ کا نتیجہ اخذ کرنا ہمیں انتہا معصیت ہے اور نعوذ باللہ تذلیل اہل بیت کرام اور تحقیر اسلام مقصود ہے اور بلاشبہہ یہ افعال بالکل یزیدیون نے یادگار فتح یزید مین قایم کئے تھے اور لباس ماتمی پہنایا تھا کہ مسلمانون مین نفاق پیدا کرنیکا موقع ملے۔

اللہ نے پیدا کیا رنج و بلا کو + تقسیم ہوا سب وہ محبان خدا کو + تحریر کا فرمان ہوا کلکِ قضا کو + ہر سب سے سوا حصہ ملا آلِ عبا کو + آغاز مصیبت تو لکھا نام نبی پر + اور خاتمہ بالخیر حسینؑ ابن علیؑ پر"

اصلاح۔ ہان آپ اپنے سنی بھائیون کو سمجھائیے اور اچھی طرح سمجھایئے مگر اپنے خود غلط گوئی کذب افترا سے پرہیز کیجئے۔ ایسا نہو کہ بقول اڈیٹر صاحب "اگر وہ اپنے سر سے پاؤن تک سنت و جماعت تھے" تو آپکی نصیحت سے وہ غرق کفر ہوجائین۔

اس تحریر کا یہ جملہ قابل قدر ہے "ہم اپنے سنی بھائیون سے یہ درخواست کرین کہ جن بدعات کو ماتم حسینؑ اور غم حسینؑ مین ایجاد کیا ہے وہ درحقیقت منافقانہ لباس مین ہے" جس سے معلوم ہوا کہ موجد بدعات اہلسنت ہی ہین نہ شیعہ والحمد للہ علی ذلک۔

آخری فقرہ نے تو اچھی طرح دعاوی الحق کی تصدیق کر دی کہ یہ سب منافق ہین کیونکہ فرماتے ہین "درحقیقت منافقانہ لباس مین ہے" کیونکہ اس سے بڑھکر کونسی شہادت صدق پر ہوسکتی ہے یہی تو ہم لوگون کا ابتدا سے دعوی ہے کہ جن صحابہ کو آپ لوگ مانتے ہین وہ منافق تھے اونکو مان کر غم کرنا بیشک منافقانہ لباس مین ہے کیونکہ قاتلان امام حسینؑ تو وہی صحابہ پرست تھے۔

(۳) پھر لکھتے ہین شیخ ابن حجر رحمہ اللہ علیہ صواعق محرقہ مین اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی سفر السعادہ اور رسالہ ماثبت بالسنۃ مین لکھتے ہین کہ جو کچھ حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر عاشورہ کے دن مصائب شہادت گزرے یہ سب خداوند عزوجل کے نزدیک بلندی مرتبہ اور رفعت مقام کا سبب تھا پس جو کوئی اس مصیبت کو یاد کرے اسکو چاہیئے کہ درود پڑھے اور انا للہ وانا الیہ راجعون کہے۔ اور خیرات ومبرات کرے۔ اور بدعات مخترعہ جہّال سے پرہیز کرے کیونکہ اگر یہ مسلمانون کا اخلاق ہوتا تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مین ضرور ہوتا۔

اصلاح شیخ ابن حجر نے تو بہت کچھ آپلوگون کو سمجھایا مگر آپنے نہ مانا پھر اوس غریب کا قصور کیونکہ آپکے پیر دستگیر نے تو عید عاشور منانے کا حکم دیا سرمہ لگانے لباس فاخرہ زیب تن کرنیکا ارشاد کیا۔ تو ابن حجر کا ارشاد اس سنگ فساد کے مقابلہ مین کیا چلتا۔

تم صاحب رسول اللہ کی وفات مین یہ باتین کیونکر ہوتین۔ کیونکہ حضرت ہی کے وفات سے تو آپکو اسکا موقع ملا کہ خلافت پر قبضہ پائین جسکے لئے رسول اللہ کا جنازہ بے غسل و کفن چھوڑا گیا۔ تو پھر حضرت کا غم کیونکر منایا جاتا۔ اسی لئے تو بارہ وفات کی آجتک عید منائی جاتی ہے کہ رسول اللہ نے انتقال کیا اور ابوبکر صاحب کو خلافت ملی۔

غم رسول کو صرف جناب سیدہ رو گئی تھین۔ اور جناب امیر جنکے بارے مین خود شیخ عبد الحق دہلوی مدارج النبوۃ مین لکھتے ہین کہ وفات رسولؐ کے بعد پھر کبھی جناب سیدہؑ ہنسی نہین اور جناب امیرؑ کا غم تو ایسا تھا کہ ابوبکر نے اسکا طعنہ دیا مالی اراک متحازناً۔ آپ غمگین کیون ہین۔

اصل یہ ہے کہ آپ حضرات نے مسلمان کا نام زبردستی غصب کر لیا۔ اسلئے اپنے افعال کو مسلمانی افعال کہتے ہین۔ مگر کیا جناب سیدہ اسلام سے معاذ اللہ خارج تھین جنکی حالت غم رسول مین یہ تھی کہ مدارج النبوۃ مین ہے وبعد از گذشتن آنحضرتؐ ہرگز فاطمہ رضی اللہ عنہا را کسے خندان ندید ص۱۲ھ

وبعضے جامانده شده طاقت جنبیدن نداشتند چنانکہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ وبود داشت واثبات ایشان ابوبکر ص۱۳ھ

دیکھئے یہی فرق ہے سنت و بدعت میں کہ جناب سیدہ و جناب امیر غم رسول میں اس طرح روتے ہیں اور ابوبکر صاحب میں اصلاح خوش و بحال کہ اثبت و اشجع سے اونکی تعریف ہوتی ہے حالانکہ یہ لقب لڑائی کے مقابلہ میں شجاعت دکھانے والے کو دیا جاتا ہے۔ اور یہاں غم رسول کے مقابلہ میں ابوبکر کو یہ لقب ملا وہ بھی بہ صیغہ اسم تفضیل کہ کسی طرح رونے غم کھانے سے کمزوری اپنی نہ دکھائی۔

آپ حضرات تو یہ تاویل کہدینگے جناب سیدہ کا فعل کب حجت شرعی ہے جو اونکے گریہ و بکا سے رونے کا سنت ہونا ثابت ہو لہذا قول و فعل رسول سے گریہ کا سنت ہونا ملاحظہ فرمائیے مدارج النبوۃ میں ہے۔

چون آنحضرت بمدینہ نزول فرمود از اکثر خانہائے انصار آواز گریہ زنان شنید مگر از خانہ حمزہ فرمود ولکن حمزۃ لا بواکی لہ یعنی حمزہ زنانے کہ بروے گریہ کنند ندارد انصار چون این سخن شنیدند زنان خویش را گفتند کہ نخست بخانہ حمزہ روند و بروے بگریند انگاہ بخانہ خویش آیند و برکشتگان خویش گریہ کنند زنان انصار میان شام و خفتن بخانہ حمزہ آمدند و تا نیم شب بروے میگریستند آنحضرت بخواب رفتہ بود چون بیدار شد آواز گریہ زنان از خانہ حمزہ شنید پرسید کہ اینچہ آواز است گفتند زنان انصار بہم تو می گریند پس دعا کرد آنحضرت فرمود رضی اللہ عنکن وعن اولادکن وعن اولاد اولادکن ص۱۶۶

تو کیا حضرت کے اس قول و فعل کو بھی بدعت کہیئے گا۔ حالانکہ خود رسول اللہ صلعم کا گریہ کرنا صدہا احادیث میں موجود ہے۔

(۱) مشکوۃ میں ہے ص۱۵۰ جلد ۲ فجعلت عینا رسول اللہ تذرفان فقال لہ عبدالرحمن بن عوف وانت یا رسول اللہ فقال یا بن عوف انہا رحمۃ ثم اتبعہا باخری فقال ان العین تدمع والقلب یحزن ولا نقول الا ما یرضی ربنا وانا بفراقک یا ابراہیم لمحزونون متفق علیہ۔

یعنی رسول اللہ صلعم حال ابراہیم دیکھکر رونے لگے تو عبدالرحمن بن عوف نے کہا آپ روتے ہیں حضرت نے فرمایا اے ابن عوف یہ رحمت ہے پھر دوبارہ روئے او فرمایا آنکھ آنسو بہاتی ہے

اور دل محزون ہے اور نہیں کہتے مگر وہ چیز کہ خدا راضی ہو اے ابراہیم ہم محزون ہین۔

(۲) فقاضت عیناہ فقال سعد یا رسول اللہ ما ھذا فقال ھذہ رحمۃ جعلھا اللہ فی قلوب عبادہ فانما یرحم اللہ من عبادہ الرحماء متفق علیہ ص۱۸۲

حضرت ایک لڑکے کا حال دیکھکر روئے تو سعد نے کہا یا رسول اللہ یہ کیا حضرت نے فرمایا یہ رحمت ہے جسے خدا نے اپنے بندوں کے دلوں میں دیا ہے۔ خدا اوسی بندہ پر رحم کرتا ہے جو رحیم ہوتا ہے۔

(۳) فبکی النبی ص فلما رای القوم بکاء النبی بکوا فقال الا تسمعون ان اللہ لا یعذب بدمع العین ولا بحزن القلب ولکن یعذب بھذا و اشار الی لسانہ او یرحم

یعنی حضرت نے سعد بن عبادہ پر گریہ کیا۔ قوم نے جب حضرت کو روتے دیکھا تو وہ بھی رونے لگے اور فرمایا کیا نہین سنتے ہو کہ خدا آنسو بہانے پر نہین عذاب کرتا نہ دلکے غمگین ہونے پر لیکن عذاب کرتا ہے اس سے اشارہ کیا طرف زبان کے یا رحم کرتا ہے۔

یہ ہے سنت رسول کہ خود بھی آپ اپنی اولاد کے غم مین روئے ہین اور دوسرونکو بھی رولایا ۔ اور بتاکید تمام فرمایا کہ رونے اور غمگین ہونے سے خدا نہین عذاب کرتا نہ ناراض ہوتا ہے بلکہ زبان کے سبب سے سب آفت آتی ہے۔

(۴) اب خاص غم امام حسین مین حضرت کا گریہ وبکا کرنا خود اسی مشکوۃ مین ملاحظہ ہو ص۱۳۵ جلد ۵

فاذا عینا رسول اللہ ص تھریقان الدموع قالت فقلت یا نبی اللہ بابی انت وامی قال اتانی جبرئیل فاخبرنی ان امتی ستقتل ابنی ھذا فقلت ھذا قال نعم واتانی بتربۃ من تربتہ حمراء۔

ام الفضل روایت کرتی ہین کہ ہمنے امام حسین کو حضرت کی گود مین دیا تو آپ رونے لگے مینے عرض کیا تو حضرت نے فرمایا جبرئیل نے خبر دی ہے کہ ہمارے اس فرزند کو امت ہماری قتل کریگی اور سرخ مٹی لائے ہین۔

(۵) عن ابن عباس انہ قال رایت النبی فیما یری النائم ذات یوم بنصف النہار اشعث اغبر بیدہ قارورۃ فیھا دم فقلت بابی انت وامی ماھذا قال ھذا دم الحسین واصحابہ لم ازل التقطہ منذ الیوم ص۱۲۴

یعنی ابن عباس نے خواب مین دوپہر کے وقت رسول اللہؐ کو دیکھا پراگندہ بال۔ گرد آلود حضرت کے ہاتھ مین ایک شیشہ ہے کہ اسمین خون ہے مینے کہا یہ کیا ہے حضرت نے فرمایا اسمین خون ہے حسینؑ اور اصحاب حسینؑ کا کہ صبح سے اسوقت چنتا رہا۔

(۶) عن سلمی قالت دخلت علی ام سلمہ وھی تبکی فقلت ما یبکیک قالت رایت رسول اللہ یعنی فی المنام وعلی راسہ ولحیتہ التراب فقلت مالک یارسول قال شھدت قتل الحسینؑ انفا رواہ الترمذی ص۱۳۵

سلمی سے روایت ہے کہ حضرت ام سلمہ کو روتے دیکھا تو پوچھا۔ کہا ابھی مینے خواب مین رسول اللہؐ کو دیکھا ہے کہ حضرت کے سر اور ریش مبارک پر خاک ہے اور فرماتے ہین کہ مین حاضر ہوا تھا قتل حسینؑ مین ابھی۔

اب بتایئے کہ شیعونکا عمل سنت رسول پر ہے یا اہلسنت کا کیونکہ مصیبت امام حسینؑ پر شیعہ روتے ہین اور خاک اوڑاتے ہین جسمین پوری تاسی ہے رسول اللہؐ کی ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔

بخلاف اہلسنت کہ اونکا عمل جو کچھ ہے وہ مخالفت رسول پر جسکے سرگروہ عمر بن الخطاب ہین۔ کیونکہ آپنے روایات صدر مین ملاحظہ کیا کہ سعد بن ابی وقاص و عبدالرحمان بن عوف صحابی بھی حضرت کے رونے پر معترض ہوے ہین کہ یہ کیا تو حضرت نے فرمایا یہ رحمت ہے جسے خدانے اپنے بندون کے دلون مین دیا ہے اور وہ اوسی پر رحم کرتا ہے جو رحیم ہوتا ہے۔ تو جو لوگ مصیبت فرزند رسول مین رونے سے منع کرتے ہین وہ رحم سے محروم ہین جسکے ساتھ وہ رحمت خدا سے بھی محروم ہین کیونکہ خدا تو اوسی پر رحم کرتا ہے جو رحیم ہوتا ہے۔

اب اوس قافلہ سالار کو ملاحظہ فرمایئے جسکے دلمین ذرہ برابر بھی رحمت نہ تھی کہ وہ کس طرح اس گریہ و بکا سے مانع ہے اوسی مشکوۃ شریف مین ہے ص۱۵۰ جلد ۱

عن ابی ھریرۃ قال مات میت من ال رسول اللہ فاجتمع النساء یبکین علیہ فقام عمر ینھیھن ویطردھن فقال رسول اللہؐ دعھن یا عمر فان العین دامعۃ والقلب مصاب والعھد قریب رواہ احمد والنسائی۔

وعن ابن عباس قال ماتت زینب بنت رسول اللہ فبکت النساء فجعل عمر یضربھن بسوطہ فاخرہ رسول اللہ بیدہ وقال مھلا یا عمر ثم قال وایاکن ونعیق الشیطان ثم قال انہ مہما کان من العین ومن القلب فمن اللہ عزوجل ومن الرحمۃ وما کان من الید واللسان فمن الشیطان رواہ احمد مشکوٰۃ ۱۵۱

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آل رسول اللہ میں ایک موت ہوئی عورتیں جمع ہو کر رونے لگیں تو عمر اونکو منع کرتے اور ہانکتے مار کر حضرت نے فرمایا اے عمر چھوڑ دے انکو کہ آنکھ روتی ہے دل مصیبت زدہ ہے زمانہ قریب ہے۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ زینب بنت رسول اللہ نے انتقال کیا تو عورتیں رونے کو جمع ہوئیں عمر نے اونکو کوڑے مارنا شروع کیا حضرت نے اپنے ہاتھوں سے عمر کو ہٹا دیا اور فرمایا (عورتوں سے) شیطانی آواز سے دور رہو پھر فرمایا جو کچھ آنکھ یا دل سے ہو وہ تو خدا کی طرف سے اور رحمت سے ہے اور جو کچھ زبان اور ہاتھ سے ہو وہ شیطان کی طرف سے ہے۔

یہ ہے شریعت عمری کہ غریب عورتوں پر اونکا ہاتھ ایسا تیز تھا کہ خود رسول اللہ کے سامنے وہ اون عورتوں پر کوڑہ لگاتے ہیں جو آل رسول اللہ پر روتیں جبکہ حضرت نے عمر کو زبان سے بھی منع کیا اور ہاتھ سے بھی ہٹایا مگر نہ رسول اللہ کی تعلیم نے اونپر اثر کیا نہ حضرت کی تادیب نے۔

اب اہلسنت غور کریں کہ آپلوگ جو گریہ و بکا کو منع کرتے ہیں تو کس کے پیرو ہوئے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عمر صاحب کا یہ تشدد خاص آل رسول کے بارہ میں تھا کہ اونپر رونے اور غمگین ہونے کو منع کرتے اور کوڑہ چلاتے چنانچہ اصلاح رسالے جلد ۱۲ میں قصہ حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب دیکھ چکے ہیں کہ جب وہ اپنے فرزند پر رونے لگیں تو حضرت عمر نے کیسے دلشکن کلمات کہے کہ تمکو قرابت رسول سے کوئی فائدہ نہوگا جسپر حضرت نے خطبہ فرمایا کہ جسکے دل میں محبت اہلبیت نہوگی وہ مومن نہیں۔

ورنہ یہی عمر ہیں کہ خالد بن ولید پر رونے کی اجازت دیتے ہیں اور خود اپنے ایک عزیز یا دوست نعمان بن مقرن پر روتے ہیں ازالۃ الخفا میں ہے ابوبکر عن عثمان اتیت عمر بنعی النعمان بن مقرن فوضع یدہ علی راسہ وجعل یبکی صفحہ ۱۹۲

محرم حیدر آباد دکن | پرشرق نو جفوری دسمبر نے ایک مبسوط مضمون شائع کیا ہے جس سے نہایت عبرت
ہوتی ہے کہ ایک اسلامی ریاست بلکہ سلطنت میں ایسی ایسی بدعات ہوں کہ زمانہ محرم جشن جمشیدی کا نمونہ
بنجائے مگر اس تحریر کا یہ فقرہ نہایت قابل قدر ہے "ہم شکر گذار ہیں کہ لکھنؤ سے تمام اوباشی اور عیاشی کی صورتیں
اہل تشیع نے نکالدیں اور صرف غم والم کی تصویر قایم کر دی کاش کوئی خدا کا بندہ حیدر آباد کی راہنمائی کرتا
جس سے معلوم ہوا کہ اہل تشیع لکھنؤ کی تازہ روایت پسندیدہ نگاہ سے دیکھی گئی کہ اونہوں نے جملہ اسم عیاشی و
اوباشی کو نکال باہر کیا [illegible] لکھنؤ کے شیعی صاحبان نے غم والم کا ایک خاکہ بنایا ہے امید ہے
کہ [illegible] اور جو بدعات باقی ہوئی ہیں [illegible] جائینگی اس زمانہ میں غم والم
کرنا خیرات کرنا - نمازیں پڑھنا اور آل رسول کے مصائب کو یاد کرکے انکی محبت و مودت اور خدا پرستی
اور استقلال صداقت [illegible] کی مودت کا سبق حاصل کرنا چاہیے"
جسکو ہم بلا کسی حاشیہ کے قبول کرتے ہیں کیونکہ یہ زمانہ واقعاً اظہار ملال و حزن واندوہ کا ہے تاکہ غیروں کو بھی
معلوم ہو کہ مسلمانوں کو اپنے آقا اور مولی سے کیسی محبت ہے کہ آج تیرہ سو برس گذرنے پر بھی یہ واقعہ کی یاد
میں تازہ ہے -
مگر یہ سنکر نہایت حیرت ہوگی کہ اوسی لکھنؤ میں جو نہ صرف شیعوں کا دار العلم ہے بلکہ اہلسنت کا بھی دار العلم ہے
ان بدعات سے اونکو کیسی الفت ہے کہ بجائے غم کے وہی جشن منایا جاتا ہے چنانچہ سنا گیا ہے کہ امسال
سنیان لکھنؤ نے اولاً تو تعزیہ نہیں رکھا اور بجائے اسکے پھول کٹورہ آباد کئے جہاں اونہیں [illegible]
بدعتوں کے زندہ کرنے کا سامان کیا جاتا تھا جیسا سنا ہے خود حضور ڈپٹی کمشنر صاحب تشریف لیگئے اور [illegible]
اولٹوا دیں خیمے اوکھڑوا دئے جسکی تصدیق النجم [illegible] جلد [illegible] مورخہ [illegible] سے بھی ہوتی کہ لکھتا ہے
"عین عاشورہ کے روز بعض حکام ذی الاقتدار نے موقع پر پہونچکر اپنے [illegible] عمل سے بظاہر فرما دیا کہ یہ
کام کے خلاف مزاج [illegible] ایک شامیانہ جو نصب کیا گیا تھا حکماً گرا دیا گیا اور [illegible] کی
قطعی ممانعت کردی گئی [illegible] کھانا جو اونہوں نے تقسیم کیلئے تیار کرنا چاہا تھا اور کچھ تیار بھی ہو چکا تھا کچھ
ہو رہا تھا سب وہیں الٹ دیا کسیکو تقسیم نہ کیا گیا [illegible] زمین پر الٹی ہوئی جس [illegible]
انتہا کر رہی تھیں قابل بیان نہیں صفحہ ۶"
غور تو کیجئے تمامی اہلبیت طاہرین بروز عاشورہ تو اس مصیبت میں تھے کہ نہ سایہ تھا نہ کسی طرح
کا آرام - آپ جو شامیانہ نصب کر رہے ہیں یہ کسکی تقلید ہے اہلبیت طاہرین کے پیرو ہیں یا [illegible] کے بندے ہیں آپ
کسکی تقلید میں دیگیں چڑھا رہے ہیں کھانا تقسیم کر رہے ہیں کیا حکام وقت کو خبر نہیں کہ قاتلان امام
حسین سب یہی تو [illegible] تھے پھر کیونکر اسکی قطعی ممانعت نہ کرتے حالانکہ اونکو یہ بھی معلوم ہے
کہ تمامی قرآن میں اونپر لعنت [illegible] اپنے تو اس روز روزہ رکھنے کی حدیثیں

تصنیف کی ہین جس سے صحیح بخاری بھری ہوئی ہے۔ پھر اوسکے خلاف یہ دلیلین تقسیم کے لئے کیون چھپائی گئین۔ کیا حکام کو معلوم نہ تھا کہ مذہبی حیثیت سے آج کہا نکلانا نامناسب ہے۔ پھر کیونکر نہ وہ آپکو مذہبی پابندی پر مجبور کرین خدا اون حکام کو جزای خیر دے جو ہماری مذہبی امور مین ہماری مدد کرتے ہین اور اگر کوئی بات محض عداوت و نفسانیت سے کرتے ہین تو وہ عاملانہ قوت سے روکتے ہین۔

کیا علماء اہلسنت کے دل ولاء اہلبیت سے بالکل خالی ہوگئے اونکے مذہب کی بنا تو محض بادشاہ وقت کی فرمانبرداری ہے پھر نہ معلوم اہلبیت طاہرین سے کیون ایسی عداوت ہوگئی ہے کہ شاہی فرمان کا بھی اسمین لحاظ نہین کیا جاتا۔

آثار اسلامی حیدر آباد اسکے ساتھ یہ سنکر نہایت مسرت ہوگی کہ اب جو حیدر آباد مین زندگی اسلام کے آثار نمایان ہو رہے ہین کیونکہ ہمارا ایک نہایت معزز موقر نامہ نگار لکھتا ہے حضور نظام دکن کا قصد دہلی سے اورنگ آباد آنیکا تھا یکم محرم تاریخ ورود اورنگ آباد قرار دی گئی تھی سب سامان ورود یہان ہوگیا تھا مگر تاریخ معروضہ تشریف نہین لائے اور سیدھی حیدر آباد چلے گئے وہان سے روانہ ہو کر عین شب عاشورہ کو ہم پہنچے اورنگ آباد پہونچے مگر عاشورے کی وجہ سے سلامی کی توپین موقوف کردین حکام اورنگ آباد جسقدر اسٹیشن پر حاضر تھے کسی کا سلام نہین لیا پلیٹ فارم پر موٹر کار دس پھاٹک تک آگئی اور اندر منگالین بمحلات معلی کو سوار کیا اور خود ایک گاڑی مین بیٹھکر مع جملہ دیگر موٹر ہاے محلات عالی محل شاہی مین آکر رونق افروز ہوئے اسٹیشن سے قیامگاہ یعنی محل شاہی تک ہجوم خلائق اسقدر تھا کہ حد نہین شہر نہایت آراستہ کیا گیا تھا کثرت سے بصرف کثیر کمانین تیار کی گئی تھین مگر حضور نے بسبب عاشورہ محرم کچھ ملاحظہ نہین فرمایا نہ کسی کی شکل دیکھی نہ سلام لیا نہ نذر لی ۱۲ محرم تک برآمد بھی نہین ہوئے ۱۴ محرم کو برآمد ہوئے اور سواری مبارک نکلی "

اس خبر کو سنکر کونسا مومن ہے جسکے دلسے دعا نہ نکلیگی کیونکہ ہز ہائنس حضور نظام میر عثمان علی خان بہادر دام اقبالہ نے وہ موثر طریقہ اظہار حزن و ملال کا عاشورہ محرم مین اختیار فرمایا ہے کہ ممکن نہین اثر کئے بغیر رہے جس سے تمامی مومنین کو اس والی ملک کی نسبت دعا کرنا چاہیئے کہ سال آیندہ کل رسوم و بدعات ناجائزہ قلمرو حیدر آباد سے موقوف ہوجائین اور روز افزون اسلامی سلطنت ترقی کرے اللہم آمین۔

محرم بمبئی جناب منشی سید محمد صاحب ناطق بمبئی کا ایک طولانی مراسلہ اثنا عشری ۱۴ جنوری مین شائع ہوا ہے جسمین لکھتے ہین کہ بمبئی مین ہر سال یکم محرم سے عاشورا تک ہر ایک متنفس کی جان بڑے خطرہ و مصیبت عظیم رہتی تھی ۱۳۲۹ھ کے خونریز واقعہ نے ایک سخت خلجان پیدا کردیا تھا بمبئی کی بود و باش سے دل

اُچاٹ ہوگئے تھے بارے پولیس کمشنر مسٹر ایڈورڈز بہادر کی دوراندیشی اور بیدار مغزی نے گورنمنٹ ہند کو ایک جدید قانون نافذ کرنے پر متوجہ کیا جس سے تمام بدعتوں کا قلع قمع ہوگیا یہی سبب ہے کہ ... تمام شہر میں خاموشی کا عالم ہے تمام سنی و شیعہ بآرام تمام اپنے اپنے گھروں میں بیٹھے ہیں ... ہے نہ شیر و چیتے لنگور نظر آتے ہیں نہ قتل حسین پر خوشی کے شادیانے بجائے جاتے ہیں نہ تو ... نہ سوانگ بنتے ہیں نہ روپ بھرے جاتے ہیں نہ کوئی اچھلتا ہے نہ کودتا ہے نہ دُولا دُولا کا ہنگامہ ... سنا ہے چھایا ہوا ہے ہر سال بمبئی اور مہایم کے حدود میں کم و بیش پانچسو پچاس اور ایک سو پچیس تعزیے نکلتے تھے مگر امسال بوجہ قانونی جکڑبند کے صرف ۲۳ پروانے حاصل کئے گئے وہ بھی اس خیال سے کہ اگر اس سال بالکل خاموشی رہی تو سال آیندہ تمام حقوق ضبط کر لئے جائیں گے۔

مدن پورے میں صرف تین تعزیے چھوٹے بڑے بنائے گئے ہیں۔ مدن پورہ کے نورباف مسلمانوں میں جو کہ ہندوستانی ہیں بمبئی کے مسلمان باشندوں سے زیادہ صلاحیت ہے یہ لوگ دو سال سے اپنے محلہ سے باہر تعزیوں کی گشت نہیں کرتے اور یہی جدید قانون کا منشا ہے۔

فتوای علماء مکہ جب سے کمیشن لکھنؤ نے جھنڈا وغیرہ کے بدعت ہونیکا حکم صادر کیا اوسوقت سے شیعیان لکھنؤ نے عجب عجب ترکیبیں شروع کی ہیں چنانچہ امسال میں ایک پمفلٹ ۱۶ صفحہ کا مطبع مولوی فتح محمد صاحب تائب لکھنؤ سے شایع ہوا ہے جو نہ معلوم مثل اشتہار امرتسری بقیمت ملتا ہے یا بلا قیمت اس میں علماء مکہ کا فتوی ہے حرمت تعزیہ و ضریح وغیرہ پر۔

مگر حق کو کیا کریں کہ آخر ظاہر ہو کر رہا چنانچہ لکھتے ہیں ج ۱۲ و ذکر شهادة الامام رضی اللہ تعالی عنہ بما صح نقله مرثیه ما لا یکون فیها شیء من منکرات الشرع و محظوراته مستحسن ینبغی ان لا یشتغل فی یوم عاشوراء الا به امام حسین کی شہادت کا ذکر جو صحیح روایات سے ثابت ہو اور وہ مرثیہ کہ جسمیں شرعی نقائص اور ممنوعات نہوں کرنا بہتر ہے عاشورہ کے دن سوای اس ذکر صحیح کے اور کچھ نہ کرے صفحہ ۱۱

یہ ہے فتوی علماء مکہ کا اور ترجمہ اسکا مصدقہ مولوی عبد المجید صاحب فرنگی محلی لکھنؤ ہے۔ کیا اہلسنت کا اسپر عمل ہے؟

خود مولف رسالہ مولوی ابو سعید محمد یار حسین صاحب نقشبندی قادری مجددی گوپاموی لکھتے ہیں۔ "اسی واسطے اہلسنت والجماعت کو اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ وہ اس دن میں اگر بلحاظ شریعت کسی خاص وضع اور ہیئت سے اظہار غم نہیں کرسکتے تو خواہ مخواہ اس دن کو عید بھی نہ بنالیں کہ جو زیب و زینت بعادة نہیں کیجاتیں وہ مخصوص اس دن میں نہ کریں چنانچہ در مختار کتاب الحظر میں ہے سه

وفی یوم عاشوراء یکره کحلهم ولا باس بالمعتاد خلط ...

ترجمہ مخصوص عاشورہ کے دن سرمہ لگانا منع ہے ہان البتہ اگر کوئی شخص روزانہ لگایا کرتا ہو تو کچھ اسکو مضایقہ نہیں شامی نے اسکے حاشیہ پر نقل کیا ہے کہ یزید او ر ابن زیاد نے سیدنا امام حسین علیہ السلام کے خون سے یا یونہی اپنی فتح پانے کی خوشی مین اثمد کا سرمہ لگایا تھا۔

عبرت۔ وہ لوگ جو محب اہلبیت رسالت ہونیکا دعوی کرتے ہین اور محرم کی ساتوین و دسوین وغیرہ کو عمدہ عمدہ فاخرہ لباس خلاف معمول پہنکر اظہار بشاشت کرتے اور مجمعون مین جا جا کر گل کھلاتے پھرتے ہین جو مخفی نہین اور وہ وہ زیب و زینت کرتے ہین جو عادۃً عیدین مین بھی نہین کرتے کاش وہ ذرا گریبان مین سر ڈالتے اور دیکھتے کہ وہ عملاً اپنے دعوی مین کہانتک سچے ہین۔ دوست کے دشمنون کا طرز عمل الفت کرتے ہوئے اوس دوست کی دوستی کا دعوی کرنا محض دعوی بے دلیل ہے یزید اور ابن زیاد کی خوشی کو اپنی خوشی سمجھنے والے محب اہلبیت نہین ہوسکتے۔ ایسی صورت مین اونکا دعوای محبت بالکل خیالی ہوگا بقول کسے ؎

خواجہ پندارد کہ مرد واصل است حاصل خواجہ بجز پندار نیست

ذکر الشہادتین صفحہ ۱۱۹۔ اور دہ مجلس بیان شہادت سید الشہدا رضی اللہ عنہ مین زید بن ارقم رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ مخالفین نے سید الشہدا کے سر کو نیزہ پر اور بچون کو چڑھا کر کربلائے معلی سے کوفہ کو لیگئے اور کوفہ کے کوچہ و بازار مین پھرایا اور اسی مجلس مین ہے کہ کنز الغرائب مین ابو العباس سہل ساعدی سے منقول ہے فرماتے ہین کہ مین حوالی دمشق کے ایک موضع مین تجارت کیلئے چلا گیا تو دیکھا کہ وہان کے لوگ خوشی کرتے اور ڈھولین بجاتے ہیں مینے پوچھا کیا آج یوم عید ہے کسی نے مجھسے کہا اہل عراق نے سر سیدنا امام حسین علیہ السلام کو یزید کیلئے تحفہ بھیجا ہے اور شام کے لوگ اسپر اظہار بشاشت کرتے ہین وغیرہ وغیرہ۔ یہان سے اہل وطن اگر اپنی حرکات ناسزا کو ذرا نظر غور سے دیکھین تو انکو غالباً اپنی غلط فہمی کا اعتراف کرنا اگر پڑیگا بقول حضرت سعدی علیہ الرحمن کے ؎

بشنو اے خردمند زان دوست دست کہ با دشمنانت بود ہم نشست

صفحہ ۷

آیا ان فتاوی پر اہلسنت غور فرما کر اپنے طرز عمل پر نظر ثانی کرسکتے ہین کہ وہ حقیقت [illegible] کا ثبوت دیتے ہین یا موت آل رسول کا کعبہ کہ شعار [illegible] ملاحظہ کیا [illegible] المشہور [illegible] امرتسر [illegible] ہے کہ اس رسم جسطرح ہوسکے انسداد کرنا چاہیے ڈھول کا بجانا موقوف کیا جائے مگر اہل سنت اسکے خلاف عمل کر رہے تعزیہ داری امرتسر مین سمجھے تھے کہ امرتسر جو ہے تعزیہ داری کا ہیڈ کوارٹر ہے جہان سے بہاسون اشتہار ممانعت تعزیہ داری شایع ہوتے ہین جسکو ایک خاص آمدنی ہوتی ہے محرم کی برکتون سے خالی ہوگا مگر صرف سال گذشتہ سے انجمن [illegible] کی بدولت یہان تعزیہ داری قائم ہوئی۔

مگر اہلفقہ سے معلوم ہوا کہ الحمد للہ خود امرتسر مین تعزیہ داری کا زیادہ اثر نہین ہے البتہ اسی مسلمان ایسے ہین جو تعزیہ داری مین چنانچہ خود اخبار اہلحدیث بھی لکھتے ہین کہ امرتسر مین شیعہ اور بعض سنی بے علم بھی تعزیہ نکالتے ہین مورخہ ۲۱ جنوری امسال سکھون کی طرف سے جو مسلمانون کے مقابلہ مین اپنے آپکو ہندو بنالیتے اپنے ہندوؤن مین شامل کر لیتے ہین ۔

اس پر اعتراض کیا شیعون کے تعزیہ کا ان بازارون سے گذرنا - انکے لئے رنجدہ ہے سنا گیا ہے کہ یہ عذر بھی پیش کیا گیا ہے کہ انہین ایام مین ملکہ معظمہ کے گرینڈ سن کا جشن ولادت ہے کی تقریب مین وہ لوگ بڑی شان و شوکت سے جلوس نکالینگے - اس خوشی وقت مین ایک ماتمی سین انکے دلونکو رنج دہی کا باعث ہوگا -

اس فقرہ پر اڈیٹر صاحب نوٹ دیتے ہین شیعونکے تعزیہ کیساتھ باجا وغیرہ نہین [illegible] مرثیہ خوانی اور آہ و زاری تھی اسلئے اوسکو ماتمی سین لکھنا بجا ہے"

جس سے معلوم ہوا کہ شیعونکا تعزیہ بلا باجہ تھا اور محض مرثیہ خوانی و گریہ و زاری کیساتھ مگر سنیونکا تعزیہ باجہ گاجہ کیساتھ تھا پھر لکھتے ہین "سنی تعزیہ دارون نے جب یہ خبر سنی تو اونہون نے پولیس سے کہدیا کہ اگر شیعونکو راستہ نہ دیا گیا تو ہم بھی ہندی و تعزیہ ہرگز نہ اوٹھائینگے" مگر وہ محرم کو مسلمان رؤسا کے سمجھانے بجھانے پر شیعون نے جدید مجوزہ راستہ کا اختیار کرنا منظور کیا اور اس طرح ایک افسوسناک رنجش اور مخالفت کا خاتمہ ہوگیا"

جس سے اچھی طرح وہان تعزیہ داری کا ہونا - اور شیعہ سنی مین اتفاق بھی معلوم ہوا اور یہ کہ یہ ایک فساد پیدا ہو چلا تھا وہ مٹ گیا -

اہلحدیث کی دیانت مگر افسوس کہ اڈیٹر اہلحدیث کو بخدا داری سے وہ کد ہے کہ کسی طرح اوس سے باز نہین آتے مورخہ ۱ محرم مین بعنوان "تعزیہ اور گاہی کشی" لکھتے ہین دو سبب آن مین ایسے ہین کہ ہر سال کہین نہ کہین انہی کے سبب لڑائی فساد ہوجاتا ہے ایک ان سے تعزیہ ہے دوسرا گاہی کشی × × اسکے انسداد کا طریقہ وہ یہ بتاتے ہین کہ علماء اسلام کا ایک کمیشن بیٹھے جو فیصلہ کرے کہ تعزیہ اسلام مین مذہبی رسم ہے؟ اگر ہے تو جاری رہے نہین بند" مگر نہ معلوم اڈیٹر صاحب نے صرف گاہی کشی اور تعزیہ ہی کو کیون منتخب کیا جبکہ اوسکے ساتھ اذان بھی موجود ہے جس پر کچھ کم فساد ہوتا ہے لہذا ہم بھی اتفاق کرتے ہین کہ ضرور ایسا کمیشن بیٹھے جو اسکا فیصلہ کرے کہ تعزیہ جائز ہے یا نہین گاہی کشی کسی موقع پر مسلمانون پر واجب ہے یا نہین - بلا بلند آواز سے اذان کہے نماز ہو سکتی ہے یا نہین -

اڈیٹر صاحب لکھنؤ کے کمیشن کا نتیجہ تو آپکو معلوم ہے کہ فیصلہ آپکے خلاف ہوا - اوسی طرح اس کمیشن کو بھی سمجھ لیجئے کہ جب علماء اور عقلا کا کمیشن بیٹھے گا تو پہلے وہ یہی فیصلہ دیگا خلافت خلاف حکم خدا و رسول ناجائز ہے -

عشرہ محرم کورکھپور مشرق راوی ہے کہ ۳۰ کا چاند نظر آتے ہی تمام امام باڑون مین ذکر امام شروع ہوگیا سید واجد علی شاہ صاحب کے امام باڑہ مین دو ہفتہ پہلے سامان ہوتا ہے جناب میر فصاحت علی صاحب وکیل کے علمونکا جلوس قابل دید ہوتا ہے جو میان صاحب علمون کیساتھ گشت مین رہتے ہین حکام سرگرم اہتمام ہوتے ہین -

مشرق ۶ جنوری لکھتا ہے امسال مجلس عزا بہت خوب ہوئین شیخوپور کے امام باڑے مین جناب آغا ربی صاحب کے اہتمام سے اچھی مجلسین ہوئین نواب مرزا صاحب و سید حامد علی صاحب نے بھی حسب دستور سابق مجالس عزا منعقد کین مولوی سید ابرار حسین صاحب جنرل سپرنٹنڈنٹ سید مقبول حسین صاحب کوتوال اور سید شبیہ الحسن صاحب بی اے نے مجالس عزا نہایت خوبی اور اہتمام سے قائم فرمائین عشرہ کو جناب مولوی سید کرار حسین صاحب کے یہان -

انفسها واخذ مجتهد فی ابراز کل حیلة لدفع
هذه النائلة وحب کل افة عن هذه العائلة
ثم ان جماعة من امراء بغداد وکبرائها کنحو سلیمان
شاه بن برجم وفتح الدین کریة ومجاهد الدین الدواتدار
الصغیر اجتمعوا حول الوزیر وعابوا الخلیفة وطعنوا
علیه واطالوا السنتهم فیه فقالوا هو محب المغنیین
والبطالین وعدو الجنود والمقاتلین ونحن
امراء العسکر قد اکلنا فی زمنه جل ما ادخرنا
علی عهد ابیه وقال سلیمان شاه ان الخلیفة
ان لم یقدم علی دفع هذا الخصم القاهر واخضاع
العساکر وتوجیهها الیه فی شک ان یدخل عساکر
المغول بغداد وعندئذ لا یراقبوا فی اهلها
الا ولا ذمة ولا یرحمون احدا کما فعلوه بالبلاد
بلاد اخرین ولن یترکوا حضریا ولا بدویا ولا
ضعیفا ولا قویا الا قتلوه واخرجوا النسوة
المحتجبات وهتکوا الحرمات ولولا ان المغول
قد احاطوا بنا من کل جانب لسهل علینا حشد
العساکر من اطراف البلاد ولحملت علیهم الجنود
فی ظلمة اللیل وفرقتهم وهزمتهم ومن شرط
الغیرة والفتوة ان یقتل الرجل عزیزا فی الحرب
ان عاش فسعید وان مات فشهید ولما
وصل هذا الکلام الی الخلیفة استحسنه منه
وقال للوزیر ان مقالة سلیمان قد اثرت فی

یہ لوگ وزیر کے پاس آئے اور خلیفہ کی
برائیاں کرنے لگے اور بدزبانی کے ساتھ
اوسپر طعن وتشنیع کرنے لگے اور کہتے تھے
کہ یہ گویون اور شہدون کو دوست رکھتا
ہے اور لشکر و فوج کا دشمن ہے اور ہم
سرداران لشکر ہین جو کچھ ہمنے اس کے
باپ کے زمانہ مین پیدا کیا سب کھا لیا
اور سلیمان شاہ نے کہا کہ اگر خلیفہ
اس دشمن قہار کے دفع کرنے مین پیش
قدمی نہ کرے گا اور لشکرون سے اسکا
مقابلہ نکریگا تو خوف ہے کہ بہت جلد
مغلون کے لشکر بغداد مین گھس آئین گے
اور پھر اوس وقت مین کسی عہد وپیمان
کا لحاظ نہ کرین گے اور کسی شخص پر رحم
نہ کھائین گے جیسا اور شہر والون کے
ساتھ انہون نے کیا ہے اور ہر شہری
اور دیہاتی اور قوی اور ضعیف کو جان
سے مار ڈالین گے اور پردہ نشین عورتون
کو نکال لین گے اور انکی ہتک وحرمت
کرینگے اور اگر ان مغلون نے ہر طرف سے
ہمین گھیر نہ لیا ہوتا تو اطراف بلاد سے
لشکرون کا جمع کرنا ہمین آسان ہوتا
اور ہمارے لشکر تاریکی شب مین انپر

فنجبر المكسور فعليك بعرض العساكر حتى اغنيهم
بالاموال من ذهب الدراهم والدنانير ثم فيهم
ثم ان سليمان ساء حتى بما قال وكان الوزير قد
علم ان الخليفة رجل لا يعطيهم المال ولا يوثر لهم
بالاموال لانه بخيل ثم حدث رغما الا انه اعاديه
ثم لم يعط من ان يجر العساكر عليه شيئا فشيئا
حتى يشتهر الخبر بذلك في البلاد وبعد خمسة
اشهر جاء العارض الى الوزير واعلمه باجتماع
عسكر عظيم وجعل حرامردات على الخليفة انفاقه
وتقويتهم بالمال فجاء الوزير الى الخليفة واخبره
الخبر فاعتذر الخليفة اليه حتى يئس الوزير من مواعيده
الكاذبة ورضي بقضاء الله فيه وقد كان في هذه
الفترة ان الدوادار لما عاد بينه وبين الوزير عداوة
قديمة التقى الى الجنود والاوباش الذين كانوا
معه فاشاعوا في البلدان ان الوزير عاص للخليفة
منحرف عنه وقد اتصل في السر بهلاكو وهو الا
فيه يريد نصرته وخذلان الخليفة فاما الخليفة
فانه بعث بتحفة قليلة مرة اخرى الى هلاكو
على يد بك الدين الدزمكي ورجل اخر كان قاضي
بن عجلان وارسل اليه انه ان جهل الملك ولا
الا سبل المتبعين لاخبار العالم ثم تكشف
عنهم الحقيقة لقالوا انه ما من سلطين في الدنيا
فمن بعد اجداد آل العباس بسوء الا ذاق وبال

حملہ کرے انہیں بھگا دیتے اور غیرت و
مردانگی کا تقاضا یہ ہے کہ آدمی عزت کے
ساتھ جنگ میں مارا جائے اگر زندہ
بچا تو نیک بخت ہوا اور اگر مرا تو شہید
اور جب ان باتوں کی خبر خلیفہ کو ہوئی
تو اسنے اسے بہت پسند کیا اور وزیر سے
کہا کہ سلیمان کی بات میرے دل شکستہ
میں اثر کر گئی اور تم اب لشکروں کا جائزہ
لو تاکہ میں انہیں مال و دولت سے غنی
کر دوں اور روپیہ اور اشرفیاں ان کو
بخشوں لیکن وزیر کو معلوم تھا کہ خلیفہ
کنجوس ہے نہیں مال دیگا نہ دولت
لیکن اسنے اپنے دشمنوں کو ذلیل کرنے
کے خیال سے کچھ نہ کہا اور داروغہ جائزہ
کو حکم دیا کہ رفتہ رفتہ لشکروں کی درستی
تیار کرے یہانتک یہ خبر شہروں میں مشہور
ہو گئی اور پانچ مہینے کے بعد داروغہ وزیر
کے پاس آیا اور اسکو اطلاع دی کہ
ایک بڑا لشکر عظیم جمع ہو چکا ہے اور اب
چاہیے کہ مال سے انکی اعانت کریں
تو وزیر خلیفہ کے پاس آیا اور اسکو یہ خبر
سنائی تو خلیفہ عذر کرنے لگا یہانتک کہ
وزیر اس کے جھوٹے وعدوں سے مایوس

امرہ وجرب وخامۃ عاقبتہ علی نفسہ وکم من
ملوک جبار ین قصدوا تلک الغایۃ الجلیلۃ بسوء
ولاکن قد بنی ھذا البیت علی بناء مرصوص لا
یزعزعہ شیٔ الی اخر الدھر وقد کان من امر یعقوب
بن اللیث الصفاری ما کان فی العہد الماضی
قصد الخلیفۃ فی عہدہ وجاد الیہ فی عسکر عظیم
فما کان جزائہ الا ان رجع خاسرا حتی مات بوجع
بطنہ وکذالک کانت حال اخیہ عمرو وقبض علیہ
اسماعیل بن احمد السامانی وحبسہ وبعث بہ الی
الخلیفۃ حتی اجری علیہ ما کان من قضاء اللہ
فیہ وھذا البساسیری قدم بغداد من ارض
مصر وکان فی عسکر عظیم وقبض علی الخلیفۃ و
حبسہ بالحدیثۃ واثبت اسم المستنصر الفاطمی
علی رؤس المنابر واجری الخطبۃ والسکۃ باسمہ
الی سنتین فکان من عاقبتہ ان الخبر بہ وصل الی
طغرلبیک السلجوقی فنہض من خراسان وقصد
البساسیری فی جحفل جرار حتی قبض علیہ و
قتلہ واخرج الخلیفۃ من الحبس وسار بہ الی بغداد
واجلسہ علی عرش الخلافۃ وکذا کان السلطان
محمد السلجوقی قد قصد بغداد فسار الیہا لا
وجم منہزما وملت فی الطریق وکذلک کان
من امر محمد خوارزمشاہ فانہ اراد ان یقلع ھذا
البیت من اسہ واصلہ فخرج فی عسکر عظیم لا

ہوگیا اور قضاے الہی پر راضی ہوگیا کہ
درمیان مین یہ بھی ہوا کہ دواتدار
سے اور وزیر سے پرانی عداوت چلی
آتی تھی تو اوسنے اوباش اور بدمعاش
لوگون کے ذریعہ سے یہ خبر شہر و بن
مشتہر کرادی کہ وزیر خلیفہ سے منحرف ہے
اور پوشیدہ طور سے ہلاکو خان سے
ملگیا ہے اور اسکی مدد و نصرت کو مانا چاہتا
ہے اور خلیفہ کو چھوڑ دینا چاہتا ہے اور
خلیفہ نے ایک تھوڑا سا تحفہ اور ہدیہ
بدرالدین ورش اور ایک اور شخص کے
ہاتھ جو بندیجان کا قاضی تھا بھیجا اور
انکے ہاتھ کہلا بھیجا کہ اگرچہ بادشاہ ہلاکو
خان کو نہ معلوم ہو لیکن اگر وہ ان
لوگون سے پوچھے جنکو دنیا کا حال
معلوم ہے اور حقیقت دریافت کرے
تو وہ اوسے بتا دینگے کہ دنیا مین کسی
بادشاہ نے بغداد اور بنی عباس کے
ساتھ بدی کا ارادہ نہین کیا مگر یہ
کہ اسکو اپنے کیے کی سزا ملگئی اور اپنی
کیفر کردار کو پہونچگیا کیسے کیسے بادشاہان
گذرے اور بہارے اس خاندان بزرگ
کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا مگر یہ خاندان

اصابه بسخط من الله سبحانه فی قریة استرآباد
فابتلاه الله بضیق النفس وشدة البرد فمات
اکثر رجاله ورجع الی بیته خائبا خاسرا ولاقی
من جد کسپنگیز خان ما لاقاه فی جزیرة آبسکون
واذا کانت الحال کذلک فعلی الملک ان یحذر
ویعتبر هولاء ولا یقصد لبیت العباس بملک
ایها الملک ان یحذر من سوء العاقبة وحین
الدهر فاتخذ حذره فلما تمت الرسالة استشاط
هلاکو غضبا وامر المبعوث بالانصراف وتمثل
قائلا ما معناه اتخذ لنفسک حصنا ومعقلا
وجسما وبلدا من الحدید وابن لنفسک برجا
مشیدا واحشد لنفسک عسکرا هائلا من الجن
والعفاریت ثم ائتنی عازما بالحرب والانتقام
فانی متاهب لقتالک فان کنت فی اعلی السماء
لآتین بک منها الی الارض ولاطرحنک بین
انیاب الاسد وانت خائب وخاسر ثم ان
هلاکو لما رجع المبعوث الی الخلیفة اخذ یجهز
العساکر ویسوی الجنود ورای ان یبدء
بازالة الحکام والامراء الذین کانوا فی
ضواحی بغداد فاذا ذلوا وخضعوا ذل له کل
صعب من امر الخلیفة وسهل علیه الهجوم علی
بغداد فبدء اولا بحسام الدین عکه وکان
یتولی من قبل الخلیفة ولایة درتنگ وکان

چونکہ مضبوط بنیاد پر بنایا گیا ہے لہذا
کوئی چیز آخر زمانہ تک اس بنیاد کو
نہیں ہلا سکی زمانہ گزشتہ میں یعقوب
لیث کا حال مشہور ہے کہ اپنے زمانہ میں
خلیفہ کے مقابلہ میں ایک لشکر عظیم لیکر
آیا پھر اوسکا کیا نتیجہ ہوا سوا اس کے
کہ ناکام واپس گیا اور درد شکم سے مرگیا
یہی حال اسکے بھائی عمر کا ہوا اوسے
اسمعیل سامانی نے پکڑ لیا اور گرفتار
کرکے خلیفہ کے پاس بھیجدیا یہانتک
کہ جو قضائے الہی میں اوسکے لئے لکھا تھا
کیا گیا بساسیری مصر سے بغداد میں آیا
اور لشکر عظیم ہمراہ لایا اور خلیفہ کو پکڑ لیا اور
اور حدیثہ میں اوسے قید کیا اور مستنصر فاطمی
کے نام سے خطبہ پڑھا اور دو برس تک
ممبروں پر اسکے نام کا خطبہ اور اس کا سکہ
جاری رہا پھر انجام کار اس کا یہ ہوا کہ
اسکی خبر طغرل بیگ سلجوقی کو پہونچی اور
وہ خراسان سے روانہ ہوا اور ایک
لشکر عظیم لے کر بساسیری کے مقابلہ کو
آیا اور اس کو گرفتار کر لیا اور قتل کیا
اور خلیفہ کو قید سے رہا کیا اور اسکو لیکر
بغداد آگیا اور خلافت کے تخت پر بٹھایا

الخليفة قد تغير عليه لعلة فبعث هلاكو اليه يطلبه
ى حضرته فاجاب لوقته وسلّم در تنگ الى
يته الامير سعد وحضر بنفسه فى حضرة
هلاكو فاكرمه ورحب به وفرح بقدومه واعطاه
الاموال وجليلة سنية وامر له بسوم جليل و
ومن اليه عدة حصون غير ما كانت تحت يده
و لايته كما بيانه فى الاصل) وقلاع اخر فلما رجع
من عند هلاكو بعث بعسكر الى كل حصن حتى
ذلت له كل هذه الحصون واجتمع حوله عدد
كثير من غلمان سليمان شاه وجنده وقواد
عسكره فاغتر بذلك حسام الدين وتشمخ وتكبر
ارسل الى والى اربيل وكان اسمه ابن صلايه
العلوى يسأله الشفاعة له فى الديوان العزيز
رصار يتعجب نفسه الى الديوان العزيز ويستر ضميره
بالامانى الباطلة والمواعيد الكاذبة وجعل
يصغر امر المغول ويحقر شأنهم ويستصغرهم
حتى ارسل الى الخليفة على لسان ابن صلايه ان
ليس هلاكو عندى وزن فى ميزان الكفاية و
السياسة وان الخليفة اذا صفح عنى وعفى من
جرائمى وقوى عزمى لابعثن عدة كبيرة من الجنود
الفرسان وقد جمعت اناما ثلاث الف راجل من
الاكراد والتركمان وسددت الطرق على هلاكو
فلا اترك احدا من اهله وعسكره يدخل بلاد

اور یہی حال سلطان محمد سلجوقی کا ہوا کہ
وہ بھی بغداد کے ارادے سے روانہ ہوا
لیکن شکست کھا کر لوٹ گیا اور راستہ مین
مرگیا اور یہی حال محمد خوارزم شاہ کا ہوا
کہ اپنے خاندان کو نیست و نابود کر دیا اور
ایک لشکر عظیم لے کر چڑھ آیا مگر مقام اسد آباد
مین خدا کا غضب اسپر نازل ہوا اور
وہ ضیق النفس مین مبتلا ہوا اور سردی
کی شدت تھی اس سے بہت آدمی اس
کے مر گئے اور خائب و خاسر اپنے گھر لوٹ
گیا اور تیرے دادا چنگیز خان کے ہاتھ
سے مارا گیا اور جزیرہ ابسکون مین جو
کچھ اسپر گزری وہ گزری جب یہ حالت
ہوئی تو بادشاہ کو چاہئے کہ خوف کرے
اور ان لوگون کے حال سے عبرت پکڑے
اور اس بنی عباس کے خاندان کا کبھی
ارادہ نہ کرے اور اے بادشاہ تجھے
لازم ہے کہ تو انجام برا اور زمانہ کی بیوفا
ئی سے ڈرے جب یہ پیام ختم ہوا تو
ہلاکو خان کو بیحد غصہ آیا اور ایلچیونکو
حکم دیا کہ لوٹ جاؤ اور یہ شعر پڑھا جسکا
مطلب یہ ہے کہ تو اپنے واسطے کوئی
قلعہ مضبوط لوہے کا بنالے اور کوئی خیمہ

فارسل ابن صلاية بهذه الرسالة الى الوزير ابن
ابن العلقمي فجاء الوزير الى الخليفة واعلمه بذلك
فلم يرمنه التفاتا ولا استحسانا لذلك ولكن
عيون هلاكو اعلموه بنفاق حسام الدين فاستشاط
غضبا وبعث اليه بعدة قليلة من رجاله فاخذ
منه الحصون واستنزلوه واهله وولده ثم
قتلوهم اقبح قتلة وخربوا الحصون قلت وفيما
انتقم هلاكو من حسام الدين وصنيعه المكرمين
به دليل على بطلان ما يفترى به خصوم ابن
العلقمي واختلافهم في معاملة هلاكو خان
معه بعد قتل المستعصم فمن قائل انه قتل الوزير
وقائل انه اهانه وخذله اشد الخذلان و
وقائل كذا وقائل كذا كل ذلك يبطله ما فعله
هلاكو بحسام الدين فلو كان هلاكو قد فعل
ما يقول هؤلاء بابن العلقمي لكان قد فعل ضد
ذلك بحسام الدين ونحو قال ابن الطقطقي في
تاريخه الشهير بالفخري الذي حمله نصا المولى
فخر الدين عيسى ابن ابراهيم الحاكم وكان من عاصر
ابن العلقمي وشاهد هذه الوقائع بنفسه قال
ونسبه الناس الى انه خامر وليس ذلك بصحيح
ومن اقوى الادلة على عدم مخامرته سلامته
في هذه الدولة فان السلطان هلاكو لما فتح
بغداد وقتل الخليفة سلم البلد الى الوزير احسن

لوہے کا تیار کر اور جہاں تک بڑھتا ہو
بڑھتا جا اور اپنے جسم کو بچانے کیواسطے
تیار کر لے اور اپنی ذات کے لئے اور اپنی
ذات کیلئے ایک برج مضبوط بنا لے اور اپنے
واسطے ایک خوفناک لشکر بنا لے جن اور
دیوزادوں کا جمع کر پھر میرے مقابلہ کے
واسطے تیار رہو کیونکہ میں تجھ سے لڑنے
کے لئے آمادہ ہوں اگر تو آسمان پر ہوگا
تو میں تجھے زمین پر لے آؤنگا اور شیروں
کے دانتوں میں ڈالدونگا اور تو ناکام
اور نامراد ہوگا اسکے بعد ہلاکو خان نے
ایلچیوں کو واپس کیا تو لشکر آراستہ کرنے
لگا اور یہ ارادہ کیا کہ بغداد کے اطراف
میں جو حکام اور گورنر ہیں اونکو پہلے زیر
کرے جب وہ زیر ہو جائیں تو ایکدم سے
خلیفہ کے واسطے تیار ہو جائے۔ اور
اوسوقت میں اوسکو بغداد پر حملہ کرنا
آسان ہوگا تو اول اوسنے حسام الدین
عکہ سے شروع کیا اور وہ خلیفہ کیطرف
سے صوبہ درتنگ کا گورنر تھا اور خلیفہ
روس سے کسی وجہ سے ناراض تھا
ہلاکو خان نے اوسے بلا بھیجا وہ فوراً
حاضر ہوا اور صوبہ درتنگ اپنے بیٹے

الیه وحکمه فلو کان قد خامر علی الخلیفة لما
وقع الوثوق الیه فی هذا الامر فاراد الوزیر لسعید
ثم رجعوا الی هلاکو مظفرین منصورین وکان
الذی تولی ذلک وکان امیر هذا الجیش رجل
اسمه کیتوبوقا ثم استشار هلاکو امرائه وقواد
دولته فی امر بغداد وحرب الخلیفة وانه هل
یحسن القتال فی تلک الازمان والاحوال
فکل واحد منهم اشار علیه وفق ما اداه وقضی
علیه عقله وخبرته ودربته وفطنته وکان منهم
رجل اسمه حسام الدین المنجم وکان منجم هلاکو
وکان خصیصا به وکان هلاکو لا یصدر عن
رائه فی ظعنه واقامته ورواحه ونزوله فی
المنازل والمعارک کل ذلک لم یکن الامر الا
بامر هذا المنجم فسأله هلاکو ان یخبره عن جلیة
رائه فی قتال الخلیفة من غیر محاباة علی وفق
قواعد التنجیم فاشار علیه بالمنع وقال ان
سفرک هذا میشوم علیک بسبب بعید فانه
ما کان ملک فی الدنیا سلطان قصد بغداد
وبیت الخلافة الا وقصرت حیاته ولم تطل
مدة عمره فان لم یصغ الملک الی مقالتی
ولم ینشط القبول نصیحتی ولم یقبل النصیحة
منی وخالفنی فی رأیی وتوجه ساترا الی
بیت الخلافة ابتلی بست بلیات الاولی تمات

امیر سعد کو سپرد کیا اور خود حاضر دربار ہلاکو
ہوا اس نے اوس کی بہت تعظیم کی اور
اسکے آنے سے خوش ہوا اور اسکو بہت
کچھ مال و دولت و انعام دیا اور اوسکی
ایک بیش قرار پنشن مقرر کردی اور اسکو
بہت سے قلعے سپرد کردئے علاوہ ان کے
جو انکے قبضہ میں تھے تسل قلعہ
جب وہ ہلاکو خان کے پاس سے لوٹا تو
اسنے ہر قلعہ کے واسطے ایک لشکر روانہ
کیا یہانتک کہ یہ قلعے اسکے زیر فرمان ہوگئے
اور سلیمان شاہ کے غلام اور بہت سے
اسکے لشکر کے سردار اسکے پاس جمع ہوگئے
یہ دیکھکر حسام الدین کو غرور آگیا
وہ تکبر کرنے لگا اور والی اربیل کو بعض
بھیجا اور اسکا نام ابن صلایا علوی تھا
یہ پیام بھیجا کہ تم میری سفارش دیوان
عزیز سے کردو اور اپنے تئیں دیوان عزیز
کی رضا جوئی اور خوشنودی جوئی بھی
وعدوں کے ذریعہ سے کرنے لگا اور
حقیر جاننے لگا یہانتک کہ خلیفہ کے پاس
ابن صلایا کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ ہلاکو خان
کی میرے نزدیک عقل و دانش کی کچھ
بہت کچھ وقعت نہیں ہے تو اگر خلیفہ میری

الخیل کلها ومرضت الاجناد فی الخیل والرجال
الثانیة ما طلعت الشمس ابدا الثالثة حبس
عنا المطر ولم تقطر السماء الی الابد الرابعة هب
ریح عاصف الخامسة وجاءت زلزلة تزلزل
البلد ما خرابا بلقعا الی آخر الدهر السادسة مات
ملک عظیم فی هذه السنة فلما سمع منه هلاکو
طالبه بالحجة والبرهان علی ذلک فما استطاع
ان یاتی الحجة غیر انه ضمن بوقوع کل ما قال وعلی
واما سائر الامراء والقواد فکلهم اشاروا بالخروج
وعند ذلک ارسل هلاکو الی الفیلسوف الاعظم
خاجا نصیر الدین الطوسی واستشاره فی امر
بغداد وما قال له المنجم فقال کل ذلک لا یکون
قال فماذا یکون قال یکون ان یجلس هلاکو
علی عرش الخلیفة ثم ارسل هلاکو الی حسام الدین
واراد ان یناظر الحکیم المحقق فقال له المحقق اتفق
الجمهور من اهل الاسلام علی انه استشهد
طائفة کبیرة من کبار الصحابة ولم یظهر آیة من
هذه الآیات بقتلهم وان قلتم انها من خواص
العباسیین فقط لا غیرهم فان طاهر قدم من
خراسان بامر المامون وقتل اخاه الامین
وقتل المتوکل ابنه باتفاق الامراء وقتل
المنتصر والمعتز علی ایدی غلمانه وامرائه
وکذلک قتل خلفاء آخرون ولم یظهر فساد فی

خطا معاف کر دے اور میرے ارادہ کو
منسوخ کر دے تو مین ایک بڑی تعداد
[illegible] کی [illegible] دونگا اور مین نے ایک
لاکھ سپاہی [illegible] ترکمان سے جمع
کر لئے ہین اور ہلاکو خان [illegible] ہون
کہ منع کردون گا تو مین ہرگز ہرگز اس کو
بغداد مین آنے نہ دونگا اور نہ اس کے
لشکر کو گھسنے دونگا ابن صلایہ نے یہ
پیام ابن العلقمی کو پہونچایا وزیر خلیفہ
کے پاس آیا اور اسکو اس بات سے
اطلاع دی وہ کچھ اس بات سے
خوش نہ ہوا اور نہ کچھ توجہ کی لیکن
ہلاکو خان کے جاسوسون نے اس کو
خبر کر دی کہ حسام الدین منافق ہے یہ
سنا تھا کہ غصہ آیا اور اسنے تھوڑے
سے لوگ اسکے پاس بھیجدئے جنہون
نے قلعے اس سے چھین لئے اور اس کو
نکالکر اور اسکے بال بچون کو بری طرح
سے قتل کر ڈالا اور قلعون کو ویران و
خراب کر دیا مین کہتا ہون کہ ہلاکو خان
نے حسام الدین سے جو بدلہ لیا اور
خوفناک برتاو کیا یہ ایک اس بات
کی کافی دلیل ہے کہ ابن العلقمی کے دشمن

موضع لودہانہ اوچھ ضلع جالندہر تحصیل نواںشہر کے کل باشندوں سے جیون خان و نواب خان چندہ جمع کرکے ضریح بناتے ہین اور پانچ من چاول شیرین پکا کر تمام جون کو کھلاتے ہین مجالس بھی کرتے ہین تمام رات شب عاشورہ و یوم عاشورہ تا وقت نماز عصر مرثیہ خوانی ہوتی ہے نواب خان سردار و جیون خان بہت کتاب پڑہتے ہین ان مین مہر زادے وغیرہ ۔ کچھ مناظر بھی ہین اور وضع پدی مٹ والی مین اور دیگر کئی جگہہ میرے ہمشیرہ زادہ سید محمد رضا سے بھی ہدایت ہوئی ہے لیکن ابھی وہ ظاہر نہین کرتا وہ فقیر ہو گیا گھر سے چلا گیا ضلع جالندھر و ہوشیارپور رہتا ہے اس موضع لودھانہ اوچھ مین خاص یار محبت فتح خان نمبردار جوان نو عمر ہے ۔

جناب منشی بدرالدین خان صاحب پٹواری لکھتے ہین ۔ ہان بہ برکت ائمہ ہدیٰ علیہم السلام حسب ذیل اشخاص نے مذہب حق قبول کیا ہے چودہری اختر خان ولد اللہ داد خان قوم مغل میتال چودہری کرم الٰہی اردلی سپرنٹنڈنٹ پولیس راولپنڈی قوم میر میندا ۔ نتھا خان بجارہ مستری غلام علی قوم لوہار ۔ قربان علی قوم حجام ۔ کرم الٰہی درزی قوم میراثی سلہاے سکھو دمنکا خان قوم مہیال سکھ جوے تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی ۔ عبدالغنی ولد دین محمد قوم افغان ۔

جناب عادل خان صاحب تیری پوری کے تشیع کا حال آپکو رسالہ شیعہ سے معلوم ہوگا ۔

اثنا عشری مورخہ ۱۵ جنوری ہم آدمی کا نام شایع کرتا ہے (۱) مولوی میان جلال الدین صاحب جو اہلسنت کے علماء سے ہین (۲) پیرا ولد ماموں (۳) غلو ولد شاہان ذات خوجہ (۴) جہانگیر ولد نہال یہ سب بطفیل مجالس عزا سید حسن علی شاہ صاحب سپرنٹنڈنٹ قصبہ صادقپور ضلع ریاست بہاولپور شیعہ ہوئے ۔

جھانسی کا تازہ واقعہ جناب منشی داور حسین صاحب نیب جھانسی لکھتے ہین جھانسی مین درمیان عشرہ روزانہ چار پانچ مجلس عزا ہوتی ہین جملہ مومنین قریب قریب سب پردیسی اور ملازمت پیشہ ہین ۔ لیکن تعزیہ داری خاص جھانسی کے باشندے بہت سے کرتے ہین تعزیون کی تعداد ساٹھ ستر کے قریب ہوتی ہے ۔

آٹھوین محرم کو نواب اسمٰعیل جنگ صاحب نے کہ جنکے مکان مین تعزیہ رکھا ہوا تھا اعلان کیا کہ آج ہی شب کو میرے یہان مجلس عزا ہے ۔ لیکن کچھ مومنین اونکے مکان پر بغرض شرکت مجلس گئے تو اونہون نے انکار کر دیا کہ میرے یہان مجلس نہین ہے نواب صاحب کے مکان مین جہان تعزیہ رکھا ہوا تھا قریب ایک بجے شب کے

تعزیہ مین آگ لگ گئی نوکر جو پڑا سو رہا تھا گھبرا کر اوٹھا اوسوقت پردہ مین آگ لگی تھی بجھانے کو دوڑا لیکن اوسکا بیان ہے کہ کسی نے دھکا دیکر اوسے ہٹا دیا اوس نے نواب صاحب کو آواز دی جب نواب صاحب آگئے خود بخود آگ کچھ دیر کے بعد بجھ گئی تعزیہ بالکل جل گیا تخت جلا لیکن تخت پر جو چادر تعزیے کے نیچے بچھی تھی اوسمین داغ تک نہین آیا یہ سانحہ دیکھکر نواب صاحب کے ہوش وحواس اوڑ گئے اور دو محرم کو بڑے زور کی مجلس کی اور دوسرا تعزیہ اوسی مقام پر رکھا چنانچہ مجلس مین خوب ذاکری ہوئی۔

جناب چودھری رحمت علی صاحب سنڈرا نوالہ تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ سے لکھتے ہین محرم شریف کی چار و پانچ کے درمیان کی رات کو مجلس جناب سید الشہدا بر مکان چودھری علی محمد برپا تھی۔ اور اوسی رات کو مسمی کرتا رچند کھتری کے مکان پر تخمیناً چودہ کس ڈاکو آئے۔ اور ڈاکہ کرنا شروع کیا جن کے پاس بندوق اور ہتھوڑا اور لکڑی کے اوزار یعنی لاٹھیاں تھین۔ اوسوقت رات کے نو بجے تھے۔ ڈاکوؤن نے مالک مکان اور اوسکی زوجہ کو اسقدر مارا کہ قریب مرگ ہوگئے جو کہ تاحال شفاخانہ ڈسکہ مین زیر علاج ہین چونکہ موسم سرما تھا اسواسطے باشندگان دیہ اپنے اپنے گھرون کے اندر آرام سوئے ہوئے تھے۔ کوئی آواز تک نہ سن سکا۔ مگر مجلس پر اکثر لوگ جمع تھے جو دقتیاً وصد کے تھے۔ اور عورتین جو کہ مکان مجلس کے اوپر تھین۔ اوپر سے اونہون نے آواز سنی فوراً اندر خبر ہوئی۔ خبر سنتے ہی جملہ مردمان مجلس اوس کھتری کے مکان پر پہونچ گئے۔ اور ڈاکوؤن کے پاس چونکہ اوزار خطرناک تھے۔ باشندگان دیہ کے ہاتھون مین کچھ نہ تھا۔ کیونکہ مجلس سے آئے تھے۔ اون مین سے آٹھ مومنین کو ضرب شدید آئی جو کہ تاحال زیر علاج شفاخانہ ڈسکہ مین ہین۔ جملہ مومنین نے پتھر و کنکر برسانے شروع کئے۔ اس اثنا مین دیہ کے لوگ بھی جمع ہوگئے۔ گو کہ سب ڈاکو زخمی ہوئے۔ مگر ایک کو ایسا پتھر لگا۔ کہ الٹکر اوگر پڑا۔ گرفتار کرلیا گیا۔ تھانہ ڈسکہ موضع ہذا سے ایک میل بھر پر واقع ہے۔ فوراً اطلاع دی گئی۔ رات کے ۲ بجے جناب سید سجاد حسین صاحب ہیڈ کنسٹبل معہ چند کنسٹبلان باوردی تلوار بندوق تشریف لائے۔ اور ملزم چونکہ جوان آدمی تھا۔ دو ہتکڑیان لگاکر تمام رات شب بیداری کی۔ بعدہ ملزم و مضروبان دیہ کو تھانہ ڈسکہ مین لے گئے۔ اور پھر عالیجناب مرزا اکرم بیگ خان صاحب سب انسپکٹر پولیس تشریف لائے۔ جب آپنے یہ واقعہ سنا۔ تو بے ساختہ فرمایا کہ یہ معجزہ حضرت جناب امام حسین علیہ السلام کا ہے۔ واقعی اگر مجلس محرم نہ ہوتی۔ تو ملزم پکڑا نہ جاتا۔ بعدازان جناب سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر پولیس اور جناب

انسپکٹر پولیس سیالکوٹ وجناب مرزا غلام حسین صاحب سب انسپکٹر تھانہ سمبڑیال وملک پیر محمد صاحب
سب انسپکٹر پولیس سیالکوٹ بھی اوسی روز تشریف لائے سب صاحبان موصوف نے واقعہ ہذا سنا
تو جملہ افسران صاحبان نے بیک زبان فرمایا - کہ یہ واقعی امام کا معجزہ ہے - امام کو اپنا حرم کرنا منظور تھا کہ حرم
پڑا گیا ورنہ تو یہ لوگ سمجھتے کہ شیعوں کا ہی کام ہے - ۸ ماہ محرم کو مہندی مبارک تھی جس میں عالیجناب مرزا
اکرم بیگ خانصاحب سب انسپکٹر پولیس وسید سجاد حسین صاحب ہیڈ کنسٹیبل معہ سات کنسٹبلان اور
سفید پوش وذیلدار پیدل مہندی مبارک کے ساتھ رونق افروز تھے - ہم بجے سے ۱ بجے تک مہندی تشریف
رہی - مرزا صاحب وشاہ صاحب موصوف نوحہ سن کر اسقدر گریہ کنان تھے کہ بیان نہیں ہو سکتا - انتظام
اسقدر قابل تعریف تھا - کہ سوائے سوگواران کے کوئی غیر داخل ماتم نہ تھا - اور ۱۰ ماہ محرم کو تعزیہ شریف ذوالجناح
کا دہانہ خود جناب مرزا صاحب نے پکڑا ہوا تھا - اور اسقدر آہ وزاری کرتا تھا کہ دیکھنے والے کو خود بخود رقت
طاری ہوتی تھی - ماتم کنندگان کی تعداد قریباً دو صد کے تھی - دربار مومنین
کا شکریہ جنہوں نے اس کار خیر سے حصہ لیا - اور اون افسران پولیس کو توفیق اور ترقی عنایت
فرمائے -

قصبہ پھوند مین ایک معجزہ - مولوی عبدالصمد صاحب ساکن قصبہ پھوند جنہوں نے ارغام الشیاطین
فی تردید المتیقنین کتاب لکھی ہے اور جو پیر تھے اہل سنت کے اونکے داماد اخلاص حسین صاحب نے بیٹی قمرالدین
کی شادی - بتاریخ ۷ محرم الحرام ۱۳۳۸ھ کو منعقد کی ہر چند مولوی عبدالصمد صاحب کی اہلیہ نے سمجھایا لیکن کچھ
اثر نہ ہوا بتاریخ ۹ محرم سرشام اخلاص حسین کی لڑکی نے جس کی عمر ۱۷ - ۱۸ سال کی ہے بناؤ سنگار کیا اور زر ابیش
کی ہرچند اہلیہ عبدالصمد نے منع کیا لیکن وہ باز نہ آئی - اُنھوں نے یہ بھی کہا کہ اگر تو ایسا کریگی تو قہر خدا تجھپر
ضرور نازل ہوگا چنانچہ ۱۲ محرم روز چہارشنبہ کو بوقت دو بجے شب کو مکان کی چھت بغیر کسی سبب کے
گر پڑی جہان یہ لوگ سو رہے تھے وہ لڑکی جس نے بناؤ سنگھار کیا تھا مر گئی اور اخلاص حسین جنہون
نے قمرالدین کی شادی کی تھی اون کے دو لڑکے ایک کی عمر ۹ سال اور دوسرا ۴ سال کا تھا دب کے
مر گئے اور ایک خادمہ جو حضرت سید الشہدا سے خاص تعصب رکھتی تھی وہ بھی دب کر مر گئی در حقیقت
ہوا - آدمیوں پر چھت گری - لیکن وہ لوگ جنہون نے اسوقت فریاد کی اور جناب سید الشہدا سے توبہ کی وہ
بچ گئے اور بہت سے اُن مین اب بھی بوجہ زیادہ چوٹ آنے کے نیم جان ہو رہے ہین - راقم ایک سید از ۱۰ وہ

علیگڈہ کالج کا جدید سکرٹری اخبارات کے ذریعہ سے یہ بات مشہور ہو رہی ہے کہ ۱۳ جنوری ۱۹۰۷ع کے اجلاس ٹرسٹیان مین نواب وقار الملک بہادر اپنے عہدہ سے علیحدہ ہو جائینگے واقعی اسوقت ایسے مدبر اور قابل بزرگ کا کالج سے علحدہ ہو جانا خالی از ملال نہین ہو سکتا لیکن کیا کیا جائے جبکہ جناب ممدوح کو ضعف قوی اور پیرانہ سالی نے کام ترک کرنے پر مجبور کر دیا ہے علاوہ برین اگر وہ علحدگی پر مصر ہین تو اونپر جبر کرنیکا بھی کسی کو حق حاصل نہین البتہ دیکھنا یہ ہے کہ آیندہ کون صاحب اس ترقی ذمہ داری کے عہدہ پر مقرر کئے جاتے ہین اگر حیدر آباد کے حسن حضرات سے قطع نظر کیجائے تو بھی دنیا مین بہت سے قابل اور ذی فہم لوگ موجود ہین جو فرائض منصبی کو باحسن وجوہ انجام دے سکتے ہین شیعون کو یہ شکایت ہے کہ ابتدا سے اسوقت تک اہلسنت مین سے تین صاحب آگے بعد دیگرے سکرٹری مقرر ہو چکے ہین اور شیعہ گروہ کی حق تلفی ہوتی رہی ہے کیا بورڈ آف ٹرسٹی چوتھی مرتبہ کسی واقعی شیعہ سکرٹری کے تقرر کی جانب توجہ کرکے اون کی اشک شوئی نہ کریگا اگر ایسا نہ کیا گیا تو شیعون کی شکایات رفع نہ ہونگی اور انکی مایوسی حد سے زیادہ ترقی کریگی اور آخر مین شاید اسکے ترجیح کا نتیجہ ہو کہ جماعت ... تعلیمی کانفرنس مین شریک ہو جانے سے باہمی اتحاد کی فکر زیادہ ... آیندہ احتیاط بدست خسارہ۔

السید فصیح اللہ فتحپوری از لکھنؤ

ہم اسقدر ضرور دعا یہ ... کہ ٹرسٹیان کالج اپنی بے تعصبی کا ثبوت دینا چاہین جناب خواجہ غلام الثقلین صاحب بی اے تو اس کام کیلئے سب سے زیادہ مناسب سمجھتے ہین جو ابھی سفر عتبات عالیات سے واپس آئے ہین اور اسی کالج کے تعلیم یافتہ ہین جناب سید حسن صاحب بلگرامی ہین تو کسی کو عذر نہو گا جس سے عملی ثبوت اسکا ہو گا کہ کالج پر کسیقدر شیعون کا بھی حق ہے۔ (اڈیٹر)

اہلحدیث کا نبی نمبر ایک عرصہ سے اڈیٹر صاحب اہلحدیث اعلان دے رہے ہین کہ ماہ ربیع الاول مین نبی نمبر نکلیگا جسکے متعلق مضامین کی ضرورت ہے جسمین حسب ذیل مضامین کی فرمایش ہے (۱) آنحضرت کے قبل کے حالات اور صحبت سے کیا کیا تبدیلی ہوئی (۲) آنحضرت کے واقعات زندگی (۳) جس غرض کو مد نظر رکھکر آپ تشریف لائے تھے وہ کہانتک حاصل ہوئی (۵) حضرت کے احباب و اصحاب کی خدمات کا ذکر اور ان مین سب سے بڑی خدمت کس کی تھی وغیرہ

اگرچہ یہ مضامین بھی بکار آمد ہین۔ مگر زیادہ ضرورت ان مضامین پر توجہ کرنیکی ہے۔ امید کہ اڈیٹر صاحب ان مضا

کو بھی پروگرام میں شامل کریں شاید کوئی تحریر حق کی طرفدار نکل آئے ۔

(۱) حضرت نے اپنی نبوت کا اعلان کسطرح کیا۔ کیا کیا معجزات اوسوقت ظاہر ہوئے (۲) ابتدائی مصیبت رسول اللہ (۳) اشتداد مصیبت کی وجہ (۴) پہلے غزوہ میں کن کن صحابہ کی رای موافق تھی کسکی مخالف (۵) وہ لوگ باقی غزوات میں فراری ہوئے یا ثابت قدم رہے (۶) وقت وفات رسول اللہ کون کون صاحب صحابہ سے موجود تھے (۷) آخری خطبہ جو حضرت نے مسجد میں فرمایا اوس میں کون حاضر تھا کون غائب (۸) غم رسول کا کسپر زیادہ اثر پڑا (۹) دفن وکفن رسول کس نے کیا اور کون شریک دفن نہیں ہوا (۱۰) اہلبیت رسول کی تعزیت کسطرح کی گئی (۱۱) رسول اللہ کو اپنے بعد کا حال کچھ معلوم تھا یا نہیں اور اوسکا کیا انتظام کیا (۱۲) وہ کون صحابی ہے جسپر سلاح شقی کے ہاتھوں نے زیادہ مار پڑی (۱۳) وہ کون صحابہ ہیں جنکو رسول اللہ نے اپنے گھر سے نکال دیا تھا (۱۴) اجماع کا صریحی حکم کس حدیث میں ہے (۱۵) سب سے پہلے مخالفت اجماع کس نے کی مخالف اجماع کی نسبت کیا حکم ہے۔

اگر ان امور کو بھی اڈیٹر صاحب نجف نمبر میں کچھ تصحیح سے بیان کریں تو ہم شکرگذار ہونگے ۔ اڈیٹر صاحبان اثنا عشری اور العوارف سے بھی امید ہے کہ شایع کرینگے شاید شیعہ ارباب قلم بھی کچھ اسپر لکھیں جواب میں حوالہ کتب اہلسنت مع صفحہ و مطبع دینا ہوگا ۔

النجم کی بلند پروازی آپ اپنے نامہ نگاروں سے مستدعی ہیں کہ "اگر کسی صاحب کی نظر سے مخالف کا کوئی مضمون جو اسلام پر حملہ اور ہو گذرے اور وہ قابلیت یا فرصت نہ رکھتے ہوں تو اس مضمون کو بعینہ یا انگریزی زبان میں ہو تو مع ترجمہ کے دفتر ہذا میں بھیجدیں"

لہذا ہم آپکو اخبار مسافر آگرہ کی طرف بکمال التجا توجہ دلاتے ہیں کہ اوسکے کل مضامین مخالفت اسلام میں نکلتے ہیں جسکی نسبت مولوی ثناء اللہ صاحب اڈیٹر مسلمان لکھتے ہیں "مثال کیلئے اسوقت ایک مسافر اخبار ہی پیش کرتا ہوں جسمیں مختلف قسم کے مضامین مخالف اسلام نکلتے رہتے ہیں کچھ شک نہیں کہ مسلمان میں اونکا جواب ہوتا ہے مگر سب مضامین کا نہیں اور نہ ہو سکتا ہے پس یہ لازمی بات ہے کہ بہت سے مضامین مخالف کے بے جواب رہجاتے ہیں اسلئے میرے دل میں ایک تجویز آئی جو میں اپنے اسلامی بھائیوں کے سامنے پیش کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب اپنے اپنے مذاق کے مطابق ایک ایک مضمون کا جواب اپنے ذمہ لیلے یہ بھی ایک بیہودگی ہے کہ مخالفوں کے مضمون تنقید قرآن کا جواب آجتک سواد مسلمان کے کسی صاحب نے نہیں لکھا اسی طرح مسلمان بوجہ صرف وقت اس مضمون کے دوسرے مضامین کی طرف توجہ نہیں کر سکا"

چونکہ اڈیٹر صاحب النجم نے اسکا اعلان دیا تھا کہ "اگر کسی صاحب کی نظر سے مخالف کا کوئی مضمون جو اسلام پر حملہ

آور ہوگئے ہیں اور وہ قابلیت یا فرصت نہ رکھتے ہوں تو اس دفتر میں بھیجدیں"۔ اسلئے ہمنے آپکو اس طرف توجہ دلائی کہ اگر آپ ہمکو اسلام سے خارج بھی سمجھتے ہوں تو مولوی ثناء اللہ صاحب کے مصروفیت پر توجہ کرکے اسطرف التفات فرمائیے کیونکہ اب مسافر کا تمغہ دور نازیر پڑھا جاتا ہے چنانچہ نمبر ۳ مین لکھتا ہے۔ مورخہ ۹ اجنوری

"ہم آواز بلند تمام علماء اسلام کو للکارتے ہین کہ ہے کوئی مائی کا پوت جیسے قرآن کی فصاحت وبلاغت پر کچھ ناز ہو اور اقدام مرد میدان بنکر سنجیدگی و متانت کیساتھ اس آیت کی لاثانی فصاحت پر بحث کرے کالم ا

اوٹیر صاحب بشیعہ تو آپکی لاثانی شجاعت کو صرف اس جملہ سے کہ قابل التفات نہین جو بجواب الشمس بلکہ حسام الاسلام بلکہ استقصاء الافحام کے مقابلہ مین فرماتے ہین اسد جہان گئے کہ اب کسی معرکہ آرائی کی ضرورت نہین رہی خلیفہ دوم کی وہ شجاعت بھی بھولی جاتی ہے جو بروز احد دکھایا تھا کہ ہم بر کوہی کیطرح ادہک رہے تھے حالانکہ کوہی جانور سے خوف کرنا فطری امر ہے مگر آپکے جوہر سیف قلم نے سبکو مات کردیا ہے لہذا ہم خصوصاً اسلام سے کہتے ہین کہ اب کچھ آپ ہی کی خدمت کیجئے جو بہت سرچڑھے جاتے ہین جنکے دفعہ کو آپکے ولی نعمت مرزا حیرت اور قدرت ناز و مولوی ثناء اللہ بھی ضروری جانتے ہین اور اپنی عاجزی کے معترف ہین آپکے مولانا ابو عبداللہ سورتی بھی جنہونے سرقہ بخاری کو خوب ظاہر کیا ہے [illegible]

اڈیٹر اہلحدیث سے بھی التماس ہے کہ آپ بھی جناب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی جان جوکھون دیکر جانا چھوڑ کر بالائے طاق رکھیے حمایت اسلام پر کمر باندھیے اور اس قول کو پورا کیجئے "بخاری مسلم پر جتنے اعتراضات ہون خواہ شیعون کی طرف سے ہون اونکے جوابات تو ہم دینگے بلکہ بخاری مسلم کے علاوہ دیگر احادیث اہلسنت پر بھی جو اعتراض ہونگے اونکے جوابات بھی ہم ہی دینگے" مگر ہان مسافر واسکے خلاف ہے شیعونکے تو ایک حرف کا بھی آپ جواب نہ دیسکے تنقید بخاری کے دو نوٹس گواہ ہین جسمین کس طرح آپکی قوم خصوصاً منشی تصدق حسین صاحب نے زور دیا۔ اور آریونسے تو آپ ہمیشہ ہی کہتے آئے کہ مسلمانون کی مسلم کتاب قرآن ہے جو کچھ اعتراض کرو اوسکے رو سے" جسکے مطلب یہ ہوئے کہ حدیثونکے اعتراضات لاجواب ہین۔

براہ کرم آپ اپنے اہلحدیث جلد ۹ کا کوئی صفحہ تو بتائیے جسمین مسافر کے ایک اعتراض کا بھی در باب حدیث آپنے جواب دیا ہو خیر اب سے بھی ہوش مین آئیے کیونکہ خود آپ لکھتے ہین۔

"فضول بیمعنی باتونسے خریدار اہلحدیث ناراض ہوتے ہین جس سے معلوم ہوا کہ آپ جو کچھ لکھتے ہین خریدارونکے خیال سے تو کونسا خریدار اہلحدیث ایسا ہوگا جو دلسے اسکا متمنی نہو کہ قرآن وحدیث پر جو اعتراض ہوا اوسکا جواب دیجئے خانہ جنگی لڑائی بالمرہ موقوف کیجئے کہ یہ سب کام گزٹ کا ہے نہ اہلحدیث کا جو ایک مولوی فاضل کی اڈیٹری سے نکلتا ہے۔

آخرین ہم تمام مسلمانون سے امید کرتے ہین کہ عام طور سے وہ ان مضامین مخالفین سے خصوصاً مضامین مسافر کے

متعلق انریبل اڈیٹر النجم سے اپیل کرین کہ ان اعتراضونکے جواب سے جلد مسلمانونکو خوش اور مسرور کرین کیونکہ بڑی مشکلون سے اسکا اونہون نے اقرار کیا ہے کہ مخالفین اسلام کا جواب دینگے۔

مصائب ایران روز بروز ترقی پر ہین مسلمانونکو لازم ہے کہ ملک کے ہر گوشہ سے فریاد کی آواز گورنمنٹ کے کانون تک پہونچا ئین ۔ ہر شہر مین میٹنگ کرنا اور ہر انجمن سے تار جانا گورنمنٹ کی خدمت مین ضروری ہے تاکہ گورنمنٹ کو اسکی اہمیت اور مسلمانونکا میلان معلوم ہو حالانکہ خود گورنمنٹ کو اسکی ضرورت معلوم ہے کہ اگر روس نے کسی حصہ پر ایران کے قبضہ کر لیا تو پھر ہندوستان اوس خطرہ مین مبتلا ہوگا کہ کوئی علاج اوسکا نہوگا ۔ مگر مسلمانون پر لازم ہے کہ اپنے دلی صدمات نہایت موثر اور پر درد الفاظ مین ظاہر کرین جسقدر تار ہمدردی کے جائینگے اوسیقدر کامیابی یقینی ہے۔

سرکار حجۃ الاسلام آقا ثقۃ الاسلام رحمہ اللہ کا حادثہ کہ عین روز عاشورہ کو روسیون نے اونکو پھانسی دی ایسا جانکاہ اور سخت حادثہ ہے کہ اہل اسلام قیامت تک نہ بھولینگے اسکی شکایت بلکہ فریاد بھی نہایت ضروری ہے۔

اگرچہ مدبران سلطنت انگلیشیہ بھی اب اس نکتہ کو سمجھ چلے ہین اور عام طور پر اسکی شکایت ہو رہی ہے جسکو لارڈ ورکر وزیر خارجہ انگلستان بھی کچھ سمجھ چلے ہین مگر عام مسلمانون کی فریاد کا اثر زیادہ ہوگا

مسلمانونکا ڈیپوٹیشن پارلیمنٹ مین لندن مین آجکل ترکی ایران مراکو مصر اور ہندوستان کے مختلف صوبہ جات کے جسقدر مسلمان مقیم ہین اونکا ایک بڑا قائم مقام ڈیپوٹیشن پارلیمنٹ کے ہاوس افسکامنز مین گیا اور وہان جاکر مسٹر وہی ایم میس ممبر پارلیمنٹ سے ملاقات کر کے انکی خدمت مین ایڈریس پیش کیا جسمین مظلوم مسلمانونکی حالت زار پر توجہ دلایا خدا کرے کچھ توجہ کیجائے۔

تاکہ ہمیں ایران سے ہمدردی کرنے لگا مسٹر مورنار کی تقریر کو ناپسند کر کے لکھتا ہے کہ اگر انگلستان نے جنوبی ایران پر فوج کشی کی تو روس کبھی بہانہ ملجائیگا اور اس فوج کشی سے مسلمانون کو سخت صدمہ پہونچیگا۔

مسلمانون کو اپنی قسمت پر رونا چاہیے کہ مصر پر انگریزی قبضہ ہے مراکو پر حال مین فرانس نے قبضہ کیا۔ ایران کا نقشہ ہے طرابلس مین اٹلیون نے حملہ کر ہی دیا گو ہر طرف سے مغلوب ہو رہے ہین ۔ مگر مصالحت کی افواہین بھی اڑ رہی ہین جس سے خوف ہے کہ اسقدر خونریزی کے بعد بھی کہین طرابلس ہاتھ سے نہ نکلجائے ۔ اب یہ بھی مشہور ہو رہا ہے کہ روس نے جرمنی سے ایک معاہدہ کیا ہے کہ سلطنت ترکی مین بمباری اور تھاسے فائدہ کی صورتین یکسان ہین جسپر ترکون مین خدا بھی اظہار ناراضی نہین ہوا۔ مشرق۔

مسٹر شوسٹر وزیر خزانہ ایران جو روس کی زبردستی سے نکالے گئے ایک چٹھی شایع کرتے ہین جو سب نے لی ہے۔

دولت روس نے جو ہمکو ایران سے علٰحدہ ہونے پر مجبور کیا اوسکی وجہ یہ ہو کہ ہمنے حق دولت روس کو شمال ایران مین رسماً نہین قبول کیا کیونکہ اگر ایسا کرتے تو ہم درحقیقت خائن ہوتے کہ ملک ایران پر حق روسی قبول کرتے۔ سب سے زیادہ وجہ مخالفت یہ ہے کہ مرزا محمد علی جب باغواے روس آئے تو ایرانیون نے بڑی ہمت سے اونکا مقابلہ کیا اور مشروطیت سے ایرانیونکا جوش بڑھ گیا ان باتون نے اور بھی زیادہ روس کو برہم کیا کہ اب بیداری کے آثار ان مین نمایان ہین۔

ہمنے وصول مالیات مین سرکشان ایران کی ذرہ برابر بھی پروا نکی سب سے مالیات شاہی وصول کیا یہانتک کہ جو ایرانی زبردستی اپنے کو روس کی حمایت مین محض اسی غرض سے کہ مالیات ندین داخل سمجھتے تھے اونسے بھی وصول کیا قونسلات روس کی عادت تھی کہ ڈرا دھمکا کر عہدہ داران ایرانی کو اپنے احکام پر مجبور کرتے اور وہ کسی طرح یہ نہ چاہتے کہ کوئی شخص پاسداری سے محض ہمطرف ہوکر احکام و قوانین دولت کو جاری کرین۔

روسیونکو یقین ہوگیا کہ امریکن افسر کسی طرح اونکے رعب داب مین آکر بے ایمانی نہین کرسکتے اور کسی دوسری سلطنت کے ہواخواہ نہین بن سکتے اور اپنے طریقہ وفاداری و فرائض منصبی کو نہین چھوڑ سکتے۔

روسیون نے دیکھا کہ دول یورپ اپنی پیچیدگیون مین مبتلا ہین ہر شخص اپنے فائدہ کا خواہان ہے اور سارا دور گرد اور نیز خاصکر انگلستان) جرمن سے خائف ہین اور دولت عثمانی جنگ طرابلس مین مبتلا ہے۔ ان سب خیالون سے روس نے خلاف معاہدہ روس و انگریز چاہا کہ شاہنشاہی ایران کو خاک مین ملادے۔ شمال و مغرب ایران پر تو مدت سے اوسکی آنکھ لگی ہوئی ہے اور بہانہ ڈھونڈ رہا ہے۔

اب اوسنے چاہا کہ خاص طہران پای تخت پر قدم جماکر ایران کی شاہنشاہی کو خاک مین ملادے۔ اسیوجہ سے روس نہین چاہتا کہ ایران کا صیغہ مال درست ہو جس سے سلطنت کو قوت حاصل ہو اور وہ اپنی قوت قایم کرسکے روس نے اسقدر جلد اپنے ارادونکو ظاہر کردیا اوسکی وجہ یہی ہے کہ دول یورپ اسوقت سب مشغول ہین اور وزارت خارجہ انگلستان کا رویہ طہران کیساتھ دوستانہ نہین ہے۔

ہمنے کوئی دقیقہ خیرخواہی سلطنت ایران کا اوٹھا نہ رکھا اور اپنے فرائض منصبی کو نہایت ایمانداری سے انجام دیا۔ حالانکہ انواع و اقسام کی مشکلات ہمکو اس انتظام مین پیش تھین نیم رسمی اخبار روس ہمکو یہودی کہتے تھے کوئی بدقسمت امریکائی کا خطاب دیتا ہر قسم کی تہدید سے کام لیتے۔ یہانتک کہ رشوت دینا چاہا۔

ہم نہایت صداقت سے اسکا ایقان دلاتے ہین کہ ہماری خدمتین مجلس شوری ایران مین نہایت پسند آئین عموم طبقات ملی ہمسے خوش اور مطمئن تھے مگر روس نے زبردستی ہر موقع پر ہمکو دق کرنا چاہا جب کوئی کام کرنا چاہا تو روسیون نے

ایک مانع کھڑا کیا۔ اور انگلستان نے سکوت سے اوسکی مدد کی۔

ہم نہایت آزادی سے دولت روس و انگلیش کو چیلنج دیتے ہین کہ ہماری کسی کارروائی کو جو منافع خارجہ کے منافی ثابت کرین اور جو کچھ وہ لوگ بیان کرتے ہین اوسکا ثبوت تمام بنک اور تجار ہمارے اقدامات کے مداح ہین۔

روس کی اصلی خواہش یہ ہے کہ ۵ امریکن جو ہمارے سلسلۂ خدمت میں ایران کو آئے ہین وہ سب نکالدیئے جائین جس روز ہمنے پہلے پہل خاک ایران مین قدم رکھا ہے تو ہمکو یہ فہمائش کیگئی کہ ہم نوکر تو ہین دولت ایران کے مگر باطنی کارروائی ایسی کرین کہ ان دولتونکی قوت ہو اور قومیت ایران مٹ جائے مگر ہمنے ایمانداری و دیانت داری کو مقدم رکھا جس سے کسیطرح ہمکو ندامت یا پشیمانی نہین ہے کہ معذرت کرین۔

پھر لکھتے ہین ہمنے ۱۳ جون ۱۹۱۱ء کو خزانہ و مالیات ایران کا چارج لیا اوسوقت خزانہ مین ایک حبہ نتھا اور صدہزار لیرہ (لیرہ تیرہ روپیہ کا ہوتا ہے) بقایا تھا مالگذارونکے ذمے اور بہت سے حوالجات و اسناد ایسے تھے کہ وزراء سابق نے اوسکا حکم دیا تھا جس سے مطالبہ قائم تھا۔

باوجود اس خانہ جنگی اور نا امنی کے جسمین تین لاکھ لیرہ خرچ ہوا اور بہت سا مالیات غیر وصول رہا ہمنے لاکھ لیرہ باقیات خزانہ مین ادا کیا اور اخراجات دولت کو بھی پورا کرتے رہے۔ اور اقساط قرض خارجہ کو بھی بوقت ادا کرتے رہے اسپر بھی خزانہ مین اسوقت ایک لاکھ ساٹھ ہزار لیرہ موجود ہے۔ بیرونی مدد ہمکو صرف اسقدر ملی کہ چار لاکھ لیرہ سابق قرض سے موجود تھا تاہم اخراجات دولت کو پورا کرکے ایک لاکھ ساٹھ ہزار لیرہ خزانہ مین موجود ہے۔ اگر ہمکو موقع ملتا تو اپنی ناموری کو قائم کرتے اور دو سال مین مالیہ ایران کو ایسے اصول پر قائم کر دیتے کہ ہمیشہ پایدار رہتا۔

یہ کارگذاری مسٹر شوسٹر ہے کہ صرف سات مہینہ مین اس طرح خزانہ کا انتظام کیا پھر بھلا کیونکر ممکن تھا کہ روس ایسے خیر خواہ کو رہنے دے جس سے اوسکی ساری آرزوئین خاک مین مل جائین۔

افسوس کہ جناب حاجی علی رضا صاحب مرحوم ساکن کندرکھی ضلع مرادآباد نے مشہد مقدس مین ۲۱ نومبر کو انتقال کیا اور پائین پا کے جانب دفن ہوئے انتقال کی خبر بذریعہ کانسل مشہد مقدس معلوم ہوئی رحمہ اللہ۔

۱۰ ذیحجہ کو آقا محمد کاظم خراسانی۔ آقا عبد اللہ مازندرانی۔ آقا صدر۔ آقا شریعت اصفہانی۔ آقا محمد حسن مامقانی دام ظلہم نے تار دیا کہ تمامی مسلمین ایران پر دفاع لازم ہے بحکم عقل و شرع ہم لوگ بھی عنقریب کرتے ہین تمام اطلاع دو

تار علما بنام سلطان روم کہ ہم علماء دین کہ مذہبی حیثیت سے ملیون اہل اسلام پر حکومت رکھتے ہین نہایت ہیجان مین ہین اور تمامی مسلمین پر دفاع لازم ہو گیا ہے سلطان خادم حرمین شریفین سے مستدعی ہین کہ لواء محمد ی

مرحمت فرمائین کہ اقطار عالم سے اہل اسلام جمع ہو کر دفاع مین کوشش کرین۔

ایران سے مسٹر شوسٹر خزانہ دار تو صرف علحدہ کر دیے گئے بلکہ وہ جانب یورپ روانہ ہو گئے باقی امریکن افسر جو انکی ماتحت تھے وہ بھی بحکم روس علحدہ کر دیے گئے۔ تبریز رشت انزلی پر روسیونکا قبضہ ہے۔ کل احکام انہی کے جاری ہیں چن چن کر علما اور اڈیٹران اخبار کو پھانسی دی جاتی ہے۔

ایران کی عورتین عام طور سے لندن کی اون عورتون سے ہمدردی کی اپیل کرتی ہین جو حریت و آزادی کی بھوکی ہین۔ مگر غریبون کا خدا فریاد رس ہے۔

ترکی بھی اس وجہ سے خاموش ہو گئی کہ روس نے اونکا حق تسلیم کر لیا کہ وہ ایران کی سیاسی باتون سے دلچسپی لے سکتے ہین جس سے ترکی بھی خاموش ہے بس جو ہے خود غرض۔

۲۲ دسمبر کو تبریز مین ایرانیون اور روسیون مین سخت جنگ ہوئی۔ روس نے ایرانی گورنر کی محل پر گولہ باری کی تبریز کا گورنر لکھتا ہے کہ مین خدا کی قسم کھا کر لکھتا ہون کہ یہان بیگناہ عورتین اور بچے خون ناحق مین قتل کیے گئے ہین۔ ۵۰۰ ایرانی مارے جا چکے ہین۔ ایران کا مشہور قدیم مینار ارک (کشتی نوح) بالکل مسمار ہو گیا۔

تبریز پر روسیون کا کامل تسلط ہو گیا ایران کے فدائی روپوش ہو گئے۔

۱۵ جنوری کا ٹائمس لکھتا ہے تبریز مین چار مکانو سے روسیون پر گولی چلائی گئی تھی۔ روسیون نے اون مکانات کو بارود سے اوڑا دیا تین ایرانیون کو کورٹ مارشل سے پھانسی دیگئی۔ چار ایرانیونکو اور تبریز مین پھانسی دی

اخبار ڈیلی نیوز لکھتا ہے کہ اب اس بات کا زمانہ آ گیا ہے کہ نہایت ہی صفائی کیساتھ بغیر کسی شک و شبہ کے بیان کیا جائے کہ سر ایڈورڈ گرے وزارت خارجہ سکریٹری اس عہدہ کے قابل نہین ہین روس سے معاہدہ اتحاد انہین نے قائم کیا جس سے یہ سب خرابیان ہو رہی ہین)

لارڈ لیمنگٹن عام حالت کی تحقیقات کی غرض سے ایران کو روانہ ہوے ہین۔

پانیر کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ ہز مجسٹی امیر کابل نے ایران سے معاہدہ کیا ہے اور اسی غرض سے وہ فوجین روانہ کر رہے ہین

حبل المتین لکھتا ہے کہ پانیر کے نامہ نگار نے لکھا ہے مجلس شوری (پارلیمنٹ) ایران سے لیکر اسلحہ امیر کابل کے نام آیا تھا جسمین تائید و مدد کی خواستگاری کی گئی تھی مگر یہ معلوم کیا جواب دیا فقط اسقدر معلوم ہوا کہ امیر نے سرحد پر قلاع جنگی کے مستحکم اور مضبوط کرنیکا حکم دیا ہے۔

امیر کابل نے بہت سی بندوقین مع کی ضمانت پر سرحد والونکو تقسیم کیا ہے جس سے خیال ہوتا ہے کہ بطور حفظ ما تقدم

ہمکار روائی کیگئی ہے کیونکہ مشہد مقدس کی تعظیم و احترام ہر کسی مسلمان کو لازم ہے نہیں پھر روس کی چالوں سے امیر کب مطلق ہو سکتے ہیں
مگر افسوس وزیر خارجہ انگلستان کو نہ معلوم کس قسم کا اطمینان دلایا گیا ہے کہ وہ روس کی ہر چال کو دیکھ رہے ہیں اور وہ ہم
ہندوستان سے مطمئن ہیں حالانکہ تمامی ارکین سلطنت انگلشیہ پر خوف طاری ہے اور وہ فریاد کر رہے ہیں۔
مسلمانان برمہ۔ رنگون۔ بمبئی۔ ناگپور۔ لکھنو۔ الہ آباد عام طور سے گورنمنٹ کو اس جانکاہ حادثہ پر توجہ دلا رہے ہیں کہ
روسی تعدیوں سے عام طور پر اہل اسلام نالان ہیں۔ اور اپنی نہایت حق تلفی سمجھ رہے ہیں۔
وطن راوی ہے کہ مظلوم ایرانیوں کا بدلہ بحیرہ اسود میں ایک روسی جہاز غرق ہو جانے سے ۲۰۰ اشخص ڈوب گئے
جسمیں ایک روسی قونصل مع کنبہ بھی شامل تھا۔

التقریظات

افسوس کہ ہم اس مادہ میں اکثر قاصر رہتے ہیں جسکی وجہ ہجوم مشاغل اور قلت اوراق اصلاح ہے لہذا امید ہے کہ برادران ایمانی
ہمارے اس جرم کو معاف کرینگے۔

(۱) البرہان یہ علمی اخلاقی مذہبی ماہوار رسالہ ہے جو بڑی آب و تاب سے شہر لاہور سے نکلتا ہے مگر افسوس کہ یہ قوت بازو ہمکو
اوسوقت دیکھنے آیا جب اسکی عمر تیرہ مہینہ کی ہو چکی۔ ایک سال کا ل ہمسے یہ اسطرح علحدہ رہا گویا وہ ہمکو اپنا بھائی ہی نہیں جانتا
اگرچہ اسکی پہلی جلد تمام ہوئی مگر چار نمبر اسکے مختلف ہمکو ملے جس سے اسدرجہ مسرت ہوئی کہ نہیں کہہ سکتے لطافت تحریر متانت
تقریر ضرورت زمانہ پر نظر اسکی خاص اوصاف سے ہیں۔ الہیات و نبوت پر زیادہ زور ہے کیونکہ امامت کا درجہ تو اسکے
بعد ہے پھر لاہور میں آریوں کا زیادہ زور رہی ہے اور نیز قادیانیوں کا جس سے اسطرف توجہ کی ضرورت بھی زیادہ ہے
ہزار شکر کہ یہ پرچہ اوس کیچڑ میں ابتک نہیں پھنسا جسمیں اصلاح نے اپنی پندرہ برس کی مدت ختم کر دی کہ
کہیں وہابیوں سے تو تو میں میں ہے کہیں حنفیوں سے کہیں مرزائیوں سے۔

البرہان نہایت صفائی سے مغربی مشرقی ایہو نکو ملاتا ہوا خدمت دین کرتا چلا رہا ہے جس سے امید ہے کہ وہ سچا اور حقیقی خادم دین ہو سالانہ چندہ ۲؎ اڈیٹر اسکے جناب مولوی محمد سبطین صاحب مولوی فاضل و منشی فاضل ہیں پنجاب کے دار السلطنت لاہور سے بہ پابندی وقت نکلتا ہے خدا کرے مومنین اپنے اس تازہ خادم کی قدر کریں خریداری سے ہمت بڑھائیں نامہ نگار بھی نہایت لائق ہیں اور تعلیم یافتہ جناب جعفر محمد امام علی خان صاحب کا مضمون پہلی ہیت کا مضمون محاسن پردہ داری نسوان خاص قابل قدر ہے جس سے بہتر آجتک شاید نہ لکھا گیا ہو۔

تنزیہ الانبیا جناب علم الہدی سید مرتضی اعلی اللہ مقامہ کی قدیم اور مشہور تصنیفات سے ہے جسمیں جناب سید اعلی اللہ مقامہ نے انبیا و ائمہ معصومین کی عصمت کو بمقابلہ مخالفین نہایت شد و مد سے ثابت کیا ہے یہ مشاہیر کتب شیعہ سے ہے جو بوجہ عربی ہونیکے نہایت کمیاب تھی اور زمانہ مشتاق تھا جناب مولوی سید شریف حسین صاحب ترجمہ مدرس ماڈل اسکول لاہور نے نہایت سلیس اردو میں ترجمہ فرماکر اسکو شایع کیا ہے جو ۲۰۰ صفحہ پر تمام ہے قیمت ۱۲؎ دفتر البرہان لاہور سے طلب فرمائے۔ تمامی مومنین پر اسکی قدردانی لازم ہے قدیم کتب شیعہ سے ہے۔

وقت ہفتہ وار اخبار بھی لاہور سے نکلتا ہے گو یہ ہفتہ وار ہے اور خاص مذہبی نہیں ہے مگر اڈیٹر صاحب ضرور شیعہ ہیں۔ مذہبی منازعات سے بالکل علحدہ ہے پیسہ اخبار وطن کے رنگ کا ہے مگر تعصب سے پاک۔ وقت پابندی میں لاجواب ملکی مضامین اڈیٹوریل نوٹ نہایت قابل قدر ہوتے ہیں اخباری مذاق والونکو لازم ہے اسکی قدر کریں سالانہ ۳؎ دفتر وقت لاہور سے طلب فرمائیں

المسیحیت والاسلام جناب معین العلما مولوی سید احمد صاحب خلف الصدق جناب سید العلما سید محمد ابراہیم صاحب مجتہد لکھنوی طاب ثراہ کی یگانہ تصنیف ہے جس میں اتحاد مذاہب سے عموماً اور اسلام و نصاری کے اتحاد پر نہایت معقول بحث کی ہے فاضل مصنف جلیل القدر خاندان اجتہاد لکھنؤ سے ہیں جنکے زور قلم سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خاندان کس شان کا تھا جسکے بار احسان سے کوئی شیعہ سبکدوش نہیں ہو سکتا۔

اگر مومنین قدر کریں تو پھر وہی جوہر ظاہر ہو سکتے ہیں مگر اس ناقدری کے ساتھ یہ بھی غنیمت ہے بلکہ ہزار درجہ غنیمت ہے کہ اگر کچھ کتابیں نکلتی ہیں تو ہمیں سخت افسوس ہے قیمت نہیں معلوم جناب مصنف سے بنشان ڈیوڑھی آغا میر لکھنؤ طلب فرمائیے یہ نہایت نادر رسالہ ہے اور ایک ضروری تحریک کا پیش خیمہ ہے جسمیں قوم کے توجہ کی ضرورت ہے۔

حضرات شیعہ کو خوشخبری۔ ہمنے قرآن شریف جسکے حاشیہ پر تفسیر خلاصۃ المنہج جناب ملا فتح اللہ صاحب کاشانی علیہ الرحمہ کا اردو ترجمہ ہے اور متن میں جناب قبلہ مولوی سید علی صاحب مجتہد لکھنوی کا ترجمہ اردو ہے بکا خدا ایسا ہے کہ آجتک کسی نے نہیں لگایا پہلے اوسکا ہدیہ بعیت حالت مومنین و علما کی تحریک سے نقصان اوٹھا کر یکمشت ہدیہ لینے والے یو سے پر علاوہ محصول ہیجا

اخلاق عام جسوقت وقت نماز قریب ہوتا اسوقت جناب علی مرتضیٰ کا جسم مبارک تھرتھرانے لگتا اور رنگ مبارک تغیر ہوجاتا تھا کسی نے اس امر کی بابت آپسے دریافت کیا اوسکے جواب مین فرماتے ہین۔

"ایک ایسی امانت کا وقت آیا ہے جسکی تحمل کی قوت زمین و آسمان کو نہ تھی"

نماز مین آپ اسقدر گریہ فرماتے تھے کہ آپ پر غشی طاری ہوجاتی تھی۔ کثرت سجود سے پیشانے مبارک پر شل اونٹ کے تفنہ کے گھٹے پڑ گئے تھے۔ آپ نماز مین اسقدر محو ہوجاتے تھے کہ آپکو کچھ خبر کسی قسم کی نہ رہتی تھی چنانچہ جنگ احد مین ایک تیر آپکے پاے مبارک مین ایسا لگا تھا کہ جسکی تکلیف کیوجہ سے آپ اوس مقام کو چھونے نہین دیتے تھے۔ جسوقت جناب پیغمبر اسلام نے یہ کیفیت آپکی سنی آپنے فرمایا کہ علی جسوقت نماز مین مشغول ہون اسوقت یہ تیر نکال لیا جاوے کیونکہ حالت محویت مین جو عبادت خدا کے وقت آپپر طاری ہوا کرتی ہے یہ تکلیف اونکو محسوس نہ ہوگی، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا حالت محویت مین تیر نکالنے کی تکلیف آپکو قطعی نہ معلوم ہوئی۔ ہمیشہ جو کا آٹا و دودھ اور سرکہ آپکی غذا رہی ہے۔ یہ تینون چیزین بھی ایک دن نہین بلکہ ایکدن سرکہ و نمک دوسرے دن خالی دودھ، روٹی۔ اکثر روٹی کے ٹکڑے خشک ہوتے تھے۔ فقرا و مساکین کو گیہون کی روٹی اور گوشت کھلاتے تھے۔ آپ گھر مین جو کی روٹی تناول فرماتے تھے۔ آپ کبھی عمدہ غذا نوش نہ فرماتے تھے ایکدفعہ جناب امیر کے سامنے فالودہ رکھا گیا اوسکی طرف مخاطب ہوکر فرماتے ہین۔

"واللہ تیری خوشبو بہت خوش ہے اور تیرا رنگ بہت بھاتا ہے اور تیرا مزا اچھا ہے لیکن
مجھے کراہت ہے اسلیے کہ اپنے نفس کو اس شے کی عادت ڈالون جسکا وہ خوگر نہین ہے"

آپ معمولی سے بھی کمتر کپڑا پہنتے تھے۔ اکثر کپڑا اس قدر بوسیدہ ہوتا تھا جسکی بابت خود جناب امیر فرماتے ہین۔

"قسم خدا کی مین نے اپنے اس جبہ مین اس قدر رفو کرایا ہے کہ اب مجھے رفوگر سے بھی
شرم آتی ہے"

اچھا کپڑا غلام کو پہناتے تھے اور خراب اپنے لئے پسند فرماتے تھے چنانچہ ایک دفعہ آپنے دو پارچہ کپڑے کے ایک تین درہم کو اور دوسرا دو درہم کو خرید فرمایا ہے۔ قنبر غلام سے فرماتے ہین۔ "تین درہم والا پارچہ

تو بیٹے اور دو درہم والا مین پہنونگا" قنبر عرض کر رہا ہے "آپ منبر پر جاکر لوگون کو خطبہ سناتے ہین
اس وجہ سے بہتر آپ کے لئے چاہئے" فرمارہے ہین "اے قنبر تو جوان ہے۔ ابھی تیرا دل چاہتا ہوگا
کہ مین تعالی بھی مرتبہ ہے کہ تجھے اچھا لباس پہنون۔ جناب رسالت مآب سے مینے سنا ہے کہ جیسا تم
پہنتے ہو ویسا غلامون کو بھی پہناؤ۔ جیسا تم کھاؤ غلامون کو بھی ویسا ہی کھلاؤ۔ چنانچہ تین درہم والا کپڑا قنبر کو عطا
فرمایا اور دو درہم والے کپڑے کا اپنے لئے پیراہن بنوایا مگر اسکو بھی تر پہنا بلکہ فقرا و مساکین کے لئے ٹوپیان
بنوا دین۔ آپکا حسن سلوک دشمن کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوتا تھا جیسے کہ اپنے دوست کے ساتھ چنانچہ
جب آپ جنگ جمل مین حضرت عائشہ پر ظفریاب ہوئے تو آپ نے حضرت عائشہ کو نہایت تعظیم و تکریم
کے ساتھ مدینہ منورہ کو مع بیس قبیلہ عبد القیس کی عورتون کے ساتھ بھجوا دیا جو کہ فرط بیس مین تھین
مدینہ منورہ پہونچنے پر اس امر سے مطلع کیا کہ ہم عورتیں مین۔ آپ نہایت دریا دل تھے آپ نے کبھی سائل کو
محروم نہین کیا۔ اپنے ہاتھ سے مدینے کے یہودیون کے نخلستان کو سیراب کرتے تھے یہان تک کہ ہاتھون میں
آبلے پڑ جاتے تھے اور اجرت کے پیسون کو غربا و مساکین پر تقسیم فرما دیتے تھے۔ شب کو روٹیان خرمے
و شہد وغیرہ پیٹھ پر رکھکر پوشیدگی سے غربا و مساکین کو تقسیم فرماتے تھے و بیوہ اور یتیمون کی خبرگیری
کرتے تھے۔ انھون کو روٹی اپنے ہاتھون سے کھلاتے تھے۔ جناب امیر سفر فرمارہے ہین۔ سائل آکے ایک
روٹی کا سوال کر رہا ہے۔ قنبر سے فرمارہے ہین "اسکو روٹی دیدو" قنبر عرض کر رہا ہے "اے مولا! روٹی
دسترخوان مین ہے" فرمارہے ہیں "مع دسترخوان دیدو" قنبر عرض کر رہا ہے "یا حضرت دسترخوان
اونٹ پر ہے" فرمارہے ہین "مع اونٹ دیدو" قنبر عرض کر رہا ہے "اونٹ قطار مین ہے" حضرت فرماتے
ہین "مع قطار دیدو" چنانچہ جناب قنبر نے اوس سائل کو قطار اونٹون کی دیدی اور آپ علحدہ کھڑے
ہوگئے ہین حضرت دریافت فرمارہے ہین "اے قنبر تو علحدہ کیون کھڑا ہے" قنبر عرض کر رہا ہے
"اے مولا! اس خیال سے کہ ایسا نہو کہ آپ اس غلام کو سائل کو دیدین" آپکی عطا و سخا سائلون کے
ساتھ ہی محدود نہ تھی بلکہ دشمن کے ساتھ بھی چنانچہ علامہ کنتوری طبقات مین لکھتے ہین کہ جناب علی مرتضی کافر
سے لڑ رہے تھے مسلمانون کی تعداد بہت کم تھی مگر کفار کی تعداد قریب دس ہزار کے تھی جناب امیر سے

عرض کر رہا ہے " یا علی اپنی تلوار مجھے دکھلایئے " جناب علی مرتضیٰ اپنی تلوار اسکو دے دیتے ہیں کافر کہتا ہے " جناب آپ مجھے کیونکر بچ سکتے ہیں اسو چیے کہ آپ تلوار مجھکو دے چکے ہیں " جناب علی مرتضیٰ فرماتے ہیں "

میکو حضرت بھیک مانگنے والون کی طرح ہمارے سامنے ہاتھ بڑھایا تو مروت نے تقاضا کیا کہ بھیک

مانگنے والیکا سوال رد کیا جائے اگرچہ وہ کافر ہی کیون نہو "

جناب علی مرتضیٰ کی یہ گفتگو سنتے ہی وہ کافر مسلمان ہو گیا۔

آپ نہایت درجہ خندہ پیشانی تھے کبھی کسی بات سے جناب کی شگفتہ پیشانی پر بل نہیں آتا تھا ہر وقت تبسم سے لب کھلے رہتے تھے آپکی طبیعت مین مزاح بھی تھا چنانچہ اکثر جناب علی مرتضیٰ و حضرت ابوبکر و حضرت عمر کسی جگہ جا رہے تھے۔ ان دونون کا قد جناب علی مرتضیٰ سے نکلتا ہوا تھا۔ ان مین سے ایک نے کہا " یا علی مرتضیٰ آپ ہم مین ایسے ہین جیسے لنا مین نون " جناب علی مرتضیٰ جواب مین فرماتے ہین " اگر مین نہون تو تم لا ہو جاؤ "

آپ نے قریب پانچ سال عرب کی ظاہری حکومت کی مگر آپ نے ایک عمارت بھی کوفہ وغیرہ مین نہ بنائی۔ بناتے کیسے آپکو بار زمانت دنیا سے کیا تعلق تھا گو کہ آپ بابل فلسطین۔ ایران۔ مصر۔ اسکندریہ و عرب کے بادشاہ تھے مگر آپکا اٹھنا بیٹھنا بورئے پر رہا۔ بوریہ بھی بوسیدہ۔ آپ کو اپنے زمانہ کا نہایت درجہ خیال تھا خواہ وہ عیسائی ہو یا یہودی۔ وہ ہر فرد بشر کو اپنے مذہبی مراسم آزادی کے ساتھ بجا لانے کے لئے اجازت تھی۔ ماخوذ عین الحیات اتحاف اہل الاسلام سوانح جناب علی مرتضیٰ مصنف مولوی عبید اللہ صاحب بسمل امرتسری۔ المعارف۔ الکرار۔ فضائل مرتضوی۔

اخلاق جناب حسن مجتبیٰ امام دوم بن جناب علی مرتضیٰ

سنہ ۳ھ مطابق سنہ ۶۲۴ء۔ سنہ ۵۰ھ مطابق سنہ ۶۷۰ء

ذی روح کے ساتھ ہمدردی

جناب امام حسن مجتبیٰ کھانا نوش فرما رہے ہین۔ کتا سامنے کھڑا ہے۔ ایک لقمہ آپ نوش فرماتے ہین دوسرا کتے کے سامنے ڈالتے ہین۔ ایک شخص حضرت کی خدمت مین حاضر ہے کہہ رہا ہے " یا ابن رسول اللہ مجھے اجازت دیجیے کہ اس کتے کو بھگا دون " آپکی ہمدردی یا

آپکی فروتنی وخلق ملاحظہ فرمایئے کہتے ہیں :۔

"ورنہ وہ مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ کوئی جاندار میرے کھانے کی طرف دیکھے اور میں اوسے کھانا نہ دوں اور خود کھا لوں" محاسن الابرار اردو ترجمہ جلد عاشر بحار الانوار صفحہ ۱۳۱-۱۳۰ اردو ترجمہ جلاء العیون صفحہ ۳۱۱

دشمن کیساتھ نیک سلوک

جناب امام حسن گھوڑے پر سوار ہیں۔ ایک مرد شامی کا گذر حضرت کے سامنے سے ہوتا ہے حضرت کو برا بھلا کہتا ہے دشنام دیتا اور برا کہہ رہا ہے۔ جس وقت کہ وہ شامی اپنا کلام پورا کر چکا اوسکے جواب میں حضرت مسکرا کر فرما رہے ہیں :۔

اے مرد پیر! مجھے گمان ہے کہ تو مرد غریب ہے اور گویا تجھے چند امور میں شک ہوا ہے۔ اگر تو مجھے کسی چیز کا سوال کرے میں تجھے عطا کروں اگر مجھ سے طلب ہدایت کرے تجھے ہدایت کروں۔ اگر مجھ سے کوئی سواری مانگے تجھے عطا کروں۔ اگر تو گرسنہ ہے میں تجھے سیر کروں۔ اگر ننگا ہے کپڑے پہنا دوں۔ اگر تو محتاج ہے غنی کر دوں۔ اگر تجھے کسی نے نکال دیا ہے میں پناہ دوں۔ اگر کوئی حاجت رکھتا ہے میں بر لاؤں اگر اپنا اسباب اوٹھا لائے ادھر سے چلے اور میرا مہمان ہو تیرے لئے بہتر ہوگا اسلئے کہ ہمارا لنگر وسیع ہے اور جو کچھ تجھے درکار ہو سب ہمارے پاس موجود ہے"

دشمن یہ کلام سنکر شرمندہ ہوتا ہے۔ شرمندگی سے سر جھکا لیتا ہے۔ کہہ رہا ہے :۔

"میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ زمین پر خلیفہ خدا ہیں اور خدا خوب واقف ہے کہ خلافت ورسالت کے لئے کون جگہ لائق ہے قبل اسکے میں آپکو اور آپکے باپ کو سب سے زیادہ دشمن رکھتا تھا اور اب سب خلق سے زیادہ آپ مجھے محبوب ہیں"

پھر وہ شامی اپنا اسباب حضرت کے گھر میں لایا اور جبتک مدینہ میں رہتا آپکا مہمان ہوتا۔

محاسن الابرار صفحہ ۱۵۱-۱۵۰ اردو ترجمہ جلاء العیون صفحہ ۲۹۰ تذکرۃ المعصومین صفحہ ۹۰ چشمہ نجات اردو ترجمہ عین الحیات صفحہ ۴۶۰-۴۵۹

اپنے قاتل پر رحم

جناب امام حسنؑ کا آخری وقت ہے زہر سے جگر پارہ پارہ ہے۔ کچھ گھنٹوں کے
آپ مہمان ہیں اپنے چھوٹے بھائی جناب امام حسینؑ کو وصیت فرمارہے ہیں :-

"میرے قاتل سے اچھی طرح سلوک کرنا۔ بُری طرح سے پیش نہ آنا میرے قاتل کو قتل نہ کرنا۔
مجھے میرے نانا جناب پیغمبر اسلام کے پاس دفن کرنا اگر کوئی مانع ہو تو میں تمکو منع کرتا ہوں میں
تمکو قسم بقرابت ورحم دیتا ہوں کہ میرے جنازہ کی وجہ سے زمین میں خون کا قطرہ بھی نہ بہنے
پائے" اردو ترجمہ جلاء العیون صہ ۳۴۲

اخلاق عام

جسوقت جناب امام حسنؑ وضو کرنے کے لئے بیٹھتے تھے اسوقت آپکے اعضائے مبارک
میں لرزہ پیدا ہو جاتا تھا اور رنگ مبارک زرد پڑ جاتا تھا۔ اس امر کا سبب حضرت سے
دریافت کیا گیا آپ فرماتے ہیں :-

"بندہ جب اپنے خدا کے عبادت کے لئے کھڑا ہوا۔ لازم ہے کہ خوف سے ہاتھ پاؤں کانپنے لگیں اور
رنگ زرد ہو جاوے"

جسوقت آپ مسجد کے دروازے پر پہونچتے تھے۔ اسوقت سر مبارک کو بلند فرماکر فرمایا کرتے تھے :-

"خداوندا مہمان تیرا تیرے دروازے پر ہے۔ اے احسان کرنیوالے تیرے در پر گناہگار آیا ہے تو
درگذر فرما اون برائیوں سے جو میرے پاس ہیں اور اون اچھائیوں کے سبب سے کہ جو تیرے
پاس ہیں"

آپنے پچیس حج پیادہ پا کئے تھے اور فرمایا کرتے تھے :-

"مجھے حیا آتی ہے کہ میں اپنے رب سے ملوں اور اوس کے گھر کی طرف پیادہ پا نہ
جاؤں"

آپکا خلق نہایت درجہ وسیع تھا۔ آپ نہایت درجہ سخی تھے۔ اپنے تین دفعہ کل مال دو دفعہ نصف مال راہ
خدا میں تقسیم فرمایا تھا۔ ایک شخص مسجد الحرام میں کھڑا ہوا دعا مانگ رہا ہے "خداوندا مجھے دس ہزار درہم عطا
فرما" حضرت اوس شخص کے پہلو میں کھڑے ہوئے ہیں اوس شخص کی یہ دعا سنکر فوراً آنحضرت مکان پر

تشریف لیگئے اور اوسکے لئے دس ہزار درہم بھجوا دیئے۔ سوانح عمری حضرت علی ابن ابی طالب ع خامسہ اردو ترجمہ عین الحیات۔

اخلاق جناب سید الشہداء امام سوم جناب حسین بن علی مرتضیٰ

۴ھ مطابق ۶۲۵ء - ۶۱ھ مطابق ۶۸۰ء

ایک بے حقیقت ہدیہ پر ایک اعلیٰ درجہ کی سخاوت

جناب امام حسین ع کی ایک لونڈی ایک پھول حضرت کی خدمت میں پیش کر رہی ہے۔ جناب امام علیہ السلام فرما رہے ہیں۔ "تجھے راہ خدا میں آزاد کیا"، انس جناب امام کی خدمت میں ہے۔ کہہ رہا ہے "یا حضرت ایک پھول کے پیش کرنے پر آپنے اسے آزاد کر دیا"، حضرت فرما رہے ہیں:۔

"حق تعالیٰ فرماتا ہے جب تمھیں کوئی ہدیہ دے پس تم اوس ہدیہ سے بہتر ہدیہ اوسے دو اور میرا ہدیہ یہی تھا کہ اوسے آزاد کر دوں"، کشف الغمہ۔ اردو ترجمہ جلاء العیون صفحہ ۲۹۶۔ تاریخ آئمہ۔ تذکرۃ المعصومین صفحہ ۱۱۳"

منھ چھپا کر بخشش

ایک اعرابی مسجد میں آیا ہوا ہے۔ آپکی مدح میں اشعار پڑھ رہا ہے جناب نماز میں مشغول ہیں نماز سے فارغ ہو کر قنبر غلام سے دریافت فرما رہے ہیں "کچھ مال حجاز سے باقی ہے"، قنبر عرض کر رہا ہے "چار ہزار دینار باقی ہیں"، آپنے اوسکو لانیکے واسطے حکم دیا۔ حضرت مکان میں تشریف لیگئے ہیں۔ دینار کو ردائے مبارک میں باندھکر پس دروازہ کھڑے ہوئے ہیں سائل شرمندہ نہ ہو۔ حضرت چند اشعار عذر خواہی میں پڑھ رہے ہیں۔ اعرابی یہ واقعہ دیکھکر رونے لگا۔ جناب امام فرما رہے ہیں "اے اعرابی! گویا میری عطا کو تو نے کم سمجھا"، اعرابی عرض کر رہا ہے "اے مولا! قربان ہوں آپ پر۔ یہ تو بہت ہے میں اسلئے نہیں رویا مگر اسلئے روتا ہوں کہ ایسے سخی کے ہاتھ کیونکر خاک میں ملجائیں گے"، اردو ترجمہ جلاء العیون صفحہ ۲۹۷۔ کتاب مناقب ابن شہر آشوب۔ خلاصۃ المصائب صفحہ ۔۔

دشمن کی فوج کا پیاسا رہنا جناب امام حسین علیہ السلام عراق کیطرف کوچ فرماتے ہیں۔ راہ میں مقام ثعلبیہ حضرت مسلم بن عقیل و ہانی بن عروہ کی اور مقام زبالہ پر عبداللہ بن یقطر کی شہادت کی خبر سن چکے ہیں۔ مقام اشراف پر غلامان و اولاد و اصحاب باوفا کو بہت سا پانی اپنے ہمراہ لے لینے کو حکم دے چکے ہیں۔ پھر مقام مذکور سے کوچ کرنے کا حکم دے رہے ہیں قریب دوپہر کے سفر کر چکے تھے کہ اس اثنا میں کیفضہ دشمن کے آثار پائے جا رہے ہیں۔ آپ ایک پہاڑی کی جانب جو کہ وہاں سے قریب تھی متوجہ ہو رہے ہیں اس وجہ سے کہ اگر مقابلہ کی ضرورت پڑے تو پہاڑی کی آڑ میں دشمن سے مقابلہ کریں قریب پہاڑی کے پہونچے ہی تھے کہ حر بن ریاحی ہزار سوار کے ہمراہ عین شدت گرما میں قریب لشکر سید الشہداء پہونچا اور صف آرا ہوا حضرت خیمے نصب کرنے کے لئے حکم دے رہے ہیں و اصحاب باصفا دشمن کے مقابلہ کے واسطے صفیں باندھ رہے ہیں جس وقت حضرت دشمن کی فوج میں آثار تشنگی ملاحظہ فرماتے ہیں فوراً دشمن کی کل فوج کو معہ انکے جانوروں کے پانی سے سیراب فرماتے ہیں۔ اردو ترجمہ جلاء العیون صفحہ ۲۵۲ و ۲۵۱ خلاصۃ المصائب صفحہ ۵

اعلیٰ انسانی ہمدردی شب کا وقت ہے شب بھی کیسی۔ شب نہم ماہ محرم صبح کو لڑائی ہونے والی ہے اپنے دل میں خیال فرما رہے ہیں کہ دشمن کے فوج کی تعداد بائیس ہزار ہے اور اپنی طرف ایک قلیل تعداد جنمیں بھی زیادہ تعداد کم سن بچوں و ضعیف العمروں کی خیال فرماتے ہیں کہ میری جان انکے ہاتھوں سے نہیں بچے گی۔ یہ میرے خون کے پیاسے ہیں۔ ایک اپنی جان کے واسطے اس قدر بیگناہ دشمن کے ہاتھوں شہید ہوں۔ چنانچہ سبھی کو طلب فرماتے ہیں اصحاب و عزیز حاضر ہیں فرماتے ہیں۔

"میں اپنے اصحاب سے وفادار و نیکوکار زیادہ اور کسی کے اصحاب کو نہیں جانتا اور اپنے اہلبیت سے پاکیزہ تر و شائستہ تر اور حق شناس تر اور کسی کے اہلبیت کو نہیں پاتا ہوں خدا تم لوگوں کو جزائے خیر میری جانب سے عطا کرے۔ مجھپر بالفعل جو مصیبت نازل ہوئی ہے اوسے تم مشاہدہ کر رہے ہو اب میں تمکو رخصت کرتا ہوں اور اپنی بیعت تمہارے گردنوں سے لے لیتا ہوں تم سے نصرت و معاونت و موافقت نہیں

چاہتا ہوں۔ اسوقت اندھیری رات ہے جسطرف چاہو چلے جاؤ کہ ہوں اشقیا کو مجھسے کام ہے جب مجھے پائینگے اور کسیکو طلب نہ کرینگے" اردو ترجمہ جلاء العیون صفحہ ۔ خلاصۃ المصائب صفحہ ۹۳ ۔ صبح شہادت صفحہ ۲۹

اخلاق عام

جناب امام حسین ع ہر شب و روز میں ہزار رکعت نماز بجالاتے تھے۔ آپ وقت نماز کے اسقدر پابند تھے کہ آپکے مثل سوائے ائمہ کے اور کوئی نہیں ملسکتا خطرناک سے خطرناک مواقع پر بھی آپکی نماز قضا نہوتی تھی چنانچہ میدان کربلا میں شمر ملعون سینہ پر سوار ہے۔ سینہ بھی وہ سینہ جو زخموں سے چور چور مثل چھلنی کے ہو رہا ہے شمر سے فرماتے ہیں:-

"اے شمر! میرے سینہ سے اوٹھ کھڑا ہو کہ وقت نماز ہے تاکہ میں رو بقبلہ ہوکر اپنی نماز کو ادا کرلوں"

شمر آپکے سینہ پاک سے اوٹھکر کھڑا ہوا۔ آن حضرت باوجود اس ضعف کے عبادت خداوند کریم کیلئے روبقبلہ ہو نماز میں مشغول ہوئے جسوقت حضرت سجدہ میں گئے اسوقت شمر ملعون نے آپکے گلوئے مبارک پر خنجر چلایا۔ آپ نے پچیس حج پیادہ پا بجالائے اور شتران محمل عقب آن حضرت رہا کرتے تھے۔ آپ نہایت درجہ سخی تھے کبھی سائل بغیر پائے واپس نہیں گیا۔ شب کو کثرت سے مال پشت مبارک پر لیجا کر غرباء و مساکین پر تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ بعد از شہادت آپکی پشت مبارک پر گھٹے پائے گئے اس امر کا سبب جناب امام زین العابدین ع سے دریافت کیا گیا جناب امام زین العابدین ع نے فرمایا کہ:

"آپ راتوں کو کثرت مال اپنی پشت مبارک پر اوٹھا کر خانہ ہائے بیوہ زنان و یتیمان و مسکینان میں لیجاتے تھے اسوجہ سے پشت مبارک پر نشان ہیں۔"

آپ نہایت درجہ صابر تھے۔ اپنے دوستوں بھتیجوں بھانجوں و جوان بھائی جناب عباس و لخت جگر جناب علی اکبر ع کو میدان جنگ کی اجازت دیتے ہیں۔ نگاہوں کے سامنے سب

معجزہ اہل بیت علیہم السلام

سلف سے یہی قاعدہ چلا آتا ہی کہ صاحبان اعجاز و کرامت اور اونکے ساتھی معدودے چند اور اونکے مد مقابل جم غفیر و انبوہ کثیر سب کا بیان طویل ہے اسکے لئے گنجایش اس صفحہ مین کہان مگر چونکہ اس امت کو امت موسیٰ سے تشبیہ دیگئی ہے اسلئے اتنا ہی اشارہ کافی ہے کہ موسیٰ و ہارون و چند مومنین ایک طرف ہین اور فرعون و ہامان و تمام ارکین سلطنت و عام جم غفیر کہ جنکے منجملہ ستر یا بہتر ہزار جادوگر بھی ہین وہ دوسری طرف ہین۔ انجام مین حق کا بول بالا ہوتا ہی۔ اور چھوٹے گروہ بڑون پر غالب آیا ہی کرتے ہین چنانچہ وہان بھی ایسا ہی ہوا۔

اب یہان کے منظر پر نظر ڈالئے تمام امت رسول ایک طرف ہے اور خاص آل رسول مع گنتی کے مومنین ایک طرف فرعون امت ہامان امت اشقیاء امت آل رسول یعنی اولاد ہائے ہارونی منزلت کے خون کے پیاسے ہین جنہون نے نہ قتل پر اکتفا کیا نہ غارت پر بلکہ اسپر آمادہ ہوئے کہ عام امت رسول انکا ذکر تک نہ کرے اونکے فضائل کی منکر ہو انکو کوئی چیز ہی نہ جانے اس مطلب کیلئے وقتاً فوقتاً بہت سی کتابین لکھی گئین مگر معجزہ اسے کہتے ہین کہ ادہر کا جم غفیر جو کام کرے ادہر کے گروہ قلیل سے خدا تعالی ہر فرعون کے مقابل ایک موسیٰ پیدا کردے اور اسکا جواب دلوادے سیکڑون مثالون سے اسوقت دو پر اکتفا کی جاتی ہے تحفہ اثنا عشری ملک ہندوستان مین دہلی سے لکھا گیا دہین سے خدا تعالی نے اسکا کامل جواب ترجمہ اثنا عشریہ جناب حکیم مرزا محمد کامل صاحب دہلوی سے لکھوادیا اس زمانہ مین قرآن مجید کا بامحاورہ ترجمہ جسمین اہلبیت کے فضائل چھپائے گئے ہین یا انکار کیا گیا ہی نذیر احمد نام دہلی سے لکھا تو اس سے زیادہ صحیح بامحاورہ ترجمہ مع حواشی تفسیری جسمین اظہار حق اہل بیت لیا گیا ہے اور حوالے دیگر مستند طور سے ہر امر ثابت کیا گیا ہے خدا تعالی نے مقبول احمد نام دہلی سے لکھوا بھی اور چھپوا بھی دیا یہ معجزہ نہین ہے چودہ پارہ تک چھپکر طیار ہے ۱۵-۱۶ پارہ زیر طبع ہے تین درجہ کے کاغذ پر چھپتا ہے۔

ہدیہ مع خرچ ڈاک پورے دس پارہ کا درجہ اول للعہ - درجہ دوم ۲ہ ہے - درجہ سوم عہ

ملنے کا پتہ

منیجر صاحب جعفر اینڈ کمپنی شفاخانہ ہندوستانی چتلی قبر دہلی۔

مطبوعات جدید دفتر اصلاح

آج پندرہ برس سے اصلاح جو کام کر رہا ہے وہ سب کے پیش نظر ہے جسپر عام طور سے ضعفاء مومنین کی آواز مبارکباد آتی ہے مگر افسوس رؤسا و امرا کو توجہ نہیں ورنہ آج نہ معلوم کیا کچھ نہوتا اصلاح پرنٹنگ کمپنی معصہ ہزار کے سرمایہ سے اسی غرض سے قائم کیگئی کہ کچھ وسیع پیمانہ پر کام کیا جائے مگر جو نتیجہ ہوا معلوم ہے کہ پانچ چھ برس میں الشمس جمع ہوا وہ بھی صرف کاغذ میں۔

دفتر اصلاح نے اس عرصہ میں رسالہ وضو دو مرتبہ الجمرہ دو مرتبہ البسملہ ارسال الیدین النار الموقدہ سراج الدین انعام کے ذریعہ سے مفت تقسیم کیا سو پچاس سے قیمت بھی لیگئی تھی۔ مناظرہ امجدیہ بردہ حصہ وقع الوثوق کنز مکتوم ذوالفقار حیدریہ تبصرۃ السائل کشفی بہ اصول تجار شایع کیگئی۔ مگر بہت سے اصحاب نے مفت بھی حاصل کیا مگر افسوس جو اصلی غرض تھی کہ مذاق میں خیال تبدیلی ہو مذہبی قومی ضرورتوں کو سمجھیں اوس میں بہت کم کامیابی ہوئی۔

الشمس ۱۳۲۲ھ سے محض بحمایت قرآن شایع ہوتا ہے جسکی چھ جلدیں مکمل ہو چکیں مگر افسوس اس چھ برس میں ابھی اسکی اشاعت نہ ہوئی جس سے وہ کسی طرح ماہوار نہیں نکل سکتا حالانکہ چار مضمون بلکہ چار کتابیں اوسمیں مستقل ہوتی ہیں۔

(۱) تقدیس القرآن جسمیں آریہ کے اوس سخت اور انقلاب انگیز اعتراضوں کا مہذبانہ محققانہ جواب دیا جاتا ہے جسکے جواب کی آجتک جرات کسی سنی خیال نویس کو نہوئی مسلمان امرتسر نے کچھ چاہا بھی تو ایک نمبر کا بھی جواب ابتک چار برس بعد بھی جسپر آریہ مضحکہ اوڑاتے ہیں مگر الشمس نے بڑی کامیابی سے ہر ایک کا مقصد پورا کیا

(۲) حد السارق جسمیں النجم لکھنؤ کا مفصل جواب دیا جاتا ہے جسنے شیعہ روایات سے تحریف قرآن کا اعتقاد ثابت کرنا چاہا اسکا پہلا حصہ ۱۳۲۶ھ میں شایع ہوا جسکے جواب دینے پر اڈیٹر النجم کو جو ابھی زندہ ہیں اور تمام سنی علما کو اعلان دیا گیا کہ جواب معقول لکھو تو پانسو روپیہ انعام لو مگر آجتک جرات نہوئی

(۳) کشف الظلمات بجواب آیات بینات حصہ فدک جسپر اہلسنت کو بڑا ناز تھا۔

(۴) رد الملاحدہ جسمیں مرزائیوں کی خلافت راشدہ کا جواب نہایت مدلل دیا جاتا ہے۔

قومی ناداری اور شوق پر نظر کرکے دفتر اصلاح نے اسمیں سے حسب ذیل رسالوں کو علحدہ شایع کیا کہ جو شخص ۵ سالانہ بھی نہ دے سکتا ہو کہ الشمس خریدے وہ حد السارق حصہ اول تقدیس القرآن حصہ اول کشف الظلمات حصہ اول خرید کر اپنے قلب کو مسرور کر سکتا ہے جس سے مذہب شیعہ کی حقیقت مثل آفتاب نمایاں ہو یہ رسالے تعداد میں بہت کم ہیں غالباً سو نسخہ بھی نہ ہوں لہذا اگر فوراً طلب کیا تو ملنا مشکل ہے

عزاداری عاشورہ پر جو مخالفین کے روزمرہ حملے ہوتے ہیں۔ اوسکے لئے دفتر اصلاح نے تحقیق صوم عاشورہ بجواب اشتہار امرتسری فلسفہ شہادت بشرح تحریر مسٹر مارسیون حکیم جرمنی مفت شایع کیا کہ جو لوگ خریدار اصلاح نہیں ہیں وہ اسکو مفت طلب کرکے ترویج عزاداری امام مظلوم میں کوشاں ہوں۔

لہذا خریداران اصلاح کو معلوم ہو تحقیق صوم عاشورہ فلسفہ شہادت بقیمت ملسکتا ہے بلا قیمت اونکا حق ہے جو ادا ... خریدار اصلاح نہیں ہیں

اطلاع ضروری

جن حضرات کا چندہ اصلاح ابھی تک وصول نہیں ہوا ۱۵ رمضان تک ویلیو جائیگا مگر خریداران اصلاح پر لازم ہے کہ وہ اطلاع دیں اصلاح مع تنقید بخاری لینگے جسکا چندہ ۲ہ ہوگا یا بلا تنقید جسکا چندہ وہی ۱ہ رہے گا۔ اگر چندہ نہ آیا یا کوئی اطلاع نہ ملی تو ۲ہ کا ویلیو پے ایبل روانہ ہوگا۔

منیجر اصلاح

سید نظیر حسین پرنٹر پبلشر